وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

تیسیر القرآن

قرآنِ مجید کی تفسیر کو واضح کرنے والا آسان ترین عام فہم ترجمہ

مع

تشریحی فوائد

ترجمہ پڑھتے جاؤ اور مفہوم سمجھتے جاؤ

جلد ثانی

از سورۂ یونس تا سورۂ عنکبوت ختم

از

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی

خادمِ تفسیر و حدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات، انڈیا

وخادمِ حدیث شریف: جامعہ دار الاحسان بارڈولی، سورت، گجرات، انڈیا

ناشر نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب : تیسیر القرآن، قرآنِ مجید کا آسان ترین ترجمہ (جلد ثانی)

مترجم : مفتی محمود صاحب حافظی دامت برکاتہم

صفحات : 512

ناشر : نورانی مکاتب

کیفیت : چوتھا تصحیح واضافہ شدہ ایڈیشن ۲۰۲۳ء

www.nooranimakatib.com

ملنے کے پتے

نورانی مکاتب 8140902756

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات 9913319190

مدرسہ گلشنِ خدیجۃ الکبریٰ، اون، سورت 9898371086 9714814566

دارالمکاتب کاپودرا 9824289750 9712005458

مولانا صدیق احمد ابن مفتی محمود صاحب حافظ جی، مدرسہ فاطمۃ الزہراء، دیسائی نگر، مریم مسجد، بارڈولی، سورت، گجرات 9157174772

مولانا بلال صاحب گورا گودھرا 9726293096

سُورَةُ يُونُس

(مكية)

سورۂ یونس

یہ سورت مکی ہے، اس میں ایک سونو (۱۰۹) آیتیں ہیں، سورۂ اسراء کے بعد اور سورۂ ہود سے پہلے اکیاون (۵۱) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت کی آیت نمبر (۸۱): حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو آدمی رات کو بستر پر لیٹ کر اس آیت کو پڑھ لے تو جادوگروں کا جادو اس پر نہیں چلے گا اور جس پر پہلے سے جادو ہوا ہو اس پر لکھ دیا جائے تو جادو ختم ہو جائے گا۔

حضرت یونس بن متی علیہ السلام: بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں، نینویٰ (عراق) کے علاقے میں ہدایت کے لیے بھیجے گئے، آپ کی امتِ دعوت میں ایک لاکھ سے زائد لوگ تھے، تقریباً چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے؛ اسی لیے آپ ذوالنون کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آیاتها ١٠٩	(١٠) سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ (٥١)	رُكُوْعَاتُهَا ١١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ
اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔ قَالَ
الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ② اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ
سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الر، یہ حکمت سے بھری ہوئی کتاب کی آیتیں ہیں ﴿۱﴾ کیا (مکہ کے) لوگوں کو تعجب ہو رہا ہے کہ ہم نے انھی میں سے ایک آدمی کی طرف وحی بھیجی: یہ کہ تم لوگوں کو (نافرمانی کرنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈراؤ اور ایمان والوں کو تم خوش خبری سنا دو کہ: ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچا پایہ ہے① تو کافر لوگ (یہ) کہنے لگے کہ: یہ (آدمی) تو کھلم کھلا جادوگر ہے ﴿۲﴾ یقیناً تمھارے رب اللہ تعالیٰ ہیں، جنھوں نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) عرش پر قائم ہوئے، وہی (اللہ تعالیٰ ہر) کام کا انتظام کرتے ہیں②، کوئی بھی (اللہ تعالیٰ کے سامنے) سفارش نہیں کر سکتا؛ مگر اس کی اجازت کے بعد (سفارش ہو سکتی ہے) وہی اللہ تعالیٰ تمھارے رب ہیں، سو تم اسی کی عبادت کرو، کیا پھر بھی تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے (دھیان نہیں دیتے)؟ ﴿۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اونچا مرتبہ (انسان کی سعی اور ترقی کے لیے قدم ذریعہ ہے؛ اس لیے مجازی طور پر بلند مرتبہ اور ترقی کو عربی میں "قدم" اور اردو میں "بڑھتے قدم" کی تعبیر دیتے ہیں) "صدق" کا لفظ بتاتا ہے کہ جنت کے درجات لازوال ہیں، یقینی ہیں، دنیوی درجات اور ترقی کی طرح عارضی نہیں ہیں، اسی طرح جنت کے درجات صدق و اخلاص سے ملیں گے۔

② یعنی پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا؛ بلکہ تمام عالموں کا اور اس کی مخلوق کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، سب کا نظم ان کی قدرت میں ہے۔

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ

اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ۝۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ

لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

يَّعْلَمُوْنَ۝۵ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ۝۶

اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم سب کو واپس جانا ہے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ بالکل سچا ہے، یقیناً وہ (تمام) مخلوق کو شروع (یعنی پہلی مرتبہ) میں (بھی) پیدا کرتے ہیں اور وہی اس کو دوسری مرتبہ بھی پیدا کریں گے؛ تاکہ ایمان والوں کو اور نیک کام کرنے والوں کو انصاف سے (پورا) بدلہ دیویں اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے گرم، کھولتا ہوا پانی پینے کے لیے اور دردناک عذاب ہوگا؛ اس لیے کہ وہ لوگ (ایمان کا) انکار کرتے تھے ﴿۴﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے سورج کو چمک دار بنایا اور چاند کو روشن بنایا اور اس (یا ان) کے لیے منزلیں مقرر کردیں[1]؛ تاکہ تم سالوں کی گنتی کو اور حساب کو جان لو، اللہ تعالیٰ نے یہ سب چیزیں صحیح مقصد ہی کے لیے پیدا کی ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ اپنی) دلیلوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں سمجھ دار قوم کے واسطے ﴿۵﴾ یقیناً رات اور دن کے بدلنے میں[2] اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی پیدا کیا ہے اس میں تقویٰ والے لوگوں کے لیے (توحید کی بڑی) نشانیاں ہیں ﴿۶﴾

---

① مطلب: [۱] سورج اور چاند کی رفتار کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص حدیں مقرر فرمائی جن میں سے ہر ایک کو منزل کہا جاتا ہے [۲] وہ فاصلے جو سورج اور چاند خاص دنوں میں طے کرتے ہیں، مثلاً چاند کی ۲۸ / منزلیں ہیں، اس کے بعد ایک دو-دن وہ غائب رہتا ہے، سورج کی ۳۶۰ / یا ۳۶۵ / منزلیں ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) ایک کے بعد دوسرے کے آنے میں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ
اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ
النَّعِيْمِ ۝۹ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰

ع ١٠/٢

یقیناً جو لوگ (آخرت میں) ہماری ملاقات کی امید ہی نہیں رکھتے اور وہ دنیا کی زندگی سے راضی ہو گئے اور وہ اس پر مطمئن ہو گئے ① اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۷﴾ ایسے ہی لوگوں کے لیے ان کے کمائے ہوئے (برے) کاموں کی وجہ سے آگ ٹھکانہ ہوگا ﴿۸﴾ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور وہ نیک کام کرتے رہے ان کو ان کے ایمان کی وجہ سے ان کے رب (اس) منزل تک پہنچا دیں گے کہ نعمتوں سے بھرے ہوئے باغات میں ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی ﴿۹﴾ ان کی اس (جنت) میں دعا یہ ہوگی کہ ② اے اللہ! آپ تو (ہر عیب سے) پاک ہیں اور اس میں ایک دوسرے کی ملاقات کے وقت سلام بولیں گے ③ اور ان کی آخری بات یہ ہوگی ④ کہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو تمام عالموں کے رب ہیں ﴿۱۰﴾

---

① یعنی دنیا میں جی لگا کر بیٹھ گئے۔

② جنت میں کسی چیز کی چاہت کے اظہار کے لیے یہ اصطلاح بن جاوے گی، اس کے بولنے میں لذت بھی ہوگی، گویا صراحۃً کسی چیز کو مانگنے کی ضرورت نہ ہوگی، یا جنت میں داخلہ کے وقت بے ساختہ یہ جملہ بول اٹھیں گے۔

③ جنت میں "سلام" کا کلمہ بشارت کے طور پر ہے، دنیا میں دعا کے طور پر ہے۔

④ یا بات پوری کرتے وقت۔

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ
لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ
قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ
لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ
وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾

اور جس طرح لوگ بھلائی مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اگر اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں پر برائی بھیجنے میں جلدی کر دیتے① تو ان کی عمر (یعنی زندگی) کب سے ختم کر دی جاتی② سو جن لوگوں کو (آخرت میں) ہماری ملاقات کی امید ہی نہیں ہے ہم ان کو (ان کے حال پر) چھوڑے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی شرارت میں بھٹکتے پھرتے رہیں ﴿۱۱﴾ اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پہلو پر (سوکر) یا بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے (ہر حالت میں) ہم کو پکارتا ہے، پھر جب اس سے ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو وہ اس طرح چلا جاتا ہے جیسے خود کو پہنچنے والی تکلیف پر ہم کو پکارا ہی نہیں تھا③ اسی طرح حد سے آگے بڑھنے والے (یعنی بے باک) لوگوں کے لیے جو (برے) کام وہ کررہے ہیں خوش نما کر دیے جاتے ہیں ﴿۱۲﴾ اور پکی بات ہے کہ ہم نے تم سے پہلے بہت ساری جماعتوں کو ہلاک کر دیا، جب انھوں نے ظلم کیا؛ حالاں کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے؛ لیکن وہ ہرگز ایمان لانے والے نہیں تھے، گنہگار لوگوں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں ﴿۱۳﴾

---

① انسان غصے کی حالت میں مال اور اولاد کے لیے بددعا کر ڈالتا ہے، اسی طرح آخرت کے منکرین عذاب کو فوری طلب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو جلد قبول نہیں فرماتے، یہ بھی نوازش ہے، ورنہ تباہی جلد آجاوے۔

② (دوسرا ترجمہ) تو ان کا (عذاب کا) وعدہ کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا۔ (لیکن ایسی جلد بازی اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے؛ تا کہ سرکش لوگ گمراہی میں بھٹکتے رہیں اور ان پر حجت تام ہو جائے اور جو سمجھ سے کام لینا چاہتے ہوں انھیں راہِ راست پر آنے کا موقع مل جائے)۔

③ یعنی ایسا بے تعلق ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ⑭ وَاِذَا تُتْلٰى
عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ
قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ
اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑮ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ
اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ⑯ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ⑰

پھر ہم نے ان کے بعد تم کو زمین میں نائب بنایا①؛ تاکہ ہم دیکھ لیویں کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو؟﴿۱۴﴾ اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو جو لوگ (آخرت میں) ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے ہیں وہ (تم سے) کہنے لگتے ہیں کہ: اس (قرآن) کے سوا کوئی دوسرا قرآن ہمارے پاس لے آؤ یا اس (قرآن) میں تبدیلی کر دو (اے نبی! ان کو جواب میں) تم کہہ دو کہ: مجھے حق نہیں ہے کہ میں اس (قرآن) کو اپنی طرف سے بدل دوں، میں تو اپنے اوپر جو وحی آتی ہے صرف اسی کی اتباع کرتا ہوں②، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں﴿۱۵﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو میں اس (قرآن) کو تمھارے سامنے نہ پڑھتا اور تم کو اس (قرآن) سے واقف بھی نہ کراتا③، سو پکی بات ہے کہ میں اس (قرآن کے اترنے) سے پہلے بھی (اپنی) عمر کا ایک حصہ تمھارے درمیان میں رہ چکا ہوں، کیا پھر بھی تم (اتنی بات بھی) سمجھتے نہیں ہو؟﴿۱۶﴾ سو اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھوٹا بتاوے، یقیناً گنہگار کامیاب نہیں ہوتے﴿۱۷﴾

①(دوسرا ترجمہ) آباد کر دیا۔ ②معلوم ہوا کہ: [۱] نبی مختار کل نہیں ہے [۲] نبی کو بھی قرآن میں تبدیلی کا حق حاصل نہیں [۳] نبی کو بھی عین وحی کا اتباع کرنا لازم ہے۔

③(دوسرا ترجمہ) اور نہ تو (اللہ) تم کو اس سے واقف کراتے (تیسرا) میں تم کو اس کی خبر نہ دیتا۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا
عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝١٨ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ
مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝١٩ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ
رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝٢٠ ع ١٠/٧

وہ (مشرک) لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نقصان بھی نہیں پہنچا سکتی اور ان کے نفع کی بھی مالک نہیں ہے اور (اوپر سے کافر لوگ) یہ بھی کہتے ہیں کہ: یہ سب (بت) اللہ تعالیٰ کے یہاں ہماری سفارش کرنے والے ہیں (اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو: کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز بتلا رہے ہو جس (کے موجود ہونے) کی اللہ تعالیٰ کو نہ آسمانوں میں خبر ہے اور نہ زمین میں؟ اس کی ذات تو (ہر عیب سے) پاک ہے اور جو چیز وہ (کافر) شریک بتلاتے ہیں اس سے وہ (اللہ تعالیٰ) دور ہیں ﴿١٨﴾ اور تمام انسان پہلے ایک ہی دین (یعنی توحید) پر تھے ① پھر وہ (یعنی بعض لوگ) جدا ہو گئے ② اور اگر تمہارے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی ③ تو جس معاملے میں وہ لوگ (آپس میں) اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ ان کے درمیان (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا ﴿١٩﴾ اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ: اس (نبی) پر اس کے رب کی طرف سے (جیسی وہ کافر کہتے ہیں ویسی) کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی؟ تو تم (جواب میں) کہہ دو کہ: غیب کی باتیں تو صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں ④، سو تم انتظار کرو ⑤، یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿٢٠﴾

---

① انسانیت پر ایسے دور رہے ہیں جب تمام توحید پر تھے۔ ② توحید سے ہٹ کر مشرک ہو گئے۔
③ کہ پورا عذاب دنیا میں نہیں، آخرت میں دیا جائے گا۔
④ (دوسرا ترجمہ) غیب کی باتیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔
⑤ کہ تم جو چاہتے ہو کہ تمہاری مرضی کے مطابق نشانیاں آ دیں وہ چاہت پوری ہوتی ہے یا نہیں اس کا انتظار کرو۔

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِيٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ اللّٰهُ
أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ ۖ حَتّٰىٓ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَآءَتْهَا
رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ
مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ أَنجٰهُمْ
إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰىٓ أَنفُسِكُم ۖ

اور لوگوں کو تکلیف پہنچنے کے بعد جب ہم ان کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو (اس پر شکر کرنا چاہیے؛ لیکن) وہ لوگ اسی وقت ہماری آیتوں کے بارے میں چال بازی (یعنی شرارت یا حیلہ) کرنا شروع کر دیتے ہیں، تم (ان کو) کہو کہ: اللہ تعالیٰ بہت جلدی شرارت کی سزا دینے والے ہیں①، یقیناً جو حیلے تم کرتے ہو وہ ہمارے فرشتے لکھ لیتے ہیں ﴿۲۱﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جو تم کو خشکی میں (بھی) اور سمندر میں (بھی) سفر کراتے ہیں②، یہاں تک کہ جب تم کشتی میں (بیٹھے ہوئے) ہوتے ہو اور وہ (کشتیاں) اچھی (یعنی موافق) ہواؤں کے ذریعہ لوگوں کو لے کر (پانی پر) چلتی ہیں اور وہ (بیٹھنے والے) لوگ بھی اس (ہوا) سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ (اچانک) اس کشتی پر تیز ہوا (یعنی آندھی) آجاتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں آنے لگتی ہیں اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ہر طرف سے گھر چکے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ ہی پر خالص اعتقاد کر کے پکارنے لگتے ہیں: (اے اللہ!) اگر آپ ہم کو اس (مصیبت) سے چھٹکارا دے دیں گے تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں ہو جائیں گے ﴿۲۲﴾ پھر جب وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو بچا لیتے ہیں تو پھر زیادہ وقت گزرتا نہیں کہ وہ زمین میں ناحق شرارت کرنے لگتے ہیں، اے لوگو! تمھاری شرارت کا وبال تمھارے اوپر ہی پڑنے والا ہے،

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ (اس سے بھی) جلدی کوئی حیلہ بنا سکتے ہیں۔

② اس دور کے رواج کے مطابق سفر۔

مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا
مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ
النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ
قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ
بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

(ابھی تو) دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھالو، پھر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر واپس آنا ہے، پھر ہم تم کو جو کام تم لوگ کرتے تھے ان کی حقیقت بتلادیں گے[۱] ﴿۲۳﴾ یقیناً دنیا کی زندگی کی حالت ایسی ہے جیسے کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس (بارش کے پانی) کے ذریعہ زمین سے اگنے والی چیزیں -جس کو انسان اور چوپائے کھاتے ہیں- خوب گھنی ہو کر نکلیں، یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی رونق خوب اچھی حاصل کر لی اور مزین ہوگئی اور اس (زمین یا کھیت) کے مالکوں نے یہ خیال کیا کہ اب وہ (زمین کی کھیتی) پوری طرح ان کے (یعنی ہمارے) قابو میں ہے[۲] تو (اچانک) اس (کھیتی) پر رات یا دن میں ہماری طرف سے حکم (یعنی کوئی حادثہ) آ گیا، پھر ہم نے اس (کھیتی) کو کاٹ کر[۳] ایسا بنادیا کہ لگتا تھا کہ کل یہاں کچھ اگا ہی نہیں تھا[۴]، اسی طرح جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے ہم آیتوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ﴿۲۴﴾ اور اللہ تعالیٰ (تم کو) سلامتی کے گھر (یعنی جنت) کی طرف بلاتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں سیدھے راستے پر پہنچادیتے ہیں[۵] ﴿۲۵﴾

---

① یعنی اس پر اچھا بدلہ یا سزا دیں گے۔
② اور ہم جب چاہیں کھیتی کاٹ لیں گے۔
③ (دوسرا ترجمہ) پھر ہم نے اس کو کاٹ کر ڈھیر کر ڈالا (تیسرا) کٹا ہوا ڈھیر کر ڈالا۔
④ یعنی کھیتی کاٹ لینے کے بعد جو منظر ہوتا ہے کہ زمین سپاٹ نظر آتی ہے۔
⑤ یعنی سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دیتے ہیں۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ
ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ
اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا
تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٨﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿٢٩﴾

جن لوگوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے بہترین حالات ہیں[1] اور (اس سے بھی) زیادہ (ملے گا) اوران کے چہروں پر نہ تو سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی، وہی لوگ جنت والے ہیں، وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿٢٦﴾ اور جن لوگوں نے برائیاں کمائی تو برائی کا بدلہ اسی (برائی) جیسا ہوگا اور ان پر رسوائی چھائی ہوئی ہوگی (اور) ان کو اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں ہوگا، ایسا لگے گا کہ ان کے چہرے اندھیری راتوں کے ٹکڑوں (یعنی تہوں) سے ڈھانپ دیے گئے ہیں، یہ لوگ جہنم والے ہیں، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿٢٧﴾ اور جس دن ہم ان سب (کافروں) کو جمع کرکے لائیں گے، پھر ہم مشرکوں سے کہیں گے کہ: تم اور جن کو تم نے (اللہ تعالیٰ کا) شریک مانا تھا اپنی جگہ پر ذرا ٹھہر جاؤ[2]، پھر ہم ان کے درمیان میں (عابد اور معبود کا) جو تعلق (دنیا میں) تھا وہ ختم کردیں گے اور ان کے شریک (یعنی باطل معبود) کہیں گے: تم تو ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے ﴿٢٨﴾ سو اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمھارے درمیان گواہی کے لیے کافی ہے کہ ہم کو تو تمھاری (ہمارے لیے) عبادت کی بالکل خبر ہی نہیں تھی[3] ﴿٢٩﴾

---

① اچھے اعمال کرنے والوں کا دنیا آخرت میں اچھا حال ہوگا۔ یعنی آخرت میں جنت بھی ہوگی اور دیدارِ الٰہی بھی۔
② تاکہ تم کو دنیا میں بتوں کے متعلق جو عقیدت تھی اس کی حقیقت معلوم کرائی جائے۔
③ بت بے جان ہے ان کی کوئی عبادت کرتا ہے تو ان کو پتہ بھی نہیں چلتا اور قیامت میں جب اللہ تعالیٰ ان کو بولنے کی طاقت دیں گے تو بت کہیں گے: اگر کافر ہماری عبادت کرتے تھے تو ہم کو ان کی خبر ہی نہیں تھی۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا
النصف ع ٣ ١٠ ٨ كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۝۳۰ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ
الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۝۳۱ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ
الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۖۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ۝۳۲ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا
اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۝۳۳ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۝۳۴

اُس موقع پر ہر شخص جو اعمال بھی اس نے پہلے کر لیے ہیں اس کو پرکھ لے گا اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دیے جائیں گے جو ان کے حقیقی مالک ہیں اور جو جھوٹے معبود وہ بنایا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب (یعنی گم) ہو جائیں گے ﴿۳۰﴾

تم (ان سے) پوچھو: کون تم کو آسمان اور زمین سے روزی پہنچاتا ہے؟ یا کون (تمھارے) کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور کون مردے سے زندہ کو نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو کاموں کی تدبیر (یعنی انتظام) کرتا ہے؟ تو وہ (کافر لوگ) بھی فوراً جواب دیں گے کہ: اللہ تعالیٰ ہی (تمام کام کرتے ہیں) تو تم (ان سے) کہو کہ: پھر تم (شرک سے) کیوں نہیں ڈرتے؟ ﴿۳۱﴾ سو یہی اللہ تعالیٰ تمھارے سچے رب ہیں، سو حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا (باقی) رہ جاتا ہے، پھر تم (صحیح راستے سے) کہاں پھرے جا رہے ہو؟ ﴿۳۲﴾ اسی طریقے سے ان نافرمانوں کے بارے میں تمھارے رب کی بات ثابت (یعنی پوری) ہو کر رہی کہ وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے ﴿۳۳﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: جن کو تم نے (اللہ تعالیٰ کا) شریک مانا ہے کیا ان میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہو، پھر (مرنے کے بعد) اس کو دوسری مرتبہ (بھی) پیدا کرے گا؟ تو (جواب میں) کہو کہ: اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتے ہیں، پھر اس (مخلوق) کو دوسری مرتبہ بھی پیدا کریں گے، پھر کہاں سے تم (حق سے) الٹے پھرے جاتے ہو؟ ﴿۳۴﴾

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ یَهْدِیْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ یَّهْدِیْٓ اِلَی
الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْٓ اِلَّآ اَنْ یُّهْدٰی ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵ وَمَا
یَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا
یَفْعَلُوْنَ ۝۳۶ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ
یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۳۷ ۫ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۳۸

(اے نبی!) تم (ان مشرکوں سے) کہو: تمھارے شریکوں میں کیا کوئی ایسا ہے جو صحیح راستہ بتاتا ہو؟ (پھر)
تم (جواب میں) کہو کہ: اللہ تعالیٰ ہی صحیح راستہ بتلاتے ہیں، کیا بھلا جو صحیح راستہ بتلاتا ہو وہ اس بات کا
زیادہ حق دار ہے کہ اس کی بات مانی جائے یا وہ (زیادہ حق دار ہے) کہ جب تک اس کو راستہ نہ بتلایا
جاوے وہاں تک وہ خود راستہ پا نہ سکے، پھر تم کو کیا ہو گیا، تم کیسے فیصلے (یعنی انصاف) کرتے ہو؟[1]
﴿۳۵﴾ ان (مشرکوں) میں سے زیادہ لوگ اٹکل (یعنی گمان یا خیالات) پر ہی چلتے ہیں، یقینی بات
ہے کہ حق کے مقابلے میں اٹکل (یعنی وہم) کی باتیں ذرا بھی فائدہ نہیں دیتی، جو کام بھی وہ کرتے ہیں
یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو پوری طرح جانتے ہیں ﴿۳۶﴾ اور یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی
نے اس کو (اپنی طرف سے) گھڑ (یعنی بنا) لیا ہو؛ بلکہ یہ (قرآن) تو اس سے پہلے کی (اتری ہوئی)
وحی کو سچا بتلاتا ہے اور (اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں) جو باتیں لکھ دی ہیں ان کی تفصیل کرتا ہے[2] اس
میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ تمام عالموں کے رب کی طرف سے آیا ہوا ہے ﴿۳۷﴾ کیا وہ (کافر) یہ
کہتے ہیں کہ: اس (نبی) نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے؟ تو تم (ان کو جواب میں) کہو کہ: تم بھی اس (قرآن)
جیسی ایک سورت بنا کر لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس کو بھی تم بلا سکتے ہو بلا لو، اگر تم سچے ہو[3] ﴿۳۸﴾

---

① کہ توحید چھوڑ کر شرک اپناتے ہو۔ ② (دوسرا ترجمہ) اور (پچھلی) کتابوں میں لکھے ہوئے (اجمالی احکام) کی تفصیل
کرتا ہے (تیسرا) اور ضروری احکام کی تفصیل بیان کرتا ہے۔
③ آج تک کوئی قرآن جیسی آیت نہیں بنا سکا اور حال میں بھی بنا نہیں سکتا اور آئندہ بھی نہیں بنا سکے گا۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا
يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع
وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾

بلکہ (حقیقت تو ایسی ہے کہ) جو بات پوری طرح ان (کافروں) کی سمجھ میں نہیں آئی اس (بات) کو انھوں نے جھٹلا دیا[1] اور ابھی تک اس (قرآن کو جھٹلانے) کا انجام (یعنی عذاب) ان کے سامنے نہیں آیا[2]؛ (بالکل) اسی طرح (بغیر تحقیق) ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا، سو ظلم کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا وہ تم دیکھو ﴿۳۹﴾ اور ان (مکہ کے کفار) میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس (قرآن) پر آئندہ ایمان لائیں گے اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائیں گے اور فساد کرنے والوں کو تمھارے رب خوب اچھی طرح جانتے ہیں[3] ﴿۴۰﴾

اور اگر وہ (کافر لوگ) تم کو جھٹلا دیویں تو تم (ان کو) کہہ دو کہ: میرے لیے میرا (توحید والا) عمل ہے اور تمھارے لیے تمھارا (کفر والا) عمل ہے، میں جو عمل کرتا ہوں تم اس کے ذمے دار نہیں ہو اور تم جو عمل کرتے ہو میں اس کا ذمے دار نہیں ہوں ﴿۴۱﴾ اور ان (کافروں) میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو تمھاری بات (ظاہر میں) دھیان سے سنتے ہیں[4]، تو کیا تم (قرآن) بہروں کو سنا سکتے ہو، چاہے وہ سمجھتے نہ ہوں (تب بھی)[5]؟ ﴿۴۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) بلکہ حقیقت تو ایسی ہے کہ جس بات کو سمجھنے پر ان کو قابو حاصل نہیں ہوا اس بات کو انھوں نے جھٹلا دیا۔
② (دوسرا ترجمہ) ابھی تک تو اس (قرآن) کی تفسیر (یعنی مطلب یا پیشین گوئی) ان کے دماغ میں نہیں اتری۔
③ اللہ تعالیٰ کی زمین پر کفر و شرک کرنا سب سے بڑا فساد ہے۔
④ اور دل میں حق کی طلب اور ایمان کا ارادہ ہی نہیں ہے؛ اس لیے سننے کے باوجود بہروں کی طرح ہیں۔
⑤ بہت سے انسان کوئی بات سن نہیں پاتے؛ لیکن سمجھ ضرور لیتے ہیں؛ لیکن یہاں دونوں چیز کی نفی کر دی گئی کہ وہ نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ۝۴۳ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۝۴۴ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۝۴۵ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ۝۴۶

اور ان (کافروں) میں سے کچھ ایسے ہیں جو (ظاہرا) تمھاری طرف دیکھتے ہیں، تو کیا تم اندھوں کو راستہ دکھا سکتے ہو① چاہے ان کو (کوئی چیز) سوجھتی نہ ہو؛② ﴿۴۳﴾ یقین رکھو اللہ تعالیٰ لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتے؛ لیکن لوگ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے ہیں③ ﴿۴۴﴾ اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو جمع کریں گے تو ان کو ایسا لگے گا کہ (دنیا یا قبر میں) دن کی ایک گھڑی بھر بھی وہ ٹھہرے نہیں ہیں، وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے④ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا پکی بات ہے کہ وہ لوگ نقصان میں ہوں گے اور وہ لوگ سیدھے راستے پر نہیں تھے⑤ ﴿۴۵﴾ اور جس (عذاب) کی ہم نے ان (کافروں) کو دھمکی دی ہے⑥ ان میں سے بعض (عذاب) اگر ہم تم کو (تمھاری زندگی میں) دکھا دیں یا (اس دھمکی کے پورا ہونے سے پہلے) ہم تمھاری روح قبض کر لیویں، تو ہماری طرف ان کو واپس آنا ہے، پھر جو کام وہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہے⑦ ﴿۴۶﴾

---

① عقل کا اندھا ہونا مراد ہے۔② (دوسرا ترجمہ) دکھائی نہ دیتی ہو۔
③ نافرمانی اپنی جان پر ظلم ہے۔
④ لیکن ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکیں گے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا اور وہ لوگ سیدھے راستہ پر نہیں تھے وہی لوگ نقصان میں ہوں گے۔
⑥ اور جو وعدے ہم نے ان سے لیے ہیں چاہے ان میں سے بعض (وعدے) تمھاری زندگی میں ہم تم کو دکھا دے یا ان وعدوں کے پورا ہونے سے پہلے آپ کی عمر پوری ہو جائے۔ وعدہ سے مراد اسلام کا غلبہ، کافروں کو سزا وغیرہ۔
⑦ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس پر شاہد ہیں (لہٰذا ان کو سزا ہو گی)۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝٤٧
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝٤٨ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا
نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا
يَسْتَقْدِمُوْنَ۝٤٩

اور ہر امت کے لیے ایک رسول (بھیجا گیا) ہے①، سو جب (ان کے پاس) ان کے رسول پہنچ جاتے ہیں (پھر بھی ایمان نہ لاوے تب) تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے② اور ان لوگوں پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا ﴿۴۷﴾ اور وہ (کافر) لوگ کہتے ہیں کہ: یہ (اللہ تعالیٰ کے عذاب کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) ﴿۴۸﴾ (اے نبی!) تم (جواب میں) کہہ دو کہ: میں اپنی ذات کے لیے نقصان (کو دور کرنے کا) اور نفع (کو حاصل کرنے) کا اختیار نہیں رکھتا؛ مگر اللہ تعالیٰ جتنا چاہے، ہر (نافرمان) امت کے لیے ایک وقت (عذاب کا) مقرر ہے، جب ان کا وقت آجاتا ہے تو وہ ایک گھڑی پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتے اور (ایک گھڑی) آگے بھی نہیں بڑھ سکتے ﴿۴۹﴾

---

① آیت سے بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں ہر امت میں رسول بھیجے گئے؛ حالاں کہ زمانۂ فترت (جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک پانچ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزرا ہے) میں نہ ان کے پاس رسول آئے اور نہ وہ ہلاک ہوئے؟ جواب: (۱) رسول کے لیے ہر وقت رہنا ضروری نہیں، رسول کی دعوت کا موجود رہنا رسول کے رہنے کی طرح ہے (۲) دوسرے نبی کے آنے تک پہلے ہی نبی کا دور باقی سمجھا جائے گا (۳) زمانۂ فترت میں دعوت میں کمزوری تو آجاتی ہے؛ لیکن دعوت بالکل ختم نہیں ہوجاتی (۴) یہاں جس امت کو ہلاک کرنا منظور ہوتا ہے اس کے بارے میں قاعدہ بیان کیا گیا کہ جب تک کسی رسول کے ذریعے ڈرا کر اتمامِ حجت نہ کرلی جائے تب تک اللہ تعالیٰ کسی بھی قوم کو عذاب سے ہلاک نہیں کرتے (۵) عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی رسول مبعوث نہیں ہوئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے اور مکہ کے کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں بدر وغیرہ میں عذاب میں مبتلا کیا (۶) بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ جن کو دعوت نہیں پہنچ سکی ان کو عذاب نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

② رسول کو نہ ماننے پر دنیا میں سزا کا اور آخرت میں عذاب کا فیصلہ۔

نوٹ: رسول کی آمد یہ عذاب کا سبب نہیں ہے؛ بلکہ ان کا رسول کی بات کو انکار کرنا یہ عذاب کا سبب ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ۝۵۰

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ۝۵۱ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ

ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ۝۵۲ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ

اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕۚ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ۝۵۳ ع ۵/۱۰

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝۵۴

(اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو کہ: تم بتاؤ! اگر تمھارے پاس اللہ تعالیٰ کا عذاب رات کے وقت آجاوے یا دن کے وقت (آجاوے) تو وہ (عذاب) کونسی ایسی (شوق سے مانگنے کی) چیز ہے جس کی گنہگار لوگ جلدی مچا رہے ہیں① ﴿۵۰﴾ کیا پھر جب وہ (عذاب) آپڑے گا تب تم اس کو مانو گے؟ (تب ان کو کہا جاوے گا) اب (تم اس عذاب کو) مانتے ہو؛ حالاں کہ تم اس کو (مذاق میں) جلدی مانگا کرتے تھے ﴿۵۱﴾ پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ: تم ہمیشہ کا عذاب چکھتے رہو، تم جو کماتے تھے اسی کی سزا تم کو دی جارہی ہے ﴿۵۲﴾ اور وہ (کافر لوگ) تم سے (تعجب اور انکار سے) پوچھتے ہیں کہ: (آخرت میں جہنم کا عذاب) کیا وہ حقیقت میں سچی بات ہے؟ تو تم (جواب میں) کہہ دو: ہاں! میرے رب کی قسم! وہ تو بالکل سچی بات ہے اور تم کسی طرح بھی (اللہ تعالیٰ کو) تھکا نہیں سکو گے ﴿۵۳﴾

اور (وہ عذاب ایسا خطرناک ہوگا کہ) اگر ہر ظلم کرنے والے شخص کے لیے زمین کی تمام دولت بھی ہووے تو وہ اس کو (اپنی جان چھڑانے کے لیے) فدیہ میں دے دیوے② اور وہ لوگ جب عذاب کو دیکھ لیں گے تو اپنی ندامت کو چھپائیں گے③ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۵۴﴾

---

① مذاق کے طور پر عذاب کی جلدی مچاتے تھے ② وہاں کوئی خزانہ ہوگا ہی نہیں اور بالفرض ہو تو عذاب کے بدلے لیا ہی نہیں جاوے گا
③ جب بے ایمانوں کو ندامت ہوگی تو دیکھنے والے مذاق نہ اڑائیں اس لیے وہ چھپانے کی کوشش کریں گے؛ لیکن وہ ندامت ایسی شدید ہوگی کہ وہ لوگ ضبط نہیں کر سکیں گے اور ندامت ظاہر ہو ہی جاوے گی۔ "اَسَرُّوْا": کا دوسرا ترجمہ "ندامت کو ظاہر کرنا" ہے۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ

سن لو! آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، سنو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو سچا ہے؛ لیکن ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۵۵﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) زندگی دیتے ہیں اور موت دیتے ہیں اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم لوٹا دیے جاؤ گے ﴿۵۶﴾ اے لوگو! پکی بات یہ ہے تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے ایک نصیحت [۱] آچکی اور دلوں میں جو بیماری ہے [۲] اس کے لیے شفا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان ہے [۳] ﴿۵۷﴾ (اے نبی!) تم (ان ایمان والوں سے) کہو: یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہوا ہے، سو اس (قرآن کے اترنے) پر ان (ایمان والوں) کو تو خوش ہونا چاہیے [۴]

---

① موعظت و وعظ: (۱) ایسی بات بیان کرنا جس کو سن کر انسان کا دل نرم ہو (۲) اللہ تعالیٰ کی طرف دل جھکے (۳) دنیا کی غفلت دور ہو (۴) آخرت کا فکر سامنے آجائے۔ من ربکم کی قید ہے، یعنی ہم جیسے عاجز مخلوق کی طرف سے یہ نصیحت نہیں ہے؛ بلکہ کمالِ قدرت والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نصیحت ہے۔ یعنی یہ وعظ قرآن کی شکل میں ربِ کریم کی طرف سے ہے، جو تمھاری کامل تربیت کے لیے وعظ نازل فرمارہے ہیں۔

② روحانی- جسمانی، ظاہری- باطنی تمام بیماریوں سے شفا ہے۔

③ رحمت سے مراد: (۱) قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کی توفیق۔

④ (دوسرا ترجمہ) آپ ان (ایمان والوں) سے کہہ دیجیے کہ: (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ کے اس انعام اور اس کی رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔ اللہ کے فضل اور رحمت سے کیا مراد ہے؟: [۱] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کے فضل سے مراد قرآن ہے، اور رحمت سے مراد یہ ہے کہ تم کو قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی (روح المعانی)۔ [۲] فضل سے مراد قرآن اور رحمت سے مراد اسلام ہے۔ [۳] فضل سے مراد قرآن اور رحمت سے مراد نبیِ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ [۴] فضل سے مراد ایمان ہے اور رحمت سے مراد قرآن ہے۔ [۵] فضل اسلام ہے، اور اللہ کی رحمت یہ ہے کہ اللہ نے اسلام کو ہمارے دلوں میں محبوب بنا دیا۔ [۶] اللہ کا فضل اسلام ہے اور اللہ کی رحمت رسول اللہ ﷺ کی سنت۔

خلاصہ: انسان کو ایمان، اسلام، قرآن، سنت کی دولت مل جائے یہ حقیقت میں خوش ہونے کی چیز ہے۔

هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ
حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا ع ۶ ۱۱
كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ

یہ بہتر ہے (دنیا کے) اس (مال) سے جس کو وہ لوگ جمع کیا کرتے ہیں ﴿۵۸﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: بھلا تم بتاؤ! اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے جو روزی اتاری سو تم نے (خود) اس میں سے بعض (چیزوں) کو حرام (کردیا) اور بعض (چیزوں) کو حلال کردیا تو تم کہو کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا یا تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت باندھتے ہو؟ ﴿۵۹﴾ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت باندھتے ہیں قیامت کے دن کے بارے میں ان لوگوں کا کیا خیال ہے؟ ① یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل والے ہیں ②؛ لیکن ان میں اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا نہیں کرتے ③ ﴿۶۰﴾

اور (اے نبی!) تم جس حالت میں بھی ہوتے ہو اور (ایک حالت یہ ہے کہ) قرآن کا جو حصہ بھی تم پڑھتے ہو ④ اور (اے لوگو!) تم جو کام بھی کرتے ہو تو جس وقت تم اس (کام) میں مشغول ہوتے ہو ⑤ ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں ⑥،

① کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت آوے گی ہی نہیں؛ اس لیے وہ بالکل ڈرتے ہی نہیں؟ حالاں کہ قیامت آئے گی اور ان کو سزا ہو کر رہے گی۔ ② کہ فوراً سزا نہیں دیتے؛ بلکہ ڈھیل دیتے ہیں کہ انسان توبہ کرلے گا۔
③ یعنی قدر کرتے تو توبہ ضرور کرلیتے۔
④ (دوسرا ترجمہ) آپ کہیں سے بھی قرآن پڑھتے ہو۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) جس وقت تم اس کام کا کرنا شروع کرتے ہو۔
⑥ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حالت پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نظر؛ گویا اللہ تعالیٰ کی کامل حفاظت آپ کو حاصل ہے۔ اس آیت میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا بیان ہے؛ کیوں کہ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احوال خصوصیت کے ساتھ اللہ کی نظر میں ہونے کا بیان ہے۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ

وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا

تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ

جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾

اور تمھارے رب سے کوئی بھی چیز ذرا برابر بھی چھپی ہوئی نہیں ہے، نہ تو زمین میں، نہ تو آسمان میں اور نہ تو اس (ذرّے) سے چھوٹی اور نہ (اس ذرے سے) بڑی چیز؛ مگر وہ کھلی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں (لکھی ہوئی) موجود ہے① ﴿٦١﴾ سن لو کہ! اللہ تعالیٰ کے جو دوست ہیں② ان پر کوئی خوف نہیں اور وہ غمگین (بھی) نہیں ہوں گے③ ﴿٦٢﴾ جو ایمان لائے اور ڈرتے رہتے ہیں ﴿٦٣﴾ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوش خبری ہے④، اللہ تعالیٰ کی باتیں بدلتی نہیں ہیں، یہی وہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿٦٤﴾ اور ان (کافروں) کی (بنائی ہوئی) باتوں کی وجہ سے تم کو غم نہ ہو، یقین رکھو کہ عزت تو سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہی (اللہ تعالیٰ) بڑے سننے والے، بڑے جاننے والے ہیں ﴿٦٥﴾

---

① اللہ تعالیٰ کے علم اور احاطے کی وسعت کا بیان ہے۔
② اولیاء اللہ کی تعریف: وہ ہیں کہ اللہ کی یاد کے ساتھ ان کی یاد آجائے اور ان کو یاد کرتے ہی اللہ یاد آجائے جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آجائے، جن کا ہر عمل خالص اللہ کے لیے ہو، کوئی دنیوی غرض اس میں شامل نہ ہو۔
③ دنیا و آخرت کا غم نہیں۔ دنیوی مقاصد کے فوت ہونے کا جو غم عام انسانوں میں ہے وہ ان میں نہیں ہے یا دخولِ جنت کے بعد کوئی غم نہیں، معلوم ہوا کہ دخولِ جنت کے بعد سب مؤمن اولیاء اللہ کہلائیں گے؛ اس لیے کہ جنت غم کی جگہ نہیں۔
④ دنیوی زندگی میں خوش خبری یہ ہے: (۱) سچے خواب جو انسان خود دیکھے یا اس کے لیے کوئی اور دیکھے جس میں خوش خبری ہو (۲) عام مسلمان بغیر غرض کے اس سے محبت کریں اور اچھا سمجھیں (۳) عام مسلمان اس کی تعریف کرتے ہوں۔
اور آخرت کی خوش خبری یہ ہے: (۱) موت کے وقت فرشتے کی زبانی جنت کی بشارت (۲) قیامت میں قبر سے اٹھتے وقت جنت کی بشارت (۳) قبر سے الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن کہتے اٹھیں گے۔

أَلَآ إِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
شُرَكَآءَ ؕ إِنْ يَّتَّبِعُوْنَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ
لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا اتَّخَذَ
اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ؕ إِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ
سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ أَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾

سن لو! کہ آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا (اپنے مقرر کیے ہوئے) شریکوں کو پکارتے ہیں وہ کس چیز کی اتباع کر رہے ہیں[1]؟ وہ لوگ تو (بے حقیقت) خیال ہی پر چل رہے ہیں اور وہ لوگ تو صرف اٹکلیں دوڑاتے ہیں[2] ﴿٦٦﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے تمھارے لیے رات بنائی؛ تاکہ تم اس (رات) میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنا دیا[3] جو لوگ سنتے ہیں یقیناً ان کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ﴿٦٧﴾ وہ (کافر) کہنے لگے کہ: اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے، اس کی ذات تو (اولاد سے) پاک ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) غنی ہیں[4] آسمانوں میں جو کچھ ہے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اسی (اللہ تعالیٰ) کی مالکی میں ہے، تمھارے پاس اس (غلط) بات پر کوئی دلیل نہیں ہے، کیا تم اللہ تعالیٰ پر ایسی (جھوٹی) بات کہتے ہو جس کو تم جانتے ہی نہیں ہو؟ ﴿٦٨﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی بات باندھتے ہیں وہ لوگ کامیاب نہیں ہوں گے ﴿٦٩﴾

---

① یعنی شرک پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) وہ نرا جھوٹ بولتے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) دن کو ایسا (روشن) بنا دیا کہ (تم اس میں) دیکھ سکو۔

④ یعنی کسی کے محتاج نہیں ہیں۔

مَتَاعٌ فِي الدُّنۡيَا ثُمَّ اِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ ثُمَّ نُذِيۡقُهُمُ الۡعَذَابَ الشَّدِيۡدَ بِمَا كَانُوۡا
يَكۡفُرُوۡنَ۝٧٠ وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ نُوۡحٍ ۘ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكُمۡ ع
مَّقَامِيۡ وَتَذۡكِيۡرِيۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ فَاَجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ لَا
يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً ثُمَّ اقۡضُوۡۤا اِلَيَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ۝٧١ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَمَا
سَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ ؕ اِنۡ اَجۡرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ۝٧٢

دنیا میں تھوڑا سا فائدہ اٹھالینا ہے، پھر ان سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے، پھر ہم ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے، جو کفر وہ لوگ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہوگا[1] ﴿٧٠﴾

اور (اے نبی!) تم ان کے سامنے نوح (علیہ السلام) کی خبر پڑھ کر سناؤ جب (نوح نے) اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر میرا (تمھارے درمیان میں) رہنا[2] اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ذریعہ میرا نصیحت کرنا تم کو بھاری لگتا ہے، تو میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کر رکھا ہے، اب تم (مجھے تکلیف دینے کے لیے) اپنی تدبیر جمع کرلو اور تمھارے شریکوں کو بھی (جمع کرلو)[3]، پھر تم کو اپنی تدبیر میں کوئی شک نہ رہے[4]، پھر تم (کو) میرے خلاف (جو کرنا ہو) کر ڈالو اور مجھ کو ذرا بھی مہلت مت دو ﴿٧١﴾ پھر اگر تم نے منہ پھرا ہی لیا تو (اس کی وجہ سے میرا دنیوی اخروی کوئی نقصان نہیں ہے) میں (اس تبلیغ پر) تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا، میرا بدلہ تو (میرے) اللہ تعالیٰ ہی پر ہے اور مجھ کو تو حکم ہوا ہے کہ میں مسلمان بن کر رہوں ﴿٧٢﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) پھر ہم ان کے کفر کے بدلے سخت سزا کا مزا چکھاویں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) میرا (توحید کی دعوت لے کر کے) کھڑا ہونا۔
③ (دوسرا ترجمہ) تم اپنی کوئی تدبیر تمھارے اپنے شریکوں سے مل کر کے (میرے خلاف) پکی کرلو۔
④ (دوسرا ترجمہ) پھر وہ تدبیر تمھارے سامنے چھپی ہوئی نہ رہے (تیسرا) پھر تمھاری اس تدبیر کے بارے میں تم کو دل میں تنگی (گھٹن) نہ ہو (اس لیے کہ خفیہ تدبیر سے طبیعت میں گھٹن ہوتی ہے؛ اس لیے خفیہ تدبیر مت کرو جو کرنا ہو کھلم کھلا کرو)۔ اسی طرح بعض مرتبہ انسان کسی منصوبہ میں ناکام ہوتا ہے تو کہتا ہے میری فلاں تدبیر میں یہ کمی رہ گئی تھی؛ اس لیے ان کو کہہ دیا گیا کہ: اپنی تدبیر کو خوب اچھی طرح دیکھ لو، اس میں کوئی کمی نہ رہی ہو۔

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ۝٧٣ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى
قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ كَذٰلِكَ
نَطْبَعُ عَلٰي قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ۝٧٤ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ
وَمَلَا۟ىِٕهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ۝٧٥ فَلَمَّا جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا
قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ۝٧٦ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَكُمْ ۭ اَسِحْرٌ هٰذَا ۭ
وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ۝٧٧ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا

سو ان لوگوں نے نوح (علیہ السلام) کو جھٹلا دیا تو ہم نے نوح کو اور ان کے ساتھیوں[1] کو جو کشتی میں تھے ان سب کو (طوفان سے) بچا لیا اور ہم نے ان (بچنے والوں) کو (کافروں کی جگہ پر) آباد (قائم مقام) کر دیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ہم نے ان کو ڈبو دیا، سو جن کو (پہلے سے) ڈرا دیا گیا تھا ان کا انجام کیسا ہوا وہ تم دیکھ لو ﴿۷۳﴾ پھر ہم نے اس (نوح) کے بعد (مختلف) پیغمبروں کو ان کی اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا، سو وہ (پیغمبر) ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے، پھر بھی جس بات کو وہ پہلے سے جھٹلا چکے تھے اس کو ماننے کے لیے وہ تیار ہی نہیں ہوئے، حد سے آگے بڑھ جانے والوں (کافروں) کے دلوں پر ہم اسی طریقے سے مہر لگا دیتے ہیں ﴿۷۴﴾ پھر ان سب کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس ہماری آیتوں کو لے کر بھیجا، تو انھوں نے تکبر کیا اور وہ گنہگار لوگ تھے ﴿۷۵﴾ سو جب ان لوگوں کے پاس ہماری طرف سے حق پہنچ گیا تو وہ کہنے لگے: یقیناً یہ کھلم کھلا جادو ہی ہے ﴿۷۶﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: کیا تم حق کے بارے میں جبکہ وہ (حق) تمھارے پاس آ چکا (ایسا) کہتے ہو: بھلا! کیا یہ جادو ہے؟ حالاں کہ جادوگر لوگ کامیاب نہیں ہوا کرتے ﴿۷۷﴾ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے کہ جس (طریقے) پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا اس (طریقے) سے تم ہم کو ہٹا دیں

---

[1] یہاں ''مع'' سے اعتقادی، یا زمانی، یا مکانی معیت مراد ہے۔

وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۞ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۞

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ

عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۞ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۞ ع ۸ ۱۲ ۱۴

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ

وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۞

اور تم دونوں (بھائیوں) کو ملک میں سرداری مل جاوے①؟ اور ہم تم دونوں پر (کبھی) ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۷۸﴾ اور فرعون نے (اپنے ملازموں سے) کہا کہ: تمام ہوشیار (یا بڑے جانکار یا ماہر) جادوگر کو میرے پاس لاؤ ﴿۷۹﴾ سو جب جادوگر آ گئے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کہا کہ: تم کو (میدان میں) جو ڈالنا ہو ڈالو ﴿۸۰﴾ سو جب ان (جادوگر) لوگوں نے (اپنی رسیاں اور لاٹھیاں) ڈال دیں (اور وہ سانپ بن کر دوڑتی نظر آئی) تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: جو کچھ تم نے دکھایا ہے② وہ تو جادو ہی ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس (جادو) کو ابھی ملیامیٹ کر دیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کے کام بننے نہیں دیتے ﴿۸۱﴾ اور اللہ تعالیٰ حق کو اپنے حکم سے سچا کر کے دکھلاتے ہیں چاہے گنہگار لوگ (اس کو) برا سمجھیں ﴿۸۲﴾

سو (شروع دور میں) موسیٰ (علیہ السلام) پر ان کی قوم کے صرف چند نوجوان ہی ایمان لائے③ فرعون اور ان کے سرداروں سے ڈرنے کی وجہ سے کہ کہیں وہ ان کو مصیبت میں نہ ڈال دیویں اور یقیناً فرعون تو ملک میں بڑا زور دکھا رہا تھا اور یقیناً وہ حد سے آگے نکل جانے والوں میں سے تھا ﴿۸۳﴾

---

① اہلِ حکومت کی سوچ دیکھیے کہ ہر چیز میں ان کو حکومت کے خطرات نظر آتے ہیں اور اپنے اقتدار کو بچانے کے چکر میں ہر وقت وہ لگے رہتے ہیں۔ دین کا ایک داعی جو خالص لوگوں کی خیر خواہی میں دعوت دے رہا ہے، اس کو بھی یہ لوگ اقتدار کا چکر سمجھ رہے ہیں② (دوسرا ترجمہ) تم جو بنا کر لائے ہو۔ نوٹ: حضرت موسیٰؑ کا ساحرین سے مقابلہ ایک میدان میں ہوا تھا، قدیم دور سے آج تک مصر میں میدان کا انقلابات سے گہرا ربط رہا ہے۔③ نوجوان بڑے قیمتی ہوتے ہیں، ان پر اول محنت کی جائے تو ان شاء اللہ! بہت اچھے نتائج نکلیں گے، ان میں قوتِ فیصلہ تیز ہوتی ہے، ہمت و جرأت سے کام لیتے ہیں۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ﴿۸۴﴾
فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا
وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ
اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! اگر تم اللہ تعالیٰ پر (سچے دل سے) ایمان لا چکے ہو تو اسی پر
تم بھروسہ کرو، اگر تم مسلمان ہو ﴿۸۴﴾ تو (قوم کے) لوگ کہنے لگے کہ: ہم نے اللہ تعالیٰ ہی پر
بھروسہ کرلیا، اے ہمارے رب! آپ ظالم قوم کے واسطے ہم کو فتنہ نہ بنایئے① ﴿۸۵﴾ اور آپ
اپنی رحمت سے ہم کو کافر قوم سے نجات عطا فرما دیجیے ﴿۸۶﴾ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے
بھائی کی طرف حکم بھیجا کہ: تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھروں کو برقرار رکھو② اور تم اپنے گھروں
کا رخ قبلے کی طرف بناؤ③ اور تم لوگ نماز قائم کرو اور ایمان والوں کو خوش خبری سنا دو ﴿۸۷﴾ اور موسیٰ
(علیہ السلام) نے (دعا میں) کہا: اے ہمارے رب! یقیناً آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو
رونق کا سامان اور بہت سارا مال④ دنیا کی زندگی میں دے رکھا ہے،

① (دوسرا ترجمہ) ظالم لوگوں کے ہاتھوں سے آپ ہم کو آزمائش میں نہ ڈالیے، یا تختۂ مشق نہ بنایئے۔
نوٹ: یہ دعائیہ کلمات آج کل کے حالات میں بڑے اہتمام سے مانگنے کی ضرورت ہے۔
② یعنی ڈر کر گھر نہ چھوڑو، دوسری بات: مکان کی تعمیر ایسی ہو کہ سکونت اور عبادت دونوں کام میں آوے (دوسرا ترجمہ) مصر میں مکان بناؤ۔
③ (دوسرا ترجمہ) تمھارے گھروں ہی میں نماز کی جگہ بناؤ۔ یعنی خوف کی وجہ سے مسجد جانا معاف ہے، اس آیت سے مسلمانوں کو سبق ملتا ہے کہ مکان کی تعمیر کے وقت ہی نقشہ اس طرح بناؤ کہ ہر کمرے سے قبلہ رخ آسان ہو جاوے اور نماز کی ادائیگی میں سہولت رہے اور جہاں اس طرح کے نقشے میں دشواری ہو یا جو مکان پہلے سے بنے بنائے ہیں، ان میں قبلے کے نشان بنا دیے جائیں۔
④ مصر سے حبشہ تک سونے چاندی کی کانیں تھیں۔

رَبَّنَا لِيُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِكَ ۚ رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰۤى اَمۡوَالِهِمۡ وَاشۡدُدۡ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُوۡا حَتّٰى يَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدۡ اُجِيۡبَتۡ دَّعۡوَتُكُمَا فَاسۡتَقِيۡمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيۡلَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزۡنَا بِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ الۡبَحۡرَ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ وَجُنُوۡدُهٗ بَغۡيًا وَّعَدۡوًا ؕ

اے ہمارے رب! جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ (اس کے ذریعے) وہ (لوگوں کو) آپ کے راستے سے گمراہ کر رہے ہیں① اے ہمارے رب! آپ ان کے مالوں کو مٹا دیجیے② اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیجیے③ کہ جب تک وہ دردناک عذاب کو دیکھ نہ لیں اس وقت تک وہ ایمان نہ لائیں ﴿۸۸﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے موسیٰ اور ہارون!) تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی④، سو تم دونوں (اپنی حالت پر) ثابت قدم رہو اور جو لوگ علم سے محروم ہیں ان لوگوں کے راستے پر نہ چلنا ﴿۸۹﴾ اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار کرا دیا تو فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی کے ارادے سے ان کا پیچھا کیا،

---

① زینت کے اسباب اور مال کی کثرت یہ بھی گمراہی کے اسباب بن سکتے ہیں، العیاذ باللہ۔

② حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی قوم کی اصلاح سے مایوس ہونے کے بعد ان کے مال و دولت سے دوسروں کی گمراہی کا خطرہ محسوس کر کے یہ بددعا کی۔

③ ان کے دل کا سخت ہونا من جانب اللہ مقرر تھا، حضرت موسیٰؑ کی دعا سے صرف اس کا اظہار ہوا یا عذاب کو دیکھ کر کہیں وہ ایمان کو قبول نہ کر لیں جس کی وجہ سے عذاب ٹل جاوے۔ حضرت قتادہؒ کا بیان ہے کہ: اس دعا کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ فرعونیوں کے تمام جواہرات اور سونا چاندی اور باغوں و کھیتوں کی سب پیداوار پتھروں کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔ (از معارف القرآن)

④ اللہ تعالیٰ سے دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مانگی، اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے، معلوم ہوا کہ آمین کہنے والا مانگی ہوئی دعا میں شامل ہوتا ہے، جیسے سورۂ فاتحہ امام نے پڑھی اور مقتدی نے آمین کہہ دی تو وہ بھی فاتحہ والی دعا مانگنے والا ہو گیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ: یہ دعا چالیس سال بعد قبول ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے وقتِ مقررہ پر قبولیتِ دعا کے اثرات عنایت فرماتے ہیں۔

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ

وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝۹۰ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۝۹۱ فَالْیَوْمَ

نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا

لَغٰفِلُوْنَ۝۹۲ ع ۹ ۱۴

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰی

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۝۹۳

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

یہاں تک کہ جب وہ (فرعون) ڈوبنے لگا تو بولا: میں ایمان لاتا ہوں کہ جس معبود پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ﴿۹۰﴾ (اس کو جواب دیا گیا) اب (تو ایمان لاتا ہے)؛ حالاں کہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور تو گمراہ کرنے والوں میں سے تھا ﴿۹۱﴾ سو آج ہم تیرے بدن کو بچا لیں گے؛ تاکہ تیرے پیچھے (آنے) والوں کے لیے (عبرت کی) ایک نشانی بن جائے اور یقیناً بہت سارے لوگ ہماری نشانیوں کے بارے میں غفلت ہی میں پڑے ہوئے ہیں① (اس لیے ہماری قدرت پر دھیان نہیں دیتے) ﴿۹۲﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو (رہنے کے لیے) ایک اچھا ٹھکانہ دیا② اور ہم نے ان کو پاکیزہ (نفیس) چیزوں میں سے روزی عطا کی، سو جب ان کے پاس (صحیح) علم پہنچ گیا تب ہی انھوں نے اس میں اختلاف کیا، یقیناً تمھارے رب قیامت کے دن جن چیزوں میں وہ اختلاف کرتے تھے ان میں ان کے درمیان فیصلہ کریں گے ﴿۹۳﴾ سو (اے نبی!) جو (کتاب) ہم نے تمھاری طرف اتاری اگر اس میں تم کو ذرا بھی شک ہے تو تم سے پہلے جو لوگ (آسمانی) کتاب پڑھتے تھے ان کو پوچھ لو③،

---

① فرعون کی نعش کی مزید تفصیل کے لیے بندے کا سفرنامہ "دیکھی ہوئی دنیا" کی تیسری جلد دیکھیں۔

② مہاجرین کی دو بڑی ضرورت: مناسب رہائش اور روزی کے اسباب۔

③ نکتہ: بہت سارے شکوک کا ازالہ سوال سے ہو جاتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

پکی بات یہ ہے کہ تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس سچی بات آ چکی؛ لہٰذا تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے شامل نہ ہو ﴿۹۴﴾ اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا تم ان لوگوں میں سے ہرگز مت بنو، ورنہ تم نقصان میں پڑنے والوں میں سے ہو جاؤ گے ﴿۹۵﴾ یہ بات تو یقینی ہے کہ جن لوگوں پر تمھارے رب کی بات (ازل سے) طے ہو چکی ہے وہ (کبھی) ایمان نہیں لائیں گے ﴿۹۶﴾ چاہے تمام قسم کی نشانیاں ان کے سامنے آ جائیں (تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے) یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کو دیکھ لیویں ﴿۹۷﴾ سو کوئی بستی ایسی کیوں نہیں ہوئی کہ (عذاب کو آنکھوں سے دیکھتے وقت) وہاں کے لوگ ایمان لاتے اور ان کا ایمان لانا ان کو نفع دیتا، سوائے یونس کی قوم کے[1]، کہ جب وہ لوگ ایمان لائے تو ہم نے ان (پر) سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں دور کر دیا اور ہم نے ان کو ایک وقت (یعنی موت) تک آرام سے رہنے دیا[2] ﴿۹۸﴾ اور اگر تمھارے رب چاہتے تو جتنے بھی لوگ زمین میں ہیں وہ سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو مجبور کرو گے کہ وہ ایمان لے ہی آویں؟ ﴿۹۹﴾

---

① (۱) قومِ یونس کو عذاب کے آثار اور علامات نظر آئے تھے، اصل عذاب کا معائنہ نہیں ہوا تھا، ایسے وقت کا ایمان معتبر اور نافع ہے۔ (۲) قومِ یونس نے عین عذاب کو دیکھ لیا پھر ایمان لائے یہ ایمان عام ضابطے کے مطابق نافع نہ ہونا چاہیے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عام قاعدہ کے خلاف استثنائی طور پر ان کا ایمان معتبر رکھا اور ان کا یہ ایمان دنیا و آخرت میں عذاب سے نجات کا ذریعہ بنا۔ ② (دوسرا ترجمہ) فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا
يَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۰ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ
قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰۱ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ
فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۱۰۲ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ
حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۳ ع ۱۱/۱۵
قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۴

اور کسی بھی شخص سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لے آئے اور جو لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اللہ تعالیٰ ان کو (کفر کی) گندگی میں مبتلا رکھتے ہیں ① ﴿۱۰۰﴾ (اے نبی!) تم (ان کافروں سے) کہو کہ: تم نظر دوڑاؤ! آسمانوں اور زمین میں کیا کیا چیزیں ہیں؟ اور نشانیاں (یعنی دلائل) اور ڈرانے والے ایسے لوگوں کو کام نہیں آتے جو ایمان نہیں لاتے ہیں ﴿۱۰۱﴾ سو کیا وہ (کافر) لوگ (ایمان لانے کے واسطے) صرف اس طرح کے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جیسے (واقعات) ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو پیش آئے تھے؟ (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو کہ: سو تم انتظار کرو، میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۱۰۲﴾ پھر ہم اپنے رسولوں کو اور ایمان والوں کو (عذاب سے) بچا لیتے ہیں اسی طرح، ہم نے ہمارے ذمے یہ بات لے لی ہے کہ ہم (تمام) ایمان والوں کو بچا لیا کرتے ہیں ﴿۱۰۳﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو کہ: اے لوگو! اگر تم میرے دین کے بارے میں شک میں (پڑے) ہو تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم لوگ جن (بتوں) کی عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا ہوں؛ لیکن میں تو اس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں جو تمھاری روح کو قبض کرتے ہیں، اور مجھ کو تو یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے بن کر رہوں ﴿۱۰۴﴾

---

① یعنی جو لوگ حق کو سوچتے نہیں اللہ تعالیٰ ان کو کفر کی گندگی میں پڑا رہنے دیتے ہیں۔

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٥ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠٦ وَاِنْ
يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ
بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝١٠٧ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ
عَلَيْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝١٠٨ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚۖ
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝١٠٩ ع ١١ ٦ ١٦

اور (مجھ سے تو یہ بھی کہا گیا ہے کہ) تم اپنا منہ دین (یعنی اسلام) پر بالکل سیدھا رکھو اور تم شرک کرنے والوں میں سے ہرگز مت بنو ﴿۱۰۵﴾ اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو مت پکارو جو تم کو نفع بھی نہ دیوے اور تم کو نقصان بھی نہ دیوے، اگر تم نے ایسا کیا تب تو تم ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے ﴿۱۰۶﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف پہنچاویں تو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی اس کو دور نہیں کرسکتا اور اگر وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کریں تو اس کے فضل کو کوئی واپس کرنے والا نہیں ہے، وہ اس (فضل) کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اس کو پہنچاتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۰۷﴾ (اے نبی!) تم کہو کہ: اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے حق آ گیا، سو جو شخص بھی ہدایت کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے ہدایت کا راستہ اپناتا ہے اور جو شخص کہ گمراہ ہو گیا تو گمراہی کا نقصان اسی کو پہنچے گا اور میں تمھارے اوپر ذمے دار نہیں ہوں ﴿۱۰۸﴾ اور (اے نبی!) جو وحی تمھارے پاس بھیجی جا رہی ہے تم اس پر چلو اور تم صبر کرو؛ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دیویں اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں ﴿۱۰۹﴾

سُوْرَةُ هُوْد

(مكية)

سورۂ ہود

یہ سورت مکی ہے،اس میں ایک سو تیئیس (۱۲۳) آیتیں ہیں،سورۂ یونس کے بعد اور سورۂ یوسف سے پہلے باون (۵۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

حضرت ہود علیہ السلام قومِ عاد کی سب سے زیادہ معزز شاخ ''خلود'' کے ایک فرد تھے،سرخ سفید رنگ،اللہ تعالیٰ کی طرف سے وجیہ شخصیت ملی تھی،ان کی ڈاڑھی بڑی تھی۔

ہود بن عبد اللہ بن ریاح بن خلود بن عاد بن عوض بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح،مشہور پیغمبر تھے،جن کو قومِ عاد کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا تھا،حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو ہی عادِ اولیٰ کہا جاتا ہے۔(لغات القرآن ۱۴۱/۶)

سورۂ ہود میں انبیائے سابقین اور ان کی قوموں کے واقعات نوح ؑ سے شروع کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک خاص ترتیب و تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔

جو شخص اس سورت کی آیت ''بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤١﴾ '' اور سورۂ زمر کی یہ آیت: ''وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ڰ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾ '' پڑھ کر سمندر میں سوار ہو تو وہ غرق سے محفوظ رہے گا۔

اٰيَاتُهَا ۱۲۳	(۱۱) سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ (۵۲)	رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا
اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ
مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ
عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝۳

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الر، یہ ایسی کتاب ہے کہ (دلائل کے اعتبار سے) اُس کی آیتیں خوب مضبوط کی گئی ہیں ① پھر بہت زیادہ حکمت والے، بڑے خبر رکھنے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے وہ (آیتیں) صاف صاف بیان کی گئی ہیں ﴿۱﴾ یہ کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، یقیناً میں تمھارے لیے اس کی طرف سے ڈرانے والا ② اور خوش خبری سنانے والا ہوں ﴿۲﴾ اور یہ کہ تم (اپنی پچھلی نافرمانی پر) اپنے رب سے معافی مانگو پھر (آئندہ کے لیے بھی) اس کی طرف رجوع کرو ③، وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو مقررہ وقت تک (زندگی سے) اچھا فائدہ ④ اٹھانے کا موقع دیں گے اور جس نے بھی (زیادہ) عمل کیا ہوگا اس کو اپنی طرف سے فضل (یعنی جنت) دیں گے اور اگر تم منہ پھراؤ گے تو میں تمھارے بارے میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۳﴾

① قرآن کی آیات میں لفظی معنوی کسی طرح کی غلطی یا کمزوری کا کوئی امکان ہی نہیں ہے، یا منسوخ کے مقابلے میں ہے۔
② مراد: شفقت ومحبت کے ساتھ دنیا وآخرت میں نقصان پہنچانے والی چیزوں سے ڈرانا۔
③ استغفار کا تعلق پچھلے گناہ سے اور توبہ کا تعلق آئندہ اپنے آپ کو نیک بنا دینا اور گناہوں سے بچانا۔
④ متاعاً حسناً: رزق کی وسعت، زندگی کی سہولت، آفت وعذاب سے حفاظت، دنیا اور آخرت دونوں میں راحت بھری زندگی اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ: ''متاعِ حسن'' یہ ہے کہ انسان کا دھیان مخلوق سے ہٹ کر خالق پر لگ جاوے، جو چیزیں موجود ہیں اس پر انسان قناعت کرے اور جو چیز حاصل نہیں ہوئی اس کے غم میں نہ پڑے رہے۔

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ④ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑤

تم سب کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور وہ (اللہ) تمام چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں ﴿۴﴾ سن لو! وہ لوگ اس (اللہ تعالیٰ) سے چھپنے کے لیے اپنے سینوں کو (جھکا کر) دوہرا کر لیتے ہیں، سن لو! جس وقت وہ لوگ اپنے کپڑے اپنے اوپر اوڑھ (یعنی لپیٹ) لیتے ہیں اُس وقت بھی جو چیز وہ لوگ چھپاتے ہیں اور جو (چیز) وہ ظاہر کرتے ہیں اُس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں①، یقیناً اللہ تعالیٰ تو سینوں کی باتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۵﴾

---

① اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں:

[۱] بخاری شریف میں روایت ہے کہ: کچھ مسلمان تنہائی میں (استنجا اور جماع وغیرہ کے لیے) کپڑے اتارنے سے شرماتے تھے، ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمھاری ہر حالت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ یعنی بعض لوگ کپڑوں میں لپٹے لپٹائے استنجا اور بیوی سے جماع کرتے تھے، اور کھلی فضا میں اتارنا ان کو بالکل پسند نہیں تھا۔

[۲] اخنس بن شریق کے متعلق آیت نازل ہوئی، بہت میٹھی بات کرتا تھا اور بہت اچھے انداز سے پیش آتا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تو ایسی بات کہتا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھی؛ مگر دل میں اس کے خلاف بات چھپائے رکھتا تھا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی کہ ظاہر کے خلاف اپنے سینوں میں کفر، کینہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی چھپائے رکھتے ہیں۔

[۳] وہ سینوں کو ٹیڑھا کرتے اور جھکا لیتے تھے؛ تاکہ اللہ کی کتاب اور اللہ کا ذکر سن نہ پائیں، ایسا انداز اختیار کرتے ہیں۔ گویا دلوں سے نبی، قرآن، ایمان سے اعراض کرنا مراد ہے۔

[۴] بعض لوگ اپنی کوٹھری میں گھس جاتے، دروازہ بند کر لیتے، دروازے کے اوپر پردہ ڈال لیتے، سینہ کو جھکا دیتے تھے اور چادر اپنے بدن پر لپیٹ لیتے تھے، اور پھر یوں کہتے تھے کہ: کیا اللہ تعالیٰ اب بھی میرے دل کی بات جان سکتے ہے؟ اس پر تنبیہ کرنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی کہ چاہے تم اپنے اوپر کپڑا اوڑھ لو، بدن کو کپڑے سے ڈھانک لو، کسی بھی کوٹھری میں چلے جاؤ؛ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمھاری ہر ہر حال سے واقف ہیں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ
فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۝۶ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ
عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ
الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۝۷

اور زمین پر چلنے والا کوئی جانور بھی ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمے نہ ہو[1] اور وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے مستقل (یعنی زیادہ) ٹھہرنے کی جگہ اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے (یعنی عارضی رہنے کی جگہ) اس کو بھی جانتے ہیں[2]، ہر چیز کھلی ہوئی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں موجود ہے ﴿۶﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا؛ تاکہ وہ تم کو آزماویں کہ تم میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے[3] اور (اے نبی!) اگر تم (یہ بات) کہو کہ: یقیناً تم لوگوں کو مرنے کے بعد (قیامت میں) دوبارہ زندہ کیا جاوے گا تو (اس پر) یہ کافر لوگ ضرور کہیں گے کہ: یہ تو صرف کھلا جادو ہے[4] ﴿۷﴾

---

① من دابة: من برائے تاکید، عموم کے اندر تاکید کو بتلانے کے لیے؛ یعنی زمین پر چلنے والا، وہ تو زمین پر رہتے ہی ہیں؛ لیکن پرندہ جو ہوا میں رہنے والے، ان کا آشیانہ بھی زمین سے متعلق ہوتا ہے۔ علی اللّٰہ: یہ علی برائے لزوم آتا ہے، بتلانا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ انھوں نے مخلوق کی روزی اپنے ذمّے لے رکھی ہے۔

② [۱] مستقر: کافر کے لیے دوزخ اور مومن کے لیے جنت۔ مستودع: عارضی قیام گاہ قبر ہے۔
[۲] زمین پر انسان جو سیر و سفر کرتا ہے وہ مستودع ہے، اور جہاں اس کا مستقل قیام ہے وہ مستقر ہے۔
[۳] رحمِ مادر اور صلبِ اب۔
[۴] انسان ہوا پانی غذا میں تھا وہ مستودع، اور دنیا میں آکر قرار پکڑتا ہے وہ مستقر۔

③ احسن عمل وہ ہے جو [۱] اللہ کی رضامندی کے لیے ہو [۲] جس میں دنیوی غرض نہ ہو [۳] جس عمل کی شکل و صورت بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہو؛ یعنی اتباعِ سنت کے مطابق ہو۔

④ جادو باطل ہوتا ہے؛ مگر اس میں تاثیر ہوتی ہے، اسی طرح جو لوگ قرآن کو کلامِ الٰہی ہونے کا انکار کرتے تھے اور (نعوذ باللہ) اس کو باطل سمجھتے تھے؛ لیکن اس کے مضامین کا مؤثر ہونا بھی ان کے مشاہدے اور تجربے میں تھا۔

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۝۸ ع ۲
وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ۝۱۰ۙ
اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ۝۱۱

اور اگر ایک جانی ہوئی مدت (یعنی تھوڑے دنوں) تک ہم ان پر سے عذاب کو موٴخر (یعنی ملتوی) کر دیں گے تو وہ لوگ ضرور (ایسی بات) کہیں گے کہ: کونسی چیز نے اس (عذاب) کو روکے رکھا ہے؟ سن لو! جس دن وہ (عذاب) ان پر آجاوے گا تو پھر ان پر سے (کسی طرح بھی) واپس ہونے والا نہیں ہے اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑاتے تھے وہ ان کو (چاروں طرف سے) گھیر لے گا۔ ﴿۸﴾

اور اگر ہم انسان کو ہماری طرف سے کسی رحمت کا مزہ چکھا دیویں[1] پھر ہم اس (انسان) سے وہ (رحمت) واپس لے لیویں تو یقیناً وہ مایوس ہو جاوے گا، ناشکرا ہو جائے گا ﴿۹﴾ اور اگر ہم اس (انسان) کو تکلیف پہنچنے کے بعد اس کو نعمتوں[2] کا مزہ چکھا دیویں[3] تو وہ (انسان) ضرور کہے گا کہ: مجھ سے تو (میری) تمام مصیبتیں دور ہو گئیں، پکی بات یہ ہے کہ وہ (انسان) تو بڑا اترانے والا، بڑا ہی فخر کرنے والا ہے[4] ﴿۱۰﴾ مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور نیک کام کیے ایسے لوگوں کے لیے تو مغفرت ہے اور بڑا ثواب ہے ﴿۱۱﴾

---

① دوسرا ترجمہ: اپنی کسی نعمت سے لطف اندوز کریں۔

② نعماء: وہ نعمت جس کا اثر صاحبِ نعمت پر ظاہر ہو۔ ضراء: وہ تکلیف جس کا اثر صاحبِ ضرر پر ظاہر ہو، یہی فرق ہے نعمت اور نعماء میں اور مضرت اور ضراء میں۔ (از حاشیۂ جلالین)

③ دنیا میں راحت یا مصیبت صرف چکھنے ہی کے درجے میں ہے، اور چکھنا نمونہ ہوتا ہے، دائمی راحت اور دائمی مصیبت آخرت میں ہی ہوگی۔

④ دنیا کی راحت اور مصیبت دونوں عارضی ہے، ناشکری اور اترانا دونوں بری عادت ہے۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ
كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ
لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

(اے نبی) کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ جو وحی تم پر اتاری جا رہی ہے اس کا کچھ حصہ تم چھوڑ دو①؟ اور اس بات سے تمھارا دل تنگ ہو جاتا ہے② کہ وہ (کافر) لوگ (ایسا) کہتے ہیں کہ: اس (نبی) پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اتارا گیا یا اس (نبی) کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا (جو فرشتہ ہم سے بھی بات چیت کرتا؟) (اے نبی!) یقیناً تم تو ڈرانے والے ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ذمے دار ہیں③ ﴿۱۲﴾ کیا وہ (کافر ایسا) کہتے ہیں کہ: اس (نبی) نے اس (قرآن) کو (خود) گڑھ لیا ہے؟ تو (ان کو) تم (جواب میں) کہو: پھر تو تم اس (قرآن) جیسی دس سورتیں (اپنی خود کی) بنائی ہوئی تم لے آؤ اور (اس کام میں مدد کے لیے) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کو بھی بلا سکتے ہو اس کو بلا لو اگر تم سچے ہو تو ﴿۱۳﴾ اور اگر وہ لوگ تمھاری (کہی ہوئی) بات قبول نہ کریں④ تو تم جان لو کہ وہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کے علم (یعنی وحی) سے ہی اتارا گیا ہے اور یہ (بھی جان لو) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو اب (بتاؤ) کیا تم مسلمان ہوتے ہو (یا نہیں)؟ ﴿۱۴﴾

① جو لوگ ایمان نہیں لائے ان کی طرف سے نزولِ قرآن کے زمانے سے لے کر آج تک ہر زمانے میں یہ دباؤ اور کوشش رہی ہے کہ، مسلمان قرآن کے کل یا کچھ احکام کو چھوڑ ہی دیوے؛ حالاں کہ مسلمان کے لیے کامل شریعت قرآن کے ذریعے نازل ہوئی ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) سو شاید آپ (تنگ ہو کر) جو احکام آپ کے پاس وحی کے ذریعے بھیجے جاتے ہیں ان میں سے بعض (کی تبلیغ) کو چھوڑ دینا چاہتے ہو اور آپ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ..... حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا کوئی حصہ نہیں چھوڑ سکتے، نہ ان کافروں کی فرمائش سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے، یہ تو کافروں کی امید منقطع کرنا ہے، اور امت کو تنبیہ کرنا ہے کہ کبھی وحی کے دامن کو نہ چھوڑیں اور کافروں کی امید کو پورا نہ کریں۔

③ (دوسرا) مکمل اختیار رکھتے ہیں۔ ④ یعنی تمھارا کہنا کر نہ سکے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا
يُبْخَسُوْنَ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا
فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ
وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ
الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴿۱۷﴾

جوشخص بھی (اپنے اعمال کے ذریعہ) دنیا کی زندگی اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہے① تو ہم ان کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ اس (دنیا ہی) میں دے دیں گے اور ان کے لیے اس (دنیا) میں کوئی نقصان نہیں کیا جائے گا ﴿۱۵﴾ ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں آگ ہی ہوگی، ان لوگوں نے اس (دنیا) میں جو کام کیے وہ سب برباد ہو جائیں گے اور جو عمل وہ لوگ کر رہے تھے وہ (آخرت میں) بیکار ہو جائیں گے ﴿۱۶﴾ کیا (قرآن کا انکار کرنے والا اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے) جو شخص اپنے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) کھلی دلیل (یعنی قرآن) پر ہو اور (اس قرآن کے سچا ہونے پر) اس کے پیچھے ایک گواہ (ثبوت)② اس (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے آیا ہو؟ اور اس (قرآن) سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب راستہ بتلانے والی اور رحمت تھی (وہ بھی قرآن کو سچا بتاتی ہے) وہی لوگ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں، اور ان سب فرقوں میں سے جو بھی اس (قرآن) کا انکار کرے گا تو (جہنم کی) آگ اس کے وعدہ کی جگہ ہے، سو تم اس (قرآن) کے بارے میں کسی شک میں مت پڑو، یقیناً وہ (قرآن) تو تمھارے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) بالکل سچی کتاب ہے؛ لیکن اکثر لوگ ایمان لاتے نہیں ہیں ﴿۱۷﴾

① یرید: اس میں دوام واستمرار ہے؛ یعنی جو صرف دنیا ہی کا فکر کرے، آخرت کی طرف دھیان ہی نہ ہو۔

② قرآن مجید کی سچائی پر خود قرآن بھی گواہ ہے، اس میں بے مثال فصاحت وبلاغت ہے وہ خود قرآن کی سچائی کی گواہی دیتی ہے یہ اعجازِ قرآنی ہے، اسی طرح قرآن اتارا گیا حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر، آپ کے اخلاق، آپ کی مبارک عادتیں، آپ کی پاکیزہ زبان، آپ کا نورانی چہرہ یہ سب بھی آپ پر اتاری جانے والی کتاب قرآن کی سچائی کی دلیل ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٨﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿٢٢﴾

اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، وہی لوگ اپنے رب کے روبرو حاضر کیے جائیں گے اور گواہی دینے والے (ملائکہ) کہیں گے کہ: یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا، سن لو! اللہ تعالیٰ کی لعنت ظلم کرنے والوں پر ہے ﴿۱۸﴾ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے (یعنی دین اسلام) سے روکتے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ کے راستے) میں ٹیڑھا پن تلاش کرتے ہیں اور وہی لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں ﴿۱۹﴾ وہ لوگ زمین میں (بھاگ کر کے اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے① اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مدد کرنے والے نہیں ہونگے، ان کے لیے عذاب کو دوگنا کر دیا جائے گا②، وہ لوگ (دنیا میں حق سے نفرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام کو) سن بھی نہیں سکتے تھے اور (حق کی طرف) وہ دیکھتے بھی نہیں تھے③ ﴿۲۰﴾ وہی لوگ ہیں جنھوں نے خود کو برباد کر دیا ہے اور جو (معبود) انھوں نے (دنیا میں) گڑھ رکھے تھے وہ سب (قیامت میں) ان سے غائب (یعنی گم) ہو جائیں گے ﴿۲۱﴾ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے ﴿۲۲﴾

① (دوسرا ترجمہ) تھکا نہیں سکیں گے۔ ② دوگنا عذاب کیے جانے کی دو وجہ ہے: (۱) خود کا کفر (۲) دوسروں کو کافر بنانے کی محنت۔ ③ نفرت کی وجہ سے احکامِ الٰہیہ کو نہیں سنتے تھے اور غایتِ عناد کی وجہ سے راہِ حق کو نہیں دیکھتے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۳ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ
يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۴ ع ۱۲
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ ۫ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۵ۙ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝۲۶ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ
اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى
لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝۲۷

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے اور انھوں نے اپنے رب کے سامنے عاجزی کی وہی لوگ جنت والے ہیں، وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۲۳﴾ (کافر اور مؤمن) ان دونوں فریق کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص اندھا اور بہرا ہو اور دوسرا شخص دیکھنے والا اور سننے والا ہو کیا ان دونوں کی حالت برابر ہو سکتی ہے؟ کیا پھر بھی تم لوگ دھیان نہیں دیتے ہو؟ ﴿۲۴﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا کہ یقین رکھو کہ میں تمھارے لیے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں ﴿۲۵﴾ یہ کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، یقیناً میں تمھارے بارے میں دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۲۶﴾ سو ان (نوح علیہ السلام) کی قوم میں سے کافر سرداروں نے کہا: تو ہم کو ہمارے جیسا ہی ایک آدمی نظر آتا ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم میں سب سے زیادہ نیچی قوم کے لوگ ① وہی تمھاری بات مانتے ہیں (وہ بھی) بغیر سوچے سمجھے ② اور ہم کو اپنے اوپر تمھاری کوئی فضیلت نظر آتی نہیں ہے؛ بلکہ ہم تو تم کو جھوٹا ہی سمجھتے ہیں ﴿۲۷﴾

---

① غربا و فقرا کو رذیل سمجھنا ان کی جہالت تھی، حقیقت میں رذیل تو وہ ہے جو اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے مالک کو نہ پہچانے، اس کے احکام سے روگردانی کرے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ: ہر دور میں نبیوں کی اول اتباع کرنے والے قوم کے کمزور لوگ ہوتے ہیں، جیسا کہ حدیثِ ہرقل میں بھی موجود ہے۔ دوسرا نکتہ یہ بھی معلوم ہوا کہ: آج بھی علومِ نبوت کے لیے اپنا وقت لگانے والے زیادہ تر وہ لوگ ہوتے ہیں جو قوم اور سماج میں غریب اور پس ماندہ سمجھے جاتے ہیں۔
② (دوسرا) اوپر اوپر سے (تیسرا) ہماری قوم کے چند رذیل ہیں وہ سطحی رائے سے تمھاری پیروی کرنے والے ہو گئے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ
عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿٢٨﴾
وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ
مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ
اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ

اس (نوح علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) ایک روشن دلیل پر (قائم) ہوں اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنے پاس سے مجھے ایک (خاص) رحمت (یعنی نبوت) عطا کی ہو، سو (اس کی حقیقت) تمھاری آنکھ سے چھپادی گئی ہے، کیا ہم تم کو وہ (رحمت) (زبردستی) چمٹا دیویں؛ حالاں کہ تم اس کو پسند نہیں کرتے ہو① ﴿۲۸﴾ اور اے میری قوم! میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی مال نہیں مانگتا، میرا بدلہ تو (میرے) اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور میں ایمان والوں کو ہٹانے (یعنی نکالنے) والا نہیں ہوں، یقیناً وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے ہی والے ہیں؛ لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ تم سب جاہل لوگ ہو ﴿۲۹﴾ اور اے میری قوم! اگر میں ان (غریب ایمان والوں) کو (اپنے پاس) سے ہٹادوں تو اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے کون مجھ کو چھڑائے گا②، کیا پھر بھی تم (اتنی بات) نہیں سمجھتے؟ ﴿۳۰﴾ اور میں تم کو ایسا نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور (میرا دعویٰ) ایسا نہیں ہے کہ میں (تمام) غیب کی باتیں جانتا ہوں اور میں یہ (بھی) نہیں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں،

① (دوسرا ترجمہ) کیا وہ تمھاری سمجھ میں نہ آ رہی ہو پھر بھی ہم تمھارے اوپر زبردستی مسلط کردیویں (تیسرا ترجمہ) کیا ہم تم کو اس کے لیے مجبور کردیویں؛ حالانکہ تم اس سے نفرت کرتے ہو۔

② (دوسرا ترجمہ) (اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنے میں کون میری مدد کرے گا؛ یعنی کوئی نہیں)۔ فقر و مسکنت کی وجہ سے کسی کی توہین اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا سبب بن سکتی ہے۔

وَلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ
اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا
فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ
اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ
اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ
فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿٣٥﴾ ع ١١

اور جو (میرے ماننے والے) لوگ تمھاری نظروں میں بالکل حقیر ہیں ان کے بارے میں (تمھاری طرح) یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز کوئی بھی بھلائی (یعنی ثواب) نہیں دیں گے، جو بات ان کے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں، یقیناً تب تو میں ظلم کرنے والوں میں سے بن جاؤں گا① ﴿٣١﴾ (قوم کے) لوگوں نے کہا: اے نوح! پکی بات یہ ہے کہ تم نے ہم سے بحث کرلی سو تم نے ہم سے بہت بحث کرلی سو اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو② وہ ہمارے پاس لے آؤ ﴿٣٢﴾ نوح (علیہ السلام) نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ ہی تمھارے پاس وہ (عذاب) لائیں گے اور تم لوگ (عذاب سے بھاگ کر) تھکا نہیں سکو گے ﴿٣٣﴾ اور تم کو میری نصیحت فائدہ نہیں دے گی اگر میں تمھارے ساتھ بھلائی کرنا چاہوں تو بھی؛ جبکہ (تمھاری ضد کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے تم کو گمراہ کرنے کا ارادہ کرلیا ہو، وہی (اللہ تعالیٰ) تم سب کے رب ہیں اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿٣٤﴾ کیا یہ (کافر) لوگ (یوں) کہتے ہیں کہ: اس (محمد یا نوح③) نے اس (قرآن یا وحی) کو (خود) گڑھ لیا ہے؟ تو (ان کو جواب میں) تم کہو کہ: اگر میں نے اس کو خود بنالیا ہو تو میرے جرم کا وبال مجھ پر ہی ہوگا اور جو جرم تم لوگ کرتے ہو میں اس کا ذمے دار نہیں ہوں ﴿٣٥﴾

① یعنی اگر ان کے دلوں میں اخلاص ہو اور میں ان کے بارے میں کوئی غلط بات کہہ دوں تب تو میں ظلم کرنے والوں میں سے بن جاؤں گا۔ ② (دوسرا ترجمہ) ڈراتے ہو ③ بعض حضرات نے ''افتراہ'' کی ضمیر کا مرجع نوح علیہ السلام کو قرار دیا ہے۔

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا
يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ
مُّغْرَقُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ
تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ
عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٩﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا
احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ

اورنوح (علیہ السلام) کی طرف وحی بھیجی گئی کہ تمھاری قوم میں سے جولوگ (اب تک) ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا ہرگز ایمان نہیں لاوے گا؛ لہذا جو کام وہ لوگ کررہے ہیں اس کی وجہ سے تم غمگین مت ہوؤ ﴿۳۶﴾ اور (اے نوح!) تم ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی (یعنی حکم) سے کشتی بنالو اورتم مجھ سے ظالموں (کی نجات) کے بارے میں بات مت کرو، کیوں کہ وہ (ظالم لوگ) ڈوبنے ہی والے ہیں ﴿۳۷﴾ اورنوح (علیہ السلام) نے کشتی بنانے کا کام شروع کردیا، اور جب بھی ان کی قوم کے کچھ سردارلوگ ان کے پاس سے گزرتے تو وہ ان (نوح علیہ السلام) پرہنستے تھے، نوح (علیہ السلام) نے کہا: اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو یقیناً ہم بھی (ایک دن) تم پر ہنسیں گے جس طرح تم (آج ہم پر) ہنس رہے ہو① ﴿۳۸﴾ سوعنقریب تم لوگ جان لوگے کہ کس کے پاس ایسا عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کردے گا اور کس پر ہمیشہ رہنے والا عذاب اترتا ہے ﴿۳۹﴾ یہاں تک کہ جب ہمارا (عذاب دینے کا) حکم آپہنچا اور تنور (پانی سے) جوش مارنے لگا② تو ہم نے حکم دیا کہ: ہر قسم کے جانوروں میں سے (نرو مادہ) دو دو کے جوڑے اس (کشتی) میں سوار کرلو اور اپنے گھر والوں کو بھی؛ مگر جس کے بارے میں (ہمارا) حکم پہلے سے جاری ہو چکا ہو③ اور جو ایمان لائے ہیں ان کو بھی (کشتی میں بٹھالو)

---

① یعنی آگے چل کر ایسے حالات کھڑے ہوں گے جو تمھارے استہزاء کا موجب ہوں گے۔ اندازہ ایسا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے قبل دنیا میں کشتی نہیں تھی۔ ② یعنی تنور سے پانی ابلنے لگا۔
③ کہ وہ کفر کی وجہ سے پانی میں ڈوبنے ہی والے ہیں، وہ کشتی میں سوار نہیں ہوں گے۔

وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

اور نوح (علیہ السلام) کے ساتھ تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے تھے ﴿۴۰﴾ اور نوح (علیہ السلام) نے (ساتھیوں سے) کہا کہ: تم اس (کشتی) میں سوار ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ کے نام سے اس (کشتی) کا چلنا ہے اور اس کا ٹھہرنا بھی ہے، یقیناً میرے رب بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۴۱﴾ اور وہ (کشتی) پہاڑ جیسی (بلند) موجوں میں ان سب کو لے کر چلنے لگی اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے[1] کو جبکہ وہ ایک الگ جگہ پر تھا آواز دی: اے میرے پیارے بیٹے! تو ہمارے ساتھ (کشتی میں) سوار ہوجا اور تو کافروں کے ساتھ شامل نہ ہو ﴿۴۲﴾ وہ (بیٹا) کہنے لگا کہ: ابھی میں کسی پہاڑ پر چلا جاؤں گا جو مجھ کو پانی (میں ڈوبنے) سے بچالے گا، نوح (علیہ السلام) نے فرمایا: آج اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی بچانے والا نہیں ہے؛ مگر جس پر اللہ تعالیٰ ہی رحم کریں اور ان دونوں (باپ بیٹے) کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی سو وہ (بیٹا) ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا[2] ﴿۴۳﴾ اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کہا گیا: اے زمین! تو اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! تو (پانی برسانے سے) رک جا اور پانی سکھا دیا گیا[3] اور (کافروں کو ہلاک کرنے کا) کام پورا ہوگیا اور وہ (کشتی) جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم ہوا کہ: ظالم لوگ (رحمت سے) دور ہوجاؤ ﴿۴۴﴾

---

① اس کا نام "یام" تھا جس کو کنعان کہتے ہیں، بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ کا سوتیلا بیٹا تھا۔

② خیرخواہ اور بڑوں کی بات نہ ماننے والوں کا انجام بحر ناکامی میں غرق ہونا ہی ہوتا ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور پانی اتر گیا (تیسرا ترجمہ) پانی کم کردیا گیا۔

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ
الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا
لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ
اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ
یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ
ثُمَّ یَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾

اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا: اور کہا اے میرے رب! یقیناً میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے اور یقیناً آپ کا وعدہ سچا ہے اور آپ حکم کرنے والوں میں سب سے اچھے حکم کرنے والے ہو ﴿۴۵﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! یقیناً وہ (تمھارا بیٹا) تمھارے اہل میں سے نہیں ہے[۱] کیوں کہ اس کا کام اچھا (یعنی صحیح) نہیں ہے؛ لہٰذا تم مجھ سے ایسی چیز کا سوال نہ کرو جس کی تم کو خبر نہ ہو، یقین رکھو میں تم کو نصیحت کرتا ہوں یہ کہ تم جاہلوں (یعنی نادانوں) میں سے مت بنو ﴿۴۶﴾ نوح (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! میں آپ کی حفاظت چاہتا ہوں اس بات سے کہ (آئندہ) میں آپ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کروں جس کی حقیقت مجھ کو معلوم نہ ہو، اور اگر آپ مجھ کو معاف نہ کردیویں اور مجھ پر رحم نہ کریں تو میں نقصان میں پڑنے والوں میں سے ہوجاؤں گا[۲] ﴿۴۷﴾ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) حکم دیا گیا: اے نوح! (کشتی سے) اتر جاؤ، ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں لے کر جو تمھارے لیے اور تمھارے ساتھ جتنی قومیں ہیں ان سب کے لیے ہیں، اور کچھ قومیں ایسی بھی ہیں جن کو ہم (دنیا میں چند دن) فائدہ اٹھانے کا موقع دیں گے، پھر ان کو ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا ﴿۴۸﴾

---

① واقعی نبی کے اہل وہ ہیں جو ایمان لاکر نجات پاوے۔ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ نیک لوگوں سے نسبت کام آتی ہے۔
نکتہ: جیسا گھرانہ ویسے اچھے اعمال بھی ہونے چاہیے تب اس گھرانے کا حقیقی فرد کہلانے کے قابل انسان ہوتا ہے۔

② انسان کو چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام سے سیکھے کہ اپنی ذات پر بھروسہ نہیں؛ بلکہ باری تعالیٰ سے مغفرت، رحمت اور حفاظت چاہے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ ع

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۗ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

یہ سب غیب کی خبریں ہیں جو وحی کے ذریعہ ہم تم کو بتلا رہے ہیں[۱] یہ سب (واقعات ہمارے) اس (بتانے) سے پہلے نہ تو تم جانتے تھے، نہ تو تمھاری قوم جانتی تھی[۲]، سو تم صبر کرو، یقیناً اچھا انجام تقویٰ والوں ہی کے لیے ہے۔ ﴿۴۹﴾

اور (قومِ) عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (نبی بنا کر) بھیجا تو ہود نے کہا: اے میری قوم! تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، تمھارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تم لوگ تو جھوٹی بات ہی کہہ رہے ہو ﴿۵۰﴾ اے میری قوم! میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہوں، میرے اجر (بدلے) کی ذمے داری اسی (اللہ تعالیٰ) پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا، کیا پھر بھی تم لوگ سمجھتے نہیں ہو؟ ﴿۵۱﴾ اور اے میری قوم! تم اپنے رب سے معافی مانگو، پھر اس کے سامنے توبہ کرو، وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائیں گے، اور تمھاری (ابھی موجود) قوت کو زیادہ کر کے تمھاری طاقت کو بڑھا دیں گے[۳] اور تم لوگ گنہگار بن کر (ایمان سے) مت پھر جاؤ ﴿۵۲﴾

---

① اس سے نبی کو اللہ کی طرف سے علم غیب کا کچھ حصہ دیا جانا معلوم ہوتا ہے، اور یہی مناسب مسلک ہے کہ ہم نبی کے لیے علم غیب کلی ذاتی نہ مانے؛ بلکہ یہ مانے کہ انبیاء کو اللہ کی طرف سے کسی قدر علم غیب دیا جاتا ہے۔

② اس آیت سے نبی کے لیے علم غیب ذاتی کلی کی نفی ہوتی ہے۔

③ استغفار اور توبہ سے مال اور اولاد میں برکت ہوگی، جسمانی صحت وقوت بھی زیادہ ہوگی۔ مال واولاد کی کثرت سے بھی ایک طرح کی قوت ہو جاتی ہے۔

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ
بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ
وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٥٥﴾
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٦﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ
رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿٥٧﴾

قوم کے لوگ کہنے لگے: اے ہود! تم ہمارے پاس (اپنی سچائی کی) کوئی دلیل نہیں لائے ہو اور ہم تمھارے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں اور ہم تمھاری بات پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۵۳﴾ ہم تو یہی بات کہتے ہیں کہ: ہمارے بعض معبودوں نے تم کو بری طرح جھپٹ میں لے لیا ہے ① ہود (علیہ السلام) نے کہا: یقین رکھو! میں تو اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی (اس بات پر) گواہ رہو کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا جن کو تم شریک مانتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے ﴿۵۴﴾ سو تم سب مل کر میرے بارے میں (جو بھی) چال (چل سکتے ہو) چلو ②، پھر مجھے (ذرہ برابر بھی) مہلت مت دو ﴿۵۵﴾ یقین رکھو! میں نے تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا جو میرے بھی رب ہیں اور تمھارے بھی رب ہیں، جتنے بھی (زمین پر چلنے والے) جانور ہیں ان سب کی پیشانی اس نے پکڑ رکھی ہے ③ یقیناً میرے رب سیدھے راستے پر (چلنے سے ملتے) ہیں ﴿۵۶﴾ سو اگر تم لوگ (سچے دین سے) منہ پھراتے ہو تو جو پیغام دے کر مجھ کو تمھارے پاس بھیجا گیا تھا وہ تو میں نے تم کو پہنچا دیا اور (تم ایمان نہیں لاؤ گے تو اب) میرے رب (تم کو ہلاک کر کے) تمھاری جگہ کسی اور قوم کو آباد کریں گے، اور تم لوگ اس (اللہ تعالیٰ) کا کچھ بھی نقصان نہیں کر سکو گے، یقیناً میرے رب تمام چیز پر نگرانی کرنے والے ہیں ﴿۵۷﴾

① (دوسرا ترجمہ) جنون (یا آسیب) پہنچایا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) میرے حق میں جو برائی کر سکتے ہو کر گزرو۔ ③ یعنی ان سب پر اللہ کا مکمل قابو ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ

غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ

عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ

اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ ع

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ

قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾

اور جب ہمارا (عذاب کا) حکم آ پہنچا تو ہم نے ہود (علیہ السلام) اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو اپنی (خاص) رحمت (کے ذریعہ عذاب) سے بچا لیا اور ہم نے ان کو بھاری عذاب سے نجات دی ﴿۵۸﴾ اور یہی قومِ عاد ہے جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں (یعنی نشانیوں) کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے شرارت کرنے والے (حق کے) پکے دشمن کی بات پر وہ چلے[1] ﴿۵۹﴾ اور اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لازم کر دی گئی اور قیامت کے دن بھی (لعنت ان کے ساتھ رہے گی) سنو! قومِ عاد نے یقیناً اپنے رب کا انکار کیا، سنو! (قومِ) عاد کے لوگ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) دور کر دیے گئے جو ہود (علیہ السلام) کی قوم تھی ﴿۶۰﴾

اور قومِ ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو (نبی بنا کر) بھیجا[2] تو صالح علیہ السلام نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تمھارے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اسی (اللہ تعالیٰ) نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور تم کو اس میں آباد کر دیا، سو تم اس (اللہ تعالیٰ) سے معافی مانگو، پھر اسی (اللہ تعالیٰ) سے توبہ کرو، یقین رکھو کہ میرے رب تو بہت نزدیک ہیں (دعا کو) قبول کرنے والے ہیں ﴿۶۱﴾

---

[1] شریروں کی تائید اور ان کی اتباع یہ بھی عذاب لانے والے جرائم میں سے ہے۔ [2] جن آیتوں میں نبی اور قوم کے درمیان بھائی ہونے کی بات کہی گئی ان میں کئی جگہوں پر خاندانی بھائی یا وطنی بھائی یا دونوں طرح کی اخوت مراد ہے۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا
وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ
مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ
تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا
بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾

قوم کے لوگ کہنے لگے: اے صالح! اس بات سے پہلے تو تو ہمارے درمیان ایسا رہا کہ (ہم کو) تجھ سے بڑی امید تھی① جن بتوں کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں کیا ان کی عبادت سے تو ہم کو روکتا ہے؟ اور جس (دین) کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اس کے بارے میں ہم کو ایسا شک ہے کہ دل مانتا ہی نہیں ﴿۶۲﴾ صالح (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! تم بتاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) ایک کھلی دلیل پر ہوں② اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے مجھ کو رحمت (یعنی نبوت) دی ہے، اگر میں ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو اللہ تعالیٰ (کی پکڑ) سے کون مجھ کو بچالے گا③؟ سو (تبلیغ سے مجھے روک کر) تم تو میرا نقصان ہی زیادہ کر رہے ہو ﴿۶۳﴾ اور اے میری قوم! یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لیے نشانی (بن کر آئی) ہے، سو تم اس کو (آزاد) چھوڑ دو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں (چارہ) کھاتی پھرے اور تم برے ارادے سے اس کو ہاتھ بھی مت لگاؤ④، ورنہ بہت جلدی عذاب (آکر) تم کو پکڑ لے گا⑤ ﴿۶۴﴾

---

① اعلانِ نبوت سے قبل بھی حضرات انبیا علیہم السلام بہت اچھے اخلاق پر ہوتے ہیں۔
② (دوسرا ترجمہ) میرے رب کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت (یا صحیح سمجھ) پر ہوں۔
③ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے نبی بھی ڈرتے ہیں تو دوسروں کو بدرجۂ اولیٰ ڈرنا چاہیے۔
④ (دوسرا ترجمہ) برائی پہنچانے کے مقصد سے تم اس کو ہاتھ بھی مت لگاؤ۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) ورنہ تم کو فوری عذاب پکڑ لے گا۔

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا
جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾
كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ ع ۶
وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ
بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾

سو انھوں نے اس (اونٹنی) کے پاؤں کاٹ ڈالے[1] تو صالح (علیہ السلام) نے کہا کہ: تم تین دن اپنے گھروں میں مزے اڑا لو، یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا ہونے والا نہیں ہے ﴿۶۵﴾ سو جب ہمارا (عذاب کا) حکم آ پہنچا تو ہم نے صالح (علیہ السلام) کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو اپنی (خاص) رحمت کے ذریعہ بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے (حفاظت میں رکھا) یقیناً تمھارے رب وہ تو بہت طاقت والے ہیں، بڑے زبردست ہیں ﴿۶۶﴾ اور ظالموں کو ایک بھیانک آواز نے پکڑ لیا، سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ﴿۶۷﴾ ایسے ہو گئے جیسے اس (بستی) میں کبھی بسے ہی نہیں تھے، سنو! قومِ ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا، سنو! ثمود کے لوگ (بھی اللہ کی رحمت سے) دور کر دیے گئے۔ ﴿۶۸﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس (انسانی شکل میں حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کی) خوش خبری لے کر آئے تو ان فرشتوں نے (آ کر) کہا کہ: سلام، تو اس (ابراہیم) نے بھی (جواب میں) کہا: سلام، سو اس (ابراہیم) نے دیر نہیں لگائی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے[2] ﴿۶۹﴾

---

① یعنی اونٹنی کو مار ڈالا۔ ② حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ماحضر میں اول تلا ہوا بچھڑا پیش کیا تو ان کی اہتمام والی ضیافت کیسی ہوگی! معلوم ہوا کہ مہمان آوے تو سب سے پہلے جو حاضر ہو وہ پیش کر دو بعد میں دوسرا اہتمام کرو۔

فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ
اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝۷۰ وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ
اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝۷۱ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ
عَجِيْبٌ ۝۷۲ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ
اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝۷۳

پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) نے ان (آنے والوں) کے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس (کھانے) کی طرف بڑھتے نہیں ہیں تو ابراہیم (علیہ السلام) نے ان کو اجنبی سمجھا ① اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) ان کی وجہ سے دل میں ڈر گئے تو اس پر وہ (آنے والے) کہنے لگے: (ابراہیم!) آپ مت ڈریے ②، یقیناً ہم لوگ لوط (علیہ السلام) کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ﴿۷۰﴾ اور ان (ابراہیم علیہ السلام) کی بیوی (سارہ وہیں) کھڑی ہوئی تھیں ③، سو (ان باتوں کو سن کر) ہنس پڑیں، پھر ہم نے اس (سارہ) کو اسحاق کی (پیدائش کی) خوش خبری دی اور اسحاق (علیہ السلام) کے بعد یعقوب (علیہ السلام) (پوتے کی پیدائش) کی (خوش خبری دی) ﴿۷۱﴾ تو وہ (سارہ) بولی: ہائے! کیا مجھ کو بچہ ہوگا؟ حالاں کہ میں تو بوڑھیا ہوگئی اور یہ میرے شوہر (بھی) بالکل بوڑھے ہو چکے ہیں، یقیناً یہ تو ایک بڑے تعجب کی بات ہے ﴿۷۲﴾ تو وہ (آنے والے مہمان فرشتے) کہنے لگے: کیا تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ ④ (اے ابراہیم کے) گھر والو! تم پر تو (خاص) اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں ⑤، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تمام تعریف والے ہیں، بڑی شان والے ہیں ﴿۷۳﴾

① (دوسرا ترجمہ) ان کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کو کھٹکا لگا۔
② کاملوں کو بھی ہر وقت کشفِ حال نہیں ہوتا، طبعی خوف شانِ نبوی کے منافی نہیں۔
③ پردہ کیوں نہیں کیا؟ جواب: (۱) دیہات کی عورتیں سادگی کی وجہ سے پردہ نہیں کرتی تھیں (۲) بڑھیا تھیں (۳) مہمان کی خدمت کرتی تھیں اور مہمان کی خدمت مکارمِ اخلاق میں شمار ہوتی ہے (۴) فرشتے ہیں، ایسا پتہ لگنے کے بعد سامنے آئیں۔
④ خانوادۂ نبوت میں عجائبات کا نظارہ ہوتا ہی رہتا ہے اس لیے اس عمر میں بچے کی ولادت میں تعجب کیسا؟
⑤ محققین لکھتے ہیں کہ: نمازوں میں جو درود شریف پڑھتے ہیں اس کے الفاظ میں اِس آیت سے اقتباس کیا گیا ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿٧٥﴾ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ

پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) کی گھبراہٹ دور ہوگئی اور ان کو خوش خبری مل گئی تو وہ لوط (علیہ السلام) کی قوم کے بارے میں ہم سے بحث کرنے لگے ﴿۷۴﴾ یقیناً ابراہیم (علیہ السلام) تو بڑے حلیم تھے، بڑے نرم دل تھے①، انابت کرنے والے تھے ﴿۷۵﴾ اے ابراہیم! اِس بات کو تو تم جانے دو، یقین کرلو کہ تمھارے رب کا حکم آ ہی پہنچا ہے اور یقیناً ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو واپس نہیں کیا جا سکتا ﴿۷۶﴾ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو وہ (لوط علیہ السلام) ان (فرشتوں کے آنے) کی وجہ سے غمگین ہوئے اور ان (لوط علیہ السلام) کا دل ان کی وجہ سے پریشان (تنگ) ہوا اور لوط (علیہ السلام) کہنے لگے: یہ آج کا دن بڑا ہی سخت ہے② ﴿۷۷﴾ اور ان (لوط علیہ السلام) کی قوم کے لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور پہلے سے ہی ان کو برے کام کرنے کی عادت تھی، لوط (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں ہیں③ وہ تمھارے لیے بہت زیادہ پاکیزہ ہیں④،

① اواہ: (۱) توبہ کرنے والا مؤمن (۲) اللہ کی ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑنے والا اور جہنم کی آگ سے ڈرنے والا (۳) گناہوں پر بہت زیادہ افسوس کرنے والا۔
② حضرت لوط علیہ السلام کے لیے دو باتیں تھی: (۱) اگر ان مہمانوں کو عزت کے ساتھ اپنے یہاں رکھیں یا ٹھہرائیں تو قوم کے لوگ بدفعلی کریں گے، مہمانوں کی آبرو برباد ہوگی (۲) اور اگر مہمانوں کو اپنے یہاں نہ ٹھہرائیں تو یہ بداخلاقی ہوگی، نبوت اور مہمان نوازی کے خلاف ہوگا۔
③ پوری قوم کی لڑکیاں مراد ہیں، ہر پیغمبر اپنی قوم کے لیے مثل باپ کے ہوتا ہے، اور پوری امت روحانی اولاد ہوتی ہے۔
④ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی کا باپ خود نکاح کی پیش کش کرسکتا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ﴿۸۰﴾ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ﴿۸۱﴾

سوتم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھ کو میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا مت کرو، کیا تم میں ایک بھی اچھی چال چلن والا آدمی نہیں ہے؟① ﴿۷۸﴾ قوم کے لوگ کہنے لگے: تم کو تو معلوم ہی ہے کہ ہم کو تمھاری بیٹیوں میں کوئی دل چسپی (یعنی رغبت، خواہش اور غرض) نہیں ہے اور ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ تو تم کو معلوم ہی ہے ﴿۷۹﴾ لوط (علیہ السلام) نے کہا: کاش کہ میرے پاس تمھارے مقابلے کی کوئی طاقت ہوتی یا کوئی مضبوط سہارے کی پناہ لے سکتا②! ﴿۸۰﴾ (ان آنے والے مہمان فرشتوں نے) کہا: اے لوط! یقیناً ہم تو تمھارے رب کے بھیجے ہوئے (یعنی فرشتے) ہیں، وہ تم تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے؛ لہٰذا تو اپنے اہل کو③ لے کر رات کے کسی حصے میں (بستی سے) نکل جا اور تم میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے④، مگر تمھاری بیوی، واقعہ یہ ہے کہ ان (قوم کے لوگوں) پر جو (عذاب) آنے والا ہے یقیناً وہ (عذاب) اس پر بھی آ کر ہی رہے گا، یقیناً ان (پر عذاب اترنے) کے لیے صبح کا وقت مقرر ہے، کیا صبح بالکل نزدیک نہیں ہے؟ ﴿۸۱﴾

① تمھارے درمیان کوئی آدمی ہوتا جو پوری قوم کو اچھی بات سکھاتا اور بری بات سے روکتا۔ جو شخص بھی اپنی قوم سے اس طرح کی خیر خواہی کرے وہ "رشید" ہے۔

② [۱] رکن: جس کا آسرا اور سہارا لیا جائے [۲] یہاں مراد: مضبوط خاندان [۳] عزت، قوت، غلبہ، جمع: ارکان۔

③ یہاں اہل سے تمام ایمان والے مراد ہیں۔

④ ایک مطلب یہ ہے کہ جلدی جلدی چلیں، اس میں ایک اشارہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پیچھے قوم پر جو عذاب آ رہا ہے اس کی طرف مڑ مڑ کر نہ دیکھیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نبی اور اہلِ ایمان کو ہولناک منظر دیکھنے سے بھی بچا رہے ہیں؛ چوں کہ ایسے مناظر کا بھی اثر ہوتا ہے، کیسی رحمت!!۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ

مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ الثلث ع ۷ ۵

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا

تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾

پھر جب ہمارا (عذاب کا) حکم آ گیا تو ہم نے (اس زمین کو پلٹ کر) اس کے اوپر والے حصے کو نیچے والا حصہ کر دیا اور ہم نے اس (بستی) پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر مسلسل (یا تہہ بہ تہہ) برسائے ﴿۸۲﴾ تمھارے رب کے یہاں سے ان پر (خاص) نشان لگے ہوئے تھے① اور وہ (بستیاں مکہ کے) ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں ہیں ﴿۸۳﴾

اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (نبی بنا کر) بھیجا تو اس (شعیب علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے اور تم لوگ ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو، یقیناً میں تم کو اچھی حالت (یعنی مال داری) میں دیکھتا ہوں اور یقیناً میں تم پر ایک ایسے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو تم کو (چاروں طرف سے) گھیر لے گا② ﴿۸۴﴾ اور اے میری قوم! تم ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو اور تم لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو③ اور تم زمین میں فساد مچاتے مت پھرو ﴿۸۵﴾

---

① عذاب والے پتھر دوسرے عام پتھروں سے بالکل الگ تھے اور اس پر ہر مجرم کا نام لکھا ہوا تھا، جس پتھر پر جس کا نام تھا وہ اس کو آ کر لگتا تھا۔

② (دوسرا ترجمہ) جو ہر قسم کے عذاب کو گھیرنے والا (جامع) ہوگا۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور تم لوگوں کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا
يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ
اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ
وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ
اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ

(لوگوں کو پورے پورا دینے کے بعد حلال طریقے سے) اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا (جو نفع) بچ کر رہے وہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم (میری بات) مانو تو① اور میں تمھارے اوپر ذمے دار نہیں ہوں ﴿۸۶﴾ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: اے شعیب! کیا تم کو تمھاری نماز (ہمارے بارے میں) یہ حکم دیتی ہے کہ ہمارے باپ دادا جن (بتوں) کی عبادت کرتے آئے ہیں ہم ان کو چھوڑ دیویں یا ہم اپنے مالوں کے بارے میں (اپنی مرضی سے) جو چاہیں کر رہے ہیں (کیا ہم) اس کو بھی (کرنا چھوڑ دیویں؟) یقیناً تم تو بہت ہی باوقار، نیک چلن آدمی ہو② ﴿۸۷﴾ شعیب (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! بتلاؤ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے بہترین رزق دیا ہے③ اور جن کاموں کے کرنے سے میں تم کو روکتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ وہ کام میں خود کرنے لگوں④ میں تو اپنی استطاعت کے مطابق تمھاری اصلاح کرنا چاہتا ہوں⑤

---

① (دوسرا ترجمہ) اگر تم کو میری (بات پر) یقین آوے (تو مان لو)۔
② یہ مذاق اور طنز میں جملہ تھا، اہلِ دین لوگوں کے معاملات میں صحیح رہنمائی کرے وہ بھی ان کو پسند نہیں ہوتا، آج بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ علما کا کام صرف نماز، مسجد تک محدود ہے؛ حالاں کہ معاملات اور زندگی کے ہر شعبے میں شرعی رہبری کے لیے علما کی ضرورت ہے۔
③ مراد: ظاہری حلال، پاکیزہ روزی اور باطنی رزق: عقل، فہم، وحی، نبوت۔
④ (دوسرا ترجمہ) اور میرا یہ ارادہ نہیں کہ جس بات سے میں تم کو منع کروں اس کے خلاف میں خود کروں۔ اس آیت میں نہی عن المنکر کرنے والوں کو بڑی ہدایت دی گئی کہ جن برے کاموں سے لوگوں کو روکے اس سے خود بھی رُکے۔
⑤ اصلاحی محنت استطاعت کے مطابق ہونی چاہیے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۝۸۸ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ
اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ
لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ۝۸۹ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ۝۹۰
قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ
لَرَجَمْنٰكَ ۫ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ۝۹۱

اور اللہ تعالیٰ (کی مدد) سے ہی مجھے (اصلاحی کاموں کی) توفیق ملتی ہے، اسی (اللہ تعالیٰ) پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں انابت کرتا ہوں[①] ﴿۸۸﴾ اور اے میری قوم! میرے ساتھ جو تم کو مخالفت ہے وہ تم کو ایسے (برے) کاموں کی طرف نہ لے جاوے[②] جس کے نتیجے میں تم پر بھی اسی طرح کی مصیبت آ پڑے جیسی نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر آ پڑی تھی اور لوط کی قوم (کا زمانہ اور علاقہ) تم سے (زیادہ) دور (بھی) نہیں ہے ﴿۸۹﴾ اور تم اپنے رب سے معافی مانگو، پھر اس کی طرف توبہ کرو، یقیناً میرے رب بہت ہی رحم کرنے والے، بہت زیادہ محبت کرنے والے ہیں ﴿۹۰﴾ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: اے شعیب! تمھاری بہت ساری باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتی[③] اور ہم تو دیکھ ہی رہے ہیں کہ تم ہمارے درمیان میں بہت ہی کمزور (آدمی) ہو اور اگر تمھارے خاندان (والے جو ہمارے مذہب پر ہیں ان) کا خیال نہ ہوتا تو ہم تم کو ضرور پتھر مار کر ہلاک کر دیتے اور ہماری نظروں میں تمھاری کوئی عزت نہیں ہے[④] ﴿۹۱﴾

---

① خود انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق کے محتاج ہیں تو دوسرے افراد بدرجۂ اولیٰ محتاج ہیں۔ توفیق کا مطلب: کسی کام کے لیے مناسب اسباب واحوال میسر ہو جانا اور اس خیر کے کام کے لیے ہر طرح کی سہولت، آسانی، مدد اللہ کی طرف سے مل جانا۔

② عداوت میں حق کا انکار نہ کرو۔

③ حقارت میں ایسا کہا، یا باتوں کو سن کر انکار کے لیے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا، یا بے توجہی سے منکر لوگ ایسا جواب دیتے ہیں۔

④ دوسرا ترجمہ: ہماری نظر میں تمھاری کوئی ہستی نہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ
يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ
اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا
الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ
كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ ع ۱۲ ۸

شعیب (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! کیا میرے خاندان کا خیال (دباؤ) تمھاری نظروں میں اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہے[1] اور تم نے اس (اللہ تعالیٰ) کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے[2] یقیناً تم لوگ جو کام بھی کرتے ہو میرے رب کے قابو میں ہے ﴿۹۲﴾ اور اے میری قوم! تم اپنی حالت پر کام کرتے رہو[3]، میں اپنے طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہوں، تھوڑے ہی دنوں میں تم کو پتہ چل جائے گا کس پر عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دیتا ہے اور کون جھوٹا ہے؟ اور تم لوگ انتظار کرو، یقیناً میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں ﴿۹۳﴾

اور جب ہمارا (عذاب کا) حکم آ پہنچا تو ہم نے شعیب (علیہ السلام) کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے ان کو اپنی (خاص) رحمت سے بچا لیا[4] اور ظالموں کو ایک بھیانک آواز نے پکڑ لیا، سو وہ (ظالم لوگ صبح کو) اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے ﴿۹۴﴾ (وہ ایسے ہو گئے) جیسے کبھی ان (گھروں) میں بسے ہی نہیں تھے، سنو! مدین والے (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) ایسے ہی دور کیے گئے جیسے ثمود کے لوگ دور کیے گئے تھے ﴿۹۵﴾

---

① دوسرا ترجمہ: اللہ سے بڑھ کر میری برادری کا دباؤ۔
② یعنی بالکل ہی بھلا رکھا ہے۔
③ یہ کفر کی اجازت نہیں، ڈانٹ ہے۔
④ رحمتِ الٰہی کی برکت سے عذاب سے حفاظت ہوئی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ﴿۹۶﴾ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ
فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ﴿۹۷﴾ یَقْدُمُ قَوْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ
وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ
الْمَرْفُوْدُ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآىِٕمٌ وَّحَصِیْدٌ﴿۱۰۰﴾ وَمَا
ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ
اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ﴿۱۰۲﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں اور کھلی دلیل دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا، سو وہ لوگ تو فرعون کے حکم پر چلتے رہے؛ حالاں کہ فرعون کی کوئی بات صحیح نہیں تھی ﴿۹۶﴾ ﴿۹۷﴾ وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا، سو اپنی قوم کو آگ پر پہنچائے گا①، سو وہ بہت ہی برا گھاٹ ہے جس پر وہ پہنچیں گے ﴿۹۸﴾ اور اس (دنیا) میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگادی گئی اور قیامت کے دن بھی (لعنت میں ہوں گے) بہت برا انعام ان کو دیا گیا ﴿۹۹﴾ یہ سب (یعنی اس سورت میں جو سات قصے بیان ہوئے) ان بستیوں کے حالات ہیں جو ہم تمھارے سامنے بیان کرتے ہیں، ان میں سے کچھ (بستیاں ابھی تک) قائم ہیں (جیسے مصر) اور کچھ (بستیاں) کٹی ہوئی کھیتی (کی طرح بالکل ختم) ہوچکی ہیں ﴿۱۰۰﴾ اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا؛ لیکن خود انھوں نے (نافرمانی کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، سو جب تیرے رب کا (عذاب کا) حکم آپہنچا تو ان کے وہ معبود جن کو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ لوگ پکارا کرتے تھے وہ ان کو کچھ بھی کام نہیں آئے، اور وہ (جھوٹے معبود) ان (مشرکوں) کی تباہی میں ہی اضافہ کے سبب ہوئے② ﴿۱۰۱﴾ اور اسی طرح تمھارے رب کی پکڑ ہوتی ہے جب وہ بستیوں کو پکڑتے ہیں؛ حالاں کہ وہ (بستیاں) ظالم ہوتی ہیں، یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) کی پکڑ بڑی دردناک ہے، بہت ہی سخت ہے ﴿۱۰۲﴾

① دوسرا ترجمہ: پہنچا کر رہے گا۔ ② (دوسرا ترجمہ) ان (معبودوں) کی وجہ سے ان کی بربادی ہی زیادہ ہوئی۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ
وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿١٠٣﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿١٠٤﴾ ؕ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ
اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ
وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ
رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾

یقیناً ان سب (واقعات) میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو، وہ ایسا دن ہوگا جس میں تمام لوگ جمع کیے جائیں گے اور وہ ایسا دن ہوگا جس کو کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھیں گے ① ﴿١٠٣﴾ اور ہم نے اس (دن) کو گنی ہوئی مدت ہی کے لیے ملتوی کیا ہے ﴿١٠٤﴾ جب وہ (قیامت کا) دن آوے گا تو کوئی اس کی اجازت کے بغیر بات نہیں کر سکے گا، سو ان میں سے بعض لوگ تو برے نصیب والے ہوں گے اور (دوسرے) بعض لوگ اچھے نصیب والے ہوں گے ② ﴿١٠٥﴾ سو جو لوگ برے نصیب والے (کافر) ہیں تو وہ جہنم میں رہیں گے، ان کے لیے اس (جہنم) میں چیخنے اور چلانے کی آواز ہوگی ﴿١٠٦﴾ وہ لوگ اس (جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہے (یعنی ہمیشہ)؛ الا یہ کہ تمھارے رب (کوئی اور بات) چاہیں ③، یقیناً تمھارے رب جس (کام) کا بھی ارادہ کرتے ہیں اس کو اچھی طرح کر ہی ڈالتے ہیں ﴿١٠٧﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) سب کے سب لوگ حاضر کر دیے جائیں گے۔

② علاماتِ شقاوت: (١) دل کی سختی (٢) آنکھوں کا اللہ کے سامنے رونے سے خشک ہو جانا (٣) دنیا کی رغبت (٤) لمبی لمبی امیدوں کا ہونا (٥) حیا کا کم ہو جانا (٦) حق سے اعراض (٧) گناہ پر اصرار اور ندامت کا نہ ہونا (٨) حلال و حرام کی تمیز کے بغیر دنیا کی حرص (٩) خواہش کی اتباع (١٠) بدعت (١١) دنیاداروں میں رغبت اور اللہ اور اولیاء اللہ سے نفرت۔

علاماتِ سعادت: (١) دل کی نرمی (٢) اللہ کے سامنے زیادہ رونا (٣) دنیا سے زہد (٤) دنیا کی امیدوں کا مختصر کرنا (٥) حیا کی کثرت (٦) اللہ کی طرف انابت (٧) گناہوں سے استغفار و توبہ (٨) دنیا کی معمولی نعمت پر قناعت اور حلال مال کی طلب (٩) اتباعِ سنت (١٠) بدعت سے اجتناب (١١) دنیا اور اہلِ دنیا سے نفرت، اللہ اور اولیاء اللہ سے رغبت۔

③ رب کی چاہت ان کو دائمی جہنم میں رکھنے کی ہے یہ دوسری آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا
شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿١٠٨﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا
كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾ ع
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ
اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١١﴾

اور جو لوگ اچھے نصیب والے ہیں (یعنی ایمان والے) وہ جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں (یعنی ہمیشہ)؛ مگر یہ کہ تمھارے رب (کوئی اور بات) چاہیں، یہ ایسا عطیہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا① ﴿١٠٨﴾ سو وہ (مشرک) لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کے (باطل ہونے کے) بارے میں تم ذرا بھی شک میں مت رہنا②، وہ لوگ تو (بتوں کی) اسی طرح عبادت کرتے ہیں جس طرح ان کے باپ دادا پہلے عبادت کرتے تھے اور یقیناً ہم ان کو ان کا (عذاب کا) حصہ پورے پورا چکا دینے والے ہیں جس میں کوئی کمی نہیں ہوگی ﴿١٠٩﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا اور اگر ایک بات تمھارے رب کی طرف سے پہلے سے طے نہ کر دی گئی ہوتی③ تو ان کے درمیان فیصلہ (دنیا ہی میں) کر دیا جاتا اور یقیناً وہ لوگ ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جو ان کو چین نہیں لینے دیتا ﴿١١٠﴾ اور یقیناً ان سب لوگوں کو وقت آنے پر تمھارے رب ان کے اعمال کا پورے پورا بدلہ چکا دیں گے، یقیناً جو کام وہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے۔ ﴿١١١﴾

① دوسری آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ہمیشہ جنت میں اور کافروں کو ہمیشہ جہنم میں رکھیں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) ذرا بھی دھوکہ میں مت رہنا (کہ ان بتوں کی عبادت جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہوگی)۔
③ یعنی یہ کہ پورا عذاب تو آخرت ہی میں دیا جائے گا۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا
تَرْكَنُوْٓا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ أَوْلِيَآءَ ثُمَّ
لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ
السَّيِّاٰتِ ۚ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

جس طرح تم کو حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق تم سیدھے راستے پر قائم رہو[1] اور وہ لوگ بھی جو (کفر سے) توبہ کر کے تمھارے ساتھ ہیں (وہ بھی تمھارے ساتھ سیدھے راستے پر قائم رہیں) اور تم حد سے آگے مت بڑھو، یقین رکھو جو عمل بھی تم لوگ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿۱۱۲﴾ اور تم لوگ ظالموں کی طرف (ذرا بھی) مائل نہ ہونا[2]، ورنہ تم کو جہنم کی آگ پکڑ لے گی اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایت کرنے والے نہیں ہوں گے پھر تم کو کوئی مدد بھی نہیں پہنچائی جاسکے گی ﴿۱۱۳﴾ اور (اے محمد!) تم دن کے دونوں کناروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں نماز کو قائم کرو، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے واسطے ﴿۱۱۴﴾ اور (اے نبی)! تم صبر کرو، سو یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ﴿۱۱۵﴾

---

① استقامت میں بھی انسان آزاد نہیں ہے رب کے حکم کے مطابق ہی ہونی چاہیے۔

② اس کے بہت سارے مطالب ہیں: ظالموں سے دوستی نہ کرو، ان کا کہنا نہ مانو، ظالموں کی طرف کسی طرح میلان نہ ہو، ان کے اعمال وافعال کو پسند نہ کرو، ان کے برے اعمال پر سکوت ورضا کا اظہار نہ کرو، ظالموں کی صحبت میں نہ بیٹھو، شکل و صورت، رہن وسہن اور فیشن میں ان کی اتباع نہ کرو۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا
قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ﴿۱۱۶﴾
وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ﴿۱۱۷﴾وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ
النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ﴿۱۱۸﴾اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ
وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴿۱۱۹﴾

سو جو امتیں تم سے پہلے (ہلاک) ہو چکی ہیں اُن میں ایسے لوگ کیوں نہیں ہوئے جن میں کچھ سمجھ بچی ہو① جو زمین میں فساد (یعنی کفر) سے روکتے ہوں؛ مگر تھوڑے سے لوگ تھے (جو خود کفر سے بچتے تھے اور دوسروں کو روکتے تھے) ان میں سے جن کو ہم نے (عذاب سے) نجات دی تھی، اور ظالم لوگ جس عیش میں تھے اسی کے پیچھے وہ پڑے رہے، اور وہ گنہگار تھے ﴿۱۱۶﴾ اور تمھارے رب ایسے نہیں ہیں کہ بستیوں (کے رہنے والوں) کو ظلم کر کے② ہلاک کر دیویں؛ حالاں کہ ان (بستی) کے رہنے والے (خود کی اور دوسروں کی) اصلاح (یعنی حالت کو درست کرنے کی محنت) میں لگے ہوئے ہوں③ ﴿۱۱۷﴾ اور اگر تمھارے رب چاہتے تو (تمام) لوگوں کو ایک ہی طریقہ (یعنی اسلام) پر کر دیتے (لیکن) لوگ ہمیشہ (آپس میں) اختلاف ہی کرتے رہیں گے؛ ﴿۱۱۸﴾ مگر یہ کہ جن پر تمھارے رب رحم فرمائیں گے④ اور اسی (امتحان) کے لیے تو اس (اللہ تعالیٰ) نے اُن کو پیدا کیا اور تمھارے رب کی بات (جو اس نے کہی تھی وہ) پوری ہو کر ہی رہے گی کہ میں جنات اور انسان سب سے جہنم کو ضرور بھر کر ہی رہوں گا ﴿۱۱۹﴾

① جن میں بھی عقل ہو وہ نہی عن المنکر کریں۔ آج حکمت و مصلحت کے عنوان کی آڑ میں نہی عن المنکر ترک ہو رہا ہے۔ نہی عن المنکر عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) کفر کے سبب سے۔
③ اصلاحی محنت عذاب کو روکنے کا ذریعہ ہے۔
④ تو ان کو سچائی پر قائم رکھیں گے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ
وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا
عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ
يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع ١٠

اور نبیوں کے واقعات میں سے (یہ جو اوپر ذکر کیے گئے ہیں) وہ تمام (واقعات) جو ہم تمھیں سناتے ہیں ہم ان کے ذریعہ تمھارے دل کو جما دیتے ہیں① اور اس (سورت یا واقعہ) میں جو بات تمھارے پاس آئی وہ (خود) بھی حق ہے② اور تمام مومنوں کے لیے نصیحت اور یاد دہانی ہے③ ﴿۱۲۰﴾ اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن کو کہہ دو کہ تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو ہم بھی (اپنے طریقہ پر) عمل کر رہے ہیں ﴿۱۲۱﴾ اور (اعمال کے نتائج کا) تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں ﴿۱۲۲﴾ اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی چھپا ہوا ہے اُن سب کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، اور ہر (قسم کے تمام) کام اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹائے جائیں گے، سو تو اسی (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کر اور اسی (اللہ تعالیٰ) پر تو بھروسہ کر، اور جو کام تم کرتے ہو تمھارے رب اُس سے غافل (یعنی بے خبر) نہیں ہیں (اس لیے اس پر اللہ تعالیٰ جزا و سزا دیں گے)۔ ﴿۱۲۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) تمھارے دل کو قوت دے (کر مضبوط) کریں۔
فواد۔ جمع: افئدۃ، لغت میں تفد کے معنی روشن ہونا آتا ہے، علمی، ادراکی، عرفانی نور کا مرکز بھی دل ہے؛ اس لیے اس کو فواد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
② یعنی تحقیقی باتیں ہیں۔
③ اس آیت کریمہ سے اِس سورت میں جو سابقہ انبیاء کے واقعات بیان کیے گئے، اس کے مقاصد کو بیان کیا گیا:
(۱) حق کے راستے میں آنے والی تکالیف پر پہلے سے واقف کر دیا گیا؛ تا کہ اس تکلیف پر اُلجھن نہ ہو۔
(۲) تسلی۔
(۳) جو حقیقی نصیحت ہوتی ہے مؤثر ہوتی ہے۔
(۴) عام اہلِ ایمان کے لیے نصیحت۔

سُوْرَةُ يُوْسُف

(مكية)

سورۂ یوسف

یہ سورت مکی ہے۔اس میں ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیتیں ہیں، سورۂ ہود کے بعد اور سورۂ حجر سے پہلے ترپن (۵۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کا عجیب وغریب واقعہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ پورے قرآن میں ایک ہی جگہ پر مرتب انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس واقعے کی کسی اور جگہ تکرار نہیں ہوئی ہے؛ ہاں! سورۂ انعام اور سورۂ غافر میں صرف حضرت یوسف علیہ السلام کا نام مبارک ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو ترتیب کے ساتھ بیان کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ: تاریخ نگاری بھی ایک مستقل فن ہے، اس میں اس فن والوں کے لیے خاص ہدایات ہیں کہ بیان میں نہ اتنا اختصار ہونا چاہیے جس سے بات ہی پوری نہ سمجھی جاسکے اور نہ اتنا طول ہونا چاہیے کہ اس کا پڑھنا اور یاد رکھنا مشکل ہوجائے، جیسا کہ اس قصے کے قرآنی بیان سے واضح ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ: بعض روایات میں ہے کہ یہود نے آزمائش کے طور پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ: اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمیں بتلایئے کہ آلِ یعقوب ملکِ شام سے مصر کیوں منتقل ہوئے، اور حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ کیا تھا؟ ان کے جواب میں بذریعۂ وحی یہ پورا قصہ نازل کیا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کی نبوت کا بڑا شاہد تھا۔

آياتها ۱۱۱ | (۱۲) سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ (۵۳) | رکوعاتها ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۱ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۲
نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ
مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝۳ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا
وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الٓرٰ، یہ (سچائی کو) ظاہر کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں ﴿۱﴾ یقیناً ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا؛ تاکہ تم (اس کو) سمجھو ﴿۲﴾ ہم سناتے ہیں تم کو بہترین قصہ اِس قرآن کے ذریعہ جو ہم نے تمھاری طرف وحی کے ذریعہ بھیجا[۱]، اور تم اِس (قرآن) سے پہلے (اِس واقعہ سے) بالکل بے خبر تھے ﴿۳﴾ (وہ واقعہ سنو) جب کہ یوسف (علیہ السلام) نے اپنے ابا سے کہا کہ[۲] اے میرے ابا! یقیناً میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو (خواب میں)[۳] دیکھا ہے، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے سجدہ کر رہے ہیں[۴] ﴿۴﴾

---

۱ (دوسرا ترجمہ) ہم نے وحی کے ذریعہ تمھاری طرف جو یہ قرآن اتارا (اِس میں) ہم تم کو بہترین قصہ سناتے ہیں۔

۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے راز کی بات اپنے والد سے کہی ہے یہ مناسب طریقہ ہے جب کہ آج لوگ اس طرح کی باتیں دوستوں سے کرتے ہیں اور والدین اور گھر والوں سے چھپاتے ہیں۔

۳ خواب: انسان جس وقت نیند یا بیہوشی کے سبب ظاہر بدن کی تدبیر سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کو اس کی قوتِ خالیہ کی راہ سے کچھ صورتیں دکھائی دیتی ہیں، اس کو خواب کہتے ہیں۔

۴ (۱) اگلی امتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا (۲) یہ سجدہ لغوی معنیٰ میں ہے: جھکنا (۳) قبلہ بتلانے کے لیے کہ سجدہ تو اللہ کو کیا تھا اور قبلہ اور کعبہ کی حیثیت سے حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ
وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶ ع ۱

یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میرے بیٹے! تو اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا①، ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی سازش کریں گے②، یقیناً شیطان تو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے③ ﴿۵﴾ اور اسی طرح④ تم کو تمھارے رب (نبوت کے لیے) چن لیں گے اور تم کو (تمھارے رب) باتوں کا (صحیح) مطلب نکالنا سکھائیں گے⑤ اور (دوسری نعمتیں دے کر) اپنے انعام کو پورا کریں گے تم پر اور یعقوب کے خاندان پر؛ جیسا کہ اپنا انعام پورا کیا تھا اس سے پہلے تمھارے دادے: ابراہیم (پردادا) اور اسحاق (دادا) پر، یقیناً تمھارے رب بہت بڑے علم والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۶﴾

---

① اس سے معلوم ہوا کہ: (۱) اچھا یا برا خواب ہر کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے، کوئی خیر خواہ، ذی عقل، علم رکھنے والے کو بتلانا چاہیے؛ کیوں کہ خواب معلّق ہوتا ہے، جیسی تعبیر دی جاتی ہے ویسا پڑتا ہے۔ (۲) نعمتوں کو چھپانا چاہیے۔

② اپنوں کی طرف سے جو سازش ہوتی ہے وہ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔

③ عدو مبین سے کیا مراد ہے:

(۱) ظاہر العداوۃ: اس نے اللہ کے سامنے عداوت ظاہر کی جس کی اطلاع وحی کے ذریعہ معلوم ہوئی۔

(۲) اسبابِ عداوت کا ظاہر ہونا، جیسے بے پردہ عورت۔

(۳) زمانۂ ماضی اور مستقبل میں شیطان باقاعدہ انسانی شکل میں ظاہر ہو کر آیا، جیسے: [۱] دار الندوہ میں شیخ مجدی کی شکل میں آیا تھا: واذ یمکر بك الذین کفروا [۲] بدر میں [۳] حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق کے ذریعے آگ میں ڈالنے کا مشورہ دیا: قالوا احرقوہ وانصروہ [۴] علاماتِ قیامت میں ہے کہ شیطان انسانی شکل میں آئے گا اور انسانوں سے بات کرے گا۔

④ خواب میں اشارہ تھا کہ ایک وقت آوے گا کہ یوسف علیہ السلام کو عزت کا ایسا اونچا مقام نصیب ہوگا کہ تمام بھائی ان کا اکرام کریں گے جس طرح تم کو یہ عزت ملی اسی طرح آئندہ نبوت اور تاویلِ احادیث جیسی نعمت ملے گی۔

⑤ دوسرا مطلب: تم کو تمھارے رب خوابوں کی تعبیر سکھائیں گے۔

لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآىٕلِیْنَ۝۷ اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِۚۖ۝۸

یقینی بات یہ ہے کہ یوسف (علیہ السلام) اور اس کے بھائیوں (کے قصے) میں سوال پوچھنے والوں کے لیے① (اللہ تعالیٰ کی قدرت اور آپ کے نبی ہونے کی) بڑی نشانیاں ہیں② ﴿۷﴾ (وہ وقت یاد کرو③) جب کہ وہ (یوسف علیہ السلام کے بھائی آپس میں) کہنے لگے کہ: ہمارے ابا جان کو یوسف اور اس (یوسف) کا بھائی④ ہم سے بھی زیادہ پیارا ہے⑤؛ حالاں کہ ہماری جماعت تو زیادہ طاقت والی ہے⑥، واقعۃً⑦ ہمارے ابا جان کھلی غلطی میں ہیں⑧ ﴿۸﴾

---

① اس سے معلوم ہوا کہ "سوال" بہت ساری نامعلوم باتوں کے جاننے کا ذریعہ ہے۔

② (۱) اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے کہ جو بچہ کنویں میں ڈالا گیا وہ آگے جا کر بڑا بادشاہ بنے گا۔
(۲) جو عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کی دشمن بن گئی تھیں ان کا اقرارِ جرم کر لینا: ما علمنا علیہ من سوء۔
(۳) خود زلیخا کا اقرار: انا راودتہ عن نفسہ۔

③ "اُذْکُرْ" مقدر ماننے تو ایک ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ: یہ بات دھیان دینے کے لائق ہے۔

④ یعنی حقیقی بھائی بنیامین جو حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی چھوٹے تھے۔

⑤ محبت کی وجہ: ظاہری اور معنوی دونوں حسن حضرت یوسف علیہ السلام میں تھا۔
احب سے معلوم ہوا کہ محبت کا تعلق ہمیشہ تعاون سے نہیں ہوتا۔
بھائیوں کی زندگی دوسروں کے لیے مقامِ عبرت اور نصیحت ہوتی ہے، مدحاً بھی (آپس کا جوڑ اور اتحاد کے اعتبار سے) اور ذماً بھی (آپس کے جھگڑے کے اعتبار سے)۔

⑥ عصبۃ: لغوی معنیٰ: قوت اور اصطلاحی معنیٰ: جماعت (قوت والی)۔

⑦ چوں کہ ہم دس بھائی جوان اور ابا کے کام میں مددگار ہیں، پھر بھی ابا جان ہم سے محبت کم رکھتے ہیں۔

⑧ یعنی اولاد کے ساتھ سلوک کرنے میں غلطی پر ہے۔
پہلے زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ باپ کی میراث کا حق دار بڑا بیٹا ہوتا جو جنگ میں شریک ہوتا ہو، اور یہاں حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین تو چھوٹے تھے، پھر بھی ان سے کیوں محبت زیادہ؟

اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا
صٰلِحِيْنَ۝٩ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ
بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ۝١٠ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ
لَنٰصِحُوْنَ۝١١

تم یوسف کو مار ڈالو یا اس کو کسی دوسرے ملک میں ڈال کر کے آؤ① تو تمھارے ابا کی توجہ خالص تمھارے لیے ہو جائے گی② اور تم اس کے بعد (توبہ کر کے) نیک قوم ہو کر کے رہنا③ ﴿۹﴾ ان (بھائیوں) میں سے ایک کہنے والے نے کہا: تم یوسف کو قتل مت کرو④ اور اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو اس (یوسف) کو تم گمنام (یا اندھیرے) کنویں میں ڈال دو⑤، کہ کوئی قافلہ⑥ اس (یوسف) کو اٹھا کر لے جائے⑦ ﴿۱۰﴾ بھائیوں نے کہا: اے ہمارے ابا! آپ کے پاس کیا وجہ ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے؟ حالاں کہ پکی بات یہ ہے کہ ہم اس (یوسف) کا بھلا ہی چاہتے ہیں⑧ ﴿۱۱﴾

---

① یعنی دور کسی ملک میں چھوڑ دو؛ تاکہ وہاں سے واپس گھر نہ آسکے۔

② ابا کی توجہ ابھی بٹی ہوئی ہے، زیادہ حصہ یوسف اور بنیامین کی طرف اور کم حصہ ہماری طرف، جب یوسف رہے گا ہی نہیں تو ساری توجہ ہماری طرف رہے گی۔

③ اور یوسف علیہ السلام کے دور ہو جانے کے بعد تمھارے سب کام بنتے جائیں گے۔ یہ ایک شیطانی چرخا ہے، اسی کو قرآن نے زین لھم الشیطان اعمالھم سے تعبیر کیا ہے۔

④ اس لیے کہ قتل کا گناہ بڑا ہے۔

⑤ کنواں تنگ ہو تو اندھیرا، گہرا ہو تو اندھیرا، ایسی جگہ ہو جہاں روشنی نہ ہو، تمھارا مقصد باپ اور یوسف کو جدا کرنا ہے تو وہ تو کنویں میں ڈال کر کرو؛ تاکہ ناحق قتل کا جرم تم پر عائد نہ ہو۔ معلوم ہوا مقصد کی تکمیل میں جو راستہ آسان ہو وہی اپنانا چاہیے، جان بوجھ کر مشکل راستہ نہیں اپنانا چاہیے۔

⑥ سیارۃ کا لغوی معنیٰ قافلہ کے ہیں؛ کیوں کہ وہ چلتا رہتا ہے، اور اِس زمانے میں ''کار'' کو بھی اسی وجہ سے ''سیارۃ'' کہتے ہیں۔ ⑦ (دوسرا ترجمہ) کوئی مسافر اس کو اٹھا کر لے جائے گا۔

⑧ تین تاکید ہے (۱) جملہ اسمیہ (۲) اِنَّ (۳) لام تاکید: بڑے پکے خیر خواہ۔ معلوم ہوا کہ خیر خواہی کے عنوان سے بات کرنے والا ہر کوئی سچا نہیں ہوتا، جیسے آج کل کہتے ہیں: عورتیں ہماری بہنیں ہیں، ہم ان پر طلاق کا ظلم نہیں ہونے دیں گے۔

أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ إِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ أَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ
وَأَخَافُ أَنْ يَّأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ
عُصْبَةٌ إِنَّآ إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَأَجْمَعُوْٓا أَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ

آپ اس (یوسف) کو ہمارے ساتھ آئندہ کل (تفریح میں) بھیجیے، کہ وہ خوب کھائے اور کھیلے ①اور (آپ ہم پر بھروسہ رکھیے) یقیناً ہم اس (یوسف) کی پوری پوری حفاظت کریں گے ﴿۱۲﴾ یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: تم اس (یوسف) کو (میرے پاس سے) لے جاؤ گے تو مجھے (جدائی کا) غم ہوگا اور مجھے خطرہ ہے کہ تمھارا (کھیل کود میں مشغول ہونے کی وجہ سے) اس کی طرف دھیان نہ رہے ②تو بھیڑیا (آکر) اس کو کھا جائے ③﴿۱۳﴾ سب (بھائی) کہنے لگے کہ: ہم طاقت والی جماعت ہے پھر بھی اگر بھیڑیا اس (یوسف) کو کھا جائے تب تو ہم بڑے نقصان میں ہوں گے ④﴿۱۴﴾ سو جب وہ (سب بھائی) اس (یوسف) کو لے کر (جنگل میں) گئے اور ان سب (بھائیوں) نے (پہلے ہی سے) اتفاق کر لیا تھا کہ وہ اس کو گمنام (غیر معروف) کنویں ⑤میں ڈال دیں گے،

---

① یرتع: پھل فروٹ وغیرہ کھانا۔ یلعب: تیر اندازی اور ریس لگانا۔
فوائد: (۱) اجتماعی تفریح وطعام میں لذت زیادہ ہوتی ہے۔ (۲) جب آدمی اپنے مقام سے باہر جاتا ہے تو وہاں لذت بھی نئی حاصل ہوتی ہے۔ (شرعی حدود میں رہ کر بغیر اسراف وتبذیر کے جو سیر وتفریح ذہنی وجسمانی راحت اور ورزش کے لیے ہو، یا عبرت حاصل کرنے کے لیے ہو وہ جائز ہے؛ بلکہ بسا اوقات پسندیدہ بھی ہو جاتی ہے۔
② غفلت انسان کو اہم سے اہم چیز سے لا پرواہ کر دیتی ہے۔ یعنی کھیل کود میں لگوں گے تو یوسف کی حفاظت جیسے اہم کام سے غافل ہو جاؤں گے۔
③ اس جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنی اولاد پر حسنِ ظن دیکھیے کہ تم جان بوجھ کر بھیڑیے کو کھلا نہیں دو گے، ہاں! تم دوسرے کسی مشاغل میں ہوں اور یوسف کی طرف دھیان نہ رہے اور بھیڑیا اس کو کھا جائے۔
④ (دوسرا ترجمہ) ہم طاقت ور بھائیوں کی پوری جماعت کے ہوتے ہوئے بھی کوئی بھیڑیا یوسف کو کھا جاوے تو ہم گئے گذرے (یعنی نکمے) ہو گئے۔
⑤ اس کنویں کا پانی کھارا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کے گرنے سے میٹھا ہو گیا۔ معلوم ہوا نیک بندوں کے برکات مادی چیزوں پر بھی ہوتے ہیں۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑮ وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً
يَّبْكُوْنَ ⑯ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ
وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ⑰ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ
سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ⑱

اور① ہم نے اس (یوسف) کو وحی② بھیجی (کہ ایک روز آئے گا) وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ وہ (بھائی تم کو) پہچانتے بھی نہ ہوں گے اور تم ان کو ان کا یہ (ظلم والا) کام ضرور یاد دلاؤ گے③ ﴿۱۵﴾ اور (کنویں میں ڈالنے کی کارروائی کر کے) وہ رات کو روتے روتے اپنے ابا کے پاس آئے ﴿۱۶﴾ وہ (بھائی) کہنے لگے: اے ہمارے ابا! ہم سب دوڑنے کا مقابلہ کرنے چلے گئے تھے اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا، سو بھیڑیا (اکیلے پن اور بچپن کی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر) اس (یوسف) کو کھا گیا اور ہم بالکل سچے ہیں پھر بھی آپ ہماری بات نہیں مانیں گے ﴿۱۷﴾ اور وہ اس (یوسف علیہ السلام) کے کرتے پر جھوٹا خون (بھی) لگا کر لائے، یعقوب (علیہ السلام) نے (کرتہ دیکھ کر کہ کہیں سے پھٹا نہیں ہے) کہا: (ہرگز ایسی بات نہیں کہ بھیڑیا میرے یوسف کو کھا گیا ہو) بلکہ تمھارے دلوں نے تمھارے لیے ایک بات بنالی ہے، سو (میرے لیے تو) صبر کرنا ہی بہتر ہے④ اور جو بات تم ظاہر کرتے ہو (یا جو بات تم بتاتے ہو) ان پر میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتا ہوں ﴿۱۸﴾

---

① اور ان دس بھائیوں نے اپنی طے کی ہوئی بات پر عمل کر کے یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال بھی دیا تب یہ وحی ہے۔

② ہوسکتا ہے کہ وحی کنویں میں ڈالنے سے پہلے آئی یا پھر کنویں میں ڈالے جانے کے بعد آئی۔

③ یہ وحی نبوت والی، تشریعی نہیں ہے، موقع کی ضرورت کے مطابق کوئی بات کسی طرح بتادی جائے وہ مراد ہے، نبوت والی وحی تو مصر میں جوانی کی عمر میں شروع ہوئی۔

④ (دوسرا ترجمہ) میں صبر جمیل کروں گا۔ صبر جمیل میں تین چیزیں ہوتی ہیں:

(۱) تکلیف کی فریاد کسی غیر کے سامنے نہ کرے۔

(۲) جو تکلیف کا ذریعہ بنا اس سے انتقام کی کوشش نہ کرے۔ (۳) چیخ و پکار نہ کرے۔

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ

بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا

ع ۱۴ ۱۲ فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝۲۰ۧ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ

اور ایک قافلہ آیا① سو قافلے والوں نے اپنے پانی لانے والے کو (پانی لانے کے لیے) بھیجا، اس نے (کنویں میں) اپنا ڈول لٹکایا② وہ (پانی لانے والا) بولا: خوشی کی بات سنو! یہ تو (پانی کے بجائے) ایک لڑکا (نکلا) ہے اور ان قافلے والوں نے اس (یوسف علیہ السلام) کو قیمتی سرمایہ سمجھ کر چھپا لیا اور وہ (قافلے والے اور بھائی) جو کچھ کارروائی کر رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جانتے تھے ﴿۱۹﴾ اور ان (یوسف علیہ السلام کے) بھائیوں نے اس (یوسف علیہ السلام) کو بہت ہی معمولی قیمت یعنی گنتی کے چند درہم میں (قافلے والوں کے ہاتھ) بیچ دیا③ اور ان (بھائیوں) کو اس (یوسف علیہ السلام کی قیمت) سے کوئی دل چسپی نہیں تھی④ ﴿۲۰﴾

(قافلے والے یوسف علیہ السلام کو مصر لے گئے اور بیچ دیا) اور مصر کے جس آدمی نے اس (یوسف علیہ السلام) کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ⑤ تو اس (غلام یوسف) کو عزت سے رکھنا⑥،

---

① جس کنویں میں بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈال رکھا تھا وہاں۔

② تو یوسف ڈول میں بیٹھ کر اوپر آ گئے، وہ پانی لانے والا حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ایک دم پکار کر بولا۔

③ انسان دشمنی میں حد سے بڑھ جاتا ہے تو کہاں پہنچ جاتا ہے! کہ اگر بھائی واقعی قیمت لیتے تو بہت زیادہ ملتی؛ لیکن ان کو قیمت کی کچھ پڑی نہیں تھی۔ عداوت ایک ایسی برائی ہے کہ انسان اس میں ہر طرح کا فائدہ قربان کر سکتا ہے، اور ہر نقصان گوارہ کر سکتا ہے۔

④ بھائیوں کا مقصد تو صرف یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ابا کی نظروں سے دور ہو جائے، قیمت سے ان کو کوئی دل چسپی نہیں تھی۔ یہ زہد صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے میں تھا۔ زہد اور تقویٰ بعض مرتبہ افراد کے ساتھ خاص ہوتا ہے، تب وہ حقیقی زہد نہیں کہلاتا؛ بلکہ ریاکاری والا زہد کہلاتا ہے۔

⑤ گھر کی عورتوں کو موافق بنا لینا ضروری ہے، تب ہی انسان اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔ اگر یوسف کا مقام عزیز کے دل میں ہو اور زلیخا کے دل میں نہ ہو تو مقصد حاصل نہ ہوتا۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) اس یوسف کے ٹھہرنے کا اچھا انتظام کرنا۔

عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ٘ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ
تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ لَمَّا
بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ
بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ

شاید یہ (یوسف) ہم کو کام آجائے① یا ہم اس (یوسف) کو (اپنا) بیٹا ہی بنالیں اور (جس طرح کنویں سے ہم نے یوسف علیہ السلام کو نکالا) اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو (مصر کی) زمین میں عزت کی جگہ دی② اور اس واسطے کہ ہم اس (یوسف علیہ السلام) کو باتوں کا صحیح مطلب نکالنا سکھادیں③ اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کام میں پوری طاقت ہے④؛ لیکن اکثر لوگ اس بات کو جانتے نہیں ہیں ﴿۲۱﴾ اور جب وہ (یوسف علیہ السلام جس نے اس کو خریدا تھا اس کے گھر میں) جوان ہو گئے تو ہم نے اس (یوسف علیہ السلام) کو حکمت اور علم دیا اور اسی طرح (جیسا یوسف علیہ السلام کو ہم نے نوازا) نیکی کرنے والوں کو ہم (اچھا) بدلہ دیتے ہیں ﴿۲۲﴾ اور وہ (یوسف علیہ السلام) جس عورت کے گھر میں رہتے تھے⑤ اس نے اس (یوسف علیہ السلام) کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے پھسلانے کی کوشش کی اور اس عورت نے (اپنے مکان کے تمام) دروازے بند کردیے اور وہ عورت (یوسف علیہ السلام سے) کہنے لگی: جلدی سے آجاؤ،

---

① (دوسرا ترجمہ) ہم کو فائدہ پہنچائے۔② (دوسرا ترجمہ) اس طرح ہم نے یوسف کے قدم (مصر کی) زمین میں جمادیے۔ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے، تو اس مقام کو سمجھانے کے لیے عزیز کے گھر میں رکھا، کہ ابھی سے اس ماحول میں رہے؛ کیوں کہ آدمی جس ماحول میں رہتا ہے اس کی تہہ کو سمجھ لیتا ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) خوابوں کی تعبیر سکھادیں۔④ (دوسرا) اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کاموں پر پوری طرح اختیار ہے۔

⑤ یہاں طویل تعبیر اختیار کی ہے، اس کی دو حکمتیں ہیں: (۱) "مراودت" کی بنیاد حضرت یوسف علیہ السلام کا اس کے گھر میں رہنا اور گھریلو خلوت کا میسر ہونا (۲) عورت کا نام ذکر نہیں کرنا تھا؛ اسی لیے یہ تعبیر اختیار کی۔ قرآن میں تقریباً ۲۷ عورتوں کا قصہ ہے، قرآن میں کیوں عورتوں کا نام نہیں؟ (۱) نام تک میں پردہ ہے۔ حضرت مریم کا نام آیا ہے اس کی وجہ: (۱) اصلاحِ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں کوئی مرد نہیں (۲) شریفوں کی طبیعت ہے کہ بیوی کا نام نہیں لیتے، اور حضرت مریم کا نام آیا، معلوم ہوا کہ مریم۔ نعوذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ کی بیوی نہیں ہے۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۲۴﴾

اس (یوسف علیہ السلام) نے کہا: (جس برے کام زنا کے لیے تو مجھے بلاتی ہے اس سے میں) اللہ تعالیٰ کی پناہ (مانگتا ہوں)، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ یا عزیز مصر) تو میرا مالک ہے جس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے[1] یقیناً ظلم کرنے والوں کو فلاح حاصل نہیں ہوتی ﴿۲۳﴾ اور اس عورت (راعیل یا زلیخا) نے اس (یوسف علیہ السلام) کے ساتھ (برے کام کا) پکا ارادہ کر ہی لیا تھا[2] اور اگر وہ (یوسف علیہ السلام) اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے تو اس (یوسف علیہ السلام) کے دل میں بھی عورت کا خیال آ تا[3] اسی طرح[4] تاکہ ہم اس (یوسف علیہ السلام) سے برائی اور بے حیائی کو ہٹا دیں، یقیناً وہ (یوسف علیہ السلام) تو ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے[5] ﴿۲۴﴾

---

① (دوسرا) جس نے میرے لیے رہنے کا بہت اچھا انتظام کیا ہے۔

② هَمّ: کا لغوی معنیٰ:

(۱) طبیعت کا کسی چیز کی طرف غیر اختیاری میلان۔

(۲) پختہ عزم۔

عورت کے ''هَمّ'' میں تاکید ہے: ''لام'' اور ''قد'' کے ذریعہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ''هَمّ'' میں بغیر تاکید کے۔

عورت کا ''هَمّ'' عزم کے معنیٰ میں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا ''هَمّ'' غیر اختیاری۔

③ (دوسرا ترجمہ) یوسف کے دل میں بھی (بشری تقاضے سے جو شانِ نبوت کے منافی نہیں) عورت کا تھوڑا سا خیال آیا اگر وہ یوسف اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے (تو اس عورت کی طرف میلان کے بڑھنے کا اندیشہ تھا)۔

④ اللہ تعالیٰ نے دلیل دکھلا کر اور نبوی عفت کی برکت سے یوسف کو پاک دامنی پر ثابت رکھا۔

⑤ جن بندوں کو اللہ تعالیٰ مخلوق کی اصلاح کے کام لیے چُن لیتے ہیں ان کی گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں، ایک قرأت لام کے کسرہ کے ساتھ ہے، مفہوم: جو لوگ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے عبادت کرتے ہیں ایسے لوگوں کی گناہ سے بچنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ: مخلصانہ عبادت گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِن دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَن يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَن نَّفْسِي ۚ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٢٦﴾

اور وہ دونوں (یوسف علیہ السلام اور زلیخا) آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے① اور اس (دوڑ بھاگ کے دوران) عورت نے ان (یوسف علیہ السلام) کا کُرتہ پیچھے سے (کھینچ کر) پھاڑ ڈالا، اور (اسی وقت) دونوں (یوسف علیہ السلام اور زلیخا) نے اس (زلیخا) کے شوہر کو دروازے کے پاس (کھڑا ہوا) پایا، وہ عورت (اپنے شوہر سے) کہنے لگی کہ: جو (غلام) تمھاری بیوی سے بُرے کام کرنے کا ارادہ کرے اس کی سزا یہی ہے کہ اس کو جیل میں ڈال دیا جائے یا (اس کو) کوئی دردناک سزا دی جائے② ﴿۲۵﴾ وہ (یوسف علیہ السلام) کہنے لگے کہ: یہ عورت خود اپنی طرف مجھے مائل کرنے کے لیے پھسلاتی تھی③ اور اس (عورت) کے خاندان والوں میں سے ایک (چھوٹے بچے) نے گواہی دی④ اگر اس (یوسف) کا کرتہ آگے کی طرف سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور وہ (یوسف) جھوٹوں میں سے ہے ﴿۲۶﴾

---

① حضرت یوسف علیہ السلام بچنے کے لیے دوڑے، زلیخا پکڑنے کے لیے دوڑی، معلوم ہوا کہ ایک کام کے دو مقصد ہو سکتے ہیں۔

② معلوم ہوا کہ مجرم کی طرف سے سزا دلوانے کی پہل ہوتی ہے، یہ بھی جرم چھپانے کا ایک طرز ہے۔ عزیزِ مصر کو غصہ نہیں آیا، کیوں کہ (۱) اللہ نے پہلے سے اس کے دل کو نرم کر دیا؛ کیوں کہ غصہ میں آدمی پاگل ہو جاتا ہے، حملہ کر دیتا ہے اور فریقِ ثانی کی بات بھی نہیں سنتا۔ (۲) وہ بے غیرت تھا، اور جس معاشرے میں ایسی بے غیرتی ہو وہاں جرائم کو جرائم نہیں سمجھا جاتا۔

③ (دوسرا ترجمہ) اس عورت ہی نے گناہ کرنے کے لیے میرے نفس کو بے قابو کرنا چاہا۔ خود کا نقصان ہوتا ہو تو مخالف کا عیب اور جرم ظاہر کرنا چاہیے۔ یہاں یوسف علیہ السلام اگر زلیخا کے جرم کو ظاہر نہ کرتے تو خود مجرم ٹھہرتے، ایسے وقت عیب کو ظاہر کرنا اخلاق کے خلاف نہیں۔

④ عزیزِ مصر کے لیے بڑی حیرانی تھی کہ کس کی بات سنیں؛ اس لیے کہ ایک طرف بیوی کا الزام یوسف علیہ السلام پر، دوسری طرف یوسف علیہ السلام نے خود کو بے قصور بتلایا، عام طور پر ایسے وقت انسان اپنے گھر والوں کی ہی طرف داری کرتا ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ہوئی کہ عزیز نے بیوی کی طرف داری نہ کی اور فیصلے کے لیے شاہد کا غیبی انتظام ہو گیا اور اس وقت ایک چھوٹا دودھ پینے والا بچہ جو گہوارے میں تھا اس نے گواہی دی، جس سے سچائی کو سمجھنا آسان ہو گیا۔ بچے کا کلام حجتِ شرعی اس لیے بنا کہ ضابطے کے مطابق ہے کہ اس نے جرم کے صدور کا ضابطہ بتلایا۔ یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا ہے، اور قبل النبوت ایسی عجیب بات ظاہر ہو تو اس کو "ارہاصِ نبوت" کہا جاتا ہے۔

وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ
دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫
وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِــِٕيْنَ ﴿٢٩﴾ ٣ ع ١٣
وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ
اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾

اور اگر اس (یوسف) کا کرتہ پیچھے کی طرف سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور وہ (یوسف) سچوں میں سے ہے ﴿٢٧﴾ پس جب اس (عزیز) نے (سچائی کا فیصلہ کرنے کے لیے) اس (یوسف) کے کرتے کو دیکھا کہ وہ تو پیچھے سے پھٹا ہے تو اس (عزیز) نے کہا: یہ تم عورتوں کی مکاری (یعنی فریب کاری) میں سے ہے، یقیناً تم عورتوں کی مکاری تو بڑی ہی (ہوتی) ہے ﴿٢٨﴾ (عزیز نے کہا:) یوسف! اس بات کا چرچا اب جانے دو① (یعنی بند کرو) اور اے عورت! تو اپنے گناہ پر (اللہ تعالیٰ سے اور اپنے شوہر اور یوسف سے) معافی مانگو② یقینی طور پر تو ہی گنہگاروں میں سے ہے ﴿٢٩﴾

اور شہر میں چند عورتیں (آپس میں) باتیں کرنے لگیں کہ: عزیز کی بیوی (زلیخا) اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اپنے غلام کو پھسلاتی ہے، اس (غلام) کی محبت اس عورت (عزیز کی بیوی) کے دل میں بیٹھ گئی ہے③ ہم تو یقینی طور پر یہ مانتے ہیں کہ وہ (زلیخا) کھلی ہوئی گمراہی میں ہے④ ﴿٣٠﴾

---

① معلوم ہوا کہ چرچا کرنا بات کو پھیلانے کا ذریعہ اور سبب ہے۔

② (١) وہ تو مشرک تھے پھر خالق سے کیسے معافی مانگی؟ ممکن ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے طویل قیام سے انھوں نے خالق کو پہچان لیا ہو (٢) عام طور پر ہر شوہر اپنی بیوی کی غلطی کو نہیں مانتا، یہاں تو بیوی کی غلطی کو مانا اور ظاہر بھی کر دیا، یہ عزیزِ مصر کا حقیقت پسندانہ رویہ ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) غلام کے عشق میں اس عورت کا دل فریفتہ ہو گیا ہے (تیسرا ترجمہ) یوسف کی محبت نے اس عورت کے دل میں گھر کر لیا ہے (دیوانہ ہو گیا ہے)۔ شغف: دل پر ایک باریک جھلی (باریک پردہ) ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ دل کی جھلی پھاڑ کر حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت دل میں پیوست ہو گئی۔

④ یقیناً ہم اس عورت کو کھلی غلطی میں دیکھتے ہیں۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ
مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۫ وَقُلْنَ
حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ
فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ
وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

پھر جب اس (عزیز کی بیوی) نے شہر کی عورتوں کی فریب سے بھری ہوئی باتوں کو سنا تو ان کو بلا بھیجا اور ان (عورتوں) کے لیے تکیہ لگی ہوئی بیٹھک (یعنی مجلس) تیار کی اور ان (عورتوں) میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دی① اور اس (عزیز کی بیوی) نے (یوسف علیہ السلام سے جو اس وقت دوسری جگہ تھے) کہا کہ: باہر نکل کر کے اُن (عورتوں) کے سامنے آؤ، سو جب ان عورتوں نے ان (یوسف علیہ السلام) کو دیکھا تو (عجیب حسن دیکھ کر) ان (یوسف علیہ السلام) کو بہت بڑا سمجھا اور ان عورتوں نے اپنے ہاتھوں (کی انگلیوں) کو کاٹ دیا اور (آپس میں) کہنے لگیں: حَاشَ لِلّٰه (یہ یوسف تو اللہ واسطے گناہ سے دور ہے)، یہ (یوسف) کوئی انسان نہیں ہے، یہ تو کوئی بڑا بزرگی والا فرشتہ ہے②﴿۳۱﴾ وہ (عزیز کی بیوی) بولی: یہی تو وہ (غلام) ہے جس کے بارے میں تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں اور واقعی میں نے اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اس کو پھسلایا تھا③؛ مگر اس نے خود کو (گناہ سے) بچالیا اور جو میں اس کو حکم دیتی ہوں اگر وہ (آئندہ) اس کو پورا نہیں کرے گا تو ضرور وہ قید کیا جائے گا اور ضرور وہ ذلیل لوگوں میں سے ہو جائے گا④﴿۳۲﴾

---

① معلوم ہوا کہ مہمانوں کے سامنے پھل کاٹ کر نہیں رکھنے چاہیے؛ کیوں کہ وہ جلدی خراب ہو جاتے ہیں، اگر ہم نے کاٹ کر رکھے اور مہمان کو پسند نہ آئے، تو سب خراب ہوں گے۔

② یعنی بڑے اچھے کمالات والا فرشتہ ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اس پر میں نے ڈورے ڈالے تھے۔

④ دوسرا ترجمہ: اور وہ ضرور بے عزت ہوگا۔ جہاں زلیخا نے حقیقت کا اقرار کیا کہ میں ہی مجرم ہوں، وہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت کا بھی اعلان کیا، اور ساتھ ہی دھمکی بھی ہے۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ
اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۳۳ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ
هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۳۴ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝۳۵ ع ۴ / ۱۴
وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ

یوسف (علیہ السلام) نے دعا کی: اے میرے رب! جس (برے کام) کے لیے یہ عورتیں مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے تو مجھے جیل (جانا) زیادہ پسند ہے اور جوان عورتوں کے داؤ کو آپ مجھ سے دور نہ کریں گے تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا ① اور میں نادانی کے کام کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں گا② ﴿۳۳﴾ سو ان (یوسف) کے رب نے ان کی دعا کو قبول کر لیا، سو اس (رب) نے عورتوں کی چال کو ان سے دور کر دیا، یقیناً وہ (اللہ) ہر بات سننے والے، جاننے والے ہیں ﴿۳۴﴾ پھر (یوسف علیہ السلام کی سچائی و پاکدامنی کی) نشانیاں دیکھنے کے بعد ان (عزیز اور اس کے متعلقین) کو یہ سمجھ میں آیا③ کہ اس (یوسف) کو ایک مدت تک جیل میں رکھیں ﴿۳۵﴾

اور (جس وقت یوسف علیہ السلام جیل میں پہنچے اسی وقت) ان کے ساتھ (دوسرے) دو نوجوان جیل میں داخل ہوئے (ایک دن) ان دو (قیدیوں) میں سے ایک (یوسف علیہ السلام سے) کہنے لگا: میں (خواب میں) خود کو دیکھتا ہوں کہ میں (انگور میں سے) شراب نچوڑتا ہوں④

---

① معلوم ہوا مکر میں وہ تمام عورتیں شامل تھیں کہ اگر زلیخا کے لیے اپنا مطلب پورا ہونے کا دروازہ کھل جاوے تو پھر ہمارے لیے بھی آسانی ہو جائے؛ اس لیے دعا میں حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام عورتوں کو شامل کیا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کی نظر اللہ کی حفاظت پر ہوتی ہے، اپنی ذاتی عصمت پر نہیں۔

② الجھل سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جہل گناہ میں پڑنے کا سبب بن جاتا ہے، اور علم بچانے کا سبب بنتا ہے۔

③ یعنی اس وقت ان کو یہی مصلحت معلوم ہوئی۔

④ (۱) خمر سے مراد انگور ہے؛ چوں کہ انگور کو نچوڑ کر شراب بنائی جاتی ہے۔

(۲) عمان کی لغت میں "خمر" "عنب" یعنی انگور کو کہا جاتا ہے۔

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ

اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٦﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ

قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ

اور دوسرا (قیدی) کہنے لگا کہ: میں خود کو (خواب میں) دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹیاں اٹھا رکھی ہیں، پرندے اس (روٹی) میں سے کھا رہے ہیں، (اے یوسف!) آپ ہم کو اس (خواب) کی تعبیر بتلایئے، یقیناً ہم آپ کو نیک لوگوں میں سے دیکھتے ہیں[1] ﴿۳۶﴾ یوسف نے کہا: (روزانہ) جو کھانا (جیل میں) تم کو ملتا ہے وہ کھانا (آج) تمھارے پاس آنے سے پہلے میں[2] تم کو اس (خواب) کی تعبیر بتادوں گا[3] یہ (تعبیر بتلادینا) میرے رب نے جو علم مجھے سکھایا ہے[4] اس کا ایک حصہ ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں میں نے ان لوگوں کے دین کو (پہلے ہی سے) چھوڑ رکھا ہے[5] ﴿۳۷﴾ اور میں تو اپنے باپ دادے (یعنی) ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کے دین پر چلتا ہوں[6]

---

(١) حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبیوں کا جیل میں مشاہدہ اور تجربہ کیا تھا، ان کا اعتراف ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی سے کام نکلوانا ہو تو اس کی تعریف کرنی چاہیے۔

(٢) تعبیر بعد میں، تبلیغ پہلے اور یہی داعیٔ حق کا حال ہوتا ہے کہ موقع ملتے ہی وہ دین کی بات پہنچانا شروع کردے۔

(٣) (دوسرا ترجمہ) اس کھانے کے آنے سے پہلے میں تم کو اس (کھانے) کی حقیقت بتلادیا کرتا ہوں کہ (فلاں چیز ایسی ایسی آج آوے گی)۔

(٤) اس سے علمانے ایک مسئلہ نکالا ہے کہ: اپنے فضائل اس لیے بتلائے کہ لوگ استفادہ کرے، یہ جائز ہے؛ بہ شرطے کہ عجب میں مبتلا نہ ہو۔

(٥) (دوسرا ترجمہ) ان لوگوں کے مذہب کو اختیار نہیں کیا ہے۔ نیز خاندانی شرافت سامنے والے کے دل میں اعتماد پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

(٦) عالم، مفتی کو غیر متعارف لوگوں کے سامنے دین کی بات بتانے سے پہلے اپنا تعارف اخلاص سے کروا دینا چاہیے؛ تاکہ دینی بات جو بتائی جاوے اس کے متعلق سامنے والوں میں اعتماد رہے۔

مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کا ہم کو بالکل حق نہیں ہے، یہ (یعنی توحید کا نصیب ہونا) تو اللہ تعالیٰ کا ہم پر اور لوگوں پر احسان ہے①؛ لیکن اکثر لوگ (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا نہیں کرتے ﴿۳۸﴾ اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو②! کیا الگ الگ بہت سارے معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ تعالیٰ جو زبردست ہیں؟ ﴿۳۹﴾ اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر چند (بے حقیقت) ناموں کی تم عبادت کرتے ہو③ جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے رکھ لیے④، اللہ تعالیٰ نے ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل نہیں اتاری، اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلتا ہے⑤، اسی (اللہ تعالیٰ) نے حکم دیا کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۴۰﴾

① کسی کے ساتھ موافقت پیدا کرنے کے لیے جو بھی علاقہ ہوسکتا ہو اس کو استعمال کرو، جیسے: میں نے تیرے لیے جگہ روکی تھی۔ میں تیرے دوست کا ساتھی ہوں وغیرہ، یہاں حضرت یوسف علیہ السلام اور قیدیوں میں کوئی تعلق نہیں، وہ دونوں مصر کے اور حضرت یوسف علیہ السلام کنعان کے، یہ دونوں بت پرست اور حضرت یوسف علیہ السلام موحد، تو حضرت یوسف علیہ السلام نے تعلق اختیار کیا: جیل کے ساتھیوں کا۔

② معلوم ہوا سب سے بڑا فضل توحید کی نعمت ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو صرف چند نام ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے گھڑ لیے ہیں۔

⑤ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم چلتا نہیں ہے۔ غیر اللہ جس کی عبادت کرتے ہو ان کا کوئی ثبوت بھی ہے؟ ثبوت تین طریقے سے ہوتا ہے: (۱) نقل سے (۲) عقل سے (۳) تاریخ سے۔ ما انزل اللہ میں نقلی ثبوت کی نفی کی، سمیتموھا میں تاریخی ثبوت کی نفی ہے اور ان الحکم میں عقلی ثبوت ہے کہ خالق کا حکم چلتا ہے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ

الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝۴۱ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ

مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

سِنِيْنَ ۝۴۲ ع ۱۵

اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! تم دونوں میں سے ایک تو (جیل سے چھوٹ کر) اپنے مالک (بادشاہ) کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرے کو سولی دی جائے گی، سو پرندے اس کے سر میں سے (نوچ نوچ کر) کھائیں گے، جو بات تم پوچھ رہے تھے اس کا فیصلہ (اسی طرح مقدر) کیا جا چکا[۱] ﴿۴۱﴾ اور ان دونوں میں سے جس کے بارے میں یوسف (علیہ السلام) کا خیال تھا کہ وہ چھوٹ کر جانے والا ہے[۲] اس سے (یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ: (جب تو چھوٹ کر جاوے تو) تیرے مالک (بادشاہ)[۳] سے میرا تذکرہ کرنا[۴] پھر اس (چھوٹنے والے) کو (چھوٹنے کے بعد) اپنے مالک (بادشاہ) کے سامنے تذکرہ کرنے سے شیطان نے بھلا دیا[۵] اور وہ (یوسف علیہ السلام) جیل میں کئی برس رہے ﴿۴۲﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) جس بات کی تم تحقیق کرنا چاہتے تھے وہ اب اسی طرح ہو کر کے رہے گی (یعنی جس طرح تعبیر بتائی ہے اسی طرح ہوگا، چاہے خواب سچا تھا یا میرے امتحان کے لیے خواب گھڑ لیا تھا)۔

②(دوسرا ترجمہ) جس کے بارے میں یوسف علیہ السلام کو یقین تھا کہ یہ (جیل سے) چھوٹ کر کے جانے والا ہے۔

③لفظ "رب" کا استعمال غیر اللہ کے لیے اضافت کے ساتھ جائز ہے، اور بغیر اضافت کے ناجائز ہے۔

④یعنی یہ کہ جیل میں ایک بے قصور یوسف ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی کام کو آسان کرنے کے لیے تعلقات کو ذریعہ بنا سکتے ہیں۔

⑤ایک قول یہ ہے کہ: شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی، جس کی بنیاد پر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی مدد مانگی۔ ساقی کے بھول جانے میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ: اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ میرا نبی رہائی میں میرے علاوہ کو ذریعہ اور سبب بنائے؛ اس لیے ساقی بھول گیا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّىْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِىْ فِىْ رُءْيَاىَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

اور (ایک دن) بادشاہ کہنے لگا کہ: میں خواب میں یہ دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گایوں کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات خوشے (یعنی بالیاں) ہرے بھرے ہیں اور دوسری (سات) سوکھی (بالیاں) ہیں، (خشک بالیوں نے ہری بالیوں پر لپٹ کر ان کو بھی خشک کر دیا) اے درباروالو! اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھ کو میرے خواب کی تعبیر بتاؤ[۱]؟ ﴿۴۳﴾ وہ (درباری لوگ) کہنے لگے: یہ تو خیالی خواب ہے[۲] اور اس طرح کے خوابوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے[۳] ﴿۴۴﴾

---

① رؤیتِ منامی کے اقسام:

(۱) نفسانی خیالات۔ انسان کے روزمرہ کے کام کاج، ماضی کے واقعات وغیرہ کا خواب؛ اس کو "حدیث النفس" کہتے ہیں۔

(۲) شیطانی وساوس: شیطان جس طرح انسان کو بیداری میں ڈراتا ہے اسی طرح خواب میں ڈراتا ہے، ڈراونی چیزیں نظر آتی ہیں، اس کو "تسویلِ شیطانی" کہا جاتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت: اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قسم کا الہام ہے جو بندے کو متنبہ کرنے یا خوش خبری دینے کے لیے کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے بعض چیزیں اسی کے قلب میں ودماغ میں ڈال دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ: خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ آپ ﷺ کے ۲۳ رسالہ دورِ نبوت کے پہلے چھ مہینے اچھے خوابوں کے تھے، بہ ایں معنیٰ یہ چھیالیسواں حصہ بنا۔

② (دوسرا ترجمہ) پریشان کرنے والے خیالات ہیں۔

فوائد: (۱) بادشاہ کو خواب سے فکر لاحق ہوا، اس کو درباریوں نے "اضغاث احلام" کہا، کہ یہ قابلِ تعبیر خواب ہے ہی نہیں، پھر فکر کیوں کرتے ہو؟

(۲) بہانہ بازی ہے، کہ انسان کو جب کسی چیز کا علم نہ ہو اور وہ لاعلمی کا اعتراف کرنا نہیں چاہتا، تو اس طرح بہانہ بناتا ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) ایسے بھی ہم خوابوں کی تعبیر کے فن سے واقف نہیں ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ۝۴۵ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ۝۴۶ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ۝۴۷

اور (بادشاہ کے دربار میں) ان دو قیدیوں میں سے جو (جیل سے) چھوٹ کر گیا تھا[۱] اس کو لمبے زمانے (مدت کے بعد) کے بعد (حضرت یوسف علیہ السلام کی) بات یاد آ گئی، وہ کہنے لگا: میں تم کو اس (خواب) کی تعبیر بتاؤں گا، تم ذرا مجھے (جیل) جانے کی اجازت دو[۲] ﴿۴۵﴾ (اس ساقی نے جیل میں جا کر کہا) اے یوسف صدیق[۳]! تو ہم کو (اس خواب کا) مطلب بتا، کہ سات موٹی گایوں کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات ہرے بھرے خوشے (یعنی بالیاں) ہیں اور دوسرے سوکھے ہوئے (خوشے؛ یعنی بالیاں) ہیں؛ تاکہ میں (وہ خواب کی تعبیر لے کر) لوگوں کے پاس واپس جاؤں؛ تاکہ (سچی تعبیر کے ذریعہ) وہ (بادشاہ اور درباری لوگ آپ کے مرتبے اور بزرگی کو) جان لیویں ﴿۴۶﴾ یوسف (علیہ السلام) نے کہا کہ: تم سات سال مسلسل (یعنی جم کر) کھیتی کرو گے، سو جو فصل تم کاٹو تو اس کو تم اس کی بالیوں میں رہنے دینا[۴] البتہ تھوڑا سا (اناج بالیوں سے نکال لینا) جو تم کھاؤ[۵] ﴿۴۷﴾

---

۱ یعنی بادشاہ کو شراب پلانے والا۔

۲ معلوم ہوا کسی الجھن کا حل اپنے پاس ہو تو بغیر پوچھے بتلانا چاہیے، جیسے یہاں بادشاہ نے ساقی کو نہیں پوچھا؛ لیکن اس نے بتلا دیا؛ کیوں کہ اس کے پاس حل تھا۔

۳ یعنی ایسا آدمی جس کے منہ سے سچی بات ہی نکلتی ہو۔

۴ تاکہ کیڑا نہ لگے، جو غلہ بالیوں میں ہوتا ہے وہ جلدی سڑتا نہیں ہے، گویا تعبیر، تدبیر دونوں بتائی۔

۵ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر اور تدبیر دونوں بتلائی: انبیا اپنی امت کو دنیوی خیر خواہی کی چیزیں بھی بتلاتے ہیں؛ ورنہ اصل تو ان کا مشن آخرت کی خیر خواہی بتلانا ہے۔

ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾

ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع ۷ / ۱۲

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ

النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾

پھر ان (سات کھیتی والے سالوں) کے بعد سات بڑے سخت سال آئیں گے، جو ذخیرہ (اناج کا) تم نے ان (خشک سخت سالوں) کے لیے جمع کر رکھا ہوگا وہ (سخت سال) سب کھا جائیں گے؛ مگر جو تھوڑا سا حصہ (بیج کے لیے) تم محفوظ رکھوگے (وہ بچ جائے گا)[۱] ﴿۴۸﴾ پھر اس کے بعد (یعنی سات سخت سالوں کے بعد) ایسا سال آئے گا جس میں لوگوں کے لیے (خوب) بارش ہوگی اور لوگ اس (سال) میں (پھلوں سے انگور زیادہ ہونے کی وجہ سے) رس نچوڑیں گے ﴿۴۹﴾

اور بادشاہ نے (تعبیر سن کر) کہا: اس (یوسف) کو (جیل سے نکال کر) میرے پاس لاؤ، سو جب (بادشاہ کا) قاصد یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچا، تو یوسف (علیہ السلام) نے (قاصد سے) کہا: تو تیرے مالک (یعنی بادشاہ) کے پاس واپس جا[۲] اور تو اس (بادشاہ) کو پوچھ: جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ دیے تھے ان کا حقیقی واقعہ کیا ہے؟ یقیناً میرے رب تو ان عورتوں کے سب فریب کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۵۰﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) تھوڑا سا غلہ جو بچ جائے گا وہ بارش والے سال میں بیج میں کام آوے گا۔

② حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ طرزِ عمل اولوا العزم لوگوں کے لیے ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا: "اگر میں یوسف کی جگہ ہوتا تو فوراً چلا جاتا" یہ عام لوگوں کی رعایت میں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دعوت کو مؤثر بنانے کے لیے الزام کی صفائی کو ترجیح دی؛ کیوں کہ اگر آپ بادشاہ کے کہنے پر آجاتے، اور آپ تو شاہی آدمی تھے، کوئی کچھ بولتا نہیں؛ لیکن دل میں یہ بات آتی کہ یہ وہی یوسف ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ
مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ
لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝۵۱ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ
الْخَآئِنِيْنَ۝۵۲

بادشاہ نے (ان عورتوں کو بلوا کر ان سے) پوچھا: تم نے جب یوسف کو اپنی خواہش کے لیے پھسلانے کی کوشش کی تھی تو تمھارے (اس) واقعہ کی (صحیح) حقیقت کیا ہے؟ تو عورتیں کہنے لگیں: حاش للہ[1] ہم کو اس (یوسف) میں ذرا بھی برائی معلوم نہیں ہوئی، عزیز کی بیوی (زلیخا) بولی کہ: اب جب سچی بات (سب کے سامنے) کھل گئی تو واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہی اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اس (یوسف) کو پھسلایا تھا[2] اور یقیناً وہ (یوسف) تو سچے لوگوں میں سے ہے ﴿۵۱﴾ (جب یوسف علیہ السلام نے اس سچائی کے ظاہر ہونے کی خبر جیل میں سنی تو کہا)[3] (میں نے) یہ (تحقیق) اس لیے (کرائی) کہ عزیز جان لیوے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں اس (کی بیوی) کے ساتھ کوئی خیانت (یعنی دغابازی) نہیں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو نہیں چلنے دیتے[4] ﴿۵۲﴾

---

① اللہ تعالیٰ تو پاک ہے یا یوسف اللہ واسطے گناہ سے دور ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) آمادہ کرنا چاہا تھا۔
③ جن مفسرین نے اس جملے کو حضرت یوسفؑ کا مانا ہے ان کے لحاظ سے یہ ترجمہ ہے۔
④ بعضوں نے اس جملے کو زلیخا کا جملہ کہا: اس اعتبار سے یہ ترجمہ ہوگا) زلیخا کہنے لگی کہ: میں نے سچائی اس لیے ظاہر کردی؛ تاکہ میرا شوہر جان لیوے کہ میں نے چھپ کر (یا اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں) کوئی خیانت (اپنی ذات کے بارے میں) نہیں کی ہے (یعنی صرف میں نے یوسف کو پھسلانے کی کوشش کی تھی، زنا وجود میں آیا نہیں تھا)۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾

اور (یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ) میں یہ دعویٰ نہیں کرتا ہوں کہ میرا نفس بالکل پاک ہے①، یقیناً نفس تو بُرائی سکھاتا ہے②، ہاں! میرے رب جس (نفس) پر رحم فرمادیویں (تو اس پر نفس کا داؤ نہیں چلتا) یقیناً میرے رب تو بہت معاف کرنے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۵۳﴾ اور③ بادشاہ نے کہا کہ: اس (یوسف) کو (جیل سے نکال کر) میرے پاس لے آؤ، میں اس کو میرے (کاموں) کے لیے خاص (مدد کرنے والا) بناؤں گا④، پھر⑤ جب بادشاہ نے یوسف سے (خود) بات چیت کی تو بادشاہ نے (یوسف سے) کہا: آج سے ہمارے پاس تمھارا بڑا مرتبہ ہوگا اور تم پر پورا بھروسہ کیا جائے گا⑥ ﴿۵۴﴾

① حضرت یوسف علیہ السلام نے معاملہ کی صفائی پر بہت زور دیا تھا، بظاہر اپنے نفس کی پاکی کا اظہار ہے، اس آیت میں یہ بتلایا کہ میرا یہ بچنا کوئی میرا ذاتی کمال نہیں؛ بلکہ اللہ کی رحمت کا نتیجہ ہے۔ میں اپنے نفس کو بالکل بری اور پاک نہیں سمجھتا، ہر نفسِ انسانی اپنی ذات میں "امارہ" ہے؛ یعنی برے کاموں کا تقاضا کرنے والا؛ لیکن جب اللہ اور آخرت کے خوف سے ان برائیوں پر عمل نہ کرے تو "لوامہ"؛ یعنی ملامت کرنے والا ہے اور جب نفس کے خلاف مجاہدہ کر کے نفس کو اس حال میں پہنچادے کہ برائی کا تقاضا نہ رہے تو وہ نفس "مطمئنہ" ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) نفس تو بری ہی باتوں پر ابھارا کرتا ہے۔ طبعی طور پر نفس شہوت کی طرف مائل ہوتا ہے، اس کی طاقت توڑنے والی چیز بھوک ہے۔

③ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق بادشاہ نے پورے واقعے کی تحقیق کرلی اور زلیخا اور دوسری عورتوں نے اقرار کرلیا کہ وہ خود قصوروار تھی تب۔

④ (دوسرا ترجمہ) اپنے کاموں کے لیے خاص کرلوں گا۔

⑤ یعنی جب یوسف علیہ السلام جیل سے نکل کر بادشاہ کے دربار میں آگئے تب۔

⑥ امین: حکومت کے امور میں واقعی امانت داری سے مشورہ دینے والا۔ جس میں حکومت اور رعایا کا فائدہ ہو ایسا مشورہ دینے والا۔

قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي
الْاَرْضِۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ ع
فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾

یوسف علیہ السلام نے (بادشاہ کو) کہا کہ: تو مجھ کو زمین کے خزانوں (کے انتظام) پر لگا دے، میں اچھی طرح (خزانوں کی) حفاظت کروں گا (اور خزانوں کے انتظام کو) اچھی طرح جانتا بھی ہوں① ﴿۵۵﴾ اور اسی طرح② ہم نے یوسف کو ملک (مصر) میں با اختیار بنا دیا کہ اس (ملک) میں جہاں چاہے اپنے لیے (رہنے کا) ٹھکانہ بنا وے، ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں پہنچاتے ہیں اور بھلائی کرنے والوں کا بدلہ ہم ضائع نہیں کیا کرتے③ ﴿۵۶﴾ اور آخرت کا اجر (وثواب) ایمان والوں کے لیے اور تقویٰ کے پابند لوگوں کے لیے بہت زیادہ اچھا ہے ﴿۵۷﴾

اور یوسف (علیہ السلام) کے بھائی آئے④، سو وہ (بھائی) اس (یوسف علیہ السلام) کے پاس پہنچے، تو اس (یوسف علیہ السلام) نے ان (بھائیوں) کو پہچان لیا اور وہ اس (یوسف علیہ السلام) کو نہیں پہچان سکے ﴿۵۸﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) میں ایک اچھا محافظ اور واقف کار ہوں۔
جہاں مخلوق کے حقوق کی پامالی کا اندیشہ ہو، مظالم کا اندیشہ ہو؛ یعنی نااہل لوگوں کے ہاتھ میں عہدہ جانے کا ڈر ہو ایسے وقت پر دفعِ ضرر کے لیے منصب لینا جائز ہے۔
عہدے کے لیے بنیادی دو باتیں معلوم ہوئی: (۱) محافظ ہو (۲) اس منصب کے اصول وضوابط کا علم رکھنے والا ہو، موجودہ وقت میں اکثر منصب والوں میں یہ شرط مفقود ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔
② یعنی جس طرح مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو عزت دی اسی طرح اقتدار بھی دیا۔
③ ولا نضیع: یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی کی نیکی اللہ ضائع نہیں ہونے دیتے۔ کافر بھی نیکی کرے تو اللہ ضائع نہیں کرتے؛ اسی لیے ان کو دنیا میں بدلہ مل جاتا ہے، مثلاً نیک نامی، صحت، روزی میں برکت وغیرہ اور آخرت میں تخفیفِ عذاب؛ یعنی ان کو عام کافروں والا عذاب نہیں ہوگا۔
④ یعنی قحط شروع ہوا تو اسی زمانے میں غلہ لینے کے لیے کنعان سے مصر آئے۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ۝٥٩ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ۝٦٠ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ۝٦١ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۝٦٢

اور (بھائیوں کے روانہ ہونے کے وقت) جب اس (یوسف) نے بھائیوں کا سامان (اناج بھر کر) تیار کرایا تو اس (یوسف) نے (بھائیوں سے) کہا کہ: تم اپنے باپ شریک بھائی کو بھی (آئندہ) میرے پاس لے کر آنا، کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں پیمانہ بھر کر (اناج) دیتا ہوں اور میں بہترین مہمان نوازی بھی کرتا ہوں ﴿۵۹﴾ پھر اگر تم (اپنے) اس (باپ شریک بھائی) کو میرے پاس نہیں لاؤ گے تو تم کو میرے پاس سے اناج نہیں ملے گا اور تم میرے پاس بھی مت آنا① ﴿۶۰﴾ ان سب (بھائیوں) نے کہا: ہم اس کو اس کے باپ سے (ترکیب کے ساتھ) حاصل کرنے کی کوشش کریں گے② اور ہم کو (آئندہ بھی غلہ حاصل کرنے کے لیے یہ کام) تو کرنا ہی کرنا ہے ﴿۶۱﴾ اور اس (یوسف علیہ السلام) نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ: (جب تم ان کا سامان ان کے کجاوے میں رکھو تب) ان کا مال بھی③ ان ہی کے سامان میں رکھ دو کہ جب وہ لوٹ کر اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائیں گے تو اپنے سرمایہ کو پہچان لیں گے، شاید وہ (بھائی دوبارہ مصر) واپس آجائیں④ ﴿۶۲﴾

① حضرت یوسف علیہ السلام نے ضابطہ بنایا تھا کہ ایک آنے والے کو ایک حصہ ملے گا۔ اب اگر ایک بھائی آتا اور کہتا کہ ہم اتنے لوگ ہیں اور تنگی میں ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام سب کا غلہ دیوے تو اصول کے خلاف ہوتا؛ اس لیے سب بھائی آنے پر مجبور ہو گئے۔ غلہ (کنٹرول، راشننگ سسٹم) کے طریقے کے بانی حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔

② یعنی خود کے والد یعقوب علیہ السلام کو۔

③ پونجی، جس کے ذریعہ غلہ خریدا، جوتے اور چمڑے اور درہم تھے۔

④ یا تو بھائی یہ سوچیں گے کہ غلطی سے ثمن ہمارے سامان میں آگیا ہے؛ اس لیے پہنچانے کے لیے واپس مصر آویں گے یا میرا حسنِ سلوک سمجھ کر واپس مصر آویں گے۔

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ

لَحٰفِظُوْنَ۝۶۳ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ

خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۝۶۴ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ

اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ

پھر جب وہ بھائی لوٹ کر اپنے ابا کے پاس پہنچے تو کہنے لگے①: اے ہمارے ابا جان!② ہم کو غلہ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے، سو آپ ہمارے ساتھ (آئندہ) ہمارے بھائی کو (مصر) بھیجیے؛ تا کہ ہم (پھر سے) غلہ لا سکیں اور ہم اس (بنیامین) کی پوری حفاظت کریں گے ﴿۶۳﴾ ابا جان نے کہا: کیا اس (بنیامین) کے بارے میں تم پر ویسا ہی بھروسہ کروں جیسا بھروسہ اس (بنیامین) کے بھائی (یوسف کے) بارے میں میں نے تم پر اس سے پہلے کیا تھا؟ سو اللہ تعالیٰ ہی بہتر حفاظت کرنے والے ہیں③ اور وہ (اللہ تعالیٰ) رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۶۴﴾ اور جب④ بھائیوں نے (مصر سے لایا ہوا) اپنا سامان کھولا، تو انھوں نے اپنے سرمایہ کو پایا⑤ کہ انہی کو واپس کر دیا گیا ہے، تو وہ (بھائی لوگ تعجب اور خوشی سے) کہنے لگے کہ: اے ہمارے ابا! ہمیں اور کیا چاہیے؟⑥ کہ یہ ہمارا سرمایہ ہے جو ہم کو واپس کر دیا گیا⑦

---

① اس سے معلوم ہوا کہ سفر سے واپسی پر کارگزاری سنا دینی چاہیے۔ ② بھائی بنیامین کو لے جائے بغیر آئندہ۔
③ فاللہ خیر حافظا: پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے سلسلے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی بات میں اپنی ذات کا ذکر ہے: انی لیحزننی (یعنی یوسف کی جدائی کی وجہ سے مجھے غم ہوتا ہے)، اور یہاں بنیامین کے سلسلے میں سیدھا اللہ پر بھروسہ ہے؛ اس لیے نتیجے میں بھی فرق ہوا، وہاں حضرت یوسف علیہ السلام گم ہوئے، تکلیف اٹھائی، اور یہاں بنیامین سالم رہے۔
④ ابا جان سے بات چیت سے فارغ ہو کر۔
⑤ یعنی جو سرمایہ لے گئے تھے وہ جوں کا توں رکھا ہوا پایا۔
⑥ یعنی اتنا اچھا حسن سلوک کہ ہمارا سرمایہ بھی واپس کر دیا۔
⑦ (دوسرا ترجمہ) بھائی لوگ کہنے لگے: اے ہمارے ابا جان! (مصر کے دوسرے سفر کے لیے) ہم کو (نیا سرمایہ) نہیں چاہیے، یہی ہمارا (پہلے والا) سرمایہ (ہم پر احسان کر کے) ہم کو (جوں کا توں) (پورا پورا) واپس کر دیا گیا ہے۔

وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ
مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ
مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ
وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ

اور ہم (اب کی دفعہ پھر جا کر) اپنے گھر والوں کے لیے (دوسرا) غلہ لائیں گے اور ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ (پر جتنا) غلہ (آسکے اتنا) اور زیادہ ہم لائیں گے ① یہ غلہ تو (جو ابھی پہلے سفر میں لائے) تھوڑا ہے ② ﴿۶۵﴾ یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: میں اس (بنیامین) کو تمھارے ساتھ ہرگز نہیں بھیج سکتا، جب تک تم اللہ تعالیٰ (کے نام) سے (قسم کھا کر) پکا عہد کرو کہ اس (بنیامین) کو ضرور میرے پاس واپس لاؤ گے؛ مگر یہ کہ تم سب بے بس ہوجاؤ ③ پس جب ان سب (بیٹوں) نے ان (یعقوب علیہ السلام) کے سامنے اپنا پکا عہد کیا تو یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ: جو بات ہم نے (آپس میں) کہی ہے اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہیں ④ ﴿۶۶﴾ اور (روانگی کے وقت) یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے بیٹو! تم سب (مصر میں) ایک دروازے سے داخل مت ہونا اور تم جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا ⑤ اور اللہ تعالیٰ کی (تقدیر کی) کسی بات سے میں (تدبیر بتا کر) تم کو بچا نہیں سکتا ⑥،

---

① یعنی (بھائی بنیامین کو لے جانے سے) زیادہ غلہ آسانی سے مل جائے گا۔
② اور گھر میں افراد زیادہ اور قحط کا زمانہ لمبا ہے۔
③ (دوسرا ترجمہ) تم سب کا کوئی گھیراؤ کرلیوے (تو وہ مجبوری ہے)
④ (دوسرا ترجمہ) وہ سب باتیں اللہ کے سامنے ہیں یعنی ہمارا آپس کا عہد اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔
⑤ ایک ہی دروازے سے داخل ہونے سے منع کیا؛ کیوں کہ نظر لگ جانے کا اندیشہ تھا، اس نظر اور حسد ہوجانے کے دو سبب ہے: (۱) ظاہری (ان کی خوب صورتی اور تندرستی) (۲) باطنی: بادشاہ کی خصوصی رعایت واکرام۔
⑥ (دوسرا) اور میں قضائے الٰہی میں سے کسی چیز کو تم پر سے دفع نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوا انسان تقدیر کا مکلف نہیں، تدبیر کا مکلف ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نعمتیں ملی ہو اس کو فتنوں سے بچانے کے لیے اپنے بس میں ہو وہ تدبیر کرنی چاہیے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ
حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ
يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ ع ۸ ۱۱ ۲
وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ

حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے، اسی (اللہ تعالیٰ) پر میں نے بھی بھروسہ کیا اور توکل کرنے والوں کو اسی (اللہ تعالیٰ) پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿٦٧﴾ اور جس طرح ان کے ابا جان نے ان کو سکھایا تھا① اسی طرح (الگ الگ دروازے سے) جب یہ (بھائی مصر میں) داخل ہوئے تو یہ (احتیاطی) تدبیر اللہ تعالیٰ کی (تقدیر کی) کسی بات سے ان کو بچا نہیں سکتی تھی②؛ مگر یعقوب نے دل میں ایک ارمان کیا تھا③ وہ انھوں نے پورا کرلیا④ یقیناً یعقوب (علیہ السلام) ہمارے ان کو سکھائے ہوئے علم (کی برکت) سے بڑے علم والے تھے؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں⑤ ﴿٦٨﴾

جب یہ (گیارہ بھائی) یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے بھائی (بنیامین) کو اپنے پاس ٹھہرایا (پھر تنہائی میں) یوسف علیہ السلام نے (اپنی پہچان کراتے ہوئے) کہا کہ: یقیناً میں ہی تیرا بھائی (یوسف) ہوں، لہٰذا یہ (دس بھائی آج تک) جو کام کرتے رہے اس کے بارے میں تو غمگین نہ ہو ﴿٦٩﴾ پھر جب (روانگی کے وقت) یوسف (علیہ السلام) نے ان (بھائیوں) کا (اناج بھرا ہوا) سامان تیار کردیا تو پانی پینے کا پیالہ اپنے بھائی (بنیامین) کے سامان میں رکھ دیا،

---

①(دوسرا ترجمہ) حکم دیا تھا۔
②(دوسرا ترجمہ) اللہ کے حکم میں سے کسی چیز کو بھی ان لڑکوں پر سے ٹال نہیں سکتی تھی۔
③ مگر یعقوب علیہ السلام کے دل میں ایک بات آئی تھی۔
④وہ انھوں نے ظاہر کردیا۔
⑤یعنی انسان کو تقدیر پر بھروسہ ہو اور تدبیر اور اسباب بھی اختیار کرے۔

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا
تَفْقِدُوْنَ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ﴿۷۲﴾
قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا
جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ
نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ﴿۷۵﴾

پھر (بھائیوں کے قافلے کے تھوڑے دور چلے جانے کے بعد) ایک (شاہی) پکارنے والے نے آواز لگائی، اے قافلے والو! تم تو پکے چور ہو ﴿۷۰﴾ (چوری کی بات سن کر رک گئے) اور وہ قافلے والے ان (پکارنے والوں) کی طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے: تمھاری کیا چیز گم ہو گئی؟ ﴿۷۱﴾ (تو بادشاہ کے جو آدمی تلاش کرنے نکلے تھے) وہ کہنے لگے: ہم کو بادشاہ کا جام نہیں مل رہا ہے[1] اور جو اس (پیالے) کو لے آئے گا اس کو ایک اونٹ اٹھا سکے اتنا (غلہ انعام میں) دیا جائے گا اور اس (انعام دلوانے) کی ذمے داری میں لیتا ہوں[2] ﴿۷۲﴾ وہ (گیارہ بھائی) بولے کہ: اللہ کی قسم! پکی بات ہے کہ تم کو تو معلوم ہے کہ ہم ملک (مصر) میں فساد پھیلانے کے لیے نہیں آئے اور ہم چوری کرنے والے لوگ نہیں ہیں ﴿۷۳﴾ (بادشاہ کے) خادموں نے کہا: اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے[3] تو اس (چوری) کی کیا سزا ہوگی؟ ﴿۷۴﴾ وہ جواب دینے لگے کہ: اس کی سزا یہ ہوگی کہ جس آدمی کے کجاوے میں سے وہ (پیالہ) نکلے وہ آدمی خود سزا کے طور پر جاوے[4] اسی طریقے سے ہم ظالموں (یعنی چوروں) کو سزا دیا کرتے ہیں ﴿۷۵﴾

---

① یہ زبرجد یا سونے یا چاندی کا ایک بڑا پیالہ تھا جس کو بادشاہ پانی، رس وغیرہ پینے اور اناج ناپنے دونوں کام میں استعمال کرتے تھے۔

② اس طرح انعام کی آفر پیش کرنا جائز ہے۔

③ یعنی بادشاہ کا گم شدہ پیالہ تمھارے پاس نکل آیا تو کیا سزا ہوگی؟۔

④ یعنی روک لیا جاوے، یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت کے قانون کے مطابق سزا تھی۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا
لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ
نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٦﴾ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ

پھر① یوسف (علیہ السلام) نے اپنے (سگے) بھائی (بنیامین) کے تھیلے سے پہلے ان (دوسرے بھائیوں) کے تھیلوں سے تلاش کرنے کی شروعات کی، پھر (آخر میں بھائی بنیامین کے تھیلے کو تلاش کرکے) اس نے وہ (پیالہ) اپنے (سگے) بھائی کے تھیلے سے نکالا، اس طرح یوسف (علیہ السلام) کو ہم نے یہ تدبیر بتائی② (ورنہ) وہ (یوسف علیہ السلام) اپنے بھائی (بنیامین) کو (مصری) بادشاہ کے قانون میں (اپنے پاس مصر میں) رکھ نہیں سکتا تھا③، ہاں! اللہ تعالیٰ کو منظور ہو④، ہم جس کے درجات کو چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں⑤ اور ہر علم والے کے اوپر ایک بڑے جاننے والے (اللہ تعالیٰ) موجود ہیں⑥ ﴿٧٦﴾ وہ (دس بھائی) کہنے لگے کہ⑦ اگر اس (بنیامین) نے چوری کی ہے تو (تم تعجب مت کرو) اس کے بھائی (یعنی یوسف) نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی⑧،

① بھائیوں کو واپس یوسف علیہ السلام کے پاس لایا گیا اس کے بعد۔
② (دوسرا ترجمہ) اسی طرح یوسف کے لیے (بنیامین کو مصر میں رکھنے کے خاطر) ہم نے یہ تدبیر بتائی۔
③ بنیامین کو روکنے کے لیے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قانون کا سہارا لیا ہے، وہ قانون یہ ہے کہ اگر مال چور کے پاس ملے تو چور کو مسروق منہ کے حوالے کر دیا جاتا۔ ④ اس لیے اس تدبیر سے رکھ لیا۔
⑤ اللہ تعالیٰ علم و عمل، دنیوی و اخروی مراتب جس کے چاہیں اس کے بلند فرماتے ہیں، یہاں عجیب حال دیکھو، کل جو بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال رہے تھے آج وہ خود غلہ لینے کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے محتاج ہیں اور چوری کے الزام میں مجرم بن کر کھڑے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہت کے درجے پر ہیں۔
⑥ جیسے: عام مخلوق کے مقابلے میں علما کا علم، علما کے مقابلے میں انبیا کا علم اور انبیا کے مقابلے میں ملائکہ کا علم اور ملائکہ کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کا علم۔ اس میں تواضع کا حکم دیا ہے کہ کوئی شیخ الحدیث بھی اپنے آپ کو بڑا عالم نہ سمجھے۔
⑦ یعنی جب بنیامین کے سامان میں سے یہ گم شدہ پیالہ نکلا اور بنیامین چوری کے الزام میں پکڑا گیا تو بھائی لوگ غصہ نکالتے ہوئے کہنے لگے۔
⑧ کسی شکل میں کوئی چوری حضرت یوسف علیہ السلام نے نہیں کی تھی، یہ جملہ بھائیوں نے محض حسد میں کہا تھا۔

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا
تَصِفُوْنَ ﴿٧٧﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٧٨﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿٧٩﴾ ع
فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ

(یہ بات سن کر) یوسف (علیہ السلام) نے اپنے دل میں (حقیقت کو) چھپا کر رکھا اور ان (بھائیوں) کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دیا①، (اور) یوسف علیہ السلام نے (اپنے دل میں) کہا کہ: تم ہی تو (چوری کے معاملے میں) بہت برے درجے پر ہو اور جو (چوری کی تہمت کی) بات تم کر رہے ہو اس (کی حقیقت) کو اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۷۷﴾ وہ (بھائی) کہنے لگے②: اے عزیز! یقیناً اس (بنیامین) کا باپ بہت بوڑھا ہے؛ اس لیے ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پر (روک) لیجیے، ہم آپ کو (لوگوں پر) احسان کرنے والوں میں سے سمجھتے ہیں ﴿۷۸﴾ یوسف نے کہا: (ایسی ناانصافی کرنے سے) میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت چاہتا ہوں کہ ہمارا (چوری کا) مال جس کے پاس سے نکلا اس کو چھوڑ کر دوسرے کو ہم گرفتار کر لیویں③، تب تو ہم یقیناً بڑے ناانصافی کرنے والے کہے جائیں گے④ ﴿۷۹﴾

پھر جب وہ (سب بھائی) یوسف (علیہ السلام) سے (بنیامین کو چھڑانے کے بارے میں) ناامید ہو گئے تو الگ بیٹھ کر آپس میں چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے⑤۔

---

① اس موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام کا ضبط قابلِ دید ہے؛ کیوں کہ آپ بادشاہ تھے، سزا دینا چاہتے تو دے سکتے تھے۔ معلوم ہوا کہ انسان چاہے امیر ہو یا بادشاہ ہو ضبط بہت ضروری ہے۔ نیز آدمی اللہ کے معاملہ میں صاف ستھرا ہو تو پھر کوئی کچھ بھی کہے اس کو پروا نہیں ہونی چاہیے۔

② شریعتِ یعقوب کے قانون کے مطابق چوری کے الزام کی وجہ سے بنیامین کو مصر میں روک لینا جب طے ہوا تو۔

③ فقہ میں مسئلہ آتا ہے کہ مبیع خرید کر ٹرانسپورٹ اور صفائی کا خرچہ نکالے، پھر بیچنے کے وقت یہ کہے کہ: اتنے میں پڑی ہے، یہ نہ کہے کہ: اتنے میں خریدی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی "سرق" کی جگہ "وجد" کا لفظ ہے۔

④ مناسب قانون کی خلاف ورزی بھی ایک طرح کا بڑا ظلم ہے۔

⑤ معلوم ہوا کہ خصوصی امور کا مشورہ الگ تھلگ ہو کر کیا جا سکتا ہے۔

قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا
فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ
الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا
عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ
اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ

ان میں سے بڑا بھائی (یہودا) بولا: کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ یقیناً تمھارے ابا جان نے اللہ تعالیٰ (کے نام) کی قسم کھلوا کر تم سے (بنیامین کو واپس گھر لے جانے کے بارے میں) پکا عہد لیا ہے اور اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تم ایک قصور کر چکے ہو، میں تو اُس وقت تک اِس ملک سے ہٹ کر کے نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرے ابا مجھے (گھر واپس آنے کی خود) اجازت دے دیں، یا تو اللہ تعالیٰ ہی میرے لیے کوئی فیصلہ کر دیں①اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں ﴿۸۰﴾ تم (باقی نو بھائی) اپنے ابا کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ: اے ہمارے ابا! یقیناً تمھارے (لاڈلے) بیٹے نے تو چوری کی اور جو بات ہمارے علم میں آئی اسی کی ہم خبر دیتے ہیں②اور چھپ کر کوئی بات ہو اس پر دھیان رکھنا ہمارے بس میں نہیں تھا ﴿۸۱﴾ آپ (بنیامین کی چوری والے واقعہ کی تحقیق کے لیے) اُس بستی (یعنی مصر) والوں سے پوچھیے جس میں ہم تھے اور اُس قافلے والوں سے بھی پوچھیے جس کے ساتھ ہم (مصر سے) آئے ہیں اور یقین رکھیے کہ ہم (بنیامین کی چوری والی بات میں) بالکل سچے ہیں ﴿۸۲﴾ یعقوب علیہ السلام (یہ سن کر) بولے③: بلکہ تمھارے دلوں نے خود ایک بات بنا لی ہے④

① یعنی تقدیر میں ہوگا تو اِسی ملک مصر میں میری وفات ہو جائے گی یا کسی تدبیر سے بھائی بنیامین کو چھڑا لوں گا۔
② (دوسرا ترجمہ) ہم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ ہم بیان کرتے ہیں۔
③ میری سمجھ کے مطابق ایسا نہیں ہے کہ بنیامین چوری کی وجہ سے مصر میں روک لیا گیا۔
④ نبی سے بھی اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے کہ بھائی اپنے مشاہدے کے مطابق سچے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے سابقہ معاملے پر قیاس کر کے کہا، (اس سے قیاس کا اثبات ہوتا ہے)۔

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾ وَتَوَلّٰى
عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا
تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ
اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

سو میرے لیے تو صبر کرنا ہی بہتر ہے①، (مجھ کو تو) اللہ تعالیٰ سے امید (یقین) ہے کہ وہی (اللہ تعالیٰ) ان سب (یوسف، بنیامین اور یہودا) کو مجھ تک پہنچا دیں گے② یقیناً اسی (اللہ تعالیٰ) کا علم کامل ہے اور اس کی حکمت بھی کامل ہے ﴿۸۳﴾ اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان (بیٹوں) سے (دوسری طرف) منہ پھرالیا③ اور کہنے لگے: ہائے افسوس یوسف پر④! اور غم سے (روتے روتے) ان (یعقوب علیہ السلام) کی دونوں آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں⑤ اور وہ (یعقوب علیہ السلام) دل ہی دل میں (غم میں) گھٹتے رہتے تھے ﴿۸۴﴾ بیٹے کہنے لگے: اللہ کی قسم! (ابا جان) آپ یوسف کو یاد کرنا نہیں چھوڑو گے⑥ یہاں تک کہ آپ غم میں بالکل گھل ہی جاؤ گے یا مر ہی جاؤ گے⑦ ﴿۸۵﴾ (یعقوب علیہ السلام نے) کہا: میں اپنے رنج و غم کی فریاد صرف اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے کرتا ہوں⑧ اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو⑨ ﴿۸۶﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) میرے لیے تو صبر جمیل ہے۔②(دوسرا ترجمہ) میرے پاس لے آئیں گے۔
③(دوسرا ترجمہ) پھر یعقوب بھی ان کے پاس سے چلے گئے۔
④یا اسفا: شدت حزن اور افسوس کو کہتے ہیں، غم اور افسوس بہت زیادہ بڑھ جاوے۔
⑤یعنی بینائی جاتی رہی تھی۔
⑥(دوسرا ترجمہ) آپ یوسف کا ہمیشہ ہی تذکرہ کرتے رہو گے۔
⑦یعنی بیمار ہو کر مرنے کے قریب ہو جاؤ گے۔
⑧غم زدہ لوگوں کو یہ وظیفہ پڑھنا چاہیے: انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ۔
⑨یعنی ابھی تو یوسف کے بچپن والے خواب کی تعبیر کا سامنے آنا باقی ہے؛ اس لیے سب سے ملاقات ہوگی، اس کی طرف اشارہ ہے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾

(یعقوب علیہ السلام نے کہا:) اے میرے بیٹو! تم واپس (مصر) جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی (بنیامین) کا پتہ لگاؤ اور تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو (اس لیے کہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو کافر لوگ ہی ناامید ہوتے ہیں ﴿۸۷﴾ (ابا کے حکم کے مطابق نو بھائی مصر گئے) پھر جب یہ یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو کہنے لگے: اے عزیز!① ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر سخت مصیبت آ پڑی ہے اور ہم معمولی (یعنی ناقص) پونجی لے کر آئے ہیں (اس کے بدلے میں) ہم کو پورا غلہ دو اور (اللہ واسطے) تم ہم پر خیرات کرو②، جو لوگ (اللہ واسطے) خیرات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اچھا بدلہ دیتے ہیں③ ﴿۸۸﴾ یوسف (علیہ السلام) نے (بھائیوں کی اور اپنے گھر کی پریشانی کی بات سن کر) کہا: تم کو کچھ پتہ ہے کہ یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا تھا④، جبکہ تم جہالت میں پڑے تھے؟⑤ ﴿۸۹﴾

---

① یوسف علیہ السلام کا اس وقت کا لقب۔

② صدقہ کا مجازی معنیٰ: خصوصی رعایت مراد ہے۔

③ بندوں کو ترغیب ہے کہ اپنے اعمال کو بضاعۃ مزجات سمجھے اور اللہ سے اَوفِ لنا الکیل کی امید رکھے۔ اس امت میں ایسے لوگ گزرے ہیں کہ اپنے گناہ سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا اپنے نیک اعمال سے ڈرتے تھے، کہ قبول ہوگا یا نہیں؟۔

④ سابقہ قصوں کو تمہیدی انداز میں یاد دلانا یہ انسان کی طبیعت ہے، اور یہ بری چیز نہیں ہے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) کچھ تم کو وہ سلوک بھی معلوم ہے جو تم نے یوسف اور اور اس کے بھائی کے ساتھ اس زمانے میں کیا تھا جب تم جہالت میں مبتلا تھے۔

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۫ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ
يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ
كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾
اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۱

وہ (بھائی) کہنے لگے: ارے واقعی تم یوسف ہو؟ یوسف (علیہ السلام) نے کہا کہ: میں یوسف ہی ہوں اور یہ (بنیامین) میرا (حقیقی) بھائی ہے①۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا، حقیقت بات یہ ہے کہ جو آدمی بھی گناہوں سے بچتا ہے اور (مصیبت پر) صبر کرتا ہے② تو اللہ تعالیٰ (ایسی) نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتے③ ﴿۹۰﴾ وہ (بھائی لوگ) کہنے لگے: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے تجھ کو (ہر اعتبار سے) ہم پر فضیلت (یعنی ترجیح) دی، اور یقیناً ہم ہی لوگ غلطی کرنے والے تھے④ ﴿۹۱﴾ یوسف (علیہ السلام) نے کہا: آج تمھارے اوپر کوئی ملامت نہیں⑤، اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ کو معاف کرے اور وہی (اللہ تعالیٰ) سارے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں⑥ ﴿۹۲﴾ (بس) اب تم میرے اِس کُرتے کو لے کر جاؤ اور اس کو میرے ابا کے چہرے پر ڈالو، وہ (اس کرتے کی برکت سے) بینا ہو جائیں گے⑦، اور تم سب اپنے گھر والوں کو لے کر میرے پاس (مصر) آ جاؤ ﴿۹۳﴾

---

① ھذا اخی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو یقین ہو جائے کے میں یوسف ہی ہوں۔ طویل عرصہ (تقریباً ۸۰/سال) گزرنے سے شناخت مشکل ہوتی ہے۔ ہیئت کی تبدیلی بھی تعارف میں مشکل پیدا کرتی ہے، پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کی داڑھی نہیں تھی، اب ہے اور شاہانہ وضع قطع بھی ہے؛ اس لیے تعارف میں دشواری ہوئی۔

② تقویٰ اور صبر دونوں ایسے صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات کو بندے کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔

③ احسان ایک ایسی نیکی ہے جو کسی حال میں ضائع نہیں ہوتی، اس کا صلہ انسان کو مل کر ہی رہتا ہے۔

④ یہ ماحول کا اثر ہے کہ غلطی کا فوری اعتراف کر لیا، وہ نبوت کے گھرانے میں رہتے تھے۔

⑤ یعنی تمھاری سابقہ غلطیوں پر کوئی طعن تشنیع نہیں کی جاوے گی۔

⑥ یہ نبوی اخلاق ہے کہ بھائیوں کو ندامت پر عار دلانے کے بجائے فوری ہم دردی اور معافی۔

⑦ معلوم ہوا کہ: (۱) غیر ذی روح جامد میں بھی تاثیر ہوتی ہے۔ (۲) بزرگوں کے تبرکات واثرات منصوص چیز ہے۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْ لَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ
اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـٕیْنَ ﴿۹۷﴾

اور جب (مصر سے بھائیوں کا) قافلہ (کنعان آنے کے لیے) روانہ ہوا، تب ان کے ابا جان (یعنی یعقوب علیہ السلام) نے کہنا شروع کیا کہ: مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے①، اگر تم ایسا نہ کہو کہ: بوڑھا بہک (یعنی سٹھیا) گیا② ﴿۹۴﴾ (گھر میں موجود لوگ یعقوب علیہ السلام کو) کہنے لگے: اللہ کی قسم! تم تو اپنی پرانی غلط خیالی میں ہی مبتلا ہو③ ﴿۹۵﴾ پھر جب (مصر سے سفر کر کے بھائیوں کا قافلہ کنعان آ گیا اور) خوش خبری سنانے والا (کرتے کے ساتھ) آ پہنچا④ تو اس نے یعقوب (علیہ السلام) کے چہرے پر (یوسف علیہ السلام کا) کرتہ ڈالا تو وہ اسی وقت بینا ہو گئے⑤ یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم لوگ نہیں جانتے⑥ ﴿۹۶﴾ بیٹے کہنے لگے⑦: اے ہمارے ابا جان! آپ ہمارے لیے (اللہ تعالیٰ سے) ہمارے گناہوں کی بخشش کی دعا کیجیے، بیشک ہم ہی غلطی کرنے والے تھے ﴿۹۷﴾

---

① جب کنعان میں کنویں میں تھے تب خوشبو نہیں آئی اور مصر میں تھے تب خوشبو آ گئی؟
(۱) کنویں میں ڈالا وہ وقت آزمائش کی ابتدا کا تھا؛ اس لیے قریب سے خوشبو نہیں آئی اور دور سے خوشبو آئی وہ آزمائش کے ختم ہونے کا وقت تھا (۲) دور سے خوشبو کا آنا یہ معجزہ ہے اور معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

② (دوسرا ترجمہ) اگر تم مجھ کو بڑھاپے کی بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔

③ یعنی یوسف کی یاد میں۔ ④ بشیر: خوش خبری سنانے والا یوسف علیہ السلام کا بھائی یہودا تھا، وہ مصر سے کرتہ لیکر آیا، انھوں نے کہا کہ: جب بچپن میں بھائی یوسف کو کنویں میں ڈالا تھا اس وقت ان کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر میں ہی وہ کرتہ ابا کے پاس لے گیا تھا؛ اس لیے آج خوشی کے موقع پر بھی کرتہ میں ہی لے چلوں گا۔

⑤ یوسف علیہ السلام کے کرتے کی برکت ظاہر ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کرتے کو ذریعہ بنا کر یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹا دی، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی مستعمل چیزوں میں برکات ہیں اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

⑥ یعنی یوسف زندہ ہے اور ملاقات ہوگی۔ ⑦ جب یوسف کو بھائیوں ہی نے کنویں میں ڈال کر گم کیا تھا یہ راز کھل گیا تب۔

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۝ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ

یعقوب (علیہ السلام) نے کہا: عنقریب ① اپنے رب سے تمھاری بخشش کی دعا کروں گا، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے بخشنے والے، بڑے مہربان ہیں ﴿۹۸﴾ پھر جب وہ سب ② یوسف (علیہ السلام) کے پاس پہنچے، تو یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور (یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ: تم سب مصر میں داخل ہو جاؤ، ان شاء اللہ! ہر طرح امن وامان (چین واطمینان) کے ساتھ رہو گے ﴿۹۹﴾ اور یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو (اونچے) تخت پر بٹھا دیا اور وہ سب (یعنی والدین اور گیارہ بھائی) یوسف (علیہ السلام) کے سامنے سجدے میں گرے ③ اور یوسف (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے ابا جان! یہ تو میرے (اس) خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے (یعنی بچپن میں) دیکھا تھا، اس (خواب) کو میرے رب نے سچ کر کے دکھلایا

---

① یعنی بعد میں جمعہ کی رات میں یا تہجد کے وقت تمھارے لیے استغفار کروں گا۔ بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے قصور کا اعتراف کیا تو انھوں نے فوراً معاف کر دیا اور یعقوبؑ سے معافی طلب کی تو وعدہ کر لیا یعنی فوری معافی نہیں دی، حضرات مفسرین نے اس کی مختلف وجوہات لکھی ہیں، میرے مرشدِ ثانی حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری صاحب (مد ظلہ العالی) نے اس پر ایک نکتہ ارشاد فرمایا: یہ عمر کی تفاوت کی بات ہے، حضرت یوسف علیہ السلام جوان تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام بوڑھے تھے، جوانوں کے فیصلے فوری ہوتے ہیں اور بوڑھوں کے فیصلوں میں "غور کریں گے، سوچیں گے، پھر جواب دیں گے" یہ سب باتیں ہوتی ہیں؛ اس لیے جوانوں کو دینی محنت کا میدان بناؤ، جلدی فائدہ ہوگا۔

② یعنی والدین اور بھائی اور بھائیوں کا خاندان جو مجموعی بہتر یا ترانوے آدمی کا قافلہ تھا۔

③ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے سامنے شکر کا یہ سجدہ کیا گیا، عبادت کا سجدہ تو ہر شریعت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے جائز تھا؛ البتہ کسی کی تعظیم کے لیے سجدہ کرنا پچھلی شریعتوں میں جائز تھا؛ لیکن وہ شرک کا ذریعہ بن سکتا ہے؛ اس لیے اِس امت میں وہ ناجائز قرار دیا گیا، بخاری شریف کی حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ
الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾
رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾

اور میرے رب نے (اس وقت) مجھ پر بڑا احسان کیا کہ مجھ کو جیل سے نکالا اور (یہ بھی احسان ہوا کہ) شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان جھگڑا کروا دیا تھا (اللہ تعالیٰ نے جدائی ختم کر دی) پھر میرے رب گاؤں ① سے تم کو میرے پاس (مصر) لے آئے، میرے رب جو چاہتے ہیں اس کو عمدہ تدبیر سے کرتے ہیں، یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) کا علم بھی کامل ہے اور اس کی حکمت بھی کامل ہے ﴿۱۰۰﴾ اے میرے رب! آپ نے مجھے حکومت کا بڑا حصہ عطا فرمایا اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم بھی عطا فرمایا② اے آسمانوں اور زمین کو بنانے والے (اللہ تعالیٰ!) آپ ہی دنیا اور آخرت میں میرا کام بنانے والے ہیں، آپ مجھ کو اسلام (یعنی آپ کی فرماں برداری) کے ساتھ (دنیا سے) اٹھانا③ اور (مرنے کے بعد اپنے) نیک بندوں کے ساتھ مجھے ملا دینا④ ﴿۱۰۱﴾

① ''کنعان'' مراد ہے جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام آباد تھے۔شہری زندگی یہ بھی نعمت ہے اسی وجہ سے ''جاء بکم من البدو'' کو محل نعمت میں ذکر کیا۔

② دوسرا مطلب: مشکل اور الجھی ہوئی باتوں کو حل کرنے کا فن بھی سکھلایا۔

③ امت کو تعلیم ہے کہ نبی کی موت اسلام پر یقینی ہے؛ لیکن جب وہ اسلام پر موت مانگتے ہیں تو ہمیں تو بدرجۂ اولی اسلام پر موت مانگنی چاہیے۔

④ آخرت میں صالحین کے ساتھ ملنے کا مطلب ان کے ساتھ حساب اور حشر ہے۔یعنی ان نیک لوگوں کے ساتھ میرا حشر اور دخولِ جنت ہو، حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی آخرت کا شوق بڑھ گیا اور آپ نے دعا مانگی۔غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس نبوت (اعلیٰ ترین مقام ہے) بھی ہے اور دنیوی بادشاہت (جو دنیا میں ترقی کا اعلیٰ مقام ہے) بھی ہے، ان دونوں نعمتوں کے ہوتے ہوئے حسنِ خاتمہ اور آخرت میں صالحین کی معیت کی دعا مانگنا یہ حسنِ خاتمہ کی اہمیت کو بتلاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس نعمت سے نوازے، قرآنی اس دعا کو مانگنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ
يَمْكُرُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ
اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾ ع ١١

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٥﴾ وَمَا
يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ
عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾

یہ (قصہ) غیب کی خبروں میں سے ہے جو وحی کے ذریعہ ہم تم کو بتاتے ہیں اور جب یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں نے سازش کر کے (یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنے کا) اپنا پکا فیصلہ کرلیا تھا (اور ڈال بھی دیا) تب تو تم (وہاں) ان کے پاس موجود نہ تھے① ﴿١٠٢﴾ تمھارا دل کتنا ہی چاہے پھر بھی (دنیا میں) اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿١٠٣﴾ حالاں کہ تم اس (قرآن کی تبلیغ) پر ان (دنیا کے لوگوں) سے کوئی اجرت بھی نہیں مانگتے، یہ (قرآن) تو تمام (اقوام) عالم کے لیے ایک نصیحت ہے ﴿١٠٤﴾

اور آسمان اور زمین میں (اللہ تعالیٰ کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں جن پر سے اِن (مکہ والوں اور دوسرے انسانوں) کا گذر ہوتا رہتا ہے؛ لیکن وہ ان نشانیوں سے منہ پھرا کر جاتے ہیں② ﴿١٠٥﴾ اور ان (مکہ کے کافر) میں سے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کو اس طرح مانتے ہیں کہ شرک بھی کرتے ہیں③ ﴿١٠٦﴾ کیا بھلا ان (نافرمانوں) کو اس بات کا ڈر نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی کوئی آفت آ کر ان کو ڈھانک لیوے یا ان کو خبر بھی نہ ہو اس طرح اچانک ان پر قیامت آ جائے ﴿١٠٧﴾

① اور ظاہر ہے کہ اخوانِ یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنویں میں ڈال رہے تھے اس وقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ وہاں موجود نہ تھے، آپ کے اُمّی ہونے کے باوجود پورا واقعہ تفصیل سے صحیح سنا دینا یہ آپ کے نبی ہونے کی دلیل ہے۔

② یعنی قدرت کی نشانی پر دھیان نہیں دیتے؛ اس لیے عبرت بھی حاصل نہیں کرتے۔

③ حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں اور آج بھی دنیا میں اس طرح کے مشرکین ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں ساتھ میں دوسرے معبودوں کو بھی مانتے ہیں، اس طرح کا ایمان معتبر ہوتا نہیں ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٠٨ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ
اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ
الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝١٠٩ حَتّٰٓي اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ
قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝١١٠

(اے پیغمبر!) تم (ان مخالفین سے) کہہ دو: یہی (توحید) میرا راستہ ہے، میں تو پوری بصیرت (سمجھ داری) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں① اور جتنے (میری اتباع کرنے والے) میرے ساتھی ہیں وہ بھی (اسی طرح توحید کی دعوت دیتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ (ہر قسم کے شرک سے) پاک ہے اور میں بھی شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ﴿١٠٨﴾ ہم نے تم سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے وہ سب مرد ہی ہوتے تھے② جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے، کیا بھلا ان (کافر) لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلی قوموں کا (برا) انجام کیسا ہوا؟③ اور جنھوں نے تقویٰ اپنایا ان کے لیے آخرت کا گھر بہتر ہے، کیا پھر بھی تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے؟ ﴿١٠٩﴾ یہاں تک (مہلت ملی) کہ جب رسول (اپنی امت کے لوگوں کے ایمان لانے سے) ناامید ہو گئے اور (تب عذاب میں تاخیر کی وجہ سے) کافر لوگ یہ سمجھنے لگے کہ ان کو (عذاب کی) جھوٹی دھمکی دی گئی تھی تو ہماری مدد④ ان (رسولوں) کے پاس آ گئی⑤، پھر جن کو ہم نے چاہا عذاب سے بچا لیا اور گنہگاروں سے ہمارا عذاب ٹالا نہیں جا سکتا⑥ ﴿١١٠﴾

---

① علی بصیرۃ: خوب غور و فکر کر کے۔ بے سمجھے بوجھے دعوت مفید اور مؤثر نہیں ہوتی۔ داعی کے پاس اپنی بات پر کھلی دلیل ہونی چاہیے۔
② یعنی فرشتہ اور عورت نبی نہیں بنائے گئے ہیں، یہ جمہور کا قول ہے۔
③ یعنی پہلی قوموں کے برے انجام کو دیکھ کر عبرت حاصل کر کے ایمان لے آتے۔

باقی حاشیہ اگلے صفحے پر =

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١١١﴾ ع ١٢

پکی بات یہ ہے کہ ان کے ①واقعات میں عقل والوں کے لیے عبرت کا بڑا سامان ہے، یہ (قرآن) مَن گھڑت (یعنی بنائی ہوئی) بات نہیں ہے (جو کسی نے اپنے دماغ سے گھڑلی ہو) بلکہ اس (قرآن) سے پہلے جتنی (آسمانی) کتابیں آئیں یہ (قرآن) ان کی تصدیق ہے ②اور (قرآن میں دین کے متعلق ضروری) ہر ہر بات کی تفصیل ہے اور (قرآن) ایمان والے لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے ﴿١١١﴾

=④رسولوں کو مدد پہنچنے میں تاخیر ہوئی یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہو گئے اور انہیں خیال ہو گیا کہ واقعی وہ سچے نہ نکلے تب ان کو ہماری مدد پہنچی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک ارشاد میں سمجھایا کہ: وظنوا انہم قد کذبوا یعنی اُخلِفوا یعنی انبیاء علیہم السلام کو خیال ہونے لگا کہ وہ وعدہ خلافی کیے گئے؛ یعنی اللہ پاک نے ان سے جو نصرت کا وعدہ فرمایا تھا وہ سچا ثابت نہیں ہوا۔ یہاں چند باتیں ہیں: (۱) اللہ کی رحمت ومہربانی سے حقیقتاً مایوس ہو جانا کفر ہے (۲) ظاہری حالت اور اسباب کے اعتبار سے ناامیدی کفر نہیں ہے؛ یعنی یوں کہہ سکتے ہیں کہ: فلاں چیز کی طرف جہاں تک اسباب ظاہری کا تعلق ہے مایوسی ہے؛ لیکن حق تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ سے مایوسی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد پہنچنے میں تاخیر ہو تو نبیوں کو جھٹلانے والوں کو دھوکا نہیں ہونا چاہیے، پہلی قوموں کو لمبی لمبی مہلتیں دی گئی تھیں، اور عذاب آنے میں اتنی دیر ہوئی تھی کہ انبیاء علیہم السلام تک کے لیے حالات ناامیدی کے ہو جاتے تھے، اور بشری تقاضوں سے انھیں خیال ہونے لگتا تھا کہ لیجیے! ہماری بات سچی نہ نکلی، جب نوبت یہاں تک پہنچتی تھی کی نبی اور امت (ایمان لانے والے) ایذاؤں کی وجہ سے مجبور اور عاجز ہو کر بول اٹھے کہ: دیکھو! اللہ تعالیٰ نے جس مدد کا وعدہ فرمایا وہ کب آتی ہے؟ تو تقاضۂ بشری سے پریشانی کے حالات میں مایوسی کے کلمات نکلتے ہیں، جب پریشانی اس حد تک پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔

⑤یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب نافرمانوں پر آ گیا۔

⑥(دوسرا ترجمہ) ہمارا عذاب مجرموں پر آنے کے بعد واپس نہیں کیا جاسکتا۔

اِس صفحے کا حاشیہ:

①اور اس سورت میں خاص کر حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اور پچھلی امتوں کے واقعات ہیں۔

②یعنی قرآن کی اور پہلی آسمانی کتابوں کی بہت ساری باتیں آپس میں موافق ہیں۔

نوٹ: سورۂ یوسف کے مفصل فوائد خطباتِ محمود جلد (۸) میں ملاحظہ فرمائیں۔

سُوْرَةُ الرَّعْد

(مكية)

سورۂ رعد

یہ سورت مدنی ہے، بعض حضرات نے مکی کہا ہے۔ اس میں تینتالیس (۴۳) یا سینتالیس (۴۷) آیتیں ہیں، سورۂ محمد کے بعد اور سورۂ رحمن سے پہلے چھیانویں (۹۶) نمبر پر نازل ہوئی۔

سورۂ یوسف قرآن کی تصدیق پر مکمل ہوئی ہے اور سورۂ رعد اسی پر شروع ہوئی ہے؛ یعنی قرآن کی حقانیت کا مضمون سورۂ یوسف کے اخیر میں ہے، اور یہاں سورۂ رعد کے شروع میں ہے۔

اس سورت میں ''رعد'' کا تذکرہ کیا گیا ہے، رعد کیا چیز ہے؟

(۱) گرج۔ اور جب آسمان میں گرج ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے بندے بے اختیار سبحان اللہ اور الحمدللہ پڑھتے ہیں۔

(۲) ایک فرشتے کا نام ہے، جب وہ بادلوں کو ہانکتا اور چلاتا ہے تب وہ تسبیح پڑھتا ہے، اس تسبیح کو لوگ بادل کی آواز سمجھتے ہیں، اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا ہوتا ہے جس سے وہ بادلوں کو ہنکاتا ہے، اس سے جو چمک ظاہر ہوتی ہے وہ بجلی ہے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بادلوں کو مارنے کی وجہ سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ رعد ہو۔

(۳) رعد سے صرف آواز مراد ہے اور یہ خاص قسم کی تسبیح ہے چاہے ہم کو سمجھ میں نہ آئے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ جو آدمی بادلوں کے گرج کی آواز سنے تو یہ پڑھے ''سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ''۔

اٰیَاتُھَا ۴۳	(۱۳) سُوْرَۃُ الرَّعْدِ مَدَنِیَّۃٌ (۹۶)	رُکُوْعَاتُھَا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الٓمّٓرٰ یہ (اللہ تعالیٰ کی) کتاب (قرآن) کی آیتیں ہیں اور (اے نبی!) تمھارے رب کی طرف سے تم پر جو (قرآن) نازل کیا گیا وہ حق ہے؛ لیکن اکثر لوگ (قرآن کو) مانتے نہیں ہیں① ﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ وہ (ایسے قدرت والے) ہیں کہ جنھوں نے آسمانوں کو بغیر ستون کے (اتنا) اونچا بنایا کہ تم اس کو (ہر جگہ سے سہولت سے) دیکھتے ہو② پھر وہ (اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق) عرش پر قائم ہوئے③

---

① (دوسرا ترجمہ) ایمان نہیں لاتے ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) اللہ کی قدرت ایسی ہے کہ اس نے آسمانوں کو آنکھوں سے نظر نہ آوے ایسے ستونوں پر اونچا بنایا ہے۔
(تیسرا ترجمہ) بغیر کسی ستون کے اس قدر اونچا بنادیا جیسا کہ تم اس کو دیکھتے ہو۔

③ استویٰ: دنیوی اعتبار سے اس کو سمجھنا چاہے تو اس طرح کہ ایک ملک کا تخت شاہی ہے، اس پر بیٹھ کر اس ملک کا بادشاہ ملک چلاتا ہے، اس میں اس طرح ہوتا ہے کہ بادشاہ پہلے تخت پر نہیں تھا؛ یعنی عام انسان تھا، یا شہزادہ تھا، پھر تخت پر بیٹھا، اور نظام سنبھالا۔ یہ ہے استویٰ علی التخت۔ اب یہ مفہوم اللہ کے لیے مراد نہیں لے سکتے؛ کیوں کہ اس میں جسم ہونا لازم آئے گا، زوال لازم آئے گا کہ پہلے اللہ تعالیٰ تخت پر نہیں تھے، پھر تخت پر بیٹھے۔

پورے قرآن میں جہاں بھی اس طرح کی آیت آئی مثلاً یوم یکشف عن ساقٍ، ید اللہ فوق ایدیھم، ہر جگہ دو باتیں ملحوظ رکھیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات کا استویٰ علی العرش اللہ کی شایانِ شان ہے، ہماری سمجھ میں نہیں آتا؛ کیوں کہ سمجھنے کے لیے نمونہ چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں، لیس کمثلہ شيء۔ الفاظہ معلوم و کیفیتہ مجهول والایمان علیه لازم۔ (۲) ایک بادشاہ تخت پر آجاتا ہے تو تصرف کرتا ہے، اپنے احکامات نافذ کرتا ہے، اپنا نظام جاری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی جمیع مخلوقات پر اپنے تصرفات، اپنے احکامات نافذ کرتے ہیں، یہ مطلب ہے استویٰ علی العرش کا۔ بادشاہ کو اپنی پوری حکومت پر غلبہ حاصل ہوتا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کا غلبہ اور قوت اپنی جمیع مخلوق پر ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ

اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا، ہر ایک (سورج اور چاند) اپنے مقرر وقت تک (یعنی قیامت تک) چلتے رہیں گے①وہ (اللہ تعالیٰ تمام) کاموں کی تدبیر کرتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ اپنی) نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں②؛ تا کہ تم یقین کر لو کہ (قیامت میں) تم کو اپنے رب سے ملنا ہے ﴿۲﴾ اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے زمین پھیلا دی اور اس (زمین) میں (پہاڑ کے) بوجھ اور ندیاں بنا دیں اور ہر قسم کے پھلوں کے اس میں دو دو جوڑے پیدا کیے③، وہ (اللہ تعالیٰ) رات کو دن پر ڈھانپ دیتے ہیں④ یقیناً ان چیزوں میں (یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں) غور وفکر کرنے والی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿۳﴾ اور (اللہ تعالیٰ نے) زمین میں مختلف ٹکڑے (کھیت اور حصے بنائے) ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں (یعنی پاس پاس ہیں)⑤ اور انگوروں کے باغات اور کھیتی اور کھجور کے درخت (بنائے) ہیں⑥،

---

①(دوسرا ترجمہ) ہر ایک اپنے متعین وقت پر چل رہے ہیں (یعنی چاند کا ایک چکر ایک مہینے میں اور سورج کا ایک چکر ایک سال میں پورا ہوتا ہے)۔

②اپنے دلائلِ قدرت تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

③(دوسرا ترجمہ) دو دو قسم پیدا کی۔

④(دوسرا ترجمہ) وہ اللہ تعالیٰ رات (کی کالی چادر) کو دن پر اوڑھا دیتے ہیں (جس سے دن کی روشنی ختم ہو جاتی ہے اور پوری دنیا کالی اندھیری ہو جاتی ہے)۔

⑤زمین کے الگ الگ قسم کے ٹکڑے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، مثلاً: کالی زمین، سرخ زمین، سفید وغیرہ، ان میں کوئی قدرتی آڑ نہیں ہے۔

⑥انگور اور کھجور کی تخصیص اس لیے کی کہ عرب میں یہی دو پھل عام طور پر ہوتے ہیں۔

صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ؕ
اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا
لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِىْٓ
اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ
قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ

بعض درخت دو تنے والے ہیں① اور بعض درخت دو تنے والے نہیں (ہوتے) ہیں②، ان سب (درختوں) کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے، اور ہم ان پھلوں میں سے کسی کا ذائقہ دوسرے سے زیادہ بڑھا ہوا کر دیتے ہیں، یقیناً اس میں عقل سے کام لینے والی قوم کے لیے بڑی نشانیاں ہیں③ ﴿۴﴾ اور اگر تم کو (ان کافروں کے قیامت کا انکار کرنے سے) تعجب ہو تو ان (کافروں) کی یہ بات (حقیقت میں) بہت عجیب ہے کہ کیا جب ہم (مر کر) مٹی میں مل جائیں گے تو (آخرت میں سچ مچ) نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے؟ انہی لوگوں نے اپنے رب (کی آخرت میں نئے سرے سے پیدا کیے جانے کی قدرت) کا انکار کیا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں (آخرت یا دنیا میں) طوق (بیڑیاں) پڑی ہوں گی، اور وہی جہنمی لوگ ہیں، وہ اس (جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے④ ﴿۵﴾ (اے نبی!) اور وہ (کافر) بھلائی سے پہلے تم سے برائی مانگنے میں جلدی کرتے ہیں⑤؛ حالاں کہ ان سے پہلے (بھی دنیا میں) عذاب کے بہت سارے واقعات گذر چکے (تو ان کافروں پر بھی عذاب آسکتا ہے)

---

①یعنی زمین سے اوپر جا کر اس کی شاخیں بن جاتی ہیں۔
②یعنی زمین سے لے کر اوپر تک ایک ہی تنہ ہوتا ہے جیسے: کھجور۔
③یعنی جو اپنی عقل سے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں غور کرے اور توحید کا یقین حاصل کرے۔
④دنیا میں گلے میں طوق کا ہونا غلامی کی علامت ہے، یعنی یہ کافر لوگ خواہشاتِ نفسانی اور شیطان کی غلامی میں ہیں، گلے میں طوق ہو تو آدمی ادھر ادھر دیکھ نہیں سکتا، اسی طرح یہ لوگ حقائق دیکھنے سے محروم ہیں، آخرت میں گلے میں بھاری وزن دار طوق بھاری سزا اور تکلیف کا ذریعہ ہوگا۔
⑤اور وہ (کافر لوگ) بھلائی (یعنی خوش حالی کی مدت ختم ہونے) سے پہلے جلدی برائی مانگتے ہیں۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۞ وَيَقُوْلُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۞ ع ۱ ۷ ۲
اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ
بِمِقْدَارٍ ۞ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۞

اور حقیقت میں لوگوں کو ان کے ظلم (یعنی نافرمانی) کے باوجود تمھارے رب معاف بھی کرتے رہتے ہیں①، اور یقیناً تمھارے رب کا عذاب بہت سخت ہے ﴿۶﴾ اور کافر لوگ (یوں) کہنے لگے: ان (یعنی محمد) پر (وہ کافر جیسا چاہتے ہیں ویسی) ان کے رب کی طرف سے نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی؟ (تو جواب میں کہو کہ) تم تو صرف (جہنم سے) ڈرانے والے ہو② اور (تم کوئی انوکھے نبی نہیں ہو؛ بلکہ) ہر قوم کے لیے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کوئی نہ کوئی ہدایت کا راستہ بتانے والا ضرور آیا ﴿۷﴾

ہر مادہ کو جو حمل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں اور مادہ کی رحم میں جو کمی زیادتی ہوتی ہے اس کو بھی (جانتے ہیں) اور اس (اللہ تعالیٰ) کے یہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے ﴿۸﴾ چھپی ہوئی اور کھلی ہوئی چیزوں کو وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں③، جن کی ذات بہت بڑی ہے اور شان بہت اونچی ہے④ ﴿۹﴾

---

① مؤمن اور کافر سب کے لیے اللہ کی رحمت دنیا میں اللہ کے عذاب پر غالب ہے؛ مگر آخرت میں یہ صرف مومن کے لیے خاص ہو جائے گی۔ پورے قرآن میں سب سے زیادہ امید دلانے والی یہ آیت ہے، اس طرح کہ مغفرت کو ظلم کے ساتھ ذکر کیا ہے، کوئی بندہ ظلم کرے پھر بھی اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں، وہ بھی بغیر توبہ کے۔

② یعنی کافر جیسا چاہتے ہیں ویسا معجزہ دکھانا نبی کے اختیار میں نہیں ہے۔

③ غیب: وہ چیز جس کو انسانی حواس کے ذریعہ معلوم نہ کیا جا سکے، اس کے بالمقابل شہادت: وہ چیز جو انسانی حواس کے ذریعہ معلوم کی جا سکے، معنیٰ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی خاص صفت ہے کہ غیب کو بھی اسی طرح جانتے ہیں جس طرح ظاہر کو جانتے ہیں۔

④ الکبیر یعنی بڑا اور المتعال، یعنی بلند بالا، مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے برتر اور بلند بالا ہے۔ کفار و مشرکین اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا تو اقرار کرتے تھے؛ لیکن اپنی ناقص فہم سے اللہ تعالیٰ کو بھی عام انسانوں پر قیاس کر کے اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی صفات ثابت کرتے تھے جس سے اس کی ذات پاک ہے، جیسے یہود و نصاریٰ نے بیٹا ثابت کیا، کسی نے جہت اور سمت کو ثابت کیا؛ حالاں کہ وہ ذات ان تمام باتوں سے منزہ اور پاک ہے، قرآنِ کریم نے ان کی بیان کردہ صفات سے براءت کے لیے بار بار فرمایا: سبحان اللہ عما یصفون، یعنی اللہ پاک ہے جو صفات یہ بیان کرتے ہیں۔

سَوَآءٌ مِّنۡكُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ الۡقَوۡلَ وَمَنۡ جَهَرَ بِهٖ وَمَنۡ هُوَ مُسۡتَخۡفٍۭ بِالَّيۡلِ وَسَارِبٌۢ
بِالنَّهَارِ ۝۱۰ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهٖ يَحۡفَظُوۡنَهٗ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ
وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّالٍ ۝۱۱

جو آدمی تم میں سے چپکے چپکے سے بات کرے اور جو آدمی زور سے بولے ①اور جو آدمی رات کے وقت (کہیں) چھپا ہوا ہو اور دن کے وقت (کہیں) چل پھر رہا ہو وہ سب (اللہ تعالیٰ کے علم میں) برابر ہیں②﴿۱۰﴾ اس (انسان) کے لیے کچھ فرشتے (محافظ) ہیں جو باری باری آتے ہیں③ وہ (فرشتے) اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کے سامنے اور اس کے پیچھے سے اس کی حفاظت کرتے ہیں④ یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتے ہیں جب تک کہ وہ قوم اپنے حالات میں خود تبدیلی نہ لاوے⑤، اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر آفت کا ارادہ کرتے ہیں تو (وہ آ کر رہتی ہے) پھر وہ (آفت) واپس نہیں ہو سکتی⑥ اور ان کے لیے (یعنی جن پر آفت آئی ہے) اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہوتا﴿۱۱﴾

① دوسرے سن سکے اس طرح بولنا ''جہر'' ہے، اور دوسرا کوئی سن نہ سکے وہ ''سر'' ہے۔
② یعنی سب سے اللہ تعالیٰ اچھی طرح واقف ہیں۔ ③ (دوسرا ترجمہ) جن کی باری بدلتی رہتی ہے۔
④ المعقبات: ان فرشتے کو کہتے ہیں جو رات اور دن کو بدلتے رہتے ہیں۔ ''عقب'' مادہ ہے، اس کا معنی ہے: ایڑی۔
ہر آدمی کے لیے حفاظت کرنے والے دس فرشتے رات کے وقت اور دس دن میں ہوتے ہیں، دو فرشتے ہونٹ پر ہوتے ہیں، یہاں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: جب اتنے سارے محافظ فرشتے انسان کے ساتھ موجود ہوتے ہیں تو پھر کبھی کبھی انسان تکلیف میں پڑ جاتا ہے، ایسا کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ: جب تقدیری حکم نافذ کرنا ہوتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اس حفاظت کو ہٹا دیتے ہیں۔
⑤ احوال واعمال کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظاہری (۲) باطنی۔ تغیر اللہ کی طرف سے ہوگا؛ مگر اسباب انسان کی طرف سے ہوں گے، انسان کی طرف سے ایسے اعمال اور افعال اسباب کے طور پر ظاہر ہوں، تب اللہ تعالیٰ تغیر فرماتے ہیں، اچھے حالات بدل کر برے حالات ہو جائیں تب نعمت رک جائے گی۔ بندے کی طرف سے اطاعت ہوگی تب مہربانی اور رحمت ہوگی، اور بندے کی طرف سے نافرمانی ہوگی تو غضب ظاہر ہوگا۔ ⑥ (دوسرا ترجمہ) وہ برائی ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ
بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ
يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ

وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو تم کو بجلی کی چمک دکھلاتے ہیں، جس سے تم کو (بجلی کے گرنے کا) ڈر بھی لگتا ہے اور (بارش کی) لالچ بھی پیدا ہوجاتی ہے اور (پانی سے بھرے) بھاری بادل (بھی) وہی (اللہ تعالیٰ) اٹھالاتے ہیں ﴿۱۲﴾ اور بادلوں کی گرج اس (اللہ تعالیٰ کے نام) کی حمد اور تسبیح کرتی ہے اور اس (اللہ تعالیٰ) کے خوف سے فرشتے بھی (تسبیح میں لگے ہوئے ہیں)① اور کڑکتی بجلیاں بھی (زمین کی طرف) وہی (اللہ تعالیٰ) بھیجتے ہیں، پھر (اللہ تعالیٰ) جس پر چاہتے ہیں اس (بجلی) کو مصیبت بنا کر گرادیتے ہیں اور وہ (کافر لوگ) اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑے کرتے ہیں② حالاں کہ اس (اللہ تعالیٰ) کی پکڑ بہت سخت ہے③ ﴿۱۳﴾ خاص اسی (اللہ تعالیٰ ہی) سے دعا کرنا حق (یعنی صحیح) ہے④ اور اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر یہ لوگ جن کو بھی پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کا (اس سے زیادہ) کوئی جواب نہیں دے سکتے⑤ مگر جیسے وہ شخص جو پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ چاہے کہ وہ (پانی) اس کے منہ تک خود (اڑکر) پہنچ جائے⑥ حالاں کہ (ایسی چاہت سے) وہ (پانی) کبھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا،

---

① (دوسرا ترجمہ) اور رعد (نام کا) فرشتہ اور دوسرے فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں۔ ② یعنی بے بنیاد بحثیں کرتے ہیں۔ ③ (دوسرا ترجمہ) حالاں کہ اللہ تعالیٰ بڑی سخت قوت و تدبیر کے مالک ہیں۔ ④ چوں کہ وہ قبول کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہی سچا پکارنا ہے۔ علامہ سیوطی نے معنیٰ کیا ہے کہ اللہ کا کلمہ ہی سچا کلمہ ہے۔ کلمۂ حق یعنی اس کلمہ کے یقین اقرار سے ہی اس کا ایمان مقبول ہوگا۔ (دوسرا ترجمہ) سچا پکارنا اسی کے لیے خاص ہے۔ ⑤ یعنی پکارنے کے باوجود کچھ کام نہیں آسکتے۔

⑥ پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کو اپنی طرف بلاؤ تو وہ اڑ کر آ نہیں جاتا، اسی طرح اللہ کے سوا جن معبودوں کو بھی پکاروگے وہ تمھاری مدد کو نہیں آسکتے، اس کی ایک دوسری تعبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کوئی آدمی پانی میں دونوں ہتھیلی کھول کر داخل کرے کہ اس پانی کو مٹھی میں بند کر کے منہ تک لے جاؤں تو یہ ہو نہیں سکتا؛ چوں کہ پانی تو نکل جائے گا، محفوظ نہیں رہے گا اور پانی پینے کا مقصد پورا نہیں ہوگا، اسی طرح اللہ کے علاوہ جس کو بھی پکاروگے وہ تمھاری مدد کا تمھارا مقصد پورا نہیں کرسکتا۔

السجدۃ

وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾

کافروں کی دعا (یعنی درخواست) تو بھٹکتی ہی پھرتی ہے[۱] ﴿۱۴﴾ آسمانوں اور زمین میں جو مخلوق ہے خوشی اور ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کرتی ہے،[۲][۳] اور صبح اور شام کے اوقات میں ان (دنیوی مخلوقات) کے سائے بھی (اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں)[۴] ﴿۱۵﴾

---

① یعنی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے؛ یعنی جس طرح پانی درخواست کرنے کے باوجود ان کے منہ تک نہیں آسکتا، پانی درخواست قبول کرنے سے عاجز ہے اسی طرح ان کے معبود بھی عاجز ہیں؛ اس لیے کافر لوگ ایسے معبودوں سے درخواست کریں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، وہ دعا بے کار جائے گی۔

② یعنی انسان اور جنات میں سے مسلمان اور باقی تمام مخلوقات خوشی سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔

③ جنات اور انسان میں سے کافر کو اللہ کی تقدیر کے فیصلہ کے مطابق رہنا پڑتا ہے، اسی طرح سخت حالات اور تنگی کے مواقع پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان ہو ہی جاتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ اپنی ہر مخلوق میں جس طرح چاہے تصرف کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلتا ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کو نہ مانے اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم چلتا ہے اور وہ اس کے خلاف نہیں کرسکتا، یہ ناخوشی میں سجدہ کرنے کا مطلب ہوا۔

④ صبح شام سایہ کا گھٹنا بڑھنا جو بالکل نمایاں ہوتا ہے یہ بھی ایک طرح کا سجدہ ہے۔

سایے کے سجدہ کا ایک مطلب ہے کہ صاحبِ سایہ کا سجدہ۔ اگر مجازی معنیٰ لیں تو جس طرح انسان اللہ کا مطیع ہے اسی طرح سایے بھی اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں۔

صبح جانبِ مغرب میں سایہ لمبا ہوتا ہے اور شام میں مشرق میں سایہ لمبا ہوتا ہے، سورج کی رفتار کے ساتھ سایہ کا انقیاد۔ یہ جو سایہ لمبا اور کم ہوتا ہے اس کو مفسرین حضرات سجدہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

ایک بات یہ کہ انسان اگر غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے تو بھی اس کا سایہ تو اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے۔

دنیا میں اطاعت اور معصیت دو ہی مخلوق میں ہے: (۱) انسان (۲) جنات۔ باقی تمام مخلوق سراپا مطیع ہیں؛ اس لیے سایہ بھی غیر اللہ کے سامنے سجدہ نہیں کرتا؛ کیوں کہ وہ غیر ذی روح مخلوق میں سے ہے۔ یہ چرند و پرند بھی مطیع ہیں؛ اسی لیے تو سایہ میں انسان اور جانوروں کو راحت ملتی ہے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾

(اے نبی!) تم (ان کافروں سے) پوچھو کہ: آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟① (پھر ان سے) کہو: (زمین اور آسمان کے رب) اللہ تعالیٰ ہی ہیں، تم (ان کافروں سے یہ) کہو: کیا پھر بھی تم نے اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر (دوسروں کو اپنے) مددگار بنا لیے؟ (جب کہ وہ خود ایسے عاجز ہیں کہ) وہ اپنے فائدے اور نقصان کی قدرت نہیں رکھتے② (اے نبی!) تم (ان سے) پوچھو کہ: کیا اندھا اور دیکھنے والا دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ یا کہیں اندھیریاں اور روشنی ایک جیسی ہوسکتی ہے؟ یا ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے شریک (بت) مان رکھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جیسے پیدا کرتے ہیں ایسی کوئی چیز انھوں نے (یعنی بتوں نے) پیدا کی ہے؟ جس کی وجہ سے ان (کافروں) کو ان دونوں (یعنی اللہ تعالیٰ کی اور بتوں) کی بنائی ہوئی چیزیں ایک جیسی لگ رہی ہوں③ (غلط فہمی میں کوئی پڑا ہو تو اس کو) تم بتا دو کہ: اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہیں اور وہی اکیلے ہیں، سب پر غالب ہیں ﴿١٦﴾

---

① استفہام کے اقسام: سوال کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں:

(۱) بات کا اقرار کروانا، اظہار کروانا، سامعین کے ذہن میں بات کو بٹھا دینا، یہ سب باتیں ہیں ان کا نام ہے استفہامِ تقریری۔ (۲) استفہامِ انکاری: کسی چیز کا انکار کرنے کے لیے استفہام ہوتا ہے۔ (۳) استفہامِ توبیخی، تہدیدی: کسی کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لیے۔ (۴) حصولِ علم: عام طور پر لوگ اسی مقصد کو استفہام کہتے ہیں۔

(۵) اظہارِ علم: عام لوگ مفتیوں کو سوال اسی لیے کرتے ہیں۔

(۶) سامنے والے کی حقارت: دوسرے کی حقارت اور خود کا بڑا ظاہر کرنے کے لیے۔

② تو دوسروں کا کیا فائدہ اور نقصان کریں گے۔

③ اللہ نے کوئی مخلوق بنائی اور بتوں نے کوئی مخلوق بنائی تو دونوں میں اشتباہ ہو جائے گا یہ مطلب ہے۔ فتشابہ الخلق علیھم. اشتباہ تب ہوگا جب دوسرا بھی کوئی بنانے والا ہوگا۔ جب کوئی بنانے والا ہے ہی نہیں تو اشتباہ کا کوئی معنیٰ ہی نہیں۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا
يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي
الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؔ
وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ

اس (اللہ) نے آسمان سے پانی اتارا، سو، ندی، نالے اپنی گنجائش کے مطابق (اس بارش کے پانی سے) بہہ نکلے ①، پھر سیلاب کا پانی پھُولے ہوئے جھاگ (یعنی گھاس کے تنکے وغیرہ) کو اوپر اٹھالایا ② اور جن دھاتوں کو زیور یا سامان (یعنی برتن وغیرہ) بنانے کے لیے آگ میں پگھلاتے ہیں ③ اس میں بھی اسی طرح کا میل کچیل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسی طریقے سے حق اور باطل کی مثال بیان فرماتے ہیں، سو جھاگ (یعنی میل کچیل باہر جا کر) سوکھ کر ضائع ہو جاتا ہے ④ اور جو چیز لوگوں کے لیے کام کی ہوتی ہے وہ زمین میں باقی رہتی ہے ⑤، اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ مثالوں کو بیان فرماتے ہیں ﴿۱۷﴾ جن لوگوں نے اپنے رب کے احکام کو مان لیا (اور مان کر عمل بھی کیا) انھی لوگوں کے لیے (آخرت میں) بھلائی ہے، اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم نہیں مانا، اگر ان کے پاس (بالفرض میدانِ قیامت میں) دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں؛ بلکہ اتنی ہی اس کے ساتھ اور بھی چیزیں ہوں اور وہ سب (مال و دولت) اپنے فدیے میں دے دیں (پھر بھی عذاب سے نجات نہ ہوگی) ⑥

---

① چھوٹے نالے میں کم پانی اور بڑے نالے میں زیادہ پانی۔ ② کچرا پانی کی سطح کے اوپر آجاتا ہے۔
③ یعنی تپا کر کے گلاتے ہیں۔ ④ (دوسرا ترجمہ) پھینک دیا جاتا ہے۔
⑤ جو دوسروں کو فائدہ مند ہوتا ہے اس کو جماؤ ہوتا ہے۔ لوگوں کو نفع دینے والی چیز دنیا میں باقی رہتی اور بڑھتی ہے۔ اگر آپ کی ذات سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے تو آگے بڑھو گے، اور اگر فائدہ نہیں پہنچا تو آپ کو جماؤ نہیں ملے گا۔
⑥ دو محال کا ذکر ہے: ایک تو آخرت میں مال و دولت ہوگا ہی نہیں اور دوسرا بالفرض ہو تو بھی اس کو دے کر عذاب سے نجات نہیں پا سکیں گے۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ الۡحِسَابِ ۙ وَمَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۸﴾
اَفَمَنۡ يَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَقُّ كَمَنۡ هُوَ اَعۡمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا
الۡاَلۡبَابِ ۙ﴿۱۹﴾ الَّذِيۡنَ يُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَلَا يَنۡقُضُوۡنَ الۡمِيۡثَاقَ ۙ﴿۲۰﴾

ان کے لیے بُرا (یا سخت) حساب ہوگا① اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ بہت بری رہنے کی جگہ ہے ﴿۱۸﴾ (اے نبی!) کیا بھلا جو (مؤمن) شخص کہ یقین رکھتا ہو کہ جو (قرآن) تمھارے رب کی طرف سے تم پر اتارا گیا وہ حق ہے وہ بالکل اندھے (یعنی کافر) شخص کی طرح ہوسکتا ہے؟② حقیقت یہ ہے کہ (ان باتوں سے) عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ﴿۱۹﴾ یہ (عقل والے) وہ لوگ ہیں کہ جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا اس کو پورا کرتے ہیں③ اور (اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے) پکے وعدے کو وہ توڑتے نہیں ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے) ﴿۲۰﴾

---

① برے حساب کا مطلب ہے: ہر عمل اور کام پر پکڑ، کسی بھی چیز میں درگزر نہیں۔ ② یعنی دونوں کا انجام برابر نہیں ہوسکتا ہے۔
③ یعنی ایمان اور اطاعت کا جو معاہدہ اللہ تعالیٰ سے کیا اس کو نبھاتے ہیں۔

سوال: عالمِ ارواح کب ہوا تھا؟ جواب: اس بارے میں تین قول ہے: (۱) حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے (۲) جنت میں تھے اس وقت (۳) جنت سے نکلنے کے بعد۔

مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بسند قوی امام احمد، نسائی اور حاکم نے نقل کی ہے کہ یہ عہد اور اقرار اس وقت لیا گیا جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا۔ (تفسیر مظہری)

سوال: کہاں ہوا تھا؟ جواب: مقام اس اقرار کا وادیٔ نعمان ہے جو میدان عرفات سے معروف و مشہور ہے۔

سوال انسان کس شکل میں پیدا کیے گئے تھے؟ جواب: اس وقت سب چھوٹی چیونٹی کے جثے میں پیدا کیے گئے تھے۔

سوال: سب سے پہلے کس نے جواب دیا تھا؟

جواب: سب سے پہلے جواب روحِ محمدی ﷺ نے دیا، پھر ان کی اتباع میں دیگر انبیا نے دیا۔

سوال: ارواح کی وہاں کی ہیئت کا دنیا کے عالم پر کیا اثر ہے؟

جواب: جو دنیا میں میاں بیوی بننے والے ہیں ان کی روحیں آزو باز و تھیں اور جو دشمن بننے والے تھے ان کی روح کی پشت ایک دوسرے سے مقابل تھی، اور جو دوست بننے والے تھے ان کی روحیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھی۔

سوال: عہد اور میثاق میں کیا فرق؟ جواب: جو معاملہ دو شخص یا دو ملکوں کے درمیان طے ہوا ہو اس کو ''عہد'' کہتے ہیں۔ پھر اگر اس بات کو قسم کے ذریعے پکا اور پختہ کرے تو پھر وہ ''میثاق'' ہو جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ
الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾

اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن (رشتوں) کو جوڑنے کا حکم دیا وہ (عقل والے) لوگ اس کو جوڑتے ہیں① اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے ڈرتے رہتے ہیں② ﴿۲۱﴾ اور ان لوگوں نے اپنے رب کی خوشی حاصل کرنے کے لیے (دنیا میں تکالیف پر) صبر کیا اور انھوں نے نماز قائم کی اور جو روزی ہم نے ان کو دی اس میں سے چھپ کر③ اور ظاہر کر کے انھوں نے خرچ کیا اور وہ بدسلوکی کے بدلے میں حسنِ سلوک کرتے ہیں④ (آخرت کے) اصلی وطن میں اچھا انجام انہی لوگوں کے لیے ہوگا ﴿۲۲﴾ (اچھا انجام یہ ہے کہ) وہ خود اور ان کے باپ دادے اور ان کی بیویاں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوئے (یعنی جنت کے لائق ہوئے) وہ سب ہمیشہ رہنے کے باغات میں داخل ہوں گے ﴿۲۳﴾ اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے (یوں کہتے ہوئے) داخل ہوں گے کہ (دنیا میں مصیبت پر) تم نے صبر کیا اس کے بدلے میں تم پر (یہاں آخرت میں) سلامتی ہی سلامتی ہے، پس (آخرت کے اصلی وطن میں) کیا ہی اچھا تمھارا انجام ہے ﴿۲۴﴾

---

① یعنی ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کو جوڑنا، اسی طرح حضرت محمد ﷺ پر ایمان کے ساتھ سابقہ نبیوں پر ایمان کو جوڑ دیا جاوے۔ رشتے داریوں کو جوڑنا بھی مراد ہے۔

② قیامت کے حساب کے برے انجام سے ڈرتے ہیں۔

③ صدقات میں عام حالات میں مخفی صدقہ بہتر ہے، یہ ترتیب سے واضح ہوتا ہے اور جہاں علانیہ مقدم ہے وہاں دوسروں کی ترغیب دینے کے لیے، اور بخیلوں کے بخل کو دور کرنے کے لیے؛ گویا بعض موقع پر علانیہ دینا بھی مفید ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ
وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ
اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع ۳
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو اس کے مضبوطی سے باندھنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن (رشتوں اور تعلقات) کو جوڑنے کا حکم دیا، ان کو کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں① یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور (آخرت کے) اصلی وطن میں ان کا برا انجام ہوگا② ﴿۲۵﴾ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں رزق میں وسعت دیتے ہیں③ اور (جس کو چاہتے ہیں اس کے رزق کو) تنگ کر دیتے ہیں اور وہ (کافر) لوگ دنیا کی زندگی پر اِتراتے ہیں④ اور آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی تھوڑے سے فائدے اٹھانے کے سوا کچھ نہیں ﴿۲۶﴾

اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ: اس (پیغمبر) پر (ہم جیسی مانگتے ہیں ایسی) کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں اتاری جاتی؟ (اے نبی!) تم (ان کو) کہہ دو: یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں (اس کو) گمراہ کرتے ہیں اور جو بھی (اس اللہ تعالیٰ کی طرف) رجوع کرتا ہے اس کو (اللہ تعالیٰ) اپنا راستہ دکھلاتے ہیں⑤ ﴿۲۷﴾

---

① ہر گناہ فساد ہے اور سب سے بڑا فساد کفر ہے۔

② مراد ہے: جہنم؛ گویا ان کا انجام تباہ و برباد ہوگیا۔

③ (دوسرا ترجمہ) زیادہ رزق دیتے ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) دنیا کی زندگی میں مست ہیں۔

⑤ یضل کے لیے فرمایا من یشاء اور یہدی کے لیے فرمایا من اناب۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف انابت کرنے سے ہدایت ملتی ہے۔

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ؕ﴿۲۸﴾

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰى لَهُمۡ وَحُسۡنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرۡسَلۡنٰكَ فِىۡۤ

اُمَّةٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتۡلُوَا۟ عَلَيۡهِمُ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَهُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ

بِالرَّحۡمٰنِ ؕ قُلۡ هُوَ رَبِّىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ملتا ہے، سن لو! اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی (وہ چیز ہے جس) سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے[۱] ﴿۲۸﴾ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ان کے لیے (دنیا اور آخرت میں) خوش حالی ہے[۲] اور بہترین انجام ہے ﴿۲۹﴾ اسی طرح[۳] ہم نے تم (محمد ﷺ) کو بھی ایسی امت میں (رسول بنا کر) بھیجا جس (امت) سے پہلے بہت ساری امتیں گذر گئیں؛ تاکہ جو (قرآن) ہم نے وحی کے ذریعہ تم پر بھیجا وہ ان کے سامنے تم پڑھ کر سناؤ اور وہ لوگ تو اس (اللہ تعالیٰ) کی ناشکری کرتے ہیں جو سب پر مہربان ہیں[۴] (اے نبی!) تم کہہ دو: وہ (سب پر مہربان اللہ) میرے رب ہیں، ان (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں ہے، انھی (اللہ تعالیٰ) پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور انھی (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۳۰﴾

---

① اطمینانِ قلبی یہ کامل مؤمن کی علامت ہے، اور اطمینان کہتے ہیں: اللہ کے علاوہ کسی دوسری چیز کی طرف توجہ اور رغبت نہ رہے۔ دل میں اللہ کے ساتھ یقین مضبوط ہو۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ: ذکر سے دل میں ایک نور حاصل ہوتا ہے اور اس کی برکت سے اللہ کے سوا کا ڈر دور ہو جاتا ہے۔

② یا ان کے لیے جنت میں طوبیٰ نامی درخت۔ ③ یعنی جس طرح ہم نے پہلے زمانے میں رسول بھیجے۔

④ آخری نبی اور قرآن جیسی اللہ کی نعمت کے باوجود ایسے مہربان اللہ کی وہ لوگ ناشکری کرتے ہیں، (دوسرا ترجمہ) اور وہ لوگ تو رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ یمامہ سے مکہ والوں کو دشمنی بہت تھی، اس کے سب سے بڑے پادری کو رحمان یمامة کہتے تھے۔ جب ان سے رحمان کی عبادت کا کہا جاتا تو ان کا ذہن وہاں جاتا تھا؛ اس لیے وہ چڑتے تھے۔ یمامہ والے عیسائی تھے، انھوں نے کعبہ کے مقابلے میں ایک سونے چاندی کا چرچ بنایا تھا تو ایک قریشی نے یمامہ میں جا کر ان کی عبادت کی جگہ پر پاخانہ کر دیا، تو اس لیے یمن کے بادشاہ نے ہاتھی والوں کا لشکر بھیجا۔ بعض مفسرین نے عجیب بات لکھی ہے کہ: یہ جو قریشی گیا تھا یہ ایک بناوٹی داستان ہے، خود ابرہہ بادشاہ نے اپنے آدمی سے یہ کروایا تھا اور قریشی کا نام لے لیا تھا؛ تاکہ اس کو مکہ پر حملے کا جواز مل جائے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ

الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ

حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ ع ۵ ۱۰

فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

اور اگر کوئی قرآن ① ایسا بھی اترتا جس کے ذریعہ پہاڑ (اپنی جگہ چھوڑ کر) چلنے لگتے یا اس (قرآن) کے اثر سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی ② یا اس کی برکت سے مُردے بات کرنے لگ جاتے ③ (تو بھی یہ کافر ایمان نہ لاتے) حقیقت یہ ہے کہ سارے کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں، کیا پھر بھی ایمان والوں نے یہ بات سن کر کے اپنا ذہن فارغ نہیں کرلیا (نہیں جانا) کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو سب انسانوں کو (زبردستی) ہدایت کردیتے ④ اور کافروں پر تو ان کے کرتوت کی وجہ سے ہمیشہ سخت مصیبت پہنچتی ہی رہے گی، یا ان کی بستی کے قریب (کسی جگہ پر بھی) مصیبت نازل ہوتی رہے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (قیامت کے دن بڑے عذاب کا) جو وعدہ کر رکھا ہے وہ پورا ہوجائے گا ⑤ اور پورا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (اپنے) وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے ﴿۳۱﴾

اور (اے نبی!) تم سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تھا، پھر (ان مذاق اڑانے والے) کافروں کو میں مہلت دیتا رہا، پھر (مہلت کا کچھ وقت گذرنے کے بعد) میں نے ان (کافروں) کو (عذاب میں) پکڑلیا، سو (اب دیکھ لو! مذاق کے بدلے میں جو) میری سزا (تھی وہ) کیسی تھی؟ ﴿۳۲﴾

---

① مراد: کوئی بھی کتاب۔ ② یعنی زمین پھٹ جاتی اور اس میں سے ندیاں نکل کر بہنے لگ جاتیں یا زمین جلدی جلدی طے ہوجاتی؛ یعنی مختصر وقت میں بڑی مسافت قطع ہوجاتی۔ نوٹ: مکہ والوں کا مطالبہ یہ تھا کہ آپ کے قول کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا مسخر تھی جس کے ذریعے سے زمین کے بڑے بڑے فاصلے کم کرتے تھے؛ آپ بھی ہمارے لیے ایسا ہی کردیجیے؛ تاکہ ہمارے شام اور یمن کے تجارتی سفر آسان ہوجائے) ③ (دوسرا ترجمہ) یا اس کی برکت سے مردوں کے ساتھ کلام کیا جاسکتا۔ ④ یعنی اللہ تعالیٰ سب کو مسلمان ہی بنادیتے، یعنی سب کافر ایمان لے آویں اور ایسا نہیں ہوگا تو پھر تم مسلمان ان (کافروں) کی فکر میں لگے مت رہو۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آپہنچے۔

اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ
تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِى
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٣٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ
الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ؕ

بھلا بتاؤ کہ ایک طرف تو وہ (اللہ تعالیٰ کی) ایسی ذات ہے جو ہر شخص کے ہر کام کی پوری خبر رکھتے ہیں اور ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کے لیے شریک مان رکھے ہیں① (اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو: ان (بتوں) کے نام بتاؤ② یا تم اس (اللہ تعالیٰ) کو ایسے (بتوں کے وجود) کی خبر بتاتے ہو جس (کے وجود) کا پوری دنیا میں اس (اللہ) کو پتہ بھی نہیں، یا صرف ظاہری طور پر ان کو شریک کہتے ہو③ حقیقی بات تو یہ ہے کہ ان کافروں کو ان کی ایسی بناوٹی باتیں بہت اچھی لگتی ہیں④ اور وہ ہدایت کے راستے سے روک دیے گئے ہیں⑤ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں رکھے اس کو کوئی ہدایت پر نہیں لاسکتا ﴿۳۳﴾ ان (کافروں) کے لیے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے اور آخرت کا بہت سخت عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا ﴿۳۴﴾ (گمراہوں کے بُرے انجام کے مقابلے میں) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ اس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اس (جنت) کے پھل اور اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا،

---

① جن بتوں کو کسی کے کسی کام کی کوئی خبر نہیں، کیا اللہ تعالیٰ اور وہ بت برابر ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

② اگر کوئی کافر نام بولے تو اس کافر کو کہو: تو بتوں کے نام بول کر دیکھ کہ ان میں الوہیت کی کوئی صفت ہوسکتی ہے؟

③ یعنی نام کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا پتہ ہے اگر یہ بت حقیقت میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہوتا؛ لیکن ان کا واقعی وجود ہی نہیں ہے، صرف من گھڑت نام ہے۔

④ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کافروں کا مکروفریب ان کی نظر میں خوش نما کردیا گیا ہے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) اور وہ کافر ہدایت کے راستے سے محروم کردیے گئے ہیں۔

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ
اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ
اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع ۱۱

یہ تقویٰ اختیار کرنے والوں کا (پیارا) انجام ہے اور کافروں کا انجام (جہنم کی) آگ ہے ﴿۳۵﴾ اور (اے نبی!) جن کو ہم نے کتاب (تورات وانجیل) دی (اور وہ اس کو پورے طور پر مانتے ہیں) وہ تم پر اتارے گئے قرآن کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں① اور (اہلِ کتاب ومشرکین میں سے) بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو اس (قرآن) کی بعض باتوں (کو ماننے) سے انکار کرتے ہیں② (اے نبی!) تم (ان سے) کہہ دو: مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور میں اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں، اسی کی طرف میں دعوت دیتا ہوں اور اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس مجھے لوٹ کر جانا ہے ﴿۳۶﴾ اور اسی طرح③ ہم نے اس (قرآن) کو عربی زبان میں حکم نامہ بنا کر اتارا ہے④ اور (اے نبی!) تمھارے پاس جو (صحیح) علم (وحی) آچکا ہے اس کے بعد بھی بالفرض ان (کافروں) کی خواہشات پر چلے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے (بچانے کے لیے) آپ کا کوئی حمایتی نہیں ہوگا اور نہ تو (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) کوئی بچانے والا ہوگا ﴿۳۷﴾

---

① اور بہت سارے مان کر ایمان بھی لے آتے ہیں، چوں کہ قرآن کی خبر ان کی کتاب میں ہے۔ (۱) جس قدر قرآن کی آیت اترتی جائے گی اس طرح ان کی خوشی بڑھتی جائے گی۔ "کتاب" سے مراد تورات اور انجیل (۲) قرآن بھی ہوسکتا ہے، اس صورت میں مراد صحابہ ہوں گے کہ وہ جیسے جیسے احکامات نازل ہوتے ہیں اس پر صحابہ خوش ہوتے ہیں۔

② یعنی تورات، انجیل میں جو باتیں ان کی خواہشات کے مطابق تحریف والی ہیں قرآن ان باتوں کے خلاف بیان کرتا ہے؛ اس لیے یہ لوگ قرآن کی ان باتوں کو مانتے نہیں ہیں۔

③ یعنی جس طرح پہلے زمانوں میں مختلف رسولوں کو خاص خاص زبانوں میں خاص احکام دیے۔

④ علامہ سیوطی الاطقان میں فرماتے ہیں کہ: پچھلی کتابیں بھی عربی ہی میں تھی یہ تو حضرت جبریل علیہ السلام نبی کو اس کی زبان میں بتلاتے تھے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ
اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝٣٨ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚۖ
وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝٣٩ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝٤٠

اور حقیقت یہ ہے کہ (اے نبی!) ہم نے تم سے پہلے بہت سارے رسول بھیجے تھے اور ہم نے ان کو بیوی، بچے بھی دیے تھے اور کسی رسول کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک آیت ① بھی لا سکے، ہر زمانے کے مناسب (احکام لکھی ہوئی الگ) کتاب دی گئی ② ﴿۳۸﴾ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو مٹا دیتے ہیں اور (جس کو چاہتے ہیں) باقی رکھتے ہیں ③ اور تمام کتابوں کی اصل (یعنی لوحِ محفوظ) اس (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہے ④ ﴿۳۹﴾ اور (اے نبی!) جس (عذاب) کا وعدہ ہم ان (کافروں) سے کرتے ہیں (چاہے) اس کا کچھ حصہ اگر ہم (تمھاری زندگی ہی میں) تم کو پورا کر کے دکھا دیں یا (دھمکی والا عذاب آنے سے پہلے) ہم تم کو دنیا سے اٹھا لیویں ⑤ بہر حال! (اللہ تعالیٰ کا پیغام بندوں کو) صرف پہنچا دینا آپ کی ذمے داری ہے اور (کافروں سے) حساب لینا ہماری ذمے داری ہے ﴿۴۰﴾

---

① یعنی قرآن کی کوئی آیت اتارنا یا کوئی نشانی دکھانا نبی کے اختیار میں نہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) ہر کام جس کا اللہ کے یہاں ہونا مقدر ہے اس کا وقت اللہ کے یہاں لکھا ہوا ہے۔ (تیسرا ترجمہ) ہر زمانہ کے اعتبار سے مناسب لکھی ہوئی کتابیں نبیوں کو دی گئی (چوتھا ترجمہ) ہر وقت کے مناسب عمل لکھا ہوا ہے۔

③ یعنی مٹانے، باقی رکھنے کے بعد جس پر عمل ہونے کا فیصلہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوحِ محفوظ میں ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

انسان دو طرح کے اعمال کرتا ہے: [۱] وہ اعمال جس کے بدلے میں نیکی، گواہ اور سزا ہے تو اس کو فرشتے باقی رکھتے ہیں قیامت تک [۲] بعض وہ اعمال ہوتے ہیں جس پر کوئی سزا اور جزا نہیں ہیں وہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور ام الکتاب (یعنی لوحِ محفوظ) اسی کے پاس ہے۔

⑤ اور آپ کے دنیا سے جانے کے بعد کافروں پر عذاب آوے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴۱ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ
كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝۴۲ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ
مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝۴۳ ع ۶ ۱۲

اور کیا ان (کافر لوگوں) کو یہ حقیقت نظر نہیں آتی کہ ہم ان کی زمین (یعنی حکومت) چاروں طرف سے (مسلمانوں کی حکومت کی وسعت کے ذریعہ) گھٹا رہے ہیں①؟ اللہ تعالیٰ (جو چاہے) حکم دیتے ہیں، اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم کو کوئی پیچھے نہیں ڈال سکتا② اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہت جلد حساب لینے والے ہیں ﴿۴۱﴾ اور ان (مکہ کے کافروں) سے پہلے جو لوگ تھے ان لوگوں نے بھی (اپنے نبی کی دعوت کے مقابلہ میں دھوکہ دینے والی) چالیں چلی تھیں؛ لیکن تمام چالیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی چلتی ہیں③ ہر شخص جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے④ کافروں کو عنقریب پتہ چل جائے گا کہ آخرت کا (نیک) انجام (یعنی جنت) کس کے حصہ میں آتا ہے؟ ﴿۴۲﴾ اور (اے نبی!) یہ کافر کہتے ہیں کہ: تم رسول نہیں ہو، تم (ان کافروں سے) کہو کہ: میرے اور تمھارے درمیان (میری نبوت پر) گواہی دینے کے لیے اللہ تعالیٰ اور جن (مخلصین اہلِ کتاب) کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے وہ کافی ہیں⑤ ﴿۴۳﴾

---

① زمین کے گھٹنے کا مطلب یہ ہے کہ: [۱] کافروں کے ممالک، ان کے شہر، ان کی بستیاں سب ایمان میں داخل ہو جائیں۔ یہ ہے ان کی زمین گھٹنے کا مطلب [۲] مسلمانوں کے ہاتھ میں جو مکہ کی زمین تھی وہ ہجرت کے وقت کفار نے لے لی تھی پھر فتح مکہ کے وقت دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں آئی [۳] علماء، زاہدین، بڑے بڑے صلحا کا دنیا سے اٹھ جانا، یہ ہے زمین کا گھٹنا۔ بعضوں نے اس آیت کو مکی بھی کہا ہے، تو اس وقت یہ مانیں گے کہ یہ پیشین گوئی ہے کہ آگے چل کر یہ حالات آئیں گے۔

② یعنی اللہ کے حکم کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) لیکن سب تدبیریں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) ہر شخص جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کیے ہوئے کام کو جانتے ہیں۔

⑤ یعنی تمھارے انکار کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْم

(مكية)

سورۂ ابراہیم

یہ سورت مکی ہے۔اس میں باون (۵۲) یا پچپن (۵۵) آیتیں ہیں، سورۂ شوریٰ یا سورۂ نوح کے بعد اور سورۂ انبیاء سے پہلے ستر (۷۰) یا بہتر (۷۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں کعبۃ اللہ، حج اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکرِ خیر ہے۔

آیَاتُهَا ۵۲	(۱۴) سُوْرَةُ اِبْرٰهِیْمَ مَكِّیَّةٌ (۷۲)	رُكُوْعَاتُهَا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى
صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝۱ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَوَیْلٌ
لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ۝۲ الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَى الْاٰخِرَةِ
وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ۝۳

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الر① (قرآن) ایک کتاب ہے جو ہم نے (اپنی طرف سے) تم پر نازل کی ہے؛ تاکہ تم لوگوں کو ان کے رب کے حکم② سے (گمراہی کی) اندھیریوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف لاؤ (یعنی اللہ تعالیٰ کی) ایسی ذات کے راستے پر لاؤ جو (اللہ تعالیٰ) زبردست، خوبیوں والے ہیں ﴿۱﴾ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اسی اللہ تعالیٰ کی مالکی میں ہے اور کافروں کے لیے بربادی ہے، اس لیے کہ ان کے لیے (جہنم کا) سخت عذاب ہے ﴿۲﴾ جو (کافر) لوگ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور (دوسرے انسانوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے (یعنی اسلام پر آنے) سے روکتے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ کے دین) میں (کوئی) ٹیڑھی بات③ (یعنی عیب) تلاش کرنے (کی کوشش) میں لگے رہتے ہیں، ایسے لوگ (حق کا راستہ بھول کر کے) گمراہی میں دور جا کر پڑے ہیں④ ﴿۳﴾

---

① یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ ② حکم سے مراد اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور ہدایت کی برکت سے۔

③: (الف) عِوَجًا سے مراد ہر انسان جس چیز کو ٹیڑھی سمجھتا ہے وہ چیز (ب) اسلام میں اشکالات تلاش کرنا (ج) باطل نظریات کی تائید قرآن وحدیث سے تلاش کرنا (د) قرآن وحدیث کے معنی میں اپنی خواہش کے مطابق ہیرا پھیری کر کے اپنے باطل خیال پر دلیل نکالنے کی کوشش کرنا۔

④ یعنی گمراہی میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں، بہت دور تک چلے گئے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ
قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ
صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ
اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ
نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۶﴾ ع

اور ہر رسول کو ہم نے ان کی قوم کی زبان میں ہی (رسول بنا کر) بھیجا؛ تا کہ وہ (نبی) اپنی قوم کے سامنے (اللہ تعالیٰ کے دین کو اچھے طریقے سے) سمجھا دے، سو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں (اس کو) گمراہ کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں (اس کو) ہدایت دیتے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۴﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ: ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانی دے کر بھیجا؛ (مقصد یہ تھا) کہ اپنی قوم کو (گمراہی کی) اندھیریوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف لے آؤ اور خاص واقعات اللہ تعالیٰ نے جن دنوں میں دکھائے[۱] وہ اپنی قوم کو یاد دلا کر نصیحت کرو، حقیقت یہ ہے کہ ان واقعات میں (سے ہر ایک) زیادہ صبر، زیادہ شکر کرنے والے کے لیے[۲] (نصیحت حاصل کرنے کی) بڑی نشانیاں ہیں ﴿۵﴾ اور وہ وقت بھی یاد کرو جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا کہ: تم اللہ تعالیٰ کے جو احسان تم پر ہیں ان کو یاد کرو، جب اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں[۳] کو زندہ (باقی) رکھتے تھے، اور ان حالات (یعنی مصیبت اور نجات) میں تمہارے رب کی طرف سے بڑا امتحان ہے ﴿۶﴾

---

① یعنی جس دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص نعمت ملی ہو یا کوئی بڑا عذاب آیا ہو۔
② یعنی جن لوگوں نے صبر اور شکر کی عادت بنالی ہو۔ ③ یعنی لڑکیوں کو جو بڑی ہو کر عورت بنے گی۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۞۷

وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۞۸ اَلَمْ

يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا

يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب تمھارے رب نے (تم کو) خبر دی کہ اگر تم واقعی (میرا) شکر کرو گے تو میں تم کو زیادہ (نعمت) دوں گا اور اگر تم نے (میری نعمت پر) ناشکری کی تو اچھی طرح سمجھ لینا کہ میرا عذاب بہت سخت ہے ① ﴿۷﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: (اے میری قوم!) اگر تم اور (دنیا بھر کی) زمین کے تمام لوگ (اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی کریں تو (اللہ تعالیٰ کا کیا نقصان؟) یقیناً اللہ تعالیٰ کو کسی کی پروا نہیں ہے، ساری تعریف اس (اللہ تعالیٰ) کے لیے ہے ﴿۸﴾ (اے مکہ والو!) ② تم کو تم سے پہلے جو نوح اور عاد اور ثمود کی قومیں تھیں اور وہ قومیں جو ان کے بعد (دنیا میں) آئیں کیا ان کے حالات کی خبر نہیں ہوئی ③؟ ان (قوموں) کے (پورے) حالات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان کے پیغمبر (اپنی نبوت کی سچائی کی) کھلی دلیلیں لے کر اپنی قوموں کے پاس آئے، تو لوگوں نے ان (نبیوں) کے مُنہ پر اپنے ہاتھ رکھ دیے ④

---

① یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے، انھوں نے یہ بات ارشاد فرمائی جو قرآن میں نقل فرمائی۔ اللہ کی مہربانی پر غور کرو، شکر کرنے والوں کو ثواب اور نعمت کی زیادتی کا وعدہ تاکید کے الفاظ کے ساتھ فرمایا: لأزیدنکم؛ لیکن ناشکری کرنے والوں کے لیے تاکیدی جملہ نہیں ہے کہ لأعذبنکم فرمایا ہو، بس اتنا فرمادیا کہ میرا عذاب بھی ہے، اور عذاب جس کو بھی پہنچے وہ سخت ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ ہر ناشکرے کو عذاب میں پکڑا جائے یہ ضروری نہیں، معافی بھی ہوسکتی ہے۔

② ایک دوسرا احتمال یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خطاب ہے ان کی قوم سے۔

③ یعنی ان قوموں کی نافرمانی اور اس پر عذاب آنے کے حالات قرآن میں بتائے گئے۔

④ یعنی نبی کو حق بات بولنے ہی نہیں دی۔ دوسرا احتمال: یا نبی کی بات سے خود ایسے تعجب میں پڑ گئے کہ اپنی انگلیاں اپنے منہ میں ڈال دیں اور خود بالکل چپ ہوگئے۔ تیسرا احتمال: بعض مفسرین نے ''ایدی'' سے نعمتیں مراد لی ہے؛ یعنی جو عظیم الشان نعمتیں اللہ کے نبیوں نے پیش کی جیسے اللہ کی شریعت، اگر اس کی ناقدری سے انہی کی طرف لوٹادی، کسی نے قبول نہیں کیا، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمارے محاورے میں کہتے ہیں کہ: میں نے اس آدمی کی چیز اسی کے منہ پر ماری، گویا انھوں نے نبیوں کی طرف سے لائی ہوئی شریعت کو قبول نہیں کیا، بے رخی کی اور گستاخی سے پیش آئے۔

وَقَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَتْ
رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ
ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ
تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ
بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اور قوم کے لوگوں نے (نبی سے) کہا کہ: جو دین (اسلام) دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم اس کو نہیں مانتے اور جس دین کی طرف تم ہم کو دعوت دیتے ہو، اس کی سچائی کے بارے میں ہم کو تو بہت بھاری شک ہے ﴿۹﴾ (جواب میں) ان کے رسولوں نے (ان سے) کہا: کیا (تم کو) اللہ تعالیٰ (کے وجود اور توحید) کے بارے میں شک ہے؟ جو (اللہ) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں، وہ (اللہ) تم کو (اپنی عبادت کی طرف) بلاتے ہیں؛ تاکہ (ایمان کی برکت سے) تمھارے خاطر تمھارے (کچھ) گناہ معاف کردیویں① اور تم کو (تمھاری زندگی کی) ایک مقررہ مدت تک ڈھیل دیویں② قوم نے (رسول کی دعوت کے جواب میں) کہا: تم تو حقیقت میں ہمارے جیسے ہی انسان ہو، ہمارے باپ دادا جس چیز (یعنی بتوں) کی عبادت کرتے تھے تم ہم کو اس سے روکنا چاہتے ہو؟ سو (تمھاری دعوت سچی ہے تو کوئی) صاف معجزہ لاکر تم ہم کو دکھادو③ ﴿۱۰﴾ ان کے رسولوں نے ان سے کہا: حقیقت میں ہم تمھارے جیسے ہی انسان ہیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر بھی چاہتے ہیں (نبوت کا خصوصی) احسان کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی بھی معجزہ لاکر تم کو دکھانا ہمارے اختیار میں نہیں ہے، اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۱﴾

---

① اللہ تعالیٰ کتنے مہربان ہیں کہ مغفرت کی دعوت دے رہے ہیں!۔
② یعنی دنیا کی زندگی مزے سے گزرے۔ ③ یعنی ایسا معجزہ جس کو دیکھ کر ایمان لانے پر مجبور ہو ہی جائے۔

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾

اور ہمارے لیے کیا رکاوٹ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کریں جب کہ اسی (اللہ) نے ہم کو ہمارے (کامیابی کے) راستے (یعنی اسلام) کی ہدایت دے دی ہے اور (دین کے خاطر) جو تکلیف تم ہم کو دیتے ہو ہم اس پر ضرور صبر کریں گے، اور جو لوگ بھروسہ رکھنا چاہیں ان کو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ﴿۱۲﴾

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے یہ (بھی) کہا کہ: ہم تم کو اپنے ملک سے ضرور نکال دیں گے یا تو ہمارے دین میں لوٹ کر آجانا پڑے گا① سو ان (رسولوں) کے رب نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کردیں گے ﴿۱۳﴾ اور ضرور ان (ظالموں کی ہلاکت) کے بعد ہم تم کو (اس) زمین میں آباد کردیں گے② یہ وعدہ ہے اس کے لیے کہ جو آدمی بھی میرے سامنے (قیامت میں حساب دینے کے لیے) کھڑے رہنے کا خوف رکھتا ہو اور میرے عذاب کے وعدے سے ڈرتا ہو③ ﴿۱۴﴾ اور ان (نبیوں یا کافروں) نے خود فیصلہ مانگا④ اور ہر سرکش، ضدی ہلاک ہوگیا⑤ ﴿۱۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) یا (اگر یہاں ہمارے ملک میں رہنا ہو) تو ہمارے دین میں لوٹ کر کے پھر آجاؤ۔

② (دوسرا ترجمہ) آباد رکھیں گے۔

③ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے (مسلمانوں) کو دنیا میں بھی آباد کیا جاوے گا اور آخرت میں عذاب سے نجات ہوگی۔

④ دوسرا مطلب: کافروں نے بارش مانگی، آسانی اور سہولت مانگی؛ لیکن اللہ کے یہاں وہ قبول نہیں ہوئی؛ یعنی نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے مکہ والوں پر جب قحط آیا تو اس وقت کافروں نے بارش مانگی؛ لیکن وہ دعا ان کی قبول نہیں ہوئی۔

⑤ ہر سرکش نبی کا دشمن ہلاک ہوگیا۔ جبار: (۱) جس کے دل میں رحم کا گزر نہ ہو (۲) ناحق خون بہاوے (۳) انتہائی غرور کی وجہ سے کسی کا اپنے اوپر کوئی حق نہ سمجھے؛ یعنی خود کو سب سے اوپر سمجھے۔

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿١٦﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ
مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿١٧﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٨﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ

اس (دنیوی ہلاکت) کے بعد جہنم (کا عذاب آنے والا) ہے اور (جہنم میں) اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا ﴿۱۶﴾ (پیاس کی تکلیف سے) وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور ایسا لگتا ہے کہ (سخت گرم ہونے کی وجہ سے) وہ آسانی سے گلے کے نیچے اتار نہیں سکے گا اور ہر طرف سے اس کو موت آتی ہوئی معلوم ہوگی① اور وہ مرے گا نہیں (بلکہ تکلیف سے سسکتا رہے گا) اور اس کے آگے (ہمیشہ دوسرے) بھی سخت عذاب ہے ﴿۱۷﴾ جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کی حالت ایسی ہوگی کہ ان کے اعمال اس راکھ جیسے ہوں گے جس کو آندھی کے دن میں ہوا تیزی سے اڑا کر لے جاوے، جو (نیک) عمل (دنیا میں) انھوں نے کیے ان میں سے (قیامت کے دن) کچھ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں آئے گا② اسی گمراہی میں دور جا کر پڑنا ہے③ ﴿۱۸﴾ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو جیسا بنانا چاہیے ویسا ہی بنایا④؟

---

① موت کے اسباب مراد ہے۔

② انسان کو نیک اعمال کی سب سے زیادہ ضرورت قیامت کے میدان میں ہوگی، وہاں ایمان کے ساتھ جو اعمال دنیا میں کیے تھے اسی پر اجر وثواب ملے گا۔ بہت سارے کافر دنیا میں اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں، صدقہ اور خیرات بھی کرتے ہیں؛ لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے یہ تمام اعمال قیامت کے دن ہوا میں اڑ کر بے کار ہو جائیں گے جیسے آندھی چلتی ہے تو راکھ کے چھوٹے بڑے ذرات بھی اڑ جاتے ہیں، اسی طرح کافروں کے چھوٹے بڑے ہر قسم کے اعمال قیامت کے دن کچھ کام نہیں آئیں گے۔

③ یہی گھٹیا درجے کی گمراہی ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) (یعنی فائدوں اور مصلحتوں پر مشتمل) ایک صحیح مقصد کے لیے بنایا (یعنی یہ سب انسان کی خدمت کریں اور انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے) (تیسرا ترجمہ) بالکل ٹھیک بنایا۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۱﴾

ع ۱۵

اگر وہ (اللہ تعالیٰ) چاہیں تو تم سب کو ختم کر دیویں اور (دوسری) نئی مخلوق کو پیدا کر کے لے آویں① ﴿۱۹﴾ اور یہ (نئی مخلوق کو بنانا) اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے② ﴿۲۰﴾ اور یہ سب لوگ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے سامنے (حساب کے لیے) کھڑے ہوں گے تو (عذاب کا فیصلہ ہونے پر) جو لوگ (دنیا میں) کمزور تھے، وہ (دنیا میں) خود کو بڑا بتانے والوں سے کہیں گے③ کہ: (دنیا میں) ہم تمھارے پیچھے چلتے تھے④ تو (آج ہم پر) اللہ تعالیٰ کا جو عذاب آیا ہے کیا اس میں سے تھوڑا عذاب تم ہم سے ہٹاؤ گے؟ وہ کہیں گے⑤: اگر اللہ تعالیٰ (دنیا میں) ہم کو ہدایت دیتے تو ہم ضرور تم کو ہدایت پر لاتے⑥ (اس وقت تو) ہم چیخیں چلائیں یا ہم عذاب پر صبر کریں⑦ یہ دونوں ہمارے لیے برابر ہے، ہمارے لیے عذاب سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں ہے⑧ ﴿۲۱﴾

---

① جب اللہ تعالیٰ کے لیے نئی مخلوق پیدا کرنا آسان ہے تو تم کو آخرت میں دوبارہ پیدا کرنا کیسے مشکل ہوگا۔

② یعنی پرانی مخلوق تم کو قیامت کے دن دوسری مرتبہ بنانا بھی ذرا مشکل نہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) بڑائی مارنے والوں سے کہیں گے (یعنی خود بن بیٹھے لیڈروں سے)۔

④ یعنی تمھارے کہنے کے مطابق کام کرتے تھے۔

⑤ یعنی بڑے لیڈر جواب میں عذاب سے بچانے کے بجائے عذاب کی وجہ بتاتے ہوئے یہ بات کہیں گے، اس کو بات کا رخ پھیرنا کہا جاتا ہے اور اصل مسائل سے دوسری طرف بات لے جانے میں یہ لیڈر بڑے ماہر ہوتے ہیں۔

⑥ لیکن ہم خود گمراہ تھے تو تم کو کیسے ہدایت پر لاتے۔ (دوسرا ترجمہ) جواب میں بڑے لیڈر لوگ کہیں گے کہ: اگر اللہ تعالیٰ عذاب سے چھوٹنے کا کوئی راستہ ہم کو بتلائیں گے تو ہم تم کو بھی راستہ بتلائیں گے۔

⑦ یعنی عذاب پر شور مچائیں یا شور نہ کریں۔

⑧ (دوسرا ترجمہ) بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ
فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ
فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ
بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ

اور جب (قیامت کے دن) سب باتوں (مقدمات) کا فیصلہ ہو جائے گا تب شیطان بولے گا: حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا، سو میں نے وعدہ میں تم سے جھوٹ بولا تھا① اور میری (دنیا میں) تم پر کوئی حکومت (یعنی زبردستی) نہیں چلتی تھی، بس اتنی بات تھی کہ میں نے تم کو (اللہ کی نافرمانی کی) دعوت دی تھی، سو تم نے میری بات مان لی تھی② سو تم مجھے (عذاب کے فیصلہ پر) کسی قسم کی ملامت نہ کرو③؛ بلکہ تم خود اپنے اوپر ملامت کرو④ میں تمھاری (عذاب کی مصیبت کی) فریاد پر آج مدد نہیں کرسکتا اور تم میری مدد نہیں کرسکتے، تم نے اس (آخرت) سے پہلے (دنیا میں) مجھے (اللہ تعالیٰ کا) شریک مان لیا تھا⑤ (آج قیامت کے میدان میں سب کے سامنے) میں اس کا انکار کرتا ہوں⑥ یقینی بات ہے جن لوگوں نے (مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک مان کر) ظلم کیا تھا ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۲۲﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے (آخرت میں) وہ ایسے باغات میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان کے رب کے حکم سے وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے،

---

① (دوسرا ترجمہ) میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اس سے خلاف کیا۔
② (دوسرا ترجمہ) تم نے میری دعوت قبول کرلی تھی۔ ③ (دوسرا) میرے پر کوئی الزام نہ لگاؤ۔
④ (دوسرا) تم خود اپنی ذات پر الزام لگاؤ (کہ تم نے اپنی مرضی سے کفر اپنایا تھا)۔
⑤ [۱] بہت سے لوگ خود شیطان کی بندگی کرتے ہیں۔ [۲] شیطانی باتوں کو خدا کے احکام کی طرح مانتے تھے۔ [۳] لوگوں نے دنیا میں شیطان کو خدا کا مرتبہ دیا؛ اس لیے اس کی شرارتیں بڑھیں۔
⑥ یعنی تمھارے مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ماننے کو غلط مانتا ہوں۔

تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝۲۳ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝۲۴ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۲۵ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ

اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝۲۶ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ

الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙۛ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝۲۷ ع ۴ ۱۶

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝۲۸

وہ اس میں ایک دوسرے کی ملاقات (یعنی استقبال) سلام سے کریں گے① ﴿۲۳﴾ (اے نبی!) کیا تم نے دیکھا نہیں اللہ تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ کی کیسی مثال بیان کی ہے؟ کہ وہ (کلمۂ طیبہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے، جس کی جڑ (زمین میں خوب مضبوط) جمی ہوئی ہے اور اس کی شاخ آسمان (کے نیچے کی کھلی فضا) میں (اونچی اٹھی ہوئی) ہے ﴿۲۴﴾ وہ (پاکیزہ درخت) اپنے رب کے حکم سے ہر وقت (موسم میں) اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (اس طرح کی) مثالیں لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں؛ تاکہ وہ لوگ (ان مثالوں کو سوچ کر) نصیحت حاصل کریں ﴿۲۵﴾ اور گندے (یعنی کفر کے) کلمے کی مثال ناپاک درخت کی طرح ہے، جس کو (زمین میں ذرا بھی) جماؤ نہ ہونے کی وجہ سے زمین کے اوپر اوپر سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے ﴿۲۶﴾ جو ایمان والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مضبوط بات (یعنی کلمۂ توحید) پر دنیوی زندگی میں اور آخرت میں ثابت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اپنی حکمت سے) جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں ﴿۲۷﴾

(اے نبی!) کیا تم نے ان (مکہ والوں) کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا؟② اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا③ ﴿۲۸﴾

---

① یعنی دنیا کا سلام سلامتی کی دعا ہے اور جنت میں سلامتی مل گئی اس کی مبارک بادی کا سلام ہے اور یہ سلامتی ہمیشہ رہے گی اس کی خوش خبری دینا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی نعمت (توحید) کو کفر سے بدل ڈالا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) پہنچایا۔

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ
قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ
رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾

یعنی جہنم میں جس میں وہ (کافر) لوگ جلیں گے① اور وہ (جہنم) بہت بُرا ٹھکانہ ہے② ﴿۲۹﴾ اور ان (کافروں) نے اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بنائے؛ تاکہ وہ (دوسروں کو بھی) اس (اللہ تعالیٰ) کی راہ سے گمراہ کردیں (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: (تھوڑے دن دنیا میں) تم مزے اڑالو، آخر میں تم کو دوزخ ہی کی طرف جانا ہے ﴿۳۰﴾ (اے نبی!) تم میرے (خاص) ایمان والے بندوں سے کہو کہ: وہ نماز کو (برابر) قائم کریں اور جو روزی ہم نے ان کو دی اس میں سے چھپا کر اور ظاہر کرکے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کریں، اس (قیامت یا موت کے) دن کے آنے سے پہلے کہ جس (دن) میں خریدنا، بیچنا نہ ہوگا اور کسی کو (کسی کی دنیوی نسبت کی) دوستی (بھی) کام نہیں آئے گی ﴿۳۱﴾ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ جنھوں نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور آسمان سے پانی اتارا، پھر اس (پانی) کے ذریعہ تمھاری روزی کے لیے پھل اگائے③ اور تمھارے (نفع کے) لیے کشتیوں کو تابع کردیا؛ تاکہ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے سمندر میں چلیں اور نہروں کو بھی تمھارے (فائدے کے) لیے خدمت میں لگادیا④ ﴿۳۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) کافر لوگ داخل ہوں گے۔

② اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی مخالفت پر دنیوی سزا جو ملی کہ ان کا مرکز کعبہ، مکہ اور اس کی تولیت اور سرداری ان کے ہاتھ سے چلی گئی، وہ مشاہدہ میں تھی؛ اس لیے وہ بیان نہیں ہوئی، آخرت کی سزا بیان کردی گئی۔

③ یعنی پھلوں کی قسموں سے تمھارے لیے رزق پیدا کیا۔

④ ''سَخَّرَ'' کا ایک مطلب ہے کہ استعمال کو آسان کردینا۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿٣٣﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿٣٤﴾

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾ ع ١٧

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾

اور سورج اور چاند کو (بھی) تمھارے کام میں لگا دیا کہ وہ دونوں (ایک نظام کے مطابق) لگاتار چلتے ہی رہتے ہیں① اور تمھارے لیے (تو) رات اور دن کو (بھی) کام میں لگا دیا ﴿۳۳﴾ اور جو چیزیں تم نے ان (اللہ تعالیٰ) سے مانگیں (اس میں جو تمھارے لیے مناسب تھیں) وہ سب چیزیں اس نے تم کو دے دیں② اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کی گنتی کرنا چاہو تو تم اس کو احاطے (یعنی شمار) میں نہیں لا سکتے③ بیشک انسان تو بڑا ہی ظلم کرنے والا، ناشکرا ہے۔ ﴿۳۴﴾

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! آپ اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجیے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچا کر رکھیے ﴿۳۵﴾ اے میرے رب! یقیناً ان بتوں نے تو بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر کے رکھ دیا ہے، سو جو آدمی میرے (توحید کے) راستے پر چلے یقیناً وہ میرا ہے④ اور جس آدمی نے میرا کہنا نہیں مانا⑤ تو یقیناً آپ ہی تو بہت بڑے معاف کرنے والے اور بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں⑥ ﴿۳۶﴾

① یعنی انسان کے فائدے کے لیے چلتے رہنا ان کی عادت بنا دی گئی ہے۔

② ہر مخلوق کو اور انسان اور جناتوں کو ان کے تقاضۂ حال کے مطابق جتنی ضرورت تھی وہ پوری پوری عنایت فرمائی، چاہے سوال کرے یا نہ کرے، جیسے: ہوا، پانی وغیرہ؛ انفرادی طور پر جس نے جو سوال کیا، سوال چاہے زبان سے کیا یا اپنے حال سے کیا، اس میں ان کی مصلحت کے مطابق عنایت فرمایا۔ ③ تم نعمت کی گنتی پوری نہیں کر سکو گے (اور تھک کر بیٹھ جاؤ گے)۔

④ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی توحید والی جماعت میں شامل ہے۔

⑤ اس کا معاملہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ ہدایت دے کر آپ اس کو معاف کر دیں اس لیے کہ۔

⑥ اس دعا میں ایمان والوں کے لیے سفارش بھی ہے۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾

اے ہمارے رب! میں نے اپنی بعض (یعنی ایک) اولاد کو آپ کے محترم گھر (کعبہ) کے پاس ایک ایسی وادی (یعنی میدان) میں- جہاں کسی قسم کی کوئی کھیتی نہیں ہے- لاکر بسایا ہے[①] (یہ بسانے کا کام اس لیے کیا) اے ہمارے رب! تاکہ یہ نماز قائم کریں، لہذا بعض لوگوں کے دلوں میں[②] ان کی طرف کشش پیدا کر دیجیے[③] اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرمایئے[④] تاکہ وہ لوگ شکر کرنے والے بن جائیں ﴿۳۷﴾ اے ہمارے رب! جو کام ہم چھپا کر کرتے ہیں اور جو کام ہم دکھا کر کرتے ہیں[⑤] اس کو آپ پوری طرح جانتے ہیں، زمین اور آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے چھپی ہوئی نہیں ہے ﴿۳۸﴾ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق (جیسے دو بیٹے) عطا کیے، یقیناً میرے رب تو بڑے ہی دعاؤں کو سننے والے ہیں ﴿۳۹﴾

① (دوسرا) آباد کیا ہے- آیت میں ذی زرع سے مراد: اس وقت کا زمانہ ہے جس وقت ابراہیمؑ اپنی ذریت کو لے کر وہاں تشریف لائے، اس وقت اس مقام پر یہی حال تھا، آج وہاں باغات، درخت سب چیزیں موجود ہیں جو کہ آیت کے منافی نہیں۔

② بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دیجیے کہ دوسرے لوگ بھی وہاں آ کر رہیں، مکہ اس وقت چھوٹا میدان تھا- اور اَفْئِدَۃً نکرہ ہے جو تقلیل بتاتا ہے۔

③ اگر ابراہیم علیہ السلام دعا میں "بعض" کی قید نہ لگاتے تو ساری دنیا آ کر مکہ میں آباد ہو جاتی اور مکہ کیسا وسیع ہو جاتا اس کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

④ یہ دعا بتلاتی ہے کہ اولاد کے لیے معاشی ضروریات وراحت کا انتظام حسب طاقت باپ کے ذمے ہے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) ظاہر کر کے ہم کرتے ہیں۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ

وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ

الظّٰلِمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ

لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ

اے میرے رب! مجھ کو بھی اور میری اولاد میں سے بھی ایسے لوگ پیدا فرما دیجیے جو نماز کو قائم کرنے والے ہوں① اے ہمارے رب! اور آپ میری (یہ) دعا قبول کر لیجیے ﴿۴۰﴾ اے ہمارے رب! میری اور میرے والدین کی اور ایمان والوں کی حساب قائم ہونے (یعنی قیامت) کے دن آپ مغفرت فرما دیجیے② ﴿۴۱﴾

تم (اے نبی!) یہ ظالم لوگ جو کچھ (نافرمانی) کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کو ہرگز بے خبر مت سمجھنا③ اس (اللہ تعالیٰ) نے تو ان کو (قیامت کے) اس دن تک مہلت دے رکھی ہے جس میں (قیامت کے بھیانک مناظر کی وجہ سے) آنکھیں کھلی رہ جائیں گی ﴿۴۲﴾ وہ (قیامت کے دن) اپنے سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے دوڑ رہے ہوں گے، ذرا (دیر کے لیے) پلک بھی نہیں جھپکے گی④ اور ان کے دل (ہوش اڑ جانے کی وجہ سے) عقل و سمجھ سے بالکل خالی ہوں گے ﴿۴۳﴾ اور (اے نبی!) آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس میں لوگوں پر عذاب آ پڑے گا⑤

---

① نبی اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے اس دعا کا اہتمام کرے تو ہم کو تو بدرجۂ اولیٰ اہتمام کرنا چاہیے۔

② حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا ایمان کی توفیق کی دعا ہے جو مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔

③ غفلت کا مطلب ہے کاموں کی حقیقت سے واقف نہ ہو سکنا، دھیان نہ رہنا؛ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے بارے میں تو ہو نہیں سکتی؛ اس لیے مراد یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ ظالموں کو سزا نہیں دیویں ایسا نہیں ہوگا، سزا ضرور دیں گے۔

④ (دوسرا ترجمہ) ان کی آنکھیں خود ان کی طرف جھپکنے کے لیے واپس نہیں آئیں گی۔

⑤ قیامت کے دن سے اور آخرت کے عذاب سے ڈراؤ۔ دنیوی عذاب اور دنیا میں عذاب سے ہلاک ہونے کے دن سے ڈراؤ۔ موت کے وقت کی سکرات سے ڈراؤ۔

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ
اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ
مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

تب ظالم لوگ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم کو تھوڑی سی مدت کے لیے اور مہلت دیجیے (اب تو) ہم آپ کی دعوت قبول کرلیں گے اور رسولوں کی بات پر عمل کرلیں گے (اسی وقت ان کی درخواست کے جواب میں کہا جائے گا) ارے! تم لوگوں نے اس سے پہلے قسم کھا کھا کر یہ نہیں کہا تھا کہ تم سے کوئی دنیا نہیں چھڑا سکتا؟① ﴿۴۴﴾ اور جن (پہلی امتوں کے) لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا② تم انہی کی تو بستیوں میں آباد تھے اور یہ بات بھی تمھارے سامنے کھل کر آ گئی کہ ہم نے ان ظالموں کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور ہم نے (ان کے) قصے بھی (بطورِ مثال) تو تم کو بتا دیے③ ﴿۴۵﴾ اور وہ (پہلی امت کے یا مکہ کے ظالم لوگ اپنے زمانے میں حق کے خلاف) اپنی بڑی بڑی چالیں چل چکے ہیں اور ان کی ساری چالوں کا توڑ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اگرچہ ان کی چالیں ایسی تھیں کہ اس کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاوے④ ﴿۴۶﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) تمھاری شان وشوکت پر کوئی زوال نہیں آ سکتا (تیسرا ترجمہ) تم کو دنیا چھوڑ کر کہیں جانا ہی نہیں ہے (یعنی قیامت کا انکار کرتے رہے)۔
② یعنی کفر اپنایا تھا۔
③ کہ تم نافرمانی کروگے تو تم پر ان جیسا عذاب آوے گا۔
④ بعض مفسرین نے "اِن" کو نافیہ مانا ہے، تب مطلب ہوگا کہ: ان مکہ کے ظالموں کی سازش کی وجہ سے جبلِ استقامت یعنی محمد ﷺ اپنی دعوت کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ
الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ
يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾
لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ
وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۱ ۱۹

سو (اے سامع!) اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی بھی یہ خیال (اپنے دل میں) مت لانا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے جو (نافرمانوں پر عذاب کا) وعدہ کیا ہے وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے خلاف کریں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہی تو بڑے زبردست، بدلہ لینے والے ہیں ﴿۴۷﴾ جس (قیامت کے) دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی (بدل دیے جائیں گے) اور سب لوگ اکیلے قہار (یعنی زبردست) اللہ تعالیٰ کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے① ﴿۴۸﴾ اور اس دن تو مجرموں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا ﴿۴۹﴾ ان (مجرموں) کے کُرتے گھندک کے ہوں گے اور ان (مجرموں) کے چہروں کے اوپر آگ چھائی ہوگی② (یہ سزا اس لیے ہوگی کہ اس سزا کے ذریعہ) ﴿۵۰﴾ تاکہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ (یعنی سزا) دیویں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلدی حساب چکانے والے ہیں ﴿۵۱﴾ یہ (قرآن) تمام لوگوں کے لیے (اللہ تعالیٰ کا) ایک پیغام ہے③ اور تاکہ اس (قرآن کے پیغام) کے ذریعہ لوگوں کو چونکا دیا جاوے اور لوگ اس بات پر یقین کرلیویں کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی معبود (حقیقی) ہے اور تاکہ عقل والے لوگ نصیحت حاصل کریں④ ﴿۵۲﴾

---

① اللہ تعالیٰ کے روبہ رو پیش ہوں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) لپٹی ہوئی ہوگی۔
③ (دوسرا ترجمہ) اس (قرآن) کے ذریعہ تمام لوگوں کو (احکام) پہنچادینا ہے۔
④ اور آخرت سے غفلت کو دور کریں۔

سُوْرَةُ الْحِجْر

(مكية)

سورۂ حجر

یہ سورت مکی ہے،اس میں ننانوے(۹۹) آیتیں ہیں،سورۂ یوسف کے بعداور سورۂ انعام سے پہلے چون(۵۴)نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں حجر کے رہنے والوں کا عبرت ناک انجام ذکر کیا گیا ہے۔

حجر:جس مکان کا احاطہ پتھروں سے بنایا جائے اور ایسا مکان دوسروں کے لیے ممنوع ہوتا ہے۔یہ مدینۂ منورہ اور ملکِ شام کے درمیان ایک علاقہ ہے،وہاں کے لوگوں نے پہاڑوں کو تراش تراش کر مکان بنائے تھے اور یہاں کے باشندے قومِ ثمود نے یہ علاقہ اپنے لیے خاص اور دوسروں کے لیے ممنوع قرار دیا تھا۔سن ہجری نو(۹) میں غزوۂ تبوک کے موقع پر اس علاقے سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری تیز فرمادی،سر کو ڈھانپ لیا۔یہ امت کے لیے بہت بڑی نصیحت ہے، آج امت ایسے مُعذَّب مقامات کو تفریح گاہ بنائے ہوئے ہیں۔مزید تفصیل کے لیے بندہ کا سفر نامہ ''دیکھی ہوئی دنیا،جلد:٦'' ملاحظہ فرمائیں۔

آیاتُھا ٩٩ — (١٥) سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ (٥٤) — رُکوعَاتُھا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ② ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ

الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ③ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ④ مَا

تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ⑤ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ

اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ⑥ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الر، یہ (اللہ تعالیٰ کی) کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں ﴿۱﴾ بہت سارے اوقات① ایسے آویں گے کہ یہ کافر لوگ تمنا کریں گے کہ ہم مسلمان ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا؟ ﴿۲﴾ (اے نبی! ابھی تو) ان کو (ان کی حالت پر) چھوڑ دو (دنیا میں) خوب کھالیویں اور مزے اڑالیویں اور خیالی امیدیں ان کو غفلت میں ڈالے رکھیں②؛ کیوں کہ عنقریب ان کو حقیقت معلوم ہو جائے گی ﴿۳﴾ (ہر زمانے میں ایسا ہوا کہ تباہ ہونے والی) کسی بھی بستی کو ہم نے ایک لکھے ہوئے مقررہ وقت پر ہی ہلاک کیا ﴿۴﴾ کوئی بھی امت اپنے متعین وقت سے پہلے ہلاک نہیں ہوئی اور نہ تو (متعین وقت سے) آگے جا سکتی ہے③ ﴿۵﴾ اور وہ (دین کے مخالفین نبی سے یہ) کہنے لگے: اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا! یقینی بات ہے کہ تم دیوانے ہو ﴿۶﴾ اگر تم حقیقت میں (رسالت کے دعوے میں) سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتے؟ ﴿۷﴾

---

① یعنی دنیا میں اور خاص کر آخرت میں۔

② مطلب: آخرت اور موت سے بے فکری اور دنیا کے لمبے لمبے منصوبے ان کو غفلت میں ڈالے ہوئے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) پیچھے رہ سکتی ہے۔

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۞۸ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ
لَحٰفِظُوْنَ ۞۹ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۞۱۰ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ
اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞۱۱ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۞۱۲ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ
وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۞۱۳ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ
يَعْرُجُوْنَ ۞۱۴ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۞۱۵ ع

ہم فرشتوں کو حق کے لیے ہی اتارتے ہیں① اور (ان فرشتوں کے عذاب کا فیصلہ لے کر آنے کے بعد) اس وقت مہلت بھی نہیں دی جاتی ﴿۸﴾ حقیقت یہ ہے کہ ہم ہی نے ذکر (یعنی قرآن) اتارا اور ہم ہی اس (قرآن) کی پوری حفاظت کریں گے ﴿۹﴾ اور تحقیقی بات یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے پہلی قوموں کے مختلف گروہوں میں رسولوں کو بھیجا ﴿۱۰﴾ اور کوئی بھی رسول ان کے پاس آئے تو وہ ان کا مذاق ہی کرتے تھے ﴿۱۱﴾ اسی طرح جو لوگ جرم کرتے رہتے ہیں ہم ان کے دلوں میں یہ (مذاق اڑانا) ڈال دیتے ہیں② ﴿۱۲﴾ کہ اس (قرآن) پر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور پچھلے لوگوں کا یہی طریقہ چلا آرہا ہے③ ﴿۱۳﴾ اور اگر ہم ان (مجرمین) پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھول دیویں تو سارا دن (یعنی دن کے وقت) اس دروازے سے (آسمان پر) چڑھتے رہیں ﴿۱۴﴾ تب بھی وہ تو یہی کہیں گے: ہم پر نظر بندی کردی گئی؛ بلکہ ہم لوگوں پر جادو کردیا گیا ہے ﴿۱۵﴾

① آیت میں لفظ "حق" ہے، اس کی ایک مراد "عذاب کا فیصلہ" دوسری مراد "قرآن" اور تیسری مراد "رسالت" ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) بٹھا دیتے ہیں، داخل کردیتے ہیں، یعنی یہ مذاق ان کی عادتِ مستمرہ بن جاتی ہے۔
③ یعنی نبیوں کو وہ جھٹلاتے رہے ہیں۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ
رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا
فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ
لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۡ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۱﴾

اور پکی بات ہے کہ ہم نے (تمھارے لیے) آسمان (کے نیچے کی کھلی ہوئی فضا) میں بہت سارے برج (یعنی بڑے بڑے ستارے) بنائے① اور ہم نے اس (آسمان) کو (ستاروں سے) دیکھنے والوں کے لیے رونق والا بنا دیا ﴿۱۶﴾ اور ہر مردود شیطان سے ہم نے اس (آسمان) کو محفوظ کر دیا ﴿۱۷﴾ مگر جو (شیطان) چوری سے (چھپ کر فرشتوں کی بات) سننے کی کوشش کرے② تو (آگ کا) چمکتا ہوا انگارہ (یعنی شعلہ) اس (شیطان) کا پیچھا کرتا ہے ﴿۱۸﴾ اور ہم نے تو زمین (پیدا کر کے) پھیلا دی اور ہم نے اس (زمین) میں بھاری بوجھ (یعنی پہاڑ) رکھ دیے③ اور ہم نے اس (زمین) سے ہر قسم کی (ضرورت کی) چیزیں ایک توازن سے④ اگائیں ﴿۱۹﴾ اور ہم نے تمھارے لیے اس (زمین) میں روزی کے سامان پیدا کر دیے اور ان (مخلوق) کے لیے بھی (روزی کا سامان پیدا کر دیا)⑤ جن کو تم روزی نہیں دیتے ہو⑥ ﴿۲۰﴾ اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور ہر ایک چیز ہم ایک معین مقدار سے اتارتے رہتے ہیں ﴿۲۱﴾

---

① دوسرا معنی برج کا: سورج اور چاند کی منزل، تیسرا معنی: آسمان کے قلعے، جن میں فرشتوں کی جماعتیں پہرہ دیتی ہیں۔
② (دوسرا ترجمہ) سن لیوے۔ ③ یعنی اس زمین کو ہلنے سے روک کر جمانے کے لیے۔
④ (دوسرا ترجمہ) ایک اندازے سے (تیسرا ترجمہ) ایک متعین مقدار سے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے زمین میں وہ مخلوقات بھی پیدا کی ہیں جن کو تم رزق نہیں دیتے ہو۔ (تیسرا ترجمہ) ہم نے تمھارے اور ان کے لیے جن کے تم رازق نہیں ہو زندگی کے اسباب پیدا کیے ہیں۔
⑥ یعنی بہت سارے جانور ایسے ہیں کہ انسان ان سے فائدہ تو اٹھاتا ہے؛ لیکن ان کو رزق نہیں دیتا، جیسے شکار کیے ہوئے جانور، اسی طرح اس کائنات میں دو طرح کی مخلوقات ہیں: ایک وہ مخلوق ہے جن کی روزی کا انسان ظاہراً ذریعہ بنتا ہے، دوسری بہت ساری ایسی مخلوقات ہیں جن کی روزی میں انسان کو کوئی دخل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ان کو روزی دیتے ہیں۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ
بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ
مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع۲

اور بادلوں کو پانی سے بھر دینے والی ہوائیں ہم ہی تو چلاتے ہیں① سو ہم آسمان سے پانی اتارتے ہیں، پس ہم تم کو وہ (پانی) پلاتے ہیں اور تمھارے بس میں نہیں ہے کہ تم اس (پانی) کا ذخیرہ کر کے رکھو② ﴿۲۲﴾ اور یقیناً ہم ہی تو زندگی عطا کرتے ہیں اور ہم ہی تو موت دیتے ہیں اور (سب کے مرنے کے بعد) ہم ہی تو باقی رہنے والے ہیں ﴿۲۳﴾ اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں تم میں سے آگے نکل جانے والوں کو③ اور پیچھے رہنے والوں سے بھی تو ہم پوری طرح واقف ہیں ﴿۲۴﴾ اور یہ بات یقینی ہے کہ تمھارے رب ہی ان سب کو (محشر میں) جمع کر کے لائیں گے، یقینی بات یہ ہے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کی حکمت بھی بڑی ہے اور علم بھی بڑا ہے ﴿۲۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ہم ہی تو ہواؤں کو بھیجتے رہتے ہیں جو بادل کو پانی سے بھر دیتی ہیں۔
② بارش کے خزانے تمھارے قبضے میں نہیں ہے، چشمے اور کنویں بارش کے پانی کے لیے خزانہ ہے، وہ بھی تمھارے اختیار میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جب چاہیں بارش برسائیں تم اس کو روک بھی نہیں سکتے ہو۔
③ (دوسرا ترجمہ) آگے بڑھ جانے والوں کو۔

نمبر شمار	"اَلْمُسْتَقْدِمِيْنَ" سے مراد:	"اَلْمُسْتَاْخِرِيْنَ" سے مراد:
۱	جواب تک پیدا ہوئے	جواب تک پیدا نہیں ہوئے
۲	امتِ محمدیہ سے پہلے کی امت	خود امتِ محمدیہ
۳	جو مر کے دنیا سے آگے چلے گئے	جو زندہ ہیں اور دنیا سے مر کے جانے والوں سے پیچھے رہ گئے
۴	اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے	اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے
۵	اسلام لانے میں آگے بڑھنے والے	اسلام لانے میں پیچھے رہنے والے
۶	ہر نیک کام میں آگے بڑھنے والے	نیک کام میں پیچھے رہنے والے
۷	جہاد اور نماز کی صف میں آگے رہنے والے	جہاد اور نماز کی صف میں پیچھے رہنے والے
۸	اول وقت میں میں نماز پڑھنے والے	آخری وقت میں نماز پڑھنے والے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ
مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ
مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ
الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ
یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ
صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی کے سڑے ہوئے (بدبودار) گارے سے پیدا کیا جو (گارا سوکھنے کے بعد) کھن کھن بجتا ہو ﴿۲۶﴾ اور ہم نے جنات① کو (انسان کی پیدائش سے) پہلے لُو کی آگ سے پیدا کیا② ﴿۲۷﴾ اور (وہ وقت بھی تو ذرا یاد کرو) جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ: یقیناً میں مٹی کے سڑے ہوئے (بدبودار) گارے سے جو (سوکھنے کے بعد) کھن کھن بجتا ہو ایک انسان کو پیدا کروں گا ﴿۲۸﴾ سو جب میں اس (انسان) کو پوری طرح بنالوں اور اپنی جان اس میں پھونک دوں③ تو تم سب (فرشتے) اس (انسان) کے آگے سجدے میں گر جانا ﴿۲۹﴾ سو ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے مل کر (آدم علیہ السلام کے سامنے) سجدہ کیا ﴿۳۰﴾ اس (ابلیس) نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کردیا ﴿۳۱﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھ کو کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا؟④ ﴿۳۲﴾ اس (ابلیس) نے جواب میں کہا کہ: میں ایسا (گرا ہوا) نہیں ہوں کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے ایسے مٹی کے سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا جو (سوکھنے کے بعد) کھن کھن بجتا ہو ﴿۳۳﴾

① یعنی اول جن ابوالجن کو۔
② یعنی ایک آگ سے جو گرم ہوا (جیسی) تھی۔
③ (دوسرا ترجمہ) اپنی طرف سے اس میں روح پھونک دوں۔
④ اگر فرشتوں کے ساتھ مل کر تو سجدہ کرلیتا تو تیرے لیے کتنا اچھا ہوجاتا!۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۙ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ
فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۙ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ
الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ
اَجْمَعِيْنَ ۙ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ
عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سوتو یہاں سے ①نکل جا؛ کیوں کہ یقینی بات ہے کہ تو مردود ہوگیا ﴿۳۴﴾ اور یقینی بات ہے کہ بدلے کے دن (یعنی قیامت) تک تجھ پر لعنت رہے گی ②﴿۳۵﴾ وہ (ابلیس) درخواست کرنے لگا: اے میرے رب! پھر جب لوگ مرنے کے بعد (آخرت میں) دوبارہ زندہ کیے جاویں گے اس دن تک مجھے زندہ رہنے کی مہلت دے دے ﴿۳۶﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (جا) پھر تجھے (زندہ رہنے کی) مہلت دے دی گئی ﴿۳۷﴾ اس دن تک جس کا وقت (ہم کو) معلوم ہے ③ ﴿۳۸﴾ اس (ابلیس) نے کہا کہ: اے میرے رب! جیسے تو نے (اپنی رحمت سے محروم کرکے) مجھ کو گمراہ کردیا، میں بھی زمین (یعنی دنیا) میں (گناہوں کو) انسان کی نظر میں دلکش (یعنی مرغوب) بنا کر دکھاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کرکے رہوں گا ﴿۳۹﴾ مگر ہاں! جو آپ کے بندے ان (انسانوں) میں سے چنے ہوئے ہیں ④﴿۴۰﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ (اخلاص اور بندگی کا) وہ سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے ﴿۴۱﴾ واقعی جو میرے (خاص) بندے ہیں ⑤ان پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا؛ مگر ہاں! جو لوگ خود تیری بات مان کر گمراہوں میں شامل ہوجائیں (اس پر تیرا زور چلے گا) ﴿۴۲﴾

① ”یہاں“ سے مراد: (۱) جنت (۲) آسمان (۳) جس عالی مقام پر وہ پہنچا ہوا تھا۔
② پھر جہنم کے عذاب میں ڈال دیا جائے گا۔
③ یعنی پہلا صور پھونکے جانے تک۔
④ یعنی ان کو آپ نے میرے مکر سے سلامت رکھا ہے۔
⑤ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے کا پختہ عزم رکھتے ہیں۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ
مَّقْسُوْمٌ ﴿٤٤﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤٥﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا
فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ
مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿٤٨﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٤٩﴾ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ
الْاَلِيْمُ ﴿٥٠﴾

ع ٣

اور یقینی بات یہ ہے کہ جہنم ان سب کا طے شدہ ٹھکانہ ہے ﴿۴۳﴾ اس (جہنم) کے سات دروازے ہیں ① ہر ہر دروازے (سے داخل ہونے) کے لیے (شیطان کی بات ماننے والوں میں سے) ایک ایک جماعت تقسیم کردی گئی ہے ② ﴿۴۴﴾

یقیناً تقویٰ والے لوگ (قیامت کے دن حساب کے بعد) باغات میں اور چشموں میں (آباد) ہوں گے ﴿۴۵﴾ (ان کو کہا جائے گا کہ) تم ان (جنت کے باغوں) میں سلامتی اور (دل کے) اطمینان کے ساتھ داخل ہو جاؤ ﴿۴۶﴾ اور ان کے (آپس میں ایک دوسرے کے) دلوں میں جو (دنیا میں) ناراضگی تھی ③ وہ ہم نکال کر دور کر دیں گے اور وہ سب بھائی بھائی بن کر (جنت میں) آمنے سامنے اونچے تختوں پر بیٹھیں گے ﴿۴۷﴾ اس (جنت) میں ان کو ذرا بھی تکلیف نہیں پہنچے گی ④ اور وہ اس (جنت) سے نہیں نکالے جائیں گے ﴿۴۸﴾ (اے نبی!) میرے بندوں کو بتلا دو کہ میں بہت معاف کرنے والا ہوں، بہت زیادہ رحم کرنے والا ہوں ﴿۴۹﴾ اور (اے نبی! میرے بندوں کو) یہ بھی (بتلا دو) کہ میرا عذاب (یعنی سزا) ہی دردناک عذاب ہے ﴿۵۰﴾

---

①: (۱) جہنم (۲) سعیر (۳) لظیٰ (۴) حطمہ (۵) سقر (۶) جحیم (۷) ہاویہ، یہ سات درجے مراد ہیں، یا وہ سات دروازے مراد ہیں جن میں مجرم لوگ گناہوں کے اعتبار سے داخل کیے جائیں گے۔

② (دوسرا ترجمہ) الگ الگ حصے بنا دیے گئے ہیں۔

③ یعنی جو کینہ، دشمنی وغیرہ تھی۔

④ (دوسرا ترجمہ) اس (جنت) میں ان کو تھکن بھی نہیں لگے گی۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ ﴿۵۱﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ

وَجِلُونَ ﴿۵۲﴾ قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلٰى أَنْ

مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿۵۴﴾ قَالُوا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقٰنِطِينَ ﴿۵۵﴾ قَالَ

وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿۵۷﴾

قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلٰى قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿۵۸﴾ إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۹﴾

اور (اے نبی!) تم ان کو ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں کا حال (قصہ) بتلادو [1] ﴿۵۱﴾ جب وہ (مہمان ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں) ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے سلام کیا، تو ابراہیم نے کہا: ہم کو تو تم سے ڈر لگتا ہے [2] ﴿۵۲﴾ تو انھوں نے (یعنی فرشتوں نے) کہا: (اے ابراہیم!) گھبراؤ نہیں، ہم تو آپ کو ایک بڑے علم والے (ہوشیار) لڑکے کی خوش خبری سناتے ہیں ﴿۵۳﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: جب مجھے بڑھاپا آچکا ایسے وقت میں مجھے خوش خبری سناتے ہو؟ پھر کس بنیاد پر تم مجھے خوش خبری دیتے ہو؟ ﴿۵۴﴾ وہ (فرشتے) کہنے لگے: ہم (صحیح) سچی خوش خبری آپ کو سناتے ہیں؛ لہٰذا ناامید ہونے والوں میں شامل مت ہو جاؤ ﴿۵۵﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ: گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے اور کون ناامید ہو سکتا ہے؟ ﴿۵۶﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: اے (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوئے فرشتو! اب تمھاری کیا مہم ہے؟ ﴿۵۷﴾ انھوں نے (یعنی فرشتوں نے) جواب دیا کہ: ہم کو ایک مجرم قوم کی طرف (عذاب نازل کرنے کے لیے) بھیجا گیا ہے ﴿۵۸﴾ مگر یقینی بات ہے کہ لوط (علیہ السلام) کے سب گھر والوں کو ہم بچالیں گے ﴿۵۹﴾

---

① جب یہ آئے تو شروع شروع میں مہمان لگے بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو فرشتے ہیں۔

② فرشتے اس وقت قومِ لوط کے لیے اللہ کے عذاب کو ساتھ لے کر آئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی شان کے مظہر بن کر لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف جاتے جاتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوش خبری دینے کے لیے رُکے تھے، اس عذاب کا طبعی اثر یہ ہوا کہ خود ابراہیم علیہ السلام پر خوف کی کیفیت طاری ہوگئی جس کا انھوں نے زبان سے اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: ہم کو تم سے ڈر لگتا ہے۔

إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا ۙ إِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا جَاءَ اٰلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالَ إِنَّكُمْ ع۴
قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٦٢﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا
لَصٰدِقُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ
وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾

مگر ان (لوط علیہ السلام) کی بیوی کے لیے ہم نے ① یہ طے کیا ہے کہ وہ (عذاب کا نشانہ بننے کے لیے) پیچھے رہنے والوں میں شامل رہے گی ﴿۶۰﴾ سو جب (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوئے فرشتے لوط (علیہ السلام) کے گھر پہنچے ﴿۶۱﴾ لوط (علیہ السلام) نے کہا: یقینی بات ہے کہ تم لوگ اجنبی لگ رہے ہو② ﴿۶۲﴾ تو ان (آنے والے) فرشتوں نے کہا: (ہم اجنبی مہمان نہیں ہیں) بلکہ جس (عذاب) کے بارے میں وہ (آپ کی قوم کے) لوگ شک میں پڑے ہیں وہ (عذاب) ہم (فرشتے) آپ کے پاس لے کر آئے ہیں③ ﴿۶۳﴾ اور ہم آپ کے پاس (عذاب کا) اٹل فیصلہ لے کر آئے ہیں④ اور (آپ) یقین رکھیے کہ ہم (عذاب کی خبر دینے میں) تو بالکل سچے ہیں ﴿۶۴﴾ پس رات کے کسی حصے میں آپ اپنے اہل (یعنی ایمان والوں) کو لے کر (آبادی سے) نکل جائیے اور آپ خود ان کے پیچھے چلیے، تم میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور جہاں (جانے) کا حکم دیا جا رہا ہے وہاں چلے جانا ہے⑤ ﴿۶۵﴾

① فرشتے اس وقت پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی تقدیر کو نافذ کرنے کے لیے آئے تھے، اس لیے نیابۃً تقدیر کی نسبت انھوں نے اپنی طرف کی کہ ہم نے طے کر لیا ہے۔

② یہ آنے والے مقامی لوگ بھی نہیں تھے؛ چوں کہ دین کی دعوت کی نسبت سے مقامی لوگوں سے نبی کا تعارف ہوتا ہی ہے اور دور سے کہیں سفر کر کے آئے ہوا ایسا بھی لگتا نہیں تھا؛ چوں کہ سفر کا کوئی نشان اور اثر ان کے بدن، کپڑے اور چہرے پر نہیں تھا، یہ انوکھی بات تھی؛ اس لیے حضرت لوط علیہ السلام کو اجنبی لگے۔

③ (دوسرا ترجمہ) ان فرشتوں نے کہا: بلکہ ہم آپ کے پاس وہ عذاب لے کر کے آئے ہیں جس عذاب کے بارے میں آپ کی قوم کے لوگ شک میں پڑے ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور ہم آپ کے پاس (عذاب کا) یقینی فیصلہ لیکر آئے ہیں۔

⑤ ملکِ شام یا کوئی اور جگہ۔

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ
الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا
تُخْزُوْنِ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ﴿۷۱﴾
لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ﴿۷۳﴾

اور (وحی کے ذریعہ) ہم نے لوط (علیہ السلام) تک یہ بات پہنچادی کہ صبح ہوتے ہی اس قوم کی جڑ کاٹ دی
جائے گی(۱) ﴿۶۶﴾ اور (خوب صورت مہمان کی خبر پاتے ہی) شہر والے خوش ہوتے ہوئے (لوط علیہ السلام
کے گھر) پہنچ گئے(۲) ﴿۶۷﴾ (لوط علیہ السلام نے) کہا: یہ تو میرے مہمان ہیں؛ لہٰذا (ان کے سامنے)
مجھے رسوا مت کرو ﴿۶۸﴾ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے ذلیل مت کرو ﴿۶۹﴾ وہ (قوم کے)
لوگ کہنے لگے: اور دنیا بھر کے لوگوں (کو مہمان رکھنے) سے کیا ہم نے تم کو منع نہیں کر دیا تھا؟ ﴿۷۰﴾
لوط (علیہ السلام) نے کہا: اگر تم کو اپنی خواہش پوری کرنی ہو تو یہ میری (روحانی) بیٹیاں(۳) ہیں(۴) ﴿۷۱﴾
(اے نبی!) تمھاری عمر کی قسم(۵) یہ لوگ اپنی بدمستی (کے نشے) میں(۶) اندھے بنے ہوئے ہیں(۷)
﴿۷۲﴾ چناں چہ سورج نکلتے ہی ایک ہولناک آواز (یعنی چنگھاڑ) نے ان کو پکڑ لیا(۸) ﴿۷۳﴾

---

(۱) یعنی مکمل تباہ کردیا جائے گا۔
(۲) بستی والوں کو جب پتہ لگ گیا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر خوب صورت نوجوان آئے ہیں جو حقیقت میں فرشتے تھے تو وہ خوشیاں مناتے ہوئے آگئے اور بھیڑ لگادی تب ملائکہ نے اپنا تعارف کروایا کہ ہم اللہ کے فرشتے ہیں اور یہ لوگ ہم کو ہاتھ نہیں لگا سکیں گے، آپ بالکل اطمینان سے رہیے۔
(۳) یعنی تمھاری بیویاں جو تمھارے پاس تمھارے نکاح میں پہلے ہی سے موجود ہیں۔ نبی قوم کے لیے روحانی باپ ہے۔
(۴) (دوسرا ترجمہ) یہ میری بیٹیاں موجود ہیں (ان سے نکاح کرو اور ضرورت پوری کرو)۔
(۵) (دوسرا ترجمہ) تمھاری جان کی قسم!۔ حضور ﷺ کی عمر مبارک کی قسم کھانا یہ بڑی فضیلت کی بات ہے، پورے قرآن میں اس طرح کسی اور نبی کے متعلق نظر نہیں آتا۔
(۶) (دوسرا ترجمہ) گمراہی کے نشے میں۔
(۷) (دوسرا ترجمہ) مدہوش بنے ہوئے ہیں۔ (۸) پہلے صبح کا وقت بیان ہوا، دونوں کو ملانے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ صبح صادق سے عذاب شروع ہوا، اشراق کے وقت تک میں خاتمہ ہوگیا۔

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۷۴ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝۷۵ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝۷۶ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۷۷ وَاِنْ كَانَ
اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝۷۸ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝۷۹ ع ۵ ۱۹
وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۸۰ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۸۱
وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۝۸۲

پھر ہم نے اس (بستی کی) زمین کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیا① اور ہم نے ان کے اوپر پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسائے ﴿۷۴﴾ یقیناً اس میں سمجھ داروں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں② ﴿۷۵﴾ اور یقیناً یہ (لوط علیہ السلام کی قوم کی عذاب دی ہوئی بستیاں) سیدھے راستے پر ہیں③ ﴿۷۶﴾ یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے بڑی نشانی (یعنی عبرت) ہے ﴿۷۷﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ''اَیکَہْ'' والے بھی بڑے ظالم تھے④ ﴿۷۸﴾ سو ہم نے ان سے بھی انتقام لیا⑤ اور یہ دونوں (لوط علیہ السلام اور ایکہ والوں کی بستیاں) کھلے عام راستے پر ہیں⑥ ﴿۷۹﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا⑦ ﴿۸۰﴾ اور ہم نے ان (حجر والوں) کو اپنی نشانیاں دیں، پھر بھی وہ اس سے منہ ہی پھراتے رہے⑧ ﴿۸۱﴾ اور وہ پہاڑوں میں (بغیر کسی خوف وخطرے کے) مکان تراشتے تھے کہ اس میں اطمینان سے رہیں⑨ ﴿۸۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ان کی بستیوں (کی زمین) کے اوپر والے حصے کو الٹ کر نیچے کر دیا۔
② ''مُتَوَسِّم'' وہ انسان ہے جو بعض ظاہری قرائن سے کسی پوشیدہ چیز کا اندازہ لگا لیوے۔ عبرت کی نگاہ سے دیکھنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ ③ (دوسرا ترجمہ) جن پر (لوگوں کا) آنا جانا رہتا ہے ایسے راستے پر ہیں۔
④ اَیکَہْ: یعنی جہاں بہت زیادہ درخت ہو ایسے گھنے جنگل کی آبادی جس کو اردو میں ''بَن'' کہتے ہیں۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) ہم نے ان (ایکہ والوں) سے بھی (نافرمانی کا) بدلہ لیا۔
⑥ اور ملک شام جاتے ہوئے راستے سے نظر آتی ہیں۔ ⑦ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم حجاز اور ملکِ شام کے درمیان ایک وادی میں آباد تھی اس کو قومِ ثمود کہتے ہیں۔ ⑧ یعنی مانتے نہیں تھے انکار کرتے تھے۔
⑨ دوسرا ترجمہ: وہ پہاڑوں میں مکان تراشتے تھے (تاکہ اس میں) اطمینان سے رہیں۔ یعنی ان میں کوئی آفت نہ پہنچے۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُصۡبِحِيۡنَ﴿٨٣﴾ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ﴿٨٤﴾ وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَـقِّ‌ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ‌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ﴿٨٥﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَـلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ﴿٨٦﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنٰكَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَـثَانِىۡ وَالۡـقُرۡاٰنَ الۡعَظِيۡمَ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ

پس صبح صبح میں ایک چنگھاڑ (سخت آواز) نے ان (حجر والوں) کو (عذاب میں) پکڑ لیا ﴿۸۳﴾ سو جو اعمال (یعنی دنیوی ہنر) وہ کیا کرتے تھے کوئی (اس میں سے) ان کے کام نہیں آئے① ﴿۸۴﴾ اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کو بغیر حکمت کے نہیں بنایا② اور یقینی بات ہے کہ قیامت تو ضرور آنے والی ہے، سو (کافروں کے کاموں پر) اچھے انداز سے درگزر کرو③ ﴿۸۵﴾ یقیناً تمھارے رب وہی سب کو پیدا کرنے والے، سب سے زیادہ جاننے والے ہیں ﴿۸۶﴾ اور (اے نبی!) پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن دے رکھا ہے④ ﴿۸۷﴾ ان (کافروں) کی الگ الگ جماعت کے لوگوں کو⑤ مزے اڑانے کے لیے جو چیزیں ہم نے دے رکھی ہیں ان کی طرف (حاصل ہو جائے اس امید سے)⑥ اپنی نظر اٹھا کر بھی تم نہ دیکھو اور ان (کافروں) پر غم بھی مت کرو⑦

① یعنی پہاڑوں میں تراشے ہوئے مکان، جمع کیا ہوا مال، جسمانی طاقت، اللہ کے عذاب کے سامنے کچھ کام نہیں آئے۔
② (دوسرا ترجمہ) حق مقصد کے بغیر نہیں بنایا [تیسرا ترجمہ] بغیر مصلحت کے پیدا نہیں کیا۔
③ (دوسرا ترجمہ) (کافر لوگ کیسا بھی سلوک کرے) ابھی (ان کو) اچھے انداز سے جانے دو (یعنی ان کی بداخلاقی کا ابھی بدلہ مت لو) یہ مسلمانوں کو اعلیٰ اخلاق اپنانے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔
④ چھوٹی سی سورت کو درجے اور معانی کی جامعیت کے اعتبار سے پورا قرآن کہا گیا ہے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) کافروں کے مختلف لوگوں کو۔ ⑥ افسوس سے یا غم سے۔
⑦ [۱] کہ کاش! ایسی دولت مسلمانوں کو حاصل ہوتی تو وہ نیکی میں خرچ کرتے [۲] افسوس اس بات کا کہ دنیوی نعمت کی کثرت کی وجہ سے یہ لوگ ایمان نہ لائے [۳] کافر اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں؛ اس لیے ان سے اللہ تعالیٰ کے واسطے ناراضگی میں یہ خیال نہ آوے کہ ایسی نعمت ان کے پاس نہ ہوتی تو اچھا ہوتا۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٩﴾ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى
الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ عَمَّا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٤﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ (الربع)
الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿٩٥﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ
اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ (ع)

اور ایمان والوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرو ﴿۸۸﴾ اور تم (یوں) کہہ دو کہ: میں تو کھلم کھلا (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈرانے والا ہوں ﴿۸۹﴾ جیسا (آپ پر سورۂ فاتحہ اور قرآنِ عظیم اتارا ایسے ہی) تقسیم کرنے والوں (یعنی یہود و نصاریٰ) پر بھی ہم نے (پہلی کتابیں) اتاری تھی① ﴿۹۰﴾ جنھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا② ﴿۹۱﴾ سو تمھارے رب کی قسم ہم خود ان سب (اگلے پچھلے لوگوں) سے ان کے اعمال کے بارے میں (قیامت کے روز) ضرور سوال کریں گے ﴿۹۲﴾ ﴿۹۳﴾ جن باتوں (کو پہنچانے) کا حکم تم کو دیا جارہا ہے وہ (لوگوں کو) علی الاعلان (صاف صاف) سنا دو اور مشرکوں کی پرواہ مت کرو ﴿۹۴﴾ جو لوگ (آپ کا) مذاق کرتے ہیں ان سے نمٹنے کے لیے ہم تمھاری طرف سے کافی ہیں ﴿۹۵﴾ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود بنا رکھا ہے سو ان کو (اپنا انجام) عنقریب معلوم ہو جائے گا ﴿۹۶﴾ اور ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ان (کافروں) کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے ﴿۹۷﴾ سو تم اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو اور تم سجدہ کرنے والوں میں (یعنی نماز پڑھنے والوں میں) شامل رہو ﴿۹۸﴾ اور یقینی چیز (یعنی موت) تمھارے پاس آنے تک اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہو ﴿۹۹﴾

① (دوسرا ترجمہ) (یہ عذاب پچھلی قوموں کی طرح) تقسیم کرنے والوں پر بھی ہم اتاریں گے (تیسرا ترجمہ) (پچھلی قوموں پر جس طرح ہم نے عذاب اتارا تھا) ہم تقسیم کرنے والوں پر بھی عذاب اتاریں گے (چوتھا ترجمہ) جیسا ہم نے (عذاب الگ الگ اوقات میں) ان لوگوں پر اتارا جنھوں نے (اللہ تعالیٰ کے احکام کے الگ الگ) حصے کر رکھے تھے (یعنی یہود و نصاریٰ مراد ہیں جنھوں نے اپنی مرضی کے موافق احکام کو مانا اور جو احکام مرضی کے خلاف ہوا اس کو ماننے سے انکار کر دیا)۔
② یعنی بعض حصوں کو مانا بعض حصوں کو نہ مانا۔

سُوْرَةُ النَّحْل

(مكية)

سورۂ نحل

یہ سورت مکی ہے۔اس میں ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) آیتیں ہیں،سورۂ انبیاء کے بعد یا سورۂ کہف کے بعد اور سورۂ سجدہ سے پہلے بہتر (۷۲) یا ستر (۷۰) نمبر پر نازل ہوئی۔

نحل: یعنی شہد کی مکھی میں اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب قدرت ہے۔

اس سورت کا ایک نام "سورۂ نِعَم" بھی ہے؛اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت ساری نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

آیاتہا ۱۲۸ | (۱۶) سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ (۷۰) | رکوعاتہا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ① آ ہی پہنچا ہے، سو تم اس کے لیے جلدی مت مچاؤ② جو شرک یہ لوگ کرتے ہیں اس سے وہ (اللہ تعالیٰ کی ذات) پاک ہیں اور بہت بالا و برتر (یعنی دور) ہیں ﴿۱﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے حکم سے اپنے بندوں (یعنی انبیاء) میں سے جس پر چاہتے ہیں فرشتوں کو وحی دے کر اتارتے ہیں③ کہ تم لوگوں کو بتلا دو④ کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے: لہٰذا تم مجھ ہی سے ڈرتے رہو ﴿۲﴾ اس (اللہ تعالیٰ) نے آسمانوں اور زمین کو پوری حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے⑤ جو شرک یہ لوگ کرتے ہیں اس سے وہ (اللہ کی ذات) بالا و برتر (یعنی دور) ہیں ﴿۳﴾ اس (اللہ تعالیٰ) نے انسان کو (منی کے) نطفے سے پیدا کیا تو وہ (انسان) دیکھتے ہی دیکھتے (اللہ کی ذات وصفات کے بارے میں) کھلم کھلا جھگڑے کرنے لگا ﴿۴﴾

① یعنی نبی کی جماعت غالب رہے گی اور کافروں پر عذاب آئے گا۔ امر اللہ کی ایک تفسیر ہے: قیامت۔
② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے حکم کو جلدی مت مانگو۔
③ یہ وحی اتارنے کا سلسلہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ تک برابر جاری رہا۔
④ (دوسرا ترجمہ) لوگوں کو خبردار کردو۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو ٹھیک ٹھیک بنایا (تیسرا ترجمہ) برحق مقصد کے لیے بنایا۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸

اور اس (اللہ تعالیٰ) نے جانور پیدا کیے، تمھارے لیے ان (جانوروں) میں گرمی حاصل کرنے کی[1] چیزیں ہیں اور (دوسرے بھی) بہت سارے فائدے ہیں اور ان (جانوروں) میں سے بعضوں کو تم کھاتے ہو ﴿۵﴾ اور تمھارے لیے ان (جانوروں) میں عزت ہے[2] جب تم شام کو چرا کر کے واپس لاتے ہو اور صبح جب تم چرانے کے لیے لے جاتے ہو[3] ﴿۶﴾ اور جن شہروں تک تم خود بھی مشقت کے (جان جوکھم میں ڈالے) بغیر پہنچ نہیں سکتے ان (شہروں) تک تمھارے (بھاری) سامان کو یہ (جانور) اٹھا کر لے جاتے ہیں، یقینی بات یہ ہے کہ تمھارے رب بہت ہی شفقت کرنے والے، بہت ہی مہربان ہیں ﴿۷﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کیے؛ تاکہ تم ان کے اوپر سواری کرو اور (تمھارے لیے ان جانوروں میں) زینت (رونق) ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہت سی ایسی چیزیں بھی پیدا کرتے ہیں جن کو (ابھی تک) تم جانتے بھی نہیں ہو[4] ﴿۸﴾

---

① یعنی جانور کے بال اور کھال سے سردی میں حفاظت ہو ایسے کپڑے تیار کیے جاتے ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) رونق ہے (تیسرا ترجمہ) خوش نما منظر ہے (چوتھا) خوب صورتی ہے۔

③ شام ہو یا صبح ہو جب جانور نکلتے ہیں تو اس سے مالکوں کی ایک خاص شان ظاہر ہوتی ہے، خاص طور پر جب یہ شام کو چراگاہ سے واپس آتے ہیں تو اس وقت ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور جانور اس وقت فربہ اور تازہ نظر آتے ہیں؛ اس لیے اس وقت رونق اور خوب صورتی کا ایک خاص منظر سامنے ہوتا ہے، شاید اسی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے شام کے جمال کو مقدم کیا گیا ہے۔

④ مستقبل میں ایجاد ہونے والی تمام قسم کی سواریوں کی طرف اشارہ نکلتا ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآىِٕرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹ ع ۷
هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰
يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ
وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي
الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝۱۳

اور (سیدھا) راستہ دکھانے کی ذمے داری اللہ تعالیٰ نے لے لی ہے① اور کچھ راستے ٹیڑھے بھی ہیں (جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتے نہیں ہیں) اور اگر وہ (اللہ تعالیٰ) چاہتے تو تم سب کو سیدھے راستے (ایمان) پر پہنچا دیتے ﴿۹﴾

اسی (اللہ تعالیٰ) نے آسمان سے پانی اتارا، اس میں سے کچھ (پانی) تمھارے پینے کے کام آتا ہے② اور اسی (پانی) سے وہ درخت اگتے ہیں جن سے تم (جانوروں کو) چراتے ہو ﴿۱۰﴾ اسی (پانی) سے وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے لیے کھیتیاں اور زیتون اور کھجور کے درخت اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتے ہیں، یقینی بات یہ ہے کہ غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے ﴿۱۱﴾ اور تمھاری خدمت کے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو لگا رکھا ہے اور ستارے بھی اسی (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے (تمھاری خدمت کے) کام میں لگے ہوئے ہیں، یقینی بات یہ ہے کہ جو لوگ (صحیح) عقل سے کام لیویں ان کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ﴿۱۲﴾ اور وہ رنگ بہ رنگ کی چیزیں بھی③ جو تمھارے لیے زمین میں پھیلا رکھی ہیں④ یقینی بات یہ ہے کہ سوچنے والی قوم کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے⑤ ﴿۱۳﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) (واضح دلائل سے ثابت) سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ پر پہنچتا ہے۔ ②(دوسرا ترجمہ) اس سے پینے کی چیزیں حاصل ہوتی ہے۔ ③(دوسرا ترجمہ) الگ الگ رنگ کی چیزیں۔ ④یعنی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کام میں لگی ہوئی ہیں۔
⑤(دوسرا ترجمہ) یقینی بات یہ ہے کہ جو لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں ان کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ
وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٤﴾ وَاَلْقٰى فِي
الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ
وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿١٦﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٧﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا
نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٨﴾

اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے سمندر کو کام میں لگا دیا؛ تاکہ تم اس (سمندر) میں سے تازہ گوشت (یعنی مچھلی) کھاؤ اور تم اس (سمندر) میں سے زیورات (موتی) نکالو جن کو تم پہنتے ہو اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو جو اس (سمندر) میں (پانی کو) پھاڑتی ہوئی (چیرتی ہوئی) چلی جاتی ہیں اور (سمندر کو) اس لیے بھی (تمھارے کام میں لگا دیا) کہ تم اس (اللہ تعالیٰ) کا فضل (حلال روزی) حاصل کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو① ﴿۱۴﴾ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے زمین میں بھاری (پہاڑ کے) بوجھ رکھ دیے؛ تاکہ تم کو لیکر وہ (زمین) ہلنے (یعنی ڈگمگانے) نہ لگے اور اسی (اللہ تعالیٰ) نے ندیاں بنائیں اور راستے بنائے؛ تاکہ تم (اس پر چل کر) جہاں جانا ہے وہاں پہنچ سکو ﴿۱۵﴾ اور (زمین پر راستوں کو پہچاننے کے لیے بہت ساری) علامتیں بنائیں اور ستاروں سے بھی وہ (لوگ) راستے معلوم کرتے ہیں ﴿۱۶﴾ اب بتاؤ کہ جو (اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ) پیدا کرے وہ ان (بتوں) کے برابر ہوسکتا ہے جو (کبھی کچھ) پیدا نہیں کرسکتے؟ کیا پھر بھی (اتنی بات) تم نہیں سوچتے (سمجھتے)؟ ﴿۱۷﴾ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو گننے لگو تو تم اس کو شمار نہیں کر سکتے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں② ﴿۱۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) احسان مانو۔ ② بہت ساری چیزیں گننے کا رواج ہے، جب کہ بعض چیزوں کو اپنے ذرات اور افراد کی کثرت کی وجہ سے گننا دشوار؛ بلکہ ناممکن ہوتا ہے ایسی چیزوں میں مقدار کی تعیین کے لیے احاطہ کی پیائش کو استعمال کرنا ہوتا ہے، جیسے ریت وغیرہ کی فروخت "براس" کے پیمانے سے ہوتی ہے، یہ بھی ایک "احاطہ" والا پیمانہ ہے، جس میں ۱۰۰ کیوبک فٹ ہوتی ہے، جس میں طول، عرض، عمق کسی طرح بھی ۱۰۰ کیوبک (گز) فٹ ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندوں پر اس قدر ہیں کہ شمار تو ممکن ہی نہیں، احاطہ کی پیائش میں بھی لانا ناممکن ہے، شاید اسی بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے "تَعُدُّوْا" کے مقابلے میں "لَا تُحْصُوْھَا" کا لفظ آیا اور اس کا ترجمہ بعض حضرات نے "احاطہ نہ کرسکو" کیا ہے (دیکھیے لغات القرآن)۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ﴿۱۹﴾وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ
شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴿۲۱﴾ ع ۱۲ ۸
اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ
مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
الْمُسْتَكْبِرِيْنَ﴿۲۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴿۲۴﴾
لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ
عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ﴿۲۵﴾ ع

اور جو تم چھپ کر کرتے ہو اور جو تم ظاہر کر کے کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں ﴿۱۹﴾ اور وہ (کافر) لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن (دیوتاؤں) کو پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ (بت) تو خود ہی مخلوق ہیں ﴿۲۰﴾ وہ تو سب بے جان ہیں، ان میں زندگی نہیں ہے، ان کو تو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ ان (مُردوں) کو کب زندہ کر کے (قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا ﴿۲۱﴾

تمھارا (سچا) معبود تو بس ایک ہی معبود (یعنی اللہ تعالیٰ) ہے، سو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں ان کے دل مانتے نہیں ہیں① اور وہ گھمنڈ میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۲۲﴾ پکی بات ہے کہ جو بات وہ چھپاتے ہیں اور جو بات وہ ظاہر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ﴿۲۳﴾ اور جب ان (کافروں سے قرآن کے متعلق) پوچھا جاتا ہے کہ تمھارے رب نے کیا اتارا؟ تو جواب دیتے ہیں کہ پہلے زمانے کے لوگوں کی کہانیاں (یعنی افسانے) ﴿۲۴﴾ (اس طرح کی بات کہنے کا) انجام یہ ہوگا کہ قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اٹھائیں گے اور جن لوگوں کو بغیر کسی علم کے گمراہ کر رہے ہیں ان کے گناہوں کے بوجھ کا کچھ حصہ بھی (اپنے اوپر اٹھانا ہوگا) سن لو! بہت ہی برا بوجھ وہ اپنے اوپر اٹھا رہے ہیں ﴿۲۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) کہ دل میں (توحید کو) ماننے کی قابلیت ہی نہیں ہے۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ
مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ
وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ
الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠
فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾

پکی بات یہ ہے کہ ان سے پہلے لوگوں نے مکر کے منصوبے کیے تھے، پھر (ایسا ہوا کہ مکر کے منصوبوں کی جو عمارتیں انھوں نے تعمیر کی تھیں) اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑوں کو بنیاد سے اکھاڑ پھینکا① پھر (ان کی عمارت کی) چھت (بھی) ان کے اوپر سے ان پر گری، اور ان (مکر کرنے والوں) پر عذاب ایسی جگہ سے آیا کہ ان کو پتہ تک نہیں چلا② ﴿۲۶﴾ پھر قیامت کے دن وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو رسوا کریں گے اور (کافروں سے) سوال کریں گے: کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کے بارے میں تم (نبیوں اور مسلمانوں سے) جھگڑا کیا کرتے تھے؟③ علم والے (جن کے پاس صحیح بات کی خبر تھی) کہیں گے کہ④ یقینی بات ہے کہ (ہر قسم کی) رسوائی اور عذاب آج کافروں پر ہے ﴿۲۷﴾ جن کی روحیں فرشتے اس حال میں نکالتے ہیں کہ (کفر کی وجہ سے) وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں، اس وقت وہ (کافر) بڑی فرماں برداری کی بات بولیں گے کہ: ہم (دنیوی زندگی میں) کوئی برا کام نہیں کرتے تھے (تب ان کو جواب میں کہا جائے گا) کیوں نہیں؟ واقعتاً (تم برے کام کرتے تھے) اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہے جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے ﴿۲۸﴾

①(دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے عذاب کا حکم ان کی عمارتوں پر بنیادوں سے آپہنچا۔ (آیت میں دینِ حق کے خلاف کفار کے منصوبوں کو مکمل طور پر ملیا میٹ کر دینے کو ایک مثال سے سمجھایا گیا ہے)۔
②(دوسرا ترجمہ) خیال تک نہیں ہوا۔
③(دوسرا ترجمہ) بڑی ضد کیا کرتے تھے۔
④یعنی جب کافر لوگ اللہ تعالیٰ کے اس سوال کا جواب نہیں دے سکیں گے تب۔

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۲۹ وَقِيْلَ
لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۱
الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۲ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ

سوتم جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ، اس میں ہمیشہ رہو، تکبر کرنے والوں کا (یہی) بُرا ٹھکانا ہے ﴿۲۹﴾ اور (دوسری طرف) متقی لوگوں (یعنی مسلمانوں) سے (جب قرآن کے بارے میں) پوچھا جاتا ہے کہ تمھارے رب نے کیا اتارا؟ تو وہ (جواب میں) کہتے ہیں کہ: (ہمارے رب نے) خیر ہی خیر اتاری①، جن لوگوں نے نیکی والی زندگی اپنائی ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور واقعتاً تقویٰ والوں (یعنی شرک سے بچنے والوں) کا گھر بہترین ہے ﴿۳۰﴾ ہمیشہ رہنے کے باغات میں وہ داخل ہوجائیں گے، ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، ان (تقویٰ والوں) کو اس (جنت) میں جو چاہیں گے ملے گا، اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کو اسی طرح بدلہ دیں گے ﴿۳۱﴾ فرشتے جن کی روحوں کو ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (شرک سے) پاک صاف ہیں② وہ (فرشتے ان کو) کہتے جاتے ہوں گے کہ: تم پر سلامتی ہو، جو عمل تم کرتے تھے اس کے بدلے میں تم جنت میں چلے جاؤ ﴿۳۲﴾ یہ (کافر لوگ ایمان لانے کے لیے) کیا اس بات کا انتظار کررہے ہیں کہ (موت کے) فرشتے ان کے پاس آجائیں یا تمھارے رب کا حکم آجائے③

① یعنی قرآن سراپا خیر و برکت ہے۔ ② جو اپنی جانوں کو کفر و شرک کی گندگی سے پاک رکھتے ہوں اور معرفتِ الٰہیہ کی وجہ سے پورے انشراح اور شوق و رغبت سے اپنی جان سپرد کردیویں۔

③ عذاب یا قیامت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے، کیا تب یہ کافر ایمان لائیں گے؟ اس وقت کے ایمان کا کوئی فائدہ نہیں۔

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ۝۳۳ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۳۴ ع
وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا
حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَي الرُّسُلِ اِلَّا
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۳۵ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا
الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي
الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۶

جو (امتیں) ان سے پہلے گذر گئیں انھوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا؛ لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے ﴿۳۳﴾ سو ان کے بُرے اعمال کا وبال ان پر آ پڑا اور جس (عذاب) کا وہ مذاق کیا کرتے تھے اس (عذاب) نے (آ کر) ان کو گھیر لیا ﴿۳۴﴾

اور مشرک لوگ یہ کہتے ہیں کہ: اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ہم اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے، نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادے اور ہم اس (اللہ تعالیٰ) کے (حکم کے) بغیر کسی چیز کو حرام قرار نہ دیتے، اسی طرح کا (بُرا) کام ان سے پہلے (امت کے) لوگ بھی کر چکے ہیں، سو پیغمبروں کی ذمے داری اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ صاف صاف (اللہ تعالیٰ کا) پیغام پہنچا دیں ﴿۳۵﴾ اور پکی بات ہے کہ ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر اس مقصد سے ضرور بھیجا (کہ وہ لوگوں کو دعوت دیوے) کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور گمراہی کی طرف بلانے والے سے بچو① پھر ان (نبی کی امت) میں سے کچھ وہ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی اور ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن پر گمراہی ثابت (یعنی مسلط) ہوگئی، سو تم زمین میں چلو، پھرو، پھر دیکھو کہ (نبی کو) جھٹلانے والوں کا (بُرا) انجام کیسا ہوا؟ ﴿۳۶﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) جھوٹے معبودوں سے بچو۔

إِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴿۳۷﴾
وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا
وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا أَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ﴿۳۹﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَآ أَرَدْنٰهُ أَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ
فَيَكُوْنُ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ ع۱۱
وَلَأَجْرُ الْاٰخِرَةِ أَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴿۴۱﴾

(اے نبی!) اگر تم کو حرص ہے کہ یہ سب لوگ ہدایت پر آجائیں تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن کو (ان کے عناد کی وجہ سے) گمراہ کرتے ہیں ان کو ہدایت تک نہیں پہنچاتے اور ان (گمراہوں) کی کوئی مدد کرنے والا بھی نہیں ﴿۳۷﴾ وہ (کافر لوگ) بڑا زور لگا کر (اس بات پر) اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ جو شخص مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہیں کریں گے، بھلا! کیوں زندہ نہیں کریں گے؟ یہ تو (دوبارہ زندہ کرنے کا) ایک وعدہ ہے① جس کو پورا کرنے کی ذمے داری ان (اللہ تعالیٰ) پر ہے؛ لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) جانتے نہیں ہیں ﴿۳۸﴾ (دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ پر ہے) تا کہ جن میں وہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے وہ (اللہ تعالیٰ) ان کے سامنے ان باتوں (کی حقیقت) کو اچھی طرح ظاہر کردیں اور اس لیے کہ کافر لوگ جان لیویں کہ وہ جھوٹے تھے ﴿۳۹﴾ ہم جب کسی چیز (کو پیدا کرنے) کا ارادہ کرتے ہیں تو ہماری طرف سے اتنی بات ہوتی ہے کہ اس (چیز) کو ہم اتنا کہتے ہیں کہ: ہوجا، تو وہ چیز ہوجاتی ہے ﴿۴۰﴾

اور جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے وطن کو چھوڑا، ہم ان (مہاجرین) کو ضرور دنیا میں (بھی) اچھی طرح بسائیں گے اور آخرت کا ثواب تو سب سے بڑا ہے ہی، کاش کہ یہ (مہاجرین ہجرت کا ثواب) جان لیتے② ﴿۴۱﴾

① (دوسرا ترجمہ) اس پر پکا وعدہ ہے۔ ② تو وطن چھوڑنے پر ہونے والی تکلیف سہن کرنا آسان ہوجاتا۔

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ
فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٣﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ
الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٤﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا
السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٤٥﴾
اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٤٦﴾

وہ (مہاجرین) ہیں جنھوں نے (ہجرت میں آنے والی مصیبت پر) صبر کیا اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں① ﴿۴۲﴾ اور (اے نبی!) ہم نے تم سے پہلے مردوں کے سوا کسی اور کو نبی بنا کر نہیں بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے، اگر تم کو خبر نہیں ہے تو جو علم والے ہیں② ان سے پوچھ لو ﴿۴۳﴾ نبیوں کو روشن دلائل (معجزات) اور آسمانی کتابیں دے کر بھیجا تھا اور (اے محمد!) ہم نے تم پر بھی یہ قرآن نازل کیا ہے؛ تا کہ لوگوں کے لیے جو چیزیں نازل کی گئیں وہ آپ ان کے سامنے پوری طرح کھول کر بتلا دیں؛ اور تا کہ وہ لوگ غور وفکر کریں ﴿۴۴﴾ کیا بھلا جو لوگ بُری بُری چالیں چلتے ہیں③ وہ بالکل بے خوف ہو گئے؟ اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دیویں یا اس طور سے ان پر عذاب آوے کہ ان کو احساس تک نہ ہو ﴿۴۵﴾ یا ان کے چلتے پھرتے ہی وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو پکڑ لیویں اور وہ لوگ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے ﴿۴۶﴾

① کہ وطن چھوڑنے کے باوجود اللہ تعالیٰ ہی ہماری ضرورت کو پورا فرمائیں گے۔
② یعنی جو سابقہ امتوں کے واقعات کا صحیح علم رکھتے ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) کیا جو لوگ (سچے دین کو مٹانے کی) بُری تدبیریں کرتے ہیں (تیسرا) (سچے دین کے خلاف) بُرے منصوبے بناتے ہیں۔

أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ ۖ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٤٧﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ

مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَلِلَّهِ

يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٤٩﴾

يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۩ ﴿٥٠﴾ السجدة ع ١٤

وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٥١﴾

یا ڈرانے کے بعد (اللہ تعالیٰ) ان کو اپنی پکڑ میں لے لیویں① سو یقیناً تمھارے رب تو بڑے شفقت کرنے والے، بڑے مہربان ہیں② ﴿٤٧﴾ اور کیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا؟ کہ ان (چیزوں) کے سایے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے (کبھی) داہنی جانب اور (کبھی) بائیں جانب جھکتے رہتے ہیں اور وہ سب (اللہ تعالیٰ کے سامنے) عاجزی کو ظاہر کرتے ہوتے ہیں ﴿٤٨﴾ اور آسمانوں اور زمین میں جتنے جاندار ہیں وہ اور (تمام) فرشتے اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ ذرا بھی تکبر نہیں کرتے ﴿٤٩﴾ وہ اپنے اس رب سے ڈرتے ہیں جو ان کے اوپر ہیں③ اور جو حکم ان کو دیا جاتا ہے اس کو پورا کرتے ہیں ﴿٥٠﴾

اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ: تم دو معبود نہ بناؤ، یقینی بات یہ ہے کہ وہی (اللہ تعالیٰ) ایک معبود ہیں؛ اس لیے بس مجھ سے ہی ڈرا کرو ﴿٥١﴾

---

① یعنی اچانک اللہ تعالیٰ عذاب نہ بھیجے؛ بلکہ ابتدا میں چھوٹی چیزیں دکھا کر ڈراوے پھر بھی توبہ نہ کرے تو بڑے عذاب میں پکڑ لیوے، اسی طرح نافرمان قوم کو عذاب میں اس طرح پکڑ لیوے کہ دوسری نافرمان جماعت اس منظر کو دیکھ کر ڈر جاوے۔
(دوسرا ترجمہ) یا اللہ تعالیٰ (آہستہ آہستہ) گھٹاتے ہوئے ان کو اپنی پکڑ میں لے لیویں۔ یعنی قحط، بیماری جیسی چیزوں کے ذریعے آہستہ آہستہ گھٹا گھٹا کر بالکل ختم کر دیوے۔ اسی طرح برے اعمال کی سزا میں مال و دولت کم ہوتا جائے، افراد کی قوت کم ہو جائے، اس سے انسان عبرت حاصل نہ کرے اور توبہ نہ کرے، پھر بالکل ختم کر دیا جاتا ہے۔

② یہ اللہ تعالیٰ کی رأفت ہے کہ نافرمانی پر فوراً عذاب نہیں دیتے۔ رأفت، پسندیدگی کے ساتھ ہی ہوتی ہے جب کہ مہربانی بعض مرتبہ ناپسندیدگی کے باوجود کسی مصلحت سے کی جاتی ہے۔

③ ہر مخلوق یہ سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اوپر ہے اور خود کو ہر مخلوق نیچے سمجھتی ہے، اسی کو بالادستی سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ
مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ
عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ
عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا
بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾

اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اسی (اللہ تعالیٰ) کا ہے اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی اطاعت ہمیشہ (ہر حال میں) ضروری ہے، کیا پھر بھی تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو؟ ﴿۵۲﴾ اور جو نعمت بھی تمھارے پاس ہے سو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے، پھر جب تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف فریاد کرتے ہو ﴿۵۳﴾ پھر جب وہ (اللہ تعالیٰ) تم سے تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تب اچانک تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتی ہے ﴿۵۴﴾ تاکہ جو نعمت ہم نے ان کو دی① وہ اس کی ناشکری کریں، سو (تھوڑے دن) تم مزے اڑا لو، پھر عنقریب (مرتے ہی) تم کو پتہ چل جائے گا② ﴿۵۵﴾ اور وہ (کافر لوگ) ہمارے ان کو دیے ہوئے رزق میں ان بتوں کا حصہ لگاتے ہیں جن (کی صحیح حقیقت) کو تو یہ خود بھی جانتے نہیں ہیں، اللہ کی قسم! تم سے ضرور پوچھ ہوگی جو تم بہتان باندھا کرتے تھے؟ ﴿۵۶﴾ اور یہ (کافر لوگ) اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں، وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے پاک ہیں اور خود اپنے لیے وہ جو دل سے پسند کرتے ہیں③ ﴿۵۷﴾ اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی (پیدا ہونے) کی خوش خبری دی جاتی ہے تو (غم کے مارے) اس کا چہرہ کالا پڑ جاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے ﴿۵۸﴾

---

① خاص کر تکلیف دور کر دی گئی یہ ایک نعمت ہے۔
② کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کا وبال کیسا ہوتا ہے۔
③ یعنی بیٹے چاہتے ہیں۔

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي
التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٥٩﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ
الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٠﴾
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ
مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ
مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ

ع ١٤

(بیٹی کی) جو خوش خبری اس کو دی گئی اس کو برا سمجھ کر (یعنی اپنے لیے عار سمجھ کر) لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے) کہ اس (لڑکی) کی ذلت گوارہ کر کے کیا اس کو اپنے پاس (زندہ) رہنے دیوے① یا اس کو مٹی میں دبا (یعنی گاڑ) دیوے، دیکھو! وہ لوگ کتنے برے فیصلے کرتے ہیں؟ ﴿۵۹﴾ جو لوگ آخرت پر ایمان (یعنی یقین) نہیں لاتے ان کی تو بری حالت ہے② اور اللہ تعالیٰ کے لیے تو اعلیٰ درجے کی خوبیاں ہیں③ اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست، بڑے حکمت کے مالک ہیں ﴿۶۰﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم (یعنی کفر و شرک) کی وجہ سے (فوراً) پکڑنے لگتے تو روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہ چھوڑتے (بلکہ سب ہلاک ہو جائیں) لیکن وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو ایک مقرر وقت تک مہلت دیتے ہیں، سو ان کا مقرر وقت جب آجائے گا تو ایک گھڑی کے لیے بھی نہ پیچھے ہو سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے ﴿۶۱﴾ اور وہ (مشرکین) اللہ تعالیٰ کے لیے ایسی چیز ٹھہراتے ہیں جن کو وہ خود ناپسند کرتے ہیں، اور ان کی زبانیں جھوٹی بات بیان (یعنی دعوے) کرتی ہیں کہ④ (اگر آخرت ہوگی تو ہر قسم کی) بھلائی ان ہی کے لیے ہوگی،

① یعنی دنیوی عار قبول کر کے لڑکی کو رہنے دیوے یا ذلیل جانور کی طرح لڑکی کو بڑا کرے۔
② یعنی دنیا میں کفر کی ذلت اور آخرت میں جہنم کا عذاب۔
③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے لیے تو بڑے اعلیٰ درجے کے صفات ثابت ہیں۔
④ (دوسرا ترجمہ) ان کی زبانیں (خود کی) جھوٹی تعریف کرتی رہتی ہیں۔

لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿٦٢﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ
فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَاۤ
اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٥﴾ ع ۱۴

پکی بات یہ ہے کہ ان (مشرکوں) کے لیے تو آگ ہی ہوگی اور یقینی بات ہے کہ وہ (مشرکین) سب سے آگے (آگ میں) بھیج دیے جائیں گے ① ﴿۶۲﴾ اللہ کی قسم! تم سے پہلے جتنی امتیں گزر گئیں ان کے پاس جتنے پیغمبر ہم نے بھیجے تھے تو شیطان نے ان (پچھلی امتوں کے کافروں) کے اعمال مزین کر کے ان کو دکھلائے، سو وہی (شیطان) آج (دنیا میں) اِن (کافروں) کا رفیق (بنا ہوا) ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ② ﴿۶۳﴾ اور ہم نے یہ کتاب (قرآن) تم پر اس لیے اتاری کہ جن چیزوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں آپ ان باتوں کی حقیقت اچھی طرح کھول کر ان کے سامنے بیان کر دیں (نیز یہ قرآن اس لیے بھی اتارا) کہ یہ ایمان والوں کے لیے (خاص) ہدایت اور رحمت کا سامان ہے ③ ﴿۶۴﴾ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے (بارش کا) پانی اتارا، اس (پانی) کے ذریعے زمین کے مُردہ (یعنی ویران) ہونے کے بعد پھر اس کو زندہ کر دیا، یقیناً اس میں (بڑی) نشانی ہے اس قوم کے لیے جو (دھیان سے) بات سنتی ہے ﴿۶۵﴾

① (دوسرا ترجمہ) یقینی بات ہے کہ ان مشرکوں کو آگ میں پڑا رہنے دیا جائے گا (تیسرا ترجمہ) یقینی بات ہے کہ وہ مشرکین (آگ کی طرف) بڑھائے جا رہے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کافروں کے لیے بھلائی تو دور کی بات، ان کو اسی جہنم میں بے اعتبار پڑا رہنے دیا جائے گا، جیسے کہ کسی کو بھلا دیا جاتا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) سو وہ شیطان آج (قیامت) کے دن ان کافروں کا ولی بنا ہوا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

③ آگے پیچھے کی آیت یہ بتلاتی ہے کہ جسمانی روزی اللہ تعالیٰ ہی کی تدبیر سے انسان کو ملتی ہے، اسی طرح روحانی روزی بھی فقط اللہ تعالیٰ کے دروازے سے ہی مل سکتی ہے، اور اسی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا
خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝٦٦ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا
وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝٦٧ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝٦٨ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ
سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ

اور یقینی بات یہ ہے کہ تمھارے لیے جانوروں میں سوچنے سمجھنے کا بڑا سامان ہے، اس کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے اس کے بیچ میں سے ہم تم کو ایسا صاف ستھرا دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوش گوار ہوتا ہے① ﴿٦٦﴾ اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ (یعنی شراب) بناتے ہو② اور عمدہ روزی بھی (حاصل کرتے ہو)، یقینی بات یہ ہے کہ اس میں جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے بڑی نشانی ہے ﴿٦٧﴾ اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں بات ڈالی③ کہ تو پہاڑ میں اور درخت میں اور لوگ (بیل چڑھانے کے لیے) جو چھتری④ بناتے ہیں ان میں (اپنا) گھر بنا ﴿٦٨﴾ پھر تو ہر قسم کے پھلوں میں سے کھا⑤ اور پھر جو راستے تیرے رب نے (تیرے لیے) آسان (یا صاف) بنا دیے ہیں تو اس پر چل (اس طرح) ان (مکھیوں) کے پیٹوں سے وہ پینے کی چیز (شہد) نکلتی ہے جس کے رنگ⑥ الگ الگ ہوتے ہیں⑦ جس میں لوگوں کے لیے (بڑی) شفا ہے،

---

① (دوسرا ترجمہ) جو پینے والوں کے گلے میں آسانی سے اتر جاتا ہے۔
② سورت مکی ہے اور مکی دور میں شراب حلال تھی؛ اسی لیے آیت میں شراب کا تذکرہ ہوا ہے۔ (دوسرا ترجمہ) سرکہ بناتے ہو (تیسرا ترجمہ) نبیذ بناتے ہو۔
③ جب وحیٔ ربانی ایک شہد کی مکھی جیسے جانور کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اسے کیا سے کیا بنا دیتی ہے، اور جب قرآن جیسی وحی انسان جیسی عقل، سمجھ، نطق، اور تدبر والی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور انسان اس کو اپناتا ہے تو انسان ترقی کے کون کون سی بلند منزلوں کو پہنچ جاتا ہے!!۔
④ ٹٹیاں، مانڈوے۔ ⑤ جن تک آسانی سے رسائی ہو جاوے۔ ⑥ موسم، علاقہ اور پھل پھول کا شہد کی رنگت اور ذائقہ پر اثر ہوتا ہے۔ ⑦ (دوسرا ترجمہ) الگ الگ رنگ والی پینے کی چیز یعنی (شہد) نکلتا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۝۶۹ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰىكُمْ ۛ وَمِنْكُمْ مَّنْ

یُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ۝۷۰ ع

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا

مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَهُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ۝۷۱ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِیْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ

یقینی بات ہے کہ جو لوگ سوچتے سمجھتے ہیں ان کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے ﴿۶۹﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) تمھاری روح قبض کرتے ہیں اور تم میں سے بعض لوگ وہ ہیں جو عمر کے ناکارہ دور تک پہنچا دیے جاتے ہیں جس (دور) میں پہنچ کر یہ ہوتا ہے کہ بہت کچھ جاننے کے بعد بھی انسان بالکل اَن جانے ہو جاتے ہیں، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے، بڑی قدرت والے ہیں ﴿۷۰﴾

اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کچھ لوگوں کو رزق کے معاملے میں دوسروں سے بڑھا رکھا ہے، سو جن لوگوں کو رزق کے معاملے میں (اللہ کی طرف سے) بڑھایا گیا ہے وہ اپنی دولت اپنے غلاموں کو کبھی اس طور پر دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے کہ وہ (مال دار اور ان کے اپنے غلام) سب اس (مال) میں برابر ہو جائیں، کیا پھر بھی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟① ﴿۷۱﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے تم میں سے بیویاں بنائی ہیں اور تمھاری بیویوں میں سے اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے لیے بیٹے اور (بیٹے کے واسطے سے) پوتے پیدا کیے② اور اچھی اچھی چیزیں اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو کھانے (پینے) کے لیے دیں،

① یعنی اللہ تعالیٰ نے نعمت دی پھر بھی یہ کافر انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان کے بتوں نے یہ نعمت دی ہے۔

② اولاد اور پوتوں کے ذریعے انسان کی نسل دنیا میں برابر چلتی رہتی ہے، اولاد کے پیدا ہونے میں ماں باپ دونوں ہی ضروری ہیں؛ لیکن ماں کا حصہ زیادہ ہے۔ ''حفدۃ'' کا لفظ جمع ہے، ''حافد'' واحد ہے جس کا معنی ہے خوشی سے خدمت کے لیے دوڑنے والا اور پوتا، نواسا عام طور پر دادا، نانا کی خدمت کے لیے خوشی سے دوڑتا ہے۔

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ
الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا
يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ
يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

کیا پھر بھی جھوٹی باتوں کو یہ لوگ مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟① ﴿۷۲﴾ اور وہ (کافر) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو آسمان اور زمین میں کسی طرح رزق دینے کا کوئی اختیار (ابھی) بھی نہیں رکھتی اور نہ تو (آئندہ) اختیار حاصل کر سکتی ہے② ﴿۷۳﴾ سو تم اللہ تعالیٰ کے لیے (نامناسب) مثالیں نہ گڑھا کرو③ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے ہو ﴿۷۴﴾ اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی (مان لو کہ ایک طرف تو) ایک غلام ہے جو کسی کی مالکی میں ہے، اس غلام کو کسی چیز کا کوئی اختیار نہیں ہے، اور (دوسری طرف) وہ (آدمی) ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے عمدہ رزق دے رکھا ہے اور وہ اس (رزق) میں سے چھپا کر اور کھلے طور پر (یعنی آزادی کے ساتھ) خرچ کرتا ہے، کیا یہ (دونوں قسم کے آدمی) آپس میں برابر ہو سکتے ہیں؟ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں؛ لیکن ان میں سے اکثر لوگ (ایسی صاف بات بھی) نہیں جانتے ﴿۷۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔

② انسان کو ابھی کوئی چیز حاصل نہ ہو تو آئندہ محنت سے وہ اس کو حاصل کر سکتا ہے، آیت میں نفی کر دی گئی کہ یہ بت نظامِ رزق کو کبھی کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے۔

③ دنیا میں بادشاہ ہو تو اس کے نائبین ہوتے ہیں اور لوگ نائبوں کے ذریعے سے بھی کام کرواتے ہیں، اسی طرح نائبوں کو بھی بہت سارے اختیارات حاصل ہوتے ہیں، ان کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یہ بت اللہ کے نائب ہیں اور ان کے پاس بھی بہت سارے اختیارات ہیں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيۡنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبۡكَمُ لَا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوۡلٰٮهُ ۙ
اَيۡنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ ؕ هَلۡ يَسۡتَوِىۡ هُوَ ۙ وَمَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ
مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۷۶﴾ وَلِلّٰهِ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَاۤ اَمۡرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمۡحِ الۡبَصَرِ ع
اَوۡ هُوَ اَقۡرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۷۷﴾ وَاللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ
لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾
اَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِىۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

اور اللہ تعالیٰ ایک (دوسری) مثال بیان فرماتے ہیں: دو ایسے آدمی ہیں، کہ ان میں سے ایک تو (غلام بھی ہے اور) گونگا ہے① جو کوئی کام نہیں کرسکتا اور وہ اپنے مالک پر بوجھ بنا ہوا ہے وہ (مالک) اس کو جہاں بھی بھیجے وہ کوئی ڈھنگ کا کام کر کے نہیں لاتا، کیا یہ (گونگا غلام) اور وہ (آدمی) برابر ہوسکتا ہے جو لوگوں کو انصاف کی تعلیم دیتا ہے② اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر ہے؟③ ﴿۷۶﴾
اور آسمانوں اور زمین کے سارے بھید اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہیں④ اور قیامت کا معاملہ تو آنکھ جھپکنے کی طرح ہوگا، یا اس سے بھی جلدی ہوگا، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں پر قدرت رکھنے والے ہیں ﴿۷۷﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسی حالت میں نکالا کہ تم کچھ جانتے نہیں تھے⑤ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کیے؛ تاکہ تم شکر کرو ﴿۷۸﴾ کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا⑥ پرندوں پر کہ آسمان کی فضا میں (اللہ تعالیٰ کے) حکم کے پابند ہیں؟ ان کو (گرنے سے) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں روکتا،

---

① گونگا بہت سی مرتبہ بہرہ بھی ہوتا ہے۔
② یعنی اس میں قوتِ علمی ہے۔③ یعنی قوتِ عمل بھی ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔
⑤ معلوم ہوا علم انسان کا ذاتی ہنر نہیں ہے۔ ولادت کے بعد اظہارِ ضروریات کے لیے رونا بھی تو اللہ تعالیٰ ہی نے سکھایا۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا؟۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۝۷۹ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ
لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ
اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ۝۸۰ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ
ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْكُمُ الْحَرَّ
وَسَرَابِیْلَ تَقِیْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ۝۸۱

یقینی بات ہے کہ ایمان لانے والی قوم کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں ﴿۷۹﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے گھروں کو تمھارے لیے رہنے کی جگہ بنادیا① اور تمھارے لیے جانوروں کی کھالوں میں سے ایسے گھر (خیمے) بنادیے جو تمھارے سفر میں اور تمھارے کسی جگہ ٹھہرنے کے وقت (اٹھانے اور لگانے میں) تم کو ہلکے پھلکے لگتے ہیں اور ان (جانوروں) کے اون اور ان کے ببریوں② اور ان کے بالوں میں سے گھریلو سامان اور ایسی چیزیں پیدا کیں جو ایک مدت تک تم کو فائدہ اٹھانے کے کام میں آتی ہیں ﴿۸۰﴾ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے تمھارے لیے سایے بنائے اور تمھارے لیے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمھارے لیے ایسے قمیص (یعنی لباس) بنائے جو گرمی سے تمھاری حفاظت کرتے ہیں③ اور ایسے لباس (یعنی کُرتے) بھی (بنائے) جو تمھاری جنگ میں تم کو بچانے کا کام دیتے ہیں④ اسی طرح وہ (اللہ تعالیٰ) تم پر اپنی نعمت پوری کرتے ہیں؛ تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ ﴿۸۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) سکون کی جگہ بنادیا۔ ② اونٹ کے اون کو ببری کہتے ہیں۔
③ کرتے کو اللہ کی نعمت کے طور پر بیان فرمایا، کرتہ انسان کو سردی اور گرمی دونوں سے بچاتا ہے؛ لیکن یہاں صرف گرمی سے بچانے کا تذکرہ آیا، (۱) پہلی بات: اس سورت کے شروع میں ''لکم فیھا دفء'' والی آیت میں لباس کے ذریعے ٹھنڈی سے حفاظت کا ذکر پہلے آچکا ہے (۲) جس علاقے میں اول قرآن نازل ہوا اس علاقے میں عام طور پر برف باری ہوتی نہیں تھی، اور گہری سردی بھی نہیں ہوتی تھی کہ وہاں زیادہ اونی کپڑوں کی ضرورت پڑتی ہو۔
④ یعنی زرہیں۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۝۸۲ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ۝۸۳ ع ۱۱ ۷ ۱۷

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ۝۸۴

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۝۸۵ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ

اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ

پھر اگر وہ (ایمان سے) منہ پھرا لیویں (یعنی بات نہ مانے) تو تمھاری ذمے داری تو صرف کھول کر (اللہ تعالیٰ کی باتوں کو) پہنچا دینا ہے ﴿۸۲﴾ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اس کے باوجود اس (نعمت) کا انکار کرتے ہیں① اور ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں ﴿۸۳﴾

اور (وہ قیامت کا دن بھی یاد کرو) جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہی دینے والا کھڑا کریں گے② پھر کافروں کو (معذرت کرنے کی) اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ان سے فرمائش کی جائے گی کہ وہ توبہ کریں③ ﴿۸۴﴾ اور جب ظالم (کافر) لوگ عذاب کو دیکھ لیں گے تو ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور ان لوگوں کو مہلت نہیں دی جائے گی④ ﴿۸۵﴾ اور جب مشرک لوگ (قیامت کے میدان میں) اپنے شریکوں کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ ہیں ہمارے شریک جن کو ہم آپ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے،

①(دوسرا ترجمہ) وہ کافر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر بھی وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

② گواہ سے مراد: اس امت کے نبی ہیں جنھوں نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کا دین پہنچا دیا تھا اس کی گواہی دیں گے۔

③(دوسرا ترجمہ) اور ان کافروں کو توبہ کر کے اللہ کو راضی کرنے کے لیے اجازت نہیں دی جائے گی (تیسرا) نہ تو ان کافروں سے یہ چاہا جائے گا کہ وہ توبہ کر کے اللہ کو راضی کرلیوے (چوتھا) اور ان کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ یعنی کافروں کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان سے معافی کی درخواست مانگی جائے گی۔

④(دوسرا ترجمہ) اور نہ تو ان (کافروں) کو ڈھیل دی جائے گی۔ یعنی مجرمین جب جہنم کو دیکھ لیں گے تو جہنم فوراً ان کو اچک لے گی، اسی طرح جب عذاب شروع ہو جائے گا تو بیچ میں تھوڑی دیر کے لیے بھی عذاب نہیں رُکے گا اور عذاب میں کمی بھی نہیں ہوگی۔

الثلثة

فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ
الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ
اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ

وہ ان کو جواب دیں گے کہ تم سراسر جھوٹے ہو① ﴿۸۶﴾ اور وہ (مشرک) اس روز اللہ تعالیٰ کے سامنے تابع داری پیش کرنے لگ جائیں گے اور جو بہتان وہ باندھا کرتے تھے وہ سب (بت) ان مشرکوں سے غائب ہوجائیں گے② ﴿۸۷﴾ جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے راستے (اسلام) سے روکتے تھے تو ان کے فساد (کفر یہ شرارت) کی سزا میں عذاب پر دوسرا عذاب ہم زیادہ کرتے رہیں گے③ ﴿۸۸﴾ اور جس (قیامت کے) دن ہم ہر امت میں ایک گواہ (یعنی اس امت کے نبی) کو ان ہی میں سے ان کے خلاف کھڑا کریں گے اور ہم تم کو (اے نبی!) لائیں گے ان لوگوں کے خلاف گواہی دینے کے لیے④

---

①(دوسرا ترجمہ) سو (اسی وقت) وہ (شریک) ان (مشرکوں) کی طرف بات پھینک ماریں گے (یعنی جواب دیں گے) کہ تم بالکل جھوٹے ہو۔

②(دوسرا ترجمہ) ان کا کچھ پتہ ہی نہیں چلے گا۔ (تیسرا ترجمہ) اور وہ غائب (گم) ہوجائے گا ان کافروں سے جو کچھ وہ دنیا میں جھوٹ باندھا کرتے تھے۔ فائدہ: دنیا میں انسانوں کا یہی حال ہے کہ انسان کسی کا دشمن بنتا ہے، کسی کا مخالف بنتا ہے، لیکن جب پکڑ میں آتا ہے تو میٹھی میٹھی بات کرتا ہے کہ میں تو آپ کا فرمابردار ہوں، میں تو آپ کا موافق ہوں، میں تو آپ کی حمایت کرنے والا ہوں، بس یہ کافر بے ایمان لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن بھی ایک موقع پر میٹھی میٹھی باتیں کریں گے کہ: اللہ! ہم تو آپ کے ماننے والے تھے، آپ کے فرمابردار تھے۔

③ایک عذاب تو ان کافروں کو اس لیے ہوگا کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے دین کا انکار کرتے تھے اور دوسرا عذاب اس لیے ہوگا کہ وہ دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین سے روکتے تھے، یعنی ان میں دو قسم کی برائیاں تھیں؛ اس لیے ان کو ڈبل عذاب ہوگا۔

④(دوسرا ترجمہ) پھر آپ (ﷺ) کو ان تمام پر گواہی کے لیے لاویں گے۔ قیامت کے میدان میں ہر نبی اپنی امت کے حالات کے متعلق گواہی دیں گے، اس وقت نبی کریم ﷺ بھی اپنی امت کے حالات بتلائیں گے؛ بلکہ آپ ﷺ تو تمام نبیوں کی شہادت کے سچا ہونے پر بھی گواہی دیں گے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴿۸۹﴾ ع ۱۲ ۱۸

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ

وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴿۹۰﴾ وَأَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا

الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

تَفْعَلُوْنَ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ۭ

اور ہم نے تمھارے اوپر کتاب (قرآن) اتاری جو ہر بات①(یعنی اصولِ دین) کو کھول کھول کر بیان کردے، اور ہدایت اور رحمت اور مسلمانوں کے لیے خوش خبری دینے والی ہے②﴿۸۹﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان (یعنی بھلائی کرنے) اور رشتے داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتے ہیں اور بے حیائی اور برائی اور ظلم سے وہ (اللہ تعالیٰ) روکتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو (اس لیے) نصیحت کرتے ہیں؛ تاکہ تم نصیحت قبول کرلو﴿۹۰﴾ اور تم اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرو③ جب کہ تم نے معاہدہ کیا ہے اور (اللہ تعالیٰ کے نام کے ذریعے) اپنی قسموں کو پکا کرنے کے بعد تم ان کو توڑ مت ڈالو اور پکی بات یہ ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر) تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ (یعنی ضامن) بنا چکے ہو، یقینی بات ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں﴿۹۱﴾ اور (قسم توڑنے میں) تم اس عورت جیسے مت بن جانا جو اپنے سوت کو (محنت کر کے) مضبوط کرنے کے بعد توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا کرتی تھی④

① مراد: دین کی سب چیزیں اور باتیں ہیں، بہت سی جگہوں پر مسائل کے اصول ہیں، کہیں کہیں فروع بھی ہیں؛ اسی لیے قرآن میں دنیوی معاشی چیزوں کو ڈھونڈنا ہی بنیادی غلطی ہے، کہیں کہیں کوئی ضمناً اشارہ آجائے تو اس سے فائدہ اٹھالو، تمام دنیوی علوم اور فنون قرآن میں نہیں ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) جو (خاص کر) مسلمانوں کے لیے (بڑی) ہدایت اور (بڑی) رحمت اور خوش خبری سنانے والی ہے۔

③ شریعت میں اللہ کے جو حقوق ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندوں کے جو حقوق ہیں اس سلسلے میں جو معاہدے ہوئے ہوں ان سب کو پورا کرو اور جو معاہدے شریعت کے خلاف ہوں اس کو پورا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

④ یعنی آپس کے عہد کو کچے دھاگے کی طرح مت سمجھو کہ جس طرح چاہے توڑ ڈالے۔

تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ

بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۝۹۲ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ

تَعْمَلُوْنَ۝۹۳ وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا

السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ

کہ تم اپنی قسموں کو (توڑ کر) آپس میں فساد ڈالنے کا بہانہ (ذریعہ) بنانے لگو، اس لیے کہ کچھ لوگ دوسروں سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے لگے ①یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمھارا امتحان لے رہے ہیں② اور جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن اللہ تمھارے سامنے اس کی پوری حقیقت کھول دیں گے ﴿۹۲﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم کو ایک (دین کے ماننے والی) امت بنا دیتے؛ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں گمراہ کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں (اس کو) ہدایت (کا راستہ سمجھاتے) ہیں③ اور جو کام تم لوگ کرتے ہو اس کے بارے میں تم سے ضرور سوال کیا جائے گا ﴿۹۳﴾ اور تم اپنی قسموں کو (خلاف کر کے) آپس میں دھوکہ دینے کا ذریعہ مت بناؤ④ کہ کسی کا قدم جمنے کے بعد پھسل جائے اور تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے بری سزا چکھنی پڑے،

① یعنی جھوٹی قسم کھا کر یا کھائی ہوئی قسم کو توڑ کر دنیا کا فائدہ حاصل کرنے کی فکر مت کرو۔ (دوسرا ترجمہ) اس لیے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے بڑھ جاوے (یعنی ایک جماعت یا پارٹی سے تم نے معاہدہ کیا، پھر پتہ چلا کہ ان کی تعداد کم ہے اور یہ لوگ کمزور ہیں، مال و دولت ان کے پاس کم ہے اور دوسری جماعت یا پارٹی ہمارے سامنے آئی جو طاقتور ہے، ان کے پاس افراد بھی زیادہ ہیں، مال بھی زیادہ ہے تو اب بغیر کسی شرعی وجہ کے پہلی جماعت سے معاہدہ توڑنا جائز نہیں ہے، پہلی کمزور جماعت کو چھوڑ کر دوسری طاقت والی جماعت کے ساتھ ہو جانے کا مقصد صرف دنیوی فائدہ ہوتا ہے، یاد رکھو کہ نفع اور نقصان تو صرف اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔

② یعنی کسی جماعت سے معاہدہ کیا اس کو پورا کرتے ہو یا صرف دنیا کے فائدے کے لیے معاہدہ توڑ دیتے ہو۔

③ (دوسرا ترجمہ) جس کو چاہتے ہیں اس کو صحیح راستے پر پہنچاتے ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) آپس میں فساد کا ذریعہ مت بناؤ۔

وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ
لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ
صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ

اور (ایسی صورت میں) تم کو بڑا عذاب ہوگا① ﴿۹۴﴾ اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا (اس کے خلاف کر کے) اس کے بدلے میں (دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ حاصل نہ کرو، اگر تم (حقیقت کو) سمجھو تو اللہ تعالیٰ کے پاس جو اجر اور ثواب تمھارے لیے ہے وہ بہت بہتر ہے ﴿۹۵﴾ جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ختم ہوجائے گا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا② اور صبر سے کام کرنے والوں کو ان کے بہترین کاموں کے مطابق ان کا بدلہ ہم ضرور دیں گے③ ﴿۹۶﴾ جس مرد یا عورت نے مؤمن ہونے کی حالت میں نیک کام کیا ہم اس کو پاکیزہ زندگی بسر کروائیں گے④

---

① قسم کھا کر کسی قوم سے معاہدہ کرو، پھر اس کی خلاف ورزی کرو تو اس سے لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق بدگمانی پیدا ہوگی، مسلمان بدنام ہوں گے، لوگ اسلام سے دور ہوں گے جس کی وجہ سے تم کو اللہ تعالیٰ کے دین سے روکنے کا گناہ ہوگا، اسی طرح بعض لوگ قسم کھاتے وقت ہی اس کو پورا نہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، صرف سامنے والے کو دھوکہ دینے کے لیے قسم کھاتے ہیں، یہ سب گناہ کے کام ہیں، اس کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوگا کہ تم کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی قسم توڑنے کا گناہ کریں گے اس کا وبال تم پر بھی آئے گا۔

② ''ما'' لغت کے اعتبار سے عام ہے، اس میں دنیا میں پیش آنے والے تمام حالات: خوشی، غم، بیماری، تندرستی، نفع، نقصان، کسی کی دوستی، کسی کی دشمنی؛ یہ سب چیزیں شامل ہیں؛ البتہ اس میں جو چیز صحیح ہوگی اس کا آخرت میں ثواب ملے گا، اور جو غلط ہوگی اس پر آخرت میں عذاب آئے گا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ: دنیا کا مال، رنج وغم، دنیا کی خوشی، دنیا کی راحت، بیماری سب ختم ہونے والی ہے، اس لیے ایسے فنا ہونے والے حالات اور معاملات کی دھن میں لگا رہنا اور اپنی زندگی اور زندگی کی تمام صلاحیتیں اس کی فکر میں لگائے رکھنا، یہ بہت بڑی غفلت کی بات ہے، یہ کسی عقلمند کا کام نہیں ہوسکتا۔

③ (دوسرا ترجمہ) صبر سے کام کرنے والوں کو جو بہترین کام وہ کیا کرتے تھے اس کا بدلہ ہم ضرور دیں گے۔ (بہترین کام دینی کام ہے جن میں عامۃً حالات آتے ہیں اور اس وقت صبر کرنا ہی پڑتا ہے اور اس پر اللہ ثواب عطا فرماتے ہیں)۔

④ آخرت میں تو پرلطف زندگی ہے ہی؛ لیکن دنیا میں بھی مزے دار زندگی ہے، دنیوی سامان میں قلت کے باوجود قناعت کی وجہ سے اطمینان حاصل ہوجاوے یہ بھی بڑی نعمت ہے، دنیا کی مصیبت میں آخرت کے اجر کی امید رکھنے میں لطف اور مزہ ہے۔

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝۹۷ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝۹۸ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُوْنَ۝۹۹ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ۝۱۰۰ ۱۳ ع ۱۱
وَاِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۱۰۱ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ۝۱۰۲ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ

اور ایسے لوگوں کو ان کے بہترین کاموں کے مطابق ان کا ہم ضرور بدلہ دیں گے ﴿۹۷﴾ سو جب تم قرآن پڑھو (یعنی پڑھنا چاہو) تو (پہلے) شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ (یعنی حفاظت) مانگ لیا کرو ﴿۹۸﴾ یقینی بات ہے کہ جو ایمان والے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ایسے لوگوں پر اس (شیطان) کا زور نہیں چلتا ﴿۹۹﴾ یقیناً اس (شیطان) کا زور تو ایسے ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا دوست بناتے ہیں اور وہی لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے ہیں ﴿۱۰۰﴾

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں① اور اللہ جو (حکم) نازل کرتے ہیں اس (کی مصلحت) کو اچھی طرح جانتے ہیں تو کافر لوگ (اس تبدیلی پر) کہتے ہیں کہ تم تو (اللہ پر) جھوٹ باندھنے والے ہو؛ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ (تبدیلی کی حقیقت کو) جانتے نہیں ہیں ﴿۱۰۱﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: یہ (قرآن مجید) روح القدس (یعنی جبرئیل علیہ السلام) تمھارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک لے کر آئے ہیں②؛ تا کہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھیں اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور خوش خبری کا ذریعہ ہو ﴿۱۰۲﴾ اور (اے نبی!) ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ (لوگ تمھارے متعلق) کہتے ہیں کہ: (وہ قرآن) ان (محمد ﷺ) کو ایک آدمی سکھلاتا ہے؛

---

① یعنی آیت میں نسخ ہوتا ہے۔

② اللہ تعالیٰ جو انسانی زندگی کے ہر دور کو جانتے ہیں وہ اپنی پوری حکمت سے احکام میں ٹھیک ٹھیک تبدیلی فرماتے ہیں۔

لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا
یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا
مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ
مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی
الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۷﴾

(حالاں کہ) جس آدمی کی طرف (قرآن سکھانے کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ (قرآن) تو صاف عربی زبان میں ہے ﴿۱۰۳﴾ یقینی بات ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت پر نہیں لاتے① اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۱۰۴﴾ یقیناً (اللہ تعالیٰ پر) جھوٹ تو وہی لوگ باندھتے ہیں② جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے ہیں، اور وہی لوگ (حقیقت میں) جھوٹے ہیں ﴿۱۰۵﴾ جو آدمی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد اس (اللہ) کے ساتھ کفر کرے؛ مگر یہ کہ جس آدمی پر (کفر کا کلمہ بولنے کے لیے) زبردستی کی گئی اور اس کا دل ایمان پر قائم (برقرار) ہو (تو اس پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی)؛ لیکن جو آدمی دل کھول کر کفر کرے③ تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے ﴿۱۰۶﴾ یہ (غضب اور عذاب) اس لیے ہوا کہ انھوں نے آخرت (کی زندگی) کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو (زیادہ) محبوب رکھا اور (یہ غضب اور عذاب) اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ ایسے (ضدی) کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتے ﴿۱۰۷﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتے۔

②(دوسرا ترجمہ) جھوٹ گھڑنا ان ہی لوگوں کا کام ہے۔

③یعنی اپنے اختیار سے کفر کو صحیح اور مستحسن (یعنی اچھا سمجھ کر) کرے۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ
الْغٰفِلُونَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا
ع ۱۴ ۱۰ مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جٰهَدُوا وَصَبَرُوٓا ۙ إِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۰﴾
يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۱۱﴾
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ

یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کان پر اور ان کی آنکھوں پر مہر لگا دی اور یہ وہی لوگ ہیں جو (اپنے انجام سے) بالکل غافل ہیں ﴿۱۰۸﴾ لازمی بات ہے① کہ یہی لوگ آخرت میں (سب سے زیادہ) نقصان میں ہوں گے ﴿۱۰۹﴾ پھر بھی تمھارے رب ایسے ہیں کہ (کفر کے) فتنے میں پڑنے کے بعد جن لوگوں نے (ایمان لاکر) ہجرت کی، پھر (انھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں) جہاد کیا اور صبر کیا② یقینی بات ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے تمھارے رب ان (ایمان اور نیک اعمال) کے بعد بھی بہت زیادہ بخشنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں③ ﴿۱۱۰﴾

(وہ دن قیامت کا یاد کرو) جس دن ہر انسان اپنے دفاع کی بات کرتا ہوا آئے گا④ اور ہر شخص کو جو عمل اس نے کیا اس کا پورا بدلہ مل جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۱۱۱﴾ اور اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان کرتے ہیں⑤ جو امن اور اطمینان والی تھی، اس (بستی والوں) کی روزی ہر طرف سے اس کو فراوانی کے ساتھ پہنچ رہی تھی،

---

①(دوسرا ترجمہ) ظاہری بات ہے۔

②یعنی حالات آنے کے باوجود ایمان پر جمے رہے اور مصیبتوں کو برداشت کیا۔

③یعنی ایمان کی برکت سے کفر کے زمانے کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جہاد اور دوسرے اعمالِ صالحہ کی برکت سے جنت کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

④یعنی خود کو عذاب سے کس طرح چھٹکارا مل جائے اس کا فکر کرتا ہوا آئے گا (دوسرا ترجمہ) اپنی طرف داری میں بات یعنی حجت بازی کرتا ہوا آئے گا (تیسرا ترجمہ) خود کو بے قصور ثابت کرتا ہوگا (یعنی دوسروں کا فکر نہ ہوگا؛ بلکہ صرف اپنا ہی فکر ہوگا)۔

⑤پہلے مکہ مراد ہے، پھر اس طرح کے دوسرے شہر بھی شامل ہوجائیں گے۔

فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾
وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا
مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ
غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

پھر اس (بستی والوں) نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان (کی ناشکری) کے کاموں کی سزا میں اس کو بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا① ﴿۱۱۲﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ان (بستی مکہ والوں) کے پاس ان ہی میں سے ایک رسول (یعنی حضرت محمد ﷺ) آئے تو اس بستی والوں نے اس (رسول یعنی حضرت محمد ﷺ) کو جھٹلایا، سو جب ان بستی والوں نے ظلم اپنایا تو ان کو عذاب میں پکڑ لیا ﴿۱۱۳﴾ سو جو روزی اللہ تعالیٰ نے حلال، پاکیزہ تم کو دی تم اس میں سے کھاؤ اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم واقعی اس (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرتے ہو② ﴿۱۱۴﴾ یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے اوپر مُردار اور (بہتا) خون اور خنزیر کا گوشت اور جس جانور پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو③ وہ حرام کیا ہے، سو جو آدمی بھوک سے بالکل مجبور ہو جائے، شرط یہ کہ مزے لینے کے لیے نہ کھاوے اور ضرورت سے④ زیادہ آگے نہ بڑھے تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں⑤ ﴿۱۱۵﴾

① یعنی جس طرح لباس انسان کے بدن کو گھیر لیتا ہے، اس طرح بھوک اور خوف نے ان کو گھیر لیا۔ بھوک کا اثر لباس اور کپڑے کی طرح پورے بدن پر ہوتا ہے؛ اس لیے آیت میں یہ تعبیر ہے۔
② یہاں شرط مراد نہیں ہے، بتلانا یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو تو عبادت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے۔
③ (دوسرا ترجمہ) اور جو جانور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر کر دیا گیا ہو۔
④ یعنی حرام چیزوں کو استعمال کرنے میں۔
⑤ یعنی حرام کے استعمال کا گناہ نہ ہوگا۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا
ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ
بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع ۱۵

اورجن چیزوں کے بارے میں تمھاری زبانیں جھوٹی باتیں بناتی ہیں ان (چیزوں) کے بارے میں ایسا مت کہا کرو کہ: یہ چیزیں حلال ہیں اور یہ چیزیں حرام ہیں (اس کہنے کا مطلب یہ ہوگا) کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھوگے، یقینی بات ہے کہ جولوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں ان کا بھلانہیں ہوگا① ﴿۱۱٦﴾ (دنیا میں) تھوڑے دن کا فائدہ اٹھالینا ہےاوران کے لیے دردناک عذاب (تیار) ہے ﴿۱۱۷﴾ اور (صرف) یہودیوں پر وہ چیزیں ہم نے حرام کردی تھیں جن کو ہم تمھارے سامنے پہلے بیان کرچکے ہیں② اور ہم نے ان (یہودیوں) پر کوئی ظلم نہیں کیا؛ لیکن وہ خود ہی (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے ﴿۱۱۸﴾ پھر تمھارے رب ایسے ہیں کہ جو لوگ نادانی میں کوئی برائی کربیٹھیں پھراس کے بعد توبہ کرلیویں اور (اپنی) اصلاح کرلیویں③ تو یقینی بات ہے کہ اس (توبہ) کے بعد بھی ایسے لوگوں کے لیے تمھارے رب (اللہ تعالیٰ) بہت ہی زیادہ معاف کرنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں④ ﴿۱۱۹﴾

① (دوسرا ترجمہ) وہ فلاح نہیں پائیں گے۔
② سورۂ انعام، نساء اور مائدہ میں۔
③ یعنی اپنے کاموں کو اچھا اور نیک بنالیا۔
④ یعنی کفر سے توبہ کرکے ایمان قبول کرنے کی برکت سے پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کردیں گے۔

إِنَّ إِبْرٰهِيْمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٠﴾ شَاكِرًا
لِّأَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٢١﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَإِنَّهٗ
فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا
كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَإِنَّ رَبَّكَ
لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٢٤﴾

یقینی بات ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام خودا کیلے) ایک امت (کے برابر) تھے① اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے، ٹھیک سیدھے راستے پر تھے اور وہ (ابراہیم علیہ السلام) مشرکوں میں سے نہیں تھے ﴿۱۲۰﴾ اس (اللہ تعالیٰ) کی نعمتوں کا شکر کرنے والے تھے، اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کو چن لیا تھا (لگا دیا تھا) اور اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کو سیدھے راستے پر پہنچا دیا تھا ﴿۱۲۱﴾ اور ہم (یعنی اللہ تعالیٰ) نے ان کو دنیا میں خوبیاں دی تھیں اور یقینی بات ہے کہ آخرت میں بھی وہ (ابراہیم علیہ السلام) نیک لوگوں میں سے ہوں گے② ﴿۱۲۲﴾ پھر ہم نے وحی کے ذریعے تم (محمد ﷺ) پر یہ حکم نازل کیا کہ تم ابراہیم (علیہ السلام) کے دین پر چلو جو ٹھیک سیدھے راستے پر تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے ﴿۱۲۳﴾ یقینی بات ہے کہ سنیچر کے دن کی تعظیم کرنا ان (یہودیوں) کے لیے ضروری کیا گیا تھا جو اس میں اختلاف کیا کرتے تھے اور یقین رکھو کہ تمھارے رب ان لوگوں کے درمیان قیامت کے دن قطعی فیصلہ کریں گے ان باتوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے③ ﴿۱۲۴﴾

① یعنی ایک پوری امت اور قوم میں جو فضائل اور کمالات ہو سکتے ہیں وہ اکیلے ابراہیمؑ میں اللہ تعالیٰ نے جمع فرما دیے تھے، اسی طرح پوری دنیا میں جتنے مشہور مذاہب ہیں ہر ہر مذہب کے ماننے والے لوگ ابراہیمؑ کو اپنا پیشوا اور سردار مانتے ہیں۔

② اعلیٰ مرتبے کے اچھے لوگوں میں سے ہوں گے۔

③ بعض یہودی لوگ سنیچر کے دن کا احترام کرتے اور عبادت کے لیے جو پابندیاں تھیں اس پر عمل کرتے اور دوسرے بعض یہودی سنیچر کے دن کا احترام نہیں کرتے اور عبادت کے لیے جو پابندیاں تھی اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ
رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ
فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا
صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ
ع ۱۶ ۲۲ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾

(اے نبی!) تم اپنے رب کے راستے (دینِ اسلام) کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کی بات سنا کر① دعوت دو اور (بحث کرنے کی ضرورت پڑے تو) بہترین طریقے سے ان سے بحث کرو، یقینی بات ہے کہ تمھارے رب ہی ان لوگوں کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں جو اس (اللہ تعالیٰ) کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور جو سیدھے راستے پر ہیں ان کو بھی وہ (اللہ تعالیٰ) بہت اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۱۲۵﴾ اگر تم بدلہ لو تو جتنی تکلیف تم کو دی گئی اتنا ہی بدلہ لو اور اگر تم صبر کرو② تو یہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت ہی اچھا ہے ﴿۱۲۶﴾ اور (اے نبی!) تم صبر کرو اور تم اللہ تعالیٰ کی مدد (یعنی توفیق) ہی سے صبر کر سکو گے③ اور ان (کافروں کے کفر اور مخالفت) پر تم غمگین نہ ہوؤ اور جو سازش (تمھارے خلاف) وہ (دشمن) کرتے ہیں اس سے تمھارا دل تنگ نہ ہو④ ﴿۱۲۷﴾ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اپنانے والے اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہیں⑤ ﴿۱۲۸﴾

① (دوسرا ترجمہ) عمدہ اسلوب سے (تیسرا ترجمہ) عمدہ طریقہ اپنا کر کے۔
② یعنی کسی کے ستانے کا بدلہ نہ لو۔
③ یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کی برکت سے صبر کرنا آسان ہوگا۔
④ یعنی کافروں کی سازشوں کی وجہ سے آپ کو صدمہ نہیں ہونا چاہیے؛ چوں کہ ان کی سازشیں چلنے والی نہیں ہیں۔
⑤ یعنی تقویٰ والوں کی خصوصی مدد فرماتے ہیں۔ محسنین سے مراد مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے۔

سُوْرَةُ الْإِسْرَاء

(مكية)

سورۂ اسرا

یہ سورت مکی ہے،اس میں ایک سو گیارہ(۱۱۱) یا ایک سو پندرہ(۱۱۵) آیتیں ہیں،سورۂ انبیاء یا سورۂ قصص کے بعد اور سورۂ سجدہ سے پہلے پچاس(۵۰) نمبر پر نازل ہوئی۔

اسراء: رات کے وقت چلنا۔اس سورت میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے معراج کا واقعہ موجود ہے اور وہ سفر رات میں ہوا تھا۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی رات کے وقت چلنے کا حکم دیا گیا تھا"ان اسر بعبادی لیلا"۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی رات کے وقت ایک سفر کیا تھا۔

اس سورت کا دوسرا نام"سورۂ بنی اسرائیل" بھی ہے؛حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب"اسرائیل" تھا؛اس لیے ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

اس سورت کی آخری آیت:وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

اِس کے متعلق ایک روایت میں آیا ہے کہ خاندانِ بنی عبد المطلب میں جب کوئی بچہ بولنے لگتا تھا تو نبیٔ کریم ﷺ اس کو یہی آیت پہلے سکھاتے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو بھی اس آیت کی تلاوت کرے گا اس کے لیے زمین اور پہاڑوں جتنا ثواب اللہ کے یہاں لکھا جائے گا۔

آیَاتُهَا ۱۱۱ | (۱۷) سُوْرَۃُ الْاِسْرَآءِ مَکِّیَّۃٌ (۵۰) | رُکُوْعَاتُهَا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا
الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① وَاٰتَیْنَا مُوْسَی
الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ؕ② ذُرِّیَّةَ مَنْ
حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ③

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

وہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو رات کے وقت ① مسجدِ حرام ② سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گئے، جس کے اطراف میں ہم نے (ہر قسم کی) برکتیں رکھی ہیں (اس بندے محمد ﷺ کو وہاں لے جانے کا مقصد یہ تھا) تا کہ ہم ان کو ہماری (قدرت کی) کچھ نشانیاں دکھلائیں، یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہر بات سننے والے، ہر چیز دیکھنے والے ہیں ﴿۱﴾ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (تورات) دی اور ہم نے اس (تورات) کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنا دیا (اور ان سے کہہ دیا) یہ کہ میرے سوا کو وکیل ③ مت بناؤ ﴿۲﴾ تم ان لوگوں کی تو اولاد ہو جن کو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا، یقیناً وہ (نوح علیہ السلام) تو بڑے ہی شکر کرنے والے بندے تھے ﴿۳﴾

---

① یعنی پوری رات نہیں؛ بلکہ رات کے ایک حصے میں۔

② مراد: مکہ میں کعبہ والی مسجد۔

③ یعنی کام بنانے والے۔

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا
كَبِيْرًا ④ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ
فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ
وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ⑥ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ

اور ہم نے کتاب (تورات) میں ① بنی اسرائیل کو یہ بات صاف صاف بتلادی تھی کہ تم زمین (ملکِ شام) میں دومرتبہ فساد مچاؤ گے ② اور تم بڑی سخت سرکشی کرو گے ③ ﴿۴﴾ پھر جب ان دو (مرتبہ کی شرارت) میں سے پہلا واقعہ پیش آیا تو ہم نے تمھارے مقابلے میں اپنے ایسے بندے بھیجے جو سخت لڑائی لڑنے والے تھے، سو وہ شہروں میں گھس کر پھیل گئے اور یہ ایسا وعدہ تھا جو پورا ہو کر ہی رہنے والا تھا ﴿۵﴾ پھر ہم نے تم کو ان (دشمنوں) پر دوبارہ غلبہ دیا ④ اور مال اور بیٹوں کے ذریعے ہم نے تمھاری مدد کی ⑤ اور ہم نے تمھارا لشکر (پہلے سے) اور زیادہ کردیا ﴿۶﴾ اگر تم بھلائی کے کام کرو گے تو اس کا فائدہ تمھارے ہی لیے ہوگا اور اگر تم برے کام کرو گے تو تمھارے لیے ہی برا ہوگا، پھر جب دوسرے واقعہ کا وقت آیا (تو پھر ہم نے دوسرے بندوں کو تم پر بھیجا) تاکہ (مار مار کر) تمھارے چہروں کو بگاڑ دیں

---

① یا دوسرے نبیوں کی کتابوں میں۔

② ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی مخالفت اور دوسری مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی مخالفت میں۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور تم بڑی خرابی پھیلاؤ گے (تیسرا) اور دوسروں پر بھی بڑا زور (ظلم) کرنے لگو گے (یعنی اللہ تعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق ضائع کرو گے)۔

④ (دوسرا ترجمہ) پھر ہم نے تم کو موقع دیا کہ پلٹ کر ان پر غالب آجاؤ۔

⑤ یعنی تمھارے مال اور بیٹے ہم نے زیادہ کردیے۔

وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝۷ عَسٰی
رَبُّكُمْ اَنْ یَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝۸ اِنَّ
هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ
لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝۹ وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝۱۰ ع
وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝۱۱ وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ
اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰیَةَ الَّیْلِ وَجَعَلْنَاۤ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور جس طرح پہلی مرتبہ (حملہ کرنے والے) مسجد میں گھس گئے تھے اسی طرح یہ (دوسری مرتبہ حملہ کرنے والے) بھی مسجد میں گھس پڑیں، اور جس پر وہ (حملہ کرنے والے) قابو پائیں وہ اس کو بالکل برباد کر ڈالیں گے ﴿۷﴾ عین ممکن ہے کہ تمھارے رب تم پر رحم فرمائیں①؛ لیکن اگر تم پھر وہی (نبی کی مخالفت کا) کام کرو گے تو ہم بھی دوبارہ وہی (سزا کا) کام کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنالیا ہے ﴿۸﴾ حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن ایسا راستہ بتاتا ہے جو بالکل سیدھا ہے② اور جو ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں ان کو بڑے ثواب کی خوش خبری دیتا ہے ﴿۹﴾ اور (قرآن یہ بات بتاتا ہے کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے ﴿۱۰﴾

اور (بعض) انسان برائی (کی ایسی دعا) مانگتے ہیں جس طرح وہ بھلائی مانگتے ہیں اور انسان تو بہت ہی جلدی کرنے والا ہے ﴿۱۱﴾ اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنائی ہے، پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹا (کر اندھیرا بنا) دیا ہے اور دن کی نشانی کو (دیکھنے کے لیے) روشن بنادیا؛ تاکہ تم (دن میں) اپنے رب کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو،

---

① حضرت محمد ﷺ کی شریعت کی اتباع کی برکت سے۔

② ''اَقْوَم'' وہ راستہ جس میں تین خوبیاں ہوں: (۱) آسان ہو۔ (۲) قریب ہو منزل تک جانے کے لیے۔ (۳) خطرات سے خالی ہو۔ مؤمن کی منزل جنت ہے، قرآن میں یہ تینوں اوصاف اکمل طریقے سے ہیں۔

وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ
اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ
كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ﴿۱۴﴾ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ
وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى
نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا فَفَسَقُوْا فِیْهَا

اور تاکہ تم کو سالوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم ہوجائے اور ہم نے ہر چیز کو پوری طرح کھول کھول کر بتلا دیا ہے ﴿۱۲﴾ اور ہر انسان کی بری بھلی قسمت اس کی گردن میں ہم نے (چمٹا کر) لگا دی ہے اور قیامت کے دن اس (انسان) کا لکھا ہوا اعمال نامہ اس کے سامنے نکال کر ہم رکھ دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھے گا ﴿۱۳﴾ (انسان کو کہا جائے گا کہ) تو تیرا اعمال نامہ خود پڑھ لے① آج تو خود اپنا حساب کرنے کے لیے کافی ہے ﴿۱۴﴾ جو آدمی بھی سیدھے راستے پر چلتا ہے وہ خود اپنے فائدے کے لیے چلتا ہے اور جو گمراہی کا راستہ اپناتا ہے وہ اپنے ہی پر نقصان اٹھاتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم اس وقت تک کسی کو سزا نہیں دیتے جب تک کوئی رسول (حجت پوری کرنے کے لیے) نہ بھیج دیویں② ﴿۱۵﴾ اور ہم جب کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس (بستی) کی اچھی حالت والے (مال دار) لوگوں کو (ایمان لا کر اطاعت کرنے کا) حکم دیتے ہیں③، پھر وہ (مال دار لوگ) اس (بستی) میں نافرمانی کرتے ہیں،

---

① دنیا کا ان پڑھ انسان بھی قیامت کے دن پڑھتا ہوجائے گا۔

② (دوسرا ترجمہ) کسی بھی رسول کو (حجت پوری کرنے کے لیے) بھیجنے تک ہم کسی کو عذاب نہیں دیا کرتے۔

③ (دوسرا ترجمہ): اس آیت میں لفظ "أَمَرْنَا" میں ایک قرأت "أَمَّرْنَا" میم کی تشدید کے ساتھ آئی ہے، تب آیت کا معنیٰ یہ ہوگا کہ: مالدار لوگوں کو ہم قوم کا امیر بنا دیتے ہیں۔ ایک قرأت "آمَرْنَا" کی بھی آئی ہے اس صورت میں آیت کا معنیٰ یہ ہوگا: کہ ہم مال داروں کو زیادہ کر دیتے ہیں۔ دونوں قرأت کا نتیجہ یہ ہے کہ مال داروں اور عیش پسندوں کی حکومت اور ان کی کثرت کی وجہ سے پوری قوم اللہ کی نافرمانی میں مبتلا ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے آنے کی نشانی ہے۔

فَحَقَّ عَلَيۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِيۡرًا ﴿١٦﴾ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ‌ؕ
وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوۡبِ عِبَادِهٖ خَبِيۡرًاۢ بَصِيۡرًا ﴿١٧﴾ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهٗ فِيۡهَا
مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِيۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ جَهَنَّمَ‌ۚ يَصۡلٰٮهَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ﴿١٨﴾ وَمَنۡ اَرَادَ
الۡاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعۡيَهَا وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰۤٮِٕكَ كَانَ سَعۡيُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُّمِدُّ
هٰٓؤُلَاۤءِ وَهٰٓؤُلَاۤءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّكَ‌ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحۡظُوۡرًا ﴿٢٠﴾

تب ان پر (عذاب کی) بات پکی ہوجاتی ہے، سو ہم اس (بستی) کو بالکل تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں ﴿۱۶﴾ اور نوح (علیہ السلام) کے بعد کتنی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا، تمھارے رب اپنے بندوں کے گناہوں کی پوری خبر رکھنے والے، دیکھنے والے کافی ہیں ﴿۱۷﴾ جو آدمی جلدی ملنے والی (دنیا ہی کو یا دنیا کے نقد فائدے) کو چاہتا ہو① تو ہم جتنا چاہتے ہیں جس کے لیے چاہتے ہیں اس کو اس (دنیا ہی) میں جلدی دیتے ہیں، پھر ہم نے اس کے لیے جہنم بنا رکھی ہے (تجویز کی ہے) جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر اور دھکے کھا کر داخل ہوگا ﴿۱۸﴾ اور جو شخص آخرت (کا فائدہ) چاہتا ہو اور اس (آخرت) کے لیے جیسی کوشش کرنی چاہیے ویسی کوشش کرتا (بھی) ہو اور وہ ایمان والا بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدر دانی کی جائے گی② ﴿۱۹﴾ (اے نبی!) تمھارے رب کی عطا③ میں سے ان (مؤمنین) کو بھی اور ان (کافروں) کو بھی ہر ایک کو ہم نوازتے ہیں④ اور (دنیا میں) تمھارے رب کی عطا کسی کے لیے بند نہیں ہے ﴿۲۰﴾

---

① یرید کا لفظ استمرار کو بتلاتا ہے؛ یعنی ہر عمل میں ہر وقت صرف دنیا ہی کی غرض چھائی ہو، آخرت کی طرف کوئی دھیان نہ ہو اور یہ کام ظاہر ہے کہ بے ایمان کافر ہی کر سکتا ہے، تو اس کے لیے جہنم کی دائمی سزا ہے، اور بہت سے مؤمن بھی غفلت میں کبھی نیک اعمال دنیا کے فائدہ کے لیے کرتے ہیں، آخرت کی طرف کوئی دھیان نہیں ہوتا، تو اس کو بھی اس نیک عمل کے اجر سے محروم رکھا جائے گا۔

② یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی قدر فرمائیں گے، اس کے لیے یہ تین شرائط ہیں: ایمان، اخلاص اور سنت کی اتباع؛ جو شخص ان کے ساتھ نیک عمل کو آخرت اور اللہ کی رضا جوئی کے لیے کرے گا تو اللہ ان کے عمل کی قدر کر کے آخرت میں بہترین بدلہ عطا کریں گے۔ ③ دنیاوی روزی۔ ④ (دوسرا ترجمہ) ہم مدد پہنچاتے ہیں۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾
لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾ ع ۲ ۱۲ ۲
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ
اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

(اے نبی!) تم دیکھو! ہم نے بعض انسانوں کو بعض پر کس طرح فضیلت دے رکھی ہے اور یقیناً آخرت میں بڑے درجات ہیں اور بڑی فضیلت ہے[۱] ﴿۲۱﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود مت بنا، سو تو برا حال اور بے کس ہو کر بیٹھ جائے گا[۲] ﴿۲۲﴾ اور تمھارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر ان (والدین) میں سے کوئی ایک یا دونوں تمھارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی کبھی ان کو اُف (ہوں) تک نہ کہو اور ان دونوں کو جھڑک مت دو اور ان دونوں کے ساتھ عزت (یعنی ادب) سے بات کیا کرو ﴿۲۳﴾ اور مہربانی (نرمی) کا برتاؤ کرتے ہوئے خود کو ان کے سامنے تواضع کے ساتھ جھکا دو اور (ان کے لیے یہ) دعا کرو: اے میرے رب! جیسی میری ان دونوں نے بچپن میں پرورش کی آپ بھی ان کے ساتھ (ویسا ہی) رحم کا معاملہ فرمایئے ﴿۲۴﴾ تمھارے دلوں میں جو ہے اس کو تمھارے رب خوب اچھی طرح جانتے ہیں اگر تم نیک بن جاؤ (پھر کبھی غفلت سے کوئی گستاخی یا گناہ ہو جائے) تو یقیناً توبہ کرنے والوں کو وہ (اللہ تعالیٰ) بہت معاف کرنے والے ہیں[۳] ﴿۲۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور آخرت درجات کے اعتبار سے بھی بڑی ہے اور فضیلت کے اعتبار سے بھی بڑی ہے۔
② یہ اس شخص کے لیے ہے جو آخرت کا منکر ہو اسی طرح ہر عمل میں ہر وقت صرف دنیوی غرض ہی چھائی ہو۔
③ (دوسرا) جو توبہ کے لیے اللہ کی طرف زیادہ رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کے گناہ بہت معاف کرتے ہیں۔

باقی حاشیہ اگلے صفحے پر =

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ

كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ

ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً

اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾

اور تو رشتے داروں کو اور مسکین کو اور مسافر کو ان کا حق دے اور (گناہ کے کاموں میں) مال مت اڑایا کر① ﴿۲۶﴾ یقینی بات ہے کہ مال کو (گناہ کے کام میں) اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے② ﴿۲۷﴾ اور اگر کبھی تجھے تیرے رب کی طرف سے رحمت (یعنی روزی) ملنے کی امید ہو اور (ابھی کچھ نہ ہونے کی وجہ سے) ان (رشتے دار مسکین، مسافروں) سے منہ پھراتا ہو③ تو تُو ان سے نرم بات کرلیا کر ﴿۲۸﴾ اور اپنا ہاتھ (بخیلی کی وجہ سے) اپنی گردن سے باندھ کر نہ رکھ④ اور (ایسی فضول خرچی بھی مت کرو کہ) اس (ہاتھ) کو بالکل کھلا ہی چھوڑ دو، ایسا کروگے تو ملامت کھا کر تھک ہار کر بیٹھ جانا پڑے گا⑤ ﴿۲۹﴾

=بعض مرتبہ والدین کی خدمت کرنے میں کوتاہی ہوجاتی ہے، اور کسی پریشانی یا غفلت یا ٹینشن میں ماں باپ کے سامنے کوئی بے ادبی کی بات نکل جاتی ہے، تو فوراً توبہ کرلے، اللہ سے بھی معافی مانگ لے اور والدین سے بھی معافی مانگ لے۔
اوابین: یعنی توبہ کرنے والے، اللہ تعالیٰ کو توبہ کرنے والے بہت پسند ہے، ایسے حدیث شریف میں مغرب کے بعد کی چھ رکعت اور اشراق کی نفل پڑھنے والوں کو بھی "اوابین" کہا گیا ہے: یعنی ان نمازوں کی توفیق ایسے لوگوں کو ہی نصیب ہوتی ہے جو اوابین اور توابین ہیں۔

اِس صفحے کا حاشیہ: ① باطل و ناجائز کام کے لیے ذرہ برابر بھی خرچ کرنا یہ تبذیر یعنی مال کو اڑانا ہے۔
② اڑانے والے شیطان کے بھائی بند ہیں: یعنی اس کے جیسے ہوتے ہیں: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو عقل کی دولت دی تھی، اس نے عقل والی دولت کو اللہ کی نافرمانی میں خرچ کیا، اسی طرح جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے مال کی دولت دی ہے اور وہ فضول خرچی کرے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کرے تو وہ شیطان جیسا ہوگیا۔
③ یعنی دینے سے انکار کرنا پڑے۔ ④ (دوسرا) ایسے کنجوس مت بنو کہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھ کر رکھو۔
⑤ مال ہونے کے باوجود بخیلی کی وجہ سے ہاتھ روک دیا تو لوگ تم پر ملامت کریں گے اور زیادہ ہی خرچ کرڈالا اور خود فقیر ہوگئے پھر خود پریشان ہونے لگے اور ہمت ہار جاؤگے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ ع ۴
وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً
كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا
يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

یقینی بات ہے کہ تمھارے رب جس کو چاہتے ہیں اس کو زیادہ روزی دیتے ہیں اور (جس کے لیے چاہتے ہیں رزق میں) تنگی کرتے ہیں① یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (بندوں کو) اچھی طرح دیکھتے ہیں ﴿۳۰﴾

اور مفلس ہو جانے کے ڈر سے تم تمھاری اولاد کو قتل مت کرو، ہم ہی تو ان (اولاد) کو اور تم کو روزی دیتے ہیں، یقینی بات ہے کہ ان (اولاد) کو قتل کرنا بھاری گناہ ہے ﴿۳۱﴾ اور تم زنا کے پاس بھی مت جاؤ، یقینی بات ہے کہ وہ (زنا) تو بڑی بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے ﴿۳۲﴾ جس شخص کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے تم اس کو قتل مت کرو؛ مگر یہ کہ (شرعی) حق پہنچتا ہو② اور جو آدمی بھی ناحق (یعنی ظلماً) قتل کر دیا گیا تو ہم نے اس (مقتول) کے والی کو (مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کروا دینے کا) حق دیا ہے، سو (مقتول کا والی) خون کا بدلہ لینے میں حد سے آگے نہ بڑھے، یقیناً وہ اس بات کے لائق ہے کہ اس کی مدد کی جائے③ ﴿۳۳﴾ تم یتیم کے مال کے (غلط طریقے سے کھا جانے کی نیت سے) قریب بھی مت جاؤ؛ مگر ایسے طریقے سے جو (یتیم کے حق میں) بہتر ہو،

---

① روزی کی کمی بیشی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، صحیح سخاوت سے کوئی فقیر نہیں ہوا، بخیلی سے کوئی مالدار نہیں بنا۔

② تو ضروری کارروائی کے بعد قتل کر سکتے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی مدد کے قابل ہے۔ اس میں ایک بات یہ بھی نکلتی ہے کہ اگر قاتل اور اس کے رشتے داروں کے ساتھ مقتول کے ورثا نے زیادتی کی تو اللہ تعالیٰ کی نصرت قاتل کے رشتے داروں کی طرف متوجہ ہوگی، لوگ بھی ان کی مدد کریں گے۔

حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٤﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا
كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿٣٥﴾ وَلَا تَقْفُ مَا
لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ
ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ
وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾

جب تک کہ وہ (یتیم) اپنی جوانی کو پہنچ جائے① اور تم (اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے) عہد کو پورا
کرو، یقیناً عہد کے بارے میں (تم سے قیامت کے دن) سوال کیا جائے گا ﴿۳۴﴾ اور جب (کسی
کو) کوئی چیز پیمانے سے ناپ کر دو تو پیمانہ پورا بھر کر کے دو اور (کوئی چیز) تولو تو تولنے میں صحیح ترازو
استعمال کرو، یہ (پورا ناپنا اور تولنا) اچھی بات ہے اور اس کا انجام بھی بہتر ہے② ﴿۳۵﴾ جس بات کی
تجھ کو (تحقیقی) خبر نہ ہو (اس کو سچ سمجھ کر) اس پر عمل مت کر، یقینی بات ہے کہ کان اور آنکھ اور دل ان
سب کے بارے میں (تم سے قیامت میں) سوال کیا جائے گا ﴿۳۶﴾ اور تو زمین میں اکڑ کر (اتراتے
ہوئے تکبر سے) مت چل؛ (اس لیے کہ) نہ تو تُو (ایسی چال چل کر) زمین کو پھاڑ سکے گا اور نہ تو
(سینہ تان کر بتکلف اونچا قد دکھا کر چلنے سے) پہاڑوں کی اونچائی تک پہنچ سکے گا ﴿۳۷﴾ یہ سب
برے کام ایسے ہیں جو تمھارے رب کو بالکل پسند نہیں ہیں ﴿۳۸﴾ یہ سب حکمت کی باتیں ہیں جو
تمھارے رب نے تمھاری طرف وحی کے ذریعے بھیجی ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود مت بنا
ورنہ تجھ پر ملامت کر کے دھکے دے کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا ﴿۳۹﴾

---

① یعنی یتیم جوان ہو کر اپنے مال کی حفاظت خود کرنے لگے وہاں تک اس کے مال کو سنبھالنا ہے۔
② دھوکہ دے کر کم ناپنے اور تولنے والوں کی تجارت میں برکت نہیں ہوتی، گاہکوں کو پتہ چل جاتا ہے تو وہ خریدنا بند کر دیتے
ہیں، یہ تو دنیوی نقصان ہوا اور آخرت میں جہنم کی سزا ہوگی۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ

اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا

يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ

الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

(اے مشرکو!) کیا تمھارے رب نے تم کو بیٹے دینے کے لیے چن لیا ہے اور خود (اپنے لیے) فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا ہے؟ یقینی بات ہے کہ تم بڑی بھاری (یعنی سنگین) بات کہہ رہے ہو ﴿۴۰﴾

یقینی بات ہے کہ ہم نے اس قرآن میں (توحید کی سچائی اور شرک کا باطل ہونا) الگ الگ طریقے سے سمجھایا ہے[۱]؛ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، حالت یہ ہے کہ (ہمارے سمجھانے سے) ان کی نفرت ہی زیادہ ہوجاتی ہے ﴿۴۱﴾ تو (ان کو) کہہ دے: اگر اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ یہ (مشرک) لوگ کہتے ہیں تب تو وہ سب مل کر عرش والے (اللہ تعالیٰ) پر چڑھائی کرنے کا کوئی راستہ پیدا کرتے ﴿۴۲﴾ (حقیقت یہ ہے کہ) جو باتیں یہ (مشرکین اللہ کے لیے) کہتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ کی ذات) ان سب سے بالکل پاک اور بہت زیادہ بلند (یعنی دور) ہیں ﴿۴۳﴾ ساتوں آسمان اور زمین اور جو (مخلوق) ان میں ہیں وہ سب اس (اللہ تعالیٰ) کی تسبیح[۲] بیان کرتی ہیں اور ہر چیز اس (اللہ تعالیٰ ہی) کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے؛ لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو، یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے حلیم، بہت معاف کرنے والے ہیں ﴿۴۴﴾ جب آپ (دین پہنچانے کے لیے) قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان (کافروں) کے بیچ ایک چھپا ہوا پردہ ڈال دیتے ہیں[۳] ﴿۴۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) پھیر پھیر کر بیان کیا ہے۔ ② تسبیح: یعنی ہر عیب سے پاک ہونا۔
③ کافر اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے اس لیے ناسمجھی ان پر ڈال دی جاتی ہے۔

وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝٤٦ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓی اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝٤٧ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۝٤٨ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ۝٤٩ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ۝٥٠

ربع

اور (وہ پردہ یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر ایسے پردے (یعنی غلاف) ڈال دیتے ہیں کہ وہ اس (قرآن اور اس کے مقصد) کو نہ سمجھ سکیں اور ہم ان کے کانوں میں گرانی (یعنی بوجھ) پیدا کردیتے ہیں، اور جب آپ قرآن میں اکیلے اپنے رب (کی صفات) کا ذکر کرتے ہیں① تو وہ کافر پیٹھ پھیر کر نفرت کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں ﴿۴٦﴾ (اے نبی!) جس وقت یہ (کافر) لوگ آپ کی بات کان لگا کر (یعنی پورے دھیان سے) سنتے ہیں (تو جس غرض سے یہ آپ کی بات یعنی قرآن سنتے ہیں) ہم خوب اچھی طرح (اس کو) جانتے ہیں اور جب وہ (ظالم لوگ) آپس میں (کان میں) چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں (ایسی باتوں کو بھی ہم اچھی طرح جانتے ہیں) جب یہ ظالم لوگ (اپنے تعلق والے مسلمانوں سے) یوں کہتے ہیں کہ: تم تو بس ایک جادو کیے ہوئے (مجنون) آدمی کے پیچھے چل پڑے ہو② ﴿۴۷﴾ آپ دیکھیے! یہ لوگ آپ کے لیے کیسی کیسی مثالیں (القاب) گھڑتے ہیں، سو وہ راستے سے بھٹک چکے ہیں، اب یہ (سیدھے) راستے پر نہیں آسکتے ﴿۴۸﴾ اور وہ (کافر لوگ) کہنے لگے کہ: جب ہم (مرنے کے بعد) ہڈیاں اور چورا چورا ہوجائیں گے تو پھر نئے سرے سے زندہ کر کے کیا ہم کو اٹھایا جائے گا؟ ﴿۴۹﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو کہ: تم پتھر یا لوہا بن جاؤ ﴿۵۰﴾

① یعنی قرآن میں صرف اللہ کے اوصاف کا ذکر ہوتا ہے، ان کے باطل معبود یعنی بتوں کی کوئی بھی صفت بیان نہیں ہوتی تو اس سے وہ ناراض ہوتے ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) آدمی کی اتباع کرتے ہو۔

أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ
مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ
قَرِيبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ ع
وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ
كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ
يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ

یا کوئی ایسی مخلوق ہو جاؤ کہ (اس کا دوبارہ زندہ ہونا) تم تمھارے دل میں بڑا مشکل سمجھتے ہو① اب وہ (کافر لوگ) کہیں گے کہ: کون ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ تم (جواب میں) کہو کہ: تم کو وہی (اللہ تعالیٰ) زندہ کریں گے جس نے تم کو پہلی بار زندہ کیا تھا، اس پر وہ (کافر) لوگ تمھارے سامنے اپنا سر ہلاویں گے اور کہیں گے کہ: وہ (دوبارہ زندہ ہونا) کب ہوگا؟ تو تم کہہ دو کہ: شاید کہ اس کا وقت قریب ہی آ گیا ہے ﴿۵۱﴾ جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو بلائیں گے② تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے حاضر ہو جاؤ گے اور تم یہ خیال کرتے ہوں گے کہ تم تو (بس دنیا میں) بہت کم ٹھہرے ﴿۵۲﴾

اور تم میرے (مؤمن) بندوں کو کہو کہ: وہ بہترین بات ہی کہا کریں، یقینی بات ہے کہ شیطان (سخت بات کہلوا کر) ان کے درمیان فساد ڈلواتا ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے ﴿۵۳﴾ تمھارے رب تمھاری حالت بہت اچھی طرح جانتے ہیں، وہ (رب) اگر چاہیں تو تم پر رحم کریں یا چاہیں تو تم کو عذاب دیویں اور ہم نے تم کو ان پر (ان کی ہدایت) کا ذمے دار بنا کر نہیں بھیجا ﴿۵۴﴾ آپ کے رب آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے ان سب کے حال کو اچھی طرح جانتے ہیں،

---

① پھر بھی اللہ تعالیٰ تم کو دوبارہ زندہ کریں گے۔

② فرشتوں کے ذریعے میدانِ قیامت میں جمع ہونے کے لیے بلائیں گے۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۵۵ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ
زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝۵۶ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ
عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝۵۷ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۵۸

اور بڑی پکی بات ہے کہ ہم نے بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت دی ہے اور ہم نے داوٗد (علیہ السلام) کو زبور (نام کی) کتاب دی ہے ﴿۵۵﴾ تم (ان مشرکین سے) کہہ دو: تم نے جن کو اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا معبود سمجھ رکھا ہے ان کو ذرا پکار کر تو دیکھو تو وہ تمھاری تکلیف دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ تو تکلیف بدلنے کا اختیار رکھتے ہیں① ﴿۵۶﴾ (اور) جن کو (مشرک لوگ) پکارتے ہیں② ان کی (خود کی) حالت یہ ہے: وہ اپنے رب تک پہنچنے کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں③ کہ ان میں سے کونسا (بندہ اللہ تعالیٰ کے) بہت نزدیک ہے اور وہ خود (اپنے) اس (رب) کی رحمت (حاصل کرنے) کی امید کرتے ہیں اور وہ اس (رب) کے عذاب سے ڈرتے ہیں، یقینی بات ہے کہ تمھارے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ﴿۵۷﴾ کوئی بستی ایسی نہیں ہے کہ ہم اس کو قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا اس (بستی والوں) کو سخت عذاب دیویں④ اور یہ بات (تقدیر کی) کتاب میں لکھی جا چکی ہے⑤ ﴿۵۸﴾

---

① کہ بھاری تکلیف کو بدل کر ہلکی تکلیف دیویں۔

② فرشتے اور جنات مراد ہیں عرب کے مشرکین جن کو معبود کا درجہ دیتے تھے اور ان کو پکارتے تھے؛ حالاں کہ فرشتے اور جنات کی حالت یہ ہے کہ وہ خود عبادت کے ذریعے اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

③ وسیلہ: ہر ایسی چیز کو کہتے ہیں جو دوسرے تک پہنچنے یا کسی کے قریب ہونے کا ذریعہ بنے، اللہ تعالیٰ کے لیے وسیلے کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال کے ذریعے اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔

④ [۱] نافرمانوں کی بستی پر قیامت سے پہلے عذاب ضرور آئے گا۔ [۲] قیامت آنے پر تو ہر شہر کے لوگ طبعی موت سے یا سخت آفت سے ویران کر دیے جائیں گے۔

⑤ کہ کافروں کو آخرت میں ہمیشہ عذاب ہوگا۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ

مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝۵۹ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ

بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي

الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝۶۰ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا ع ۶ ۸ ۲

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝۶۱

ہم نے (کافروں کے مانگے ہوئے) معجزات بھیجنا اس لیے موقوف کردیا کہ پہلے لوگوں نے اس (طرح مانگے ہوئے معجزات) کو جھٹلایا تھا اور ہم نے قومِ ثمود کو اونٹنی دی تھی جو آنکھیں کھولنے کے لیے کافی تھی① تو (قومِ ثمود) نے اس (اونٹنی) کے ساتھ ظلم کیا (یعنی مار ڈالا) اور ہم (اس قسم کے) معجزات ڈرانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں② ﴿۵۹﴾ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے کہا تھا کہ: یقینی بات ہے کہ تمھارے رب نے تمام لوگوں کو گھیرے میں لے لیا ہے③ اور ہم نے (اپنی قدرت کی عجیب چیزوں کا) جو نظارہ (معراج کے واقعے میں بیداری کی حالت میں) آپ کو دکھایا تھا اسی طرح وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت آئی ہے، بس اس کو ہم نے (کافر) لوگوں کے لیے ایک فتنہ بنادیا④ اور ہم ان کو ڈراتے رہتے ہیں، سو ان کی بڑی شرارت زیادہ ہی ہوجاتی ہے ﴿۶۰﴾

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ: تم آدم کو سجدہ کرو تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا؛ مگر ابلیس نے (سجدہ نہیں کیا) ابلیس نے کہا: کیا میں اس (انسان) کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا؟ ﴿۶۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جو اللہ کی قدرت سمجھانے کے لیے کافی تھی۔
② کہ معجزہ دیکھ کر ایمان نہ لاوے تو اللہ کا عذاب آجاوے۔
③ آپ کے رب کا علم تمام لوگوں کے ظاہری، باطنی، موجودہ اور مستقبل کے حالات کو احاطہ میں لیے ہوئے ہیں۔
④ [۱] یہ واقعہ ان کے لیے امتحان اور آزمائش کا ذریعہ بن گیا کہ وہ اس عجیب چیز کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے ہیں [۲] یہ بیداری کی حالت کا عجیب واقعہ سن کر لوگوں میں ایک ہنگامہ کھڑا ہوگیا، اس واقعے کو بعض لوگوں نے مانا بہت سوں نے نہیں مانا۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ
اِلَّا قَلِيْلًا ۝٦٢ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝٦٣
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ
وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝٦٤

ابلیس بولا: بتاؤ! وہ شخص جس کو آپ نے مجھ پر فوقیت (یعنی فضیلت) دی ہے، اگر آپ نے مجھ کو قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دے دی تو تھوڑے سے (لوگوں کو) چھوڑ کر اس کی تمام اولاد کو اپنے پورے قابو میں کرلوں گا① ﴿٦٢﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا② ان (آدم) کی اولاد میں سے جو بھی تیرے کہنے پر چلے گا تو یقیناً جہنم تم سب کی پوری (بھرپور) سزا ہوگی ﴿٦٣﴾ ان (آدمیوں) میں سے جس پر تیرا بس چلے ان کو اپنی آواز سے گھبرا لے③ اور ان (آدمیوں) پر تیرے گھوڑے سوار اور پیدل چلنے والوں کی فوج لا کر چڑھائی کرلے④ اور ان کے ساتھ مال اور اولاد میں تو شریک ہوجا⑤ اور ان سے (غلط سلط خوب) وعدے کرلے اور شیطان ان (آدمیوں) سے جو وعدہ کرتا ہے وہ تو دھوکہ ہی دھوکہ ہوتا ہے⑥ ﴿٦٤﴾

---

① احتناک کا اصلی معنیٰ تو آتا ہے "جانور کے جبڑوں میں لگام ڈال دینا جس سے جانور پورا قابو میں آجاتا ہے" اس طرح شیطان انسان کو پوری طرح قابو میں لینے کی کوشش کرتا ہے۔ یعنی گمراہ کرنے کے لیے شیطان اپنی پوری صلاحیت خرچ کر دیوے۔

② گمراہ کرنے کا کام تجھ سے جو ہوسکے کرلے، یہ اس کو اختیار دیا گیا۔

③ یعنی بہکالے، اس کا قدم سیدھے راستے سے اکھاڑ دے۔

④ یعنی شیطان اور اس کا پورا لشکر مل کر گمراہ کرنے میں پورا زور لگا دیوے۔ (جو کفر یا معصیت کی حمایت میں لڑے وہ شیطانی لشکر ہے)۔

⑤ یعنی اپنا حصہ لگالے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) اور شیطان تو آدمیوں سے بالکل جھوٹے (دغابازی کے) ہی وعدے کرتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ وَكِیْلًا۝۶۵ رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا۝۶۶ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَی الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا۝۶۷ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِیْلًا۝۶۸

یقینی بات ہے میرے (جو خاص) بندے ہیں ان پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا اور (اے نبی!) تمھارے رب (ان خاص بندوں کی) حفاظت کے لیے کافی ہیں① ﴿٦٥﴾ تمھارے رب ایسے (مہربان) ہیں جو تمھارے (نفع کے) لیے سمندر میں کشتی چلاتے ہیں؛ تاکہ تم (تمھارے) اس (اللہ تعالیٰ) کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو، یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم پر بہت ہی مہربان ہیں ﴿٦٦﴾ اور جب تم کو سمندر (کے سفر) میں کوئی تکلیف آ پہنچتی ہے تو (اس اللہ تعالیٰ کے سوا) جن (بتوں) کو تم پکارتے ہو ان سب کو تم بھول جاتے ہو② صرف وہی (اللہ تعالیٰ ہی) یاد رہتے ہیں③ پھر جب وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتے ہیں تو تم منہ پھرا لیتے ہو اور انسان تو بڑا ہی ناشکرا ہے ﴿٦٧﴾ کیا تم اس بات سے بے فکر ہو گئے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو (زمین پر لا کر) زمین کے کنارے پر دبا دیویں④ یا پتھر برسانے والی آندھی تم پر بھیج دیویں، پھر تم کو تمھاری حفاظت کرنے والا کوئی نہ ملے⑤ ﴿٦٨﴾

①(دوسرا ترجمہ) تمھارے رب (ان خاص) بندوں کے کام بنانے کے لیے کافی ہے۔
②(دوسرا ترجمہ) وہ سب تم سے غائب ہو جاتے ہیں۔ تم خود بتوں کو پکارتے نہیں ہو اور پکارو تو مدد نہ کر سکے۔
③(دوسرا ترجمہ) صرف اللہ تعالیٰ ہی کام آتے ہیں۔
④(دوسرا ترجمہ) زمین کے ایک حصے میں دھنسا دیویں۔
⑤(دوسرا ترجمہ) تمھارا کام بنانے والا (اللہ تعالیٰ کے سوا) کوئی نہ ملے۔

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ

فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ

اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ

خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ع ۷

فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾

کیا تم کو اس بات سے ڈر نہیں لگتا① کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو دوبارہ اس (سمندر) میں لے جاویں، پھر تمہارے اوپر ہوا کا طوفان بھیجیں، پھر تم کو کفر کی سزا میں غرق کر دیویں، پھر تم کو کوئی ایسا نہ ملے جو تمہاری طرف سے اس بات پر ہمارا پیچھا کر سکے②﴿۶۹﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو (خاص خوبیاں دے کر) عزت دی اور ہم نے ان کو زمین اور دریا میں (چلنے والی سواری پر) سوار کیا اور ہم نے ان کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا اور ہم نے ان کو ہماری بہت ساری مخلوقات پر اونچی فضیلت دی﴿۷۰﴾

جس (قیامت کے) دن ہم ہر انسان کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے③ پھر جن کو ان (کی اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دے دی جائے گی④ وہ تو اپنی کتاب کو (خوشی خوشی) پڑھیں گے اور ایک ریشے جتنا بھی ان پر ظلم نہیں ہوگا﴿۷۱﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) تم اس بات سے بے فکر ہو گئے۔

②(۱) یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب کے فیصلے کو ٹال دینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ (۲) اللہ نے کسی کو ہلاک کر دیا تو کیوں ہلاک کیا ایسی پوچھ کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔ (۳) جو لوگ ہلاک ہو گئے ان کی اللہ سے دیت وصول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔ (۴) ان پر جو عذاب بھیجا اس کا اللہ سے کوئی بدلہ نہیں لے سکتا۔

③(دوسرا ترجمہ) ان کے اعمال نامے کے ساتھ بلائیں گے۔

قیامت کے دن لوگ ماؤوں کے نام سے پکارے جائیں گے، اس میں حکمت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجلال ظاہر کیا جائے اور جو اولادِ زنا ہے وہ رسوا نہ ہوں۔

④نامۂ اعمال اڑائے جاویں گے تو کسی کے داہنے ہاتھ، کسی کے بائیں ہاتھ میں آ جاویں گے۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ
عَنِ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ
ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ
وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ
الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ
اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ ع ۸

اور جو آدمی اس (دنیا) میں اندھا بنا رہا① وہ آخرت میں (نجات تک پہنچنے سے) اندھا ہی رہے گا؛ بلکہ راستے سے زیادہ بھٹکا ہوا ہوگا② ﴿۷۲﴾ جو وحی ہم نے تمھاری طرف بھیجی ہے یہ (کافر) لوگ تم کو (فتنے میں ڈال کر) اس سے ہٹانے (کی کوشش میں) لگے تھے③ تاکہ اس (وحی کے حکم) کے سوا کوئی (غلط) بات تم ہمارے نام پر بنا کر پیش کرو، تب تو یہ (کافر) لوگ تم کو گہرا دوست بنا لیتے ﴿۷۳﴾ اور اگر ہم تم کو نہ سنبھالتے④ تو تم ان کی طرف تھوڑا سا جھکنے کے قریب پہنچ جاتے⑤ ﴿۷۴﴾ (اگر ایسا ہو جاتا) تب تو ہم تم کو دنیا میں بھی دُگنی سزا کا مزہ چکھاتے اور مرنے کے بعد بھی دُگنی سزا کا مزہ چکھاتے، پھر تم کو ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار نہ ملتا⑥ ﴿۷۵﴾ اور وہ (کافر) تو اس فکر میں لگے تھے کہ تمھارے قدم (مکہ یا مدینے کی) زمین سے اکھاڑ دیویں؛ تاکہ وہ (کافر) تم کو اس میں سے نکال دیویں، تب تو تمھارے جانے کے بعد ان کو بھی بہت تھوڑا رہنا نصیب ہوتا ﴿۷۶﴾ تم سے پہلے ہمارے بھیجے ہوئے رسولوں کے ساتھ بھی ہمارا یہ طریقہ رہا ہے اور تم ہمارے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤگے ﴿۷۷﴾

---

① آنکھ تھی؛ لیکن نجات کا راستہ دیکھنے سے اندھا رہا۔
② (دوسرا ترجمہ) بلکہ اندھے سے بھی زیادہ راستے سے بھٹکا ہوا رہے گا۔
③ آج بھی مسلمانوں کے ساتھ یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رکھتے۔
⑤ نبی کو بھی اللہ تعالیٰ ہی سنبھالتے ہیں پھر ہم کو بھی اللہ تعالیٰ سنبھالے اس کی بہت ضرورت ہے؛ اس لیے دین پر استقامت کی دعا کا اہتمام کرو ⑥ فرضی نافرمانی پر سزا کا یہ بیان ہے، معلوم ہوا کوئی کتنا ہی مقرب ہو، حقیقی نافرمانی پر سزا ہو سکتی ہے۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾ وَقُلْ رَّبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾

(اے نبی!) سورج ڈھلنے کے وقت سے لیکر رات کے اندھیرے تک تم نماز قائم کرو اور فجر کے وقت میں قرآن پڑھا کرو[1] یقینی بات ہے کہ فجر میں قرآن پڑھنے کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں ﴿۷۸﴾ اور رات کے کچھ حصے میں (جاگ کر) تہجد کی نماز پڑھا کرو، یہ تمھارے لیے ایک زائد عبادت ہے، امید ہے کہ تم کو تمھارے رب مقامِ محمود پر پہنچادیں گے[2] ﴿۷۹﴾ اور (اے نبی!) دعا کیجیے اے میرے رب! آپ مجھ کو اچھائی کے ساتھ داخل فرمایئے[3] اور آپ مجھ کو اچھائی کے ساتھ نکالیے[4] اور آپ مجھ کو اپنے پاس سے حکومت عطا فرمایئے جس کے ساتھ (آپ کی) مدد ہو[5] ﴿۸۰﴾ اور (اے نبی!) یوں کہو: حق (یعنی اسلام) آ گیا اور باطل (یعنی شرک) نکل کر بھاگ گیا[6] یقینی بات ہے کہ باطل تو بھاگنے والا ہی ہے[7] ﴿۸۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) فجر کی نماز میں قرآن پڑھا کرو۔ (تیسرا) فجر کی نماز بھی قائم کیا کرو۔ فجر میں طویل قرأت مطلوب ہے۔
ومن اللیل فتھجد بہ میں بہ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے، قرآن کے ساتھ بیدار رہنے کا مطلب ہے: نماز ادا کرنا؛ یعنی رات میں تہجد کی نماز پڑھو، اس میں قرآن کی تلاوت کرو۔

② قیامت کے دن ابتدا میں جب کسی میں بولنے کی ہمت نہیں ہوگی، تمام مخلوق محشر کی پریشانی میں ہوں گی اس وقت حضرت نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض معروض کر کے حساب شروع کروادیں گے، اس وقت تمام انسان حضور ﷺ کی تعریف کریں گے، خود باری تعالیٰ بھی تعریف فرمادیں گے۔ یہ مقام محمود ہوا۔

③ (دوسرا ترجمہ) راحت کے ساتھ، اچھائی کے ساتھ پہنچایئے۔

④ (دوسرا ترجمہ) مجھ کو راحت کے ساتھ لے جایئے۔

⑤ یعنی کسی جگہ سے نکلنا اور کسی جگہ میں داخل ہونا یہ سب راحت کے ساتھ ہو، کوئی تکلیف نہ ہو۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) مٹ گیا۔ ⑦ (دوسرا ترجمہ) مٹنے والا ہی ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا
خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ
يَئُوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ ع

اور یہ قرآن جو ہم نے اتارا ہے وہ مسلمانوں کے لیے (خصوصی) شفا اور رحمت ہے؛ البتہ ظالموں① کا تو اس سے نقصان ہی زیادہ ہوتا ہے ﴿۸۲﴾ اور جب ہم انسان کو نعمت دیتے ہیں تو وہ (شکر ادا کرنے کے بجائے) منہ پھرا لیتا ہے اور اپنا پہلو دور ہٹا لیتا ہے② اور اس کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو مایوس ہو کر بیٹھ جاتا ہے ﴿۸۳﴾ تم کہہ دیجیے: ہر ایک اپنے اپنے طریقے پر عمل کرتا ہے③، اور تمھارے رب ہی بہتر جانتے ہیں کون زیادہ صحیح راستے پر ہے ﴿۸۴﴾

---

① یعنی جو قرآن سے نفرت کر کے دور بھاگتے ہیں ان کا تو نقصان ہی ہوتا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) پہلو پھرا لیتا ہے (تیسرا ترجمہ) کروٹ پھیر لیتا ہے۔
③ شاکلتہ یعنی:

(۱) طبیعت، عادت، جبلت، نیت، طریقہ؛ سب کا حاصل یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنا ماحول اور عادت اور رسم و رواج کے اعتبار سے ایک عادت اور طبیعت بن جاتی ہے۔ اس کا عمل عام طور پر اس کے تابع رہتا ہے؛ اس لیے آیت میں تنبیہ کی گئی، بری عادت اور برے ماحول سے بچیں۔ نیک لوگوں کی صحبت اور اچھی عادت کو اپنا دیں۔
(۲) ہم شکل؛ ہر شخص اپنے مزاج کے مطابق آدمی سے مانوس ہوتا ہے، نیک آدمی نیک آدمی سے، شریر آدمی شریر آدمی سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے؛ اس لیے انسان کو چاہیے کہ خراب صحبت اور خراب آدمی سے پرہیز کا اہتمام کرے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾

اور یہ (مشرکین، یہود) تم سے روح (کی حقیقت) کے بارے میں سوال کرتے ہیں، تو تم ان کو جواب میں کہو: روح تو میرے رب کے حکم سے بنتی ہے① اور تم کو تو بس تھوڑا سا ہی علم دیا گیا ہے ﴿۸۵﴾ اور اگر ہم چاہیں تو جو وحی ہم نے تمھارے پاس بھیجی ہے وہ سب ہم واپس لے لیتے، پھر تم کو اس (کو واپس لانے) کے لیے ہمارے مقابلے میں کوئی مدد کرنے والا نہیں ملے گا② ﴿۸۶﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) روح تو میرے رب کے حکم سے آتی جاتی ہے۔

(۱) بہت سے مفسرین نے یہاں روح سے مراد: وحی اور قرآن، یا وحی لانے والے فرشتے جبریل کے متعلق سوال قرار دیا ہے۔ سوال کا حاصل یہ ہوگا کہ آپ ﷺ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ کون لاتا ہے؟ قرآن نے اس کا مختصر جواب دیا کہ: اللہ کے حکم سے وحی آتی ہے۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ: روح ایک الگ فرشتہ ہے جو عجیب وغریب ہے۔

(۲) شانِ نزول کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں روح سے مراد روحِ انسانی، روحِ حیوانی ہے، جس کو انسان کی جان کہا جاتا ہے۔ قریش نے یہود کے سکھانے پر نبیِ کریم ﷺ کی نبوت کے امتحان کے لیے جو تین سوال کیے تھے، اس میں سے ایک سوال روح کے بارے میں تھا، اس کے جواب میں یہ آیا۔

بعض کہتے ہیں کہ: روح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ سوال وجواب کا حاصل یہ ہوگا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام محض اللہ کے حکم سے کلمۂ کن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔

روح کی کچھ حقیقت: انسان کا ایک جسم ہے، ایک روح ہے، جسم بہت سارے مادے سے پیدا ہوا ہے؛ لیکن روح بغیر کسی مادے کے محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنائی گئی ہے، روح کی تخلیق میں کسی طرح کا کوئی مادہ نہیں لیا گیا، روح تو رب کے حکم سے ہے؛ یعنی عام مخلوق کی طرح نہیں ہے جو مادے کے ذریعے یا توالد وتناسل کے ذریعے وجود میں آئے؛ بلکہ وہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کے حکم کن فیکون سے وجود میں آنے والی چیز ہے۔

② اس آیت میں اشارہ ہے کہ انسان کو جس قدر بھی علم ملا ہے وہ بھی اس کی جاگیر نہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو بھی سلب کر سکتے ہیں؛ اسی لیے انسان کو چاہیے کہ موجودہ علم پر اللہ کا شکر ادا کرے، اور فضول لایعنی تحقیقات میں وقت ضائع نہ کریں، خاص کر کے جب مقصود تحقیق کرنا بھی نہ ہو؛ بلکہ دوسرے کا امتحان لینا اور ذلیل کرنا مقصود ہو، اگر ایسی غلط نیت ہوگی تو جتنا علم حاصل ہے وہ سلب ہو سکتا ہے۔ آیت میں خطاب اگرچہ حضور ﷺ کو ہے؛ مگر امت کو سنانا مقصود ہے کہ جب رسول کا علم بھی ان کے اختیار میں نہیں تو دوسروں کا کیا کہنا۔ علم انسان کی ذاتی جاگیر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اپنے علم پر ناز نہیں کرنا چاہیے، حضور ﷺ کو یہ خطاب ہے، تو ہماری تو کیا حیثیت ہے! علم کو اللہ کا فضل سمجھے اس پر ناز نہ کرے۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ

وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ

اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾

یہ تو صرف تمھارے رب کی مہربانی ہے① یقینی بات ہے کہ تم پر اس (اللہ) کا بہت بڑا فضل ہو رہا ہے②﴿۸۷﴾ (اے نبی! ان تمام انسانوں سے) کہو کہ: اگر انسان اور جنات سب آپس میں اس کے لیے جمع ہو جائیں کہ وہ سب اس قرآن جیسا دوسرا (کلام) بنالائیں تو اس جیسا بنا کر نہیں لاسکیں گے، چاہے وہ آپس میں ایک دوسرے کے مددکرنے والے ہی بن جائیں (تو بھی بنا نہیں سکتے)﴿۸۸﴾ ہم نے لوگوں کے (فائدے کے) لیے اس قرآن میں ہر قسم کی (عجیب اور عمدہ) باتیں الگ الگ انداز سے بیان کی③ پھر بھی اکثر لوگ ناشکری کیے بغیر نہیں رہتے﴿۸۹﴾ اور وہ (مکہ کے کافر) کہنے لگے: ہم اس وقت تک ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک اس زمین کو پھاڑ کر آپ ہمارے لیے ایک چشمہ جاری کردیں④﴿۹۰﴾

---

① یعنی یہ کہ اس نے وحی واپس نہیں لی اور جاری رکھی۔
② انسان کو جو صحیح علم اور صحیح عمل ملتا ہے وہ سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ اس کی قدر کرنی چاہیے۔ اس آیت میں علم پر ناز کرنے کی جڑ کٹ جاتی ہے، علمِ دین سراسر فضلِ کبیر ہے اس کی قدر کرو۔ اور دوسری آیت ولولا ان ثبتناک میں عمل پر ناز کرنے کی جڑ کاٹی گئی ہے۔ ③ ہر مثال کو پھیر پھیر کر بیان کیا۔
④ نبی کریم ﷺ سے کافروں نے اپنے ایمان لانے کی شرط رکھی، اور یہ تمام شرائط ایسی ہیں کہ ہر انسان ان کو سن کر کہ محسوس کرتا ہے کہ یہ مذاق ہے، اور ایمان نہ لانے کا بیہودہ بہانہ ہے، اور ایسے سوالات کے جواب میں انسان کو فطرۃً غصہ آتا ہے، اور جواب بھی اسی انداز کا دیتا ہے؛ لیکن آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کو جو جواب سکھایا وہ بڑا عجیب وغریب ہے، تمام دین کی دعوت کا کام کرنے والوں کے لیے لائحۂ عمل ہے، سیدھے سادھے الفاظ میں اصل حقیقت کو واضح کرکے جواب دے دیا گیا، اللہ کا رسول اللہ کی طرح عام اختیارات کا مالک اور ہر ہر چیز پر قادر نہیں ہوا کرتا، اللہ کا رسول صرف اللہ کا پیغام پہنچانے کا کام کرتا ہے، بس اتنی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رسالت کو ثابت کرنے کے لیے بہت سے معجزات دیتے ہیں، مگر وہ بھی اللہ کی قدرت اور اختیار سے ہوتے ہیں۔

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ
السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ
بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا
نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا
رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ
السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

ع۱۰

یا آپ کا ایک کھجور اور انگور کا باغ (باڑی) ہو، سو آپ اس (باغ) کے بیچ میں زمین پھاڑ کر بہت ساری نہریں جاری کر دو ﴿۹۱﴾ یا (جیسے کہ تم کہا کرتے ہو) آسمان کے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دو یا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو (کھلم کھلا) ہمارے سامنے لا کر کھڑا کر دو ﴿۹۲﴾ یا آپ کے لیے ایک سنہرا (رہنے کا) مکان ہو① یا آپ (ہماری نظروں کے سامنے) آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم آپ کے (آسمان پر) چڑھ جانے کا اس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک آپ ہمارے پاس ایسی کتاب نہ لاؤ② جس کو ہم پڑھ سکیں، (اے نبی!) کہہ دو: میرے رب تو پاک ہیں، میں تو ایک بشر ہی ہوں جس کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے ﴿۹۳﴾

اور جس وقت لوگوں کے پاس ہدایت آئی تو اس وقت ایمان لانے سے ان کو صرف اس بات نے روکا کہ وہ کہتے تھے کہ: کیا اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا؟ ﴿۹۴﴾ (اے نبی!) تم (جواب میں ایسا) کہو کہ:③ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے (اور) بستے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ﴿۹۵﴾

---

① یعنی سونے کا مکان یا کم سے کم سونے کا پانی چڑھایا ہوا۔ ② (دوسرا ترجمہ) جب تک تم ہم پر ایسی کتاب نازل نہ کرا دو۔
③ اگر زمین میں فرشتے ہی اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے۔ "مُطْمَئِنِّيْنَ" یعنی: مقیمین، ساکنین، مطوطنین۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿٩٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ
اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ
سَعِيْرًا ﴿٩٧﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا النصف
لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿٩٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ
عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٩٩﴾

(اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو کہ: اللہ تعالیٰ میرے اور تمھارے درمیان (میرے سچے رسول ہونے کی) گواہی دینے کے لیے کافی ہیں، یقینی بات ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے بندوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (سب کچھ) دیکھتے ہیں ﴿۹۶﴾ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیویں وہی سیدھے راستے پر ہوتا ہے اور جس کو (اللہ) گمراہ کرتے ہیں تو تم ان (گمراہوں) کے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں پاؤ گے اور ہم ان (گمراہوں) کو قیامت کے دن ان کے منہ کے بل (اوندھا چلا کر) اندھا اور گونگا اور بہرا (کر کے) جمع کریں گے، ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جب بھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی تب ہم بھڑکا کر ان (کافروں) پر تیز کر دیں گے ﴿۹۷﴾ ان کی یہ سزا اس لیے ہوئی کہ انھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور (دنیا میں) وہ کہتے تھے کہ: کیا جب ہم (مرنے کے بعد) ہڈیاں اور چورا چورا ہو جائیں گے پھر بھی ہم کو نئے سرے سے بنا کر (قبروں سے) اٹھایا جائے گا ﴿۹۸﴾ کیا وہ (کافر) اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس پر قادر ہے کہ ان جیسے (انسانوں) کو (پھر سے) پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ نے ان (کو پیدا کرنے کا) ایک وقت (قیامت) مقرر کر رکھا ہے جس (کے آنے) میں ذرا برابر بھی شک نہیں ہے، پھر بھی یہ ظالم لوگ انکار کیے بغیر نہیں رہتے ﴿۹۹﴾

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۟ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۟ ع

(اے نبی! ان کافروں سے) تم کہو: اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمھارے اختیار میں ہوتے① تب تو خرچ (ہو کر یا ختم) ہونے کے ڈر سے تم ہاتھ روک لیتے② اور انسان تو دل کا بڑا تنگ ہے③ ﴿۱۰۰﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو نو (۹) کھلی ہوئی نشانیاں دی تھیں④ پھر (اب) تم بنی اسرائیل (کے خاص کر علما) سے پوچھو: جب موسیٰ ان (بنی اسرائیل) کے پاس آئے⑤ تو فرعون نے ان (موسیٰ علیہ السلام) سے کہا کہ: اے موسیٰ! میرا تمھارے بارے میں خیال یہ ہے کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے⑥ ﴿۱۰۱﴾

---

① اس سے مراد نبوت اور رسالت کے خزانے ہیں، اسی طرح مال و دولت کے خزانے بھی ہیں کہ اس کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضے میں رکھی ہے، اگر یہ طبیعت کے بخیل انسان کو تقسیم حوالے کی جائے تو وہ کسی کو دینے کے لیے تیار نہ ہوتا۔

② یعنی خزانوں کو بند کر کے بالکل خرچ نہ کرتے۔

③ (دوسرا ترجمہ) انسان تو (اپنی طبیعت میں) بڑا ہی کنجوس ہے۔

④ نشانی سے بعض مفسرین نے نو معجزات مراد لیے ہیں: [۱] عصا [۲] ید بیضا یعنی سفید چمکتا ہوا ہاتھ [۳] زبان سے لکنت کا دور ہونا [۴] دریا کا پھٹ کر اس میں راستے کا بن جانا [۵] طوفان [۶] ٹڈی [۷] قُمّل (جوئیں) [۸] مینڈک [۹] خون۔ بعض مفسرین نے نو احکام مراد لیے ہیں: [۱] شرک نہ کرو [۲] چوری نہ کرو [۳] زنا نہ کرو [۴] کسی کو بھی ناحق قتل مت کرو [۵] کسی بے قصور پر ناحق جھوٹا الزام لگا کر قتل مت کرو [۶] جادو مت کرو [۷] سود مت کھاؤ [۸] پاک دامن عورت پر تہمت مت لگاؤ [۹] جہاد کے میدان سے مت بھاگو۔ یہ ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت ہے۔ (نو کے عدد سے یہ ضروری نہیں ہے کہ نو سے زائد نہ ہو، اس جگہ نو کا تذکرہ کسی خاص اہمیت کی بنا پر کیا گیا ہے۔)

⑤ یعنی بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دلانے اور توحید کی دعوت دینے کے لیے آئے۔

⑥ بعض نے مسحوراً کو اسمِ فاعل کے معنیٰ میں لیا ہے، اس وقت ترجمہ یہ ہوگا: میرا تمھارے بارے میں خیال ہے کہ اے موسیٰ! تم جادوگر ہو۔ رواہ الترمذی وابن ماجہ)۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ
یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾
وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا
بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۱۰۵﴾
وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۶﴾

موسیٰ علیہ السلام نے (جواب میں) کہا کہ: (اے فرعون!) تو (دل سے اچھی طرح) جانتا ہے کہ یہ تمام نشانیاں کسی اور نے نہیں؛ بلکہ آسمانوں اور زمین کے رب نے سمجھانے کے لیے① اتاری ہیں اور اے فرعون! تیرے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ تو (ہلاک و) برباد ہونے والا ہے ﴿۱۰۲﴾ پھر فرعون نے یہ ارادہ کیا کہ ان (بنی اسرائیل) کو (مصر کی) زمین میں چین سے رہنے نہ دیوے②، سو ہم نے (اسی وقت) اس (فرعون) کو اور اس کے ساتھ کے تمام لوگوں کو غرق کر دیا ﴿۱۰۳﴾ اس (فرعون) کے (غرق ہونے کے) بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ: تم زمین میں رہو، سو جب آخرت کے وعدے کے پورا ہونے کا وقت آئے گا تو ہم تم سب کو جمع کر کے (قیامت کے میدان میں سمیٹ کر) حاضر کر دیں گے ﴿۱۰۴﴾ اور قرآن کو سچائی کے ساتھ ہم نے اتارا اور قرآن سچائی کے ساتھ ہی اترا اور ہم نے تم کو (نیک لوگوں کے لیے جنت کی) خوش خبری سنانے والا بنا کر اور (نافرمانوں کو عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ﴿۱۰۵﴾ اور ہم نے قرآن کے جدا جدا حصے بنا دیے③؛ تاکہ تم اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے ﴿۱۰۶﴾

---

① یعنی بصیرت پیدا کرنے کے لیے۔

② (دوسرا ترجمہ) ان کو دہشت زدہ کرنا چاہا۔ (تیسرا) (مصر کی) زمین سے ختم کر دیوے۔ (مصر سے) نکال دیوے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور قرآن کے یہ ہم نے (آیات، سورت وغیرہ سے) جگہ جگہ فصل رکھا۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾
وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۩﴿۱۰۹﴾ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ
ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾

(اے نبی!) تم (ان کافروں کو) کہو کہ: تم اس (قرآن) پر ایمان لاؤ کہ نہ لاؤ، یقیناً جن لوگوں کو اس (قرآن) سے پہلے (آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا تھا جب ان کے سامنے (قرآن کی آیت) تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تھوڑیوں کے بل① سجدے میں گر پڑتے ہیں ﴿۱۰۷﴾ اور وہ (زبان سے) یہ کہتے ہیں کہ: ہمارے رب کی ذات (وعدہ خلافی سے) پاک ہے اور ہمارے رب کا وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہتا ہے② ﴿۱۰۸﴾ اور روتے ہوئے تھوڑیوں کے بل (زمین پر) گر جاتے ہیں اور یہ (قرآن) ان کی عاجزی کو اور زیادہ کر دیتا ہے③ ﴿۱۰۹﴾ (اے نبی!) تم کہو کہ: تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی (اللہ کو) پکارو گے (ذات تو ایک ہی ہے) تمام اچھے اچھے نام تو اسی (اللہ تعالیٰ ہی) کے ہیں④ اور تم (جہر کے وقت) اپنی نماز اونچی آواز سے پکار کر کے مت پڑھو اور اس میں بالکل چپکے چپکے (نیچی آواز سے) بھی مت پڑھو؛ بلکہ ان (دونوں آوازوں) کے درمیان ایک (متوسط) راستہ اختیار کرو⑤ ﴿۱۱۰﴾

① یعنی منہ کے بل۔ ② اللہ تعالیٰ کا ہر وعدہ پورا ہی ہوتا ہے، یہاں خاص طور پر جس زمانے میں جس نبی پر جس کتاب کو اتارنے کا وعدہ ہوا اس کی طرف اشارہ معلوم ہو رہا ہے، خاص طور پر بنی اسماعیل کے نبی حضرت محمد ﷺ پر قرآن کو اتارنے کی طرف اشارہ معلوم ہو رہا ہے۔

③ قرآن کی تلاوت کے وقت رونا اچھی بات ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے تو بہت اچھے اچھے نام ہیں۔

⑤ معلوم ہوا آواز میں بھی اسراف ہوتا ہے اس سے بچنا چاہیے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۠ ﴿۱۱۱﴾ ع

اور تم کہہ دو کہ: تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کوئی اولاد نہیں بنائی اور سلطنت میں کوئی اس کا شریک بھی نہیں ہے اور عاجزی (یعنی کمزوری) سے بچانے کے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کو کسی مدد کرنے والے کی ضرورت نہیں① اور اس (اللہ تعالیٰ) کی ایسی بڑائی بیان کرو جیسی بڑائی بیان کیے جانے کا اس کو حق حاصل ہے② ﴿۱۱۱﴾

---

① یعنی اللہ تعالیٰ میں کسی طرح کی کمزوری ہے ہی نہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے یقین کے ساتھ اس کی بڑائی تو بیان کر۔

فائدہ: اس آیت (وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾) کے متعلق ایک روایت میں آیا ہے کہ خاندانِ بنی عبد المطلب میں جب کوئی بچہ بولنے لگتا تھا تو نبی کریم ﷺ اس کو یہی آیت پہلے سکھاتے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو بھی اس آیت کی تلاوت کرے گا اس کے لیے زمین اور پہاڑوں جتنا ثواب اللہ کے یہاں لکھا جائے گا۔

حدیث میں اس کو آیۃ العز کہا گیا ہے؛ یعنی جو شخص اس کو یقین کے ساتھ پڑھے گا اس کو عزت و بلندی حاصل ہوگی۔

سُوْرَةُ الْكَهَف

(مكية)

سورۂ کہف

اِس سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل تھی، دونوں سورتوں کے درمیان ربط:

(۱) سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کا تذکرہ ہوا ''وقل الحمد لله'' اور سورۂ کہف کی شروعات بھی حمد پر ہوئی۔

(۲) شانِ نزول کے اعتبار سے ربط ہے؛ اس لیے کہ مشرکینِ مکہ نے حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی آزمائش کے لیے تین سوال کیے تھے: روح، نوجوانوں کے متعلق اور ذو القرنین کے متعلق، اس میں سے دو سوالوں کے تفصیلی جوابات سورۂ کہف میں اور ایک سوال کا جواب سورۂ بنی اسرائیل میں ذکر کیا گیا ہے۔

(۳) سورۂ بنی اسرائیل کے شروع میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے لیے صفتِ عبد آئی اور وہی صفت سورۂ کہف کے شروع میں آئی؛ یعنی اہم ترین مقام عبدیت کو بتانا ہے۔

یہ سورت مکی ہے، اس میں ایک سو دس (۱۱۰) آیتیں ہیں، سورۂ غاشیہ کے بعد آٹھ (۸) یا (۶۹) نمبر پر نازل ہوئی۔

فضائل: (۱) جمعہ کے دن پڑھنے سے آٹھ دن تک دجال اور ہر فتنے سے حفاظت ہوتی ہے اور ایک جمعہ سے دوسری جمعہ تک اور مزید تین دن تک کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور ایسا نور اس کو دیا جائے گا جو آسمان تک پہنچے گا اور اس کے دل میں ایک خاص نور روشن ہوجاتا ہے۔

(۲) جس نے اس کی دس آیات زبانی یاد کرلی دجال کے فتنے سے اس کی حفاظت ہوگی۔

نوٹ: فتنے مختلف طرح کے ہوتے ہیں:

① عقیدے کا فتنہ، اس سے حفاظت اصحابِ کہف کے واقعہ میں ہے۔

② مال کا فتنہ، اس سے حفاظت دو باغ والوں کے قصے میں ہے۔

③ علم کا فتنہ، اس سے حفاظت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے۔

④ حکومت کا فتنہ، اس سے حفاظت ذو القرنین کے واقعہ میں ہے۔

(۳) جس کے سامنے دجال آجائے وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں پڑھے۔

(۴) جس نے سورۂ کہف کو جمعہ کی رات میں پڑھا تو اس پڑھنے والے اور کعبۃ اللہ کے درمیان پورے علاقے میں ایک نور اس کے لیے روشن ہوجاتا ہے (جس کے ذریعے وہ پڑھنے والا بیت اللہ کے انوار سے مستفیض ہوتا ہے)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: جو کسی چیز کو دیکھے اور وہ اس کو اچھی لگے تو اس سورت کی آیت نمبر (۳۹) ''ماشاء اللّٰہ لاقوۃ الا باللہ'' پڑھ لیوے تو نظرِ بد نہیں لگے گی۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ: گھر میں داخل ہوتے وقت بھی اس کو پڑھنا چاہیے۔

وھب ابن منبہؒ کے گھر کے دروازے پر ''ماشاء اللّٰہ لاقوۃ الا باللہ'' لکھا ہوا تھا۔

گھر کے دروازے پر بے ادبی نہ ہو اس طرح لکھنا مناسب ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: اس سورت کی آخری دو آیتیں: ''قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا'' سے اخیر تک رات کو سوتے وقت پڑھ لو اور صبح جتنے بجے اٹھنا ہو اس کی نیت کرلو ان شاء اللہ! اس وقت آپ کی آنکھ کھل جائے گی۔

اِس سورت میں چار مثالیں آئی ہیں:

(۱) کم درجے کے دین دار؛ لیکن توحید میں مضبوط؛ جیسے اصحابِ کہف۔

(۲) کم درجے کا دنیا دار؛ جیسے کہ باغ والوں کا واقعہ۔

(۳) اعلیٰ درجے کے دین دار؛ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

(۴) اعلیٰ درجے کا دنیا دار؛ لیکن نیک اور صالح؛ جیسے کہ ذوالقرنین۔

اِن تمام مثالوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان زندگی کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو درست رکھے تو اصلی عزت اور پوری راحت نصیب ہوتی ہے۔

رُکُوْعَاتُھَا ۱۲	(۱۸) سُوْرَۃُ الْکَہْفِ مَکِّیَّۃٌ (۶۹)	اٰیَاتُھَا ۱۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝۱ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ

بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا

حَسَنًا ۝۲ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝۳ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ①جنھوں نے اپنے (کامل) بندے ② (محمد ﷺ) پر کتاب اتاری اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اس (کتاب) میں کوئی خامی نہیں رکھی ③ ﴿۱﴾ بالکل ٹھیک (کتاب اتاری) ④؛ تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سخت عذاب آنے والا ہے اس سے (لوگوں کو) ڈرائیں ⑤ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں، نیک کام کرتے ہیں ان کو خوش خبری سنائیں کہ یقینی بات ہے کہ (آخرت میں) ان کے لیے اچھا بدلہ (جنت) ہے ﴿۲﴾ اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ﴿۳﴾ اور تاکہ جو لوگ یوں کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ اولاد رکھتے ہیں ان لوگوں کو ڈراویں ﴿۴﴾

---

① اللہ تعالیٰ نے اِس سورت کی شروع میں اپنی حمد کا ذکر کیا اور اپنی حمد پر سورت کو ختم فرمایا، اسی طرح سورت کے شروع میں حضرت نبی کریم ﷺ کی عبدیت کا تذکرہ ہے اور سورت کے ختم پر آپ ﷺ کی بشریت کا ذکر ہے۔

② عبد کس کو کہتے ہیں؟ (۱) ہر چیز میں جس کی نظر اپنے آقا و مالک پر ہی ہو، مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ (۲) عبد وہ ہوتا ہے جو اپنے آقا سے کسی بات میں اختلاف نہیں کرتا ہے، ہر حال میں آقا سے راضی رہتا ہے، شکوہ وشکایت نہیں کرتا۔

③ سچائی میں الجھن نہیں ہوتی اور پیچ وخم بھی نہیں ہوا کرتا۔

④ قرآن کے ذریعے بندوں کی مصلحتوں کی بھی حفاظت ہے۔ بندے قرآن کی سیدھی راہ پر عمل کرکے کامل بھی بن سکتے ہیں۔

⑤ لام ایک قول کے مطابق لام تعلیل ہے، یعنی ''اَنْزَلَ'' کی علت ہے، قرآنِ مجید کیوں نازل ہوا؛ تاکہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائے (۲) بعض نے لام کو لامِ عاقبت قرار دیا ہے کہ جو لوگ قرآنِ مجید کو نہیں مانیں گے، انکار کریں گے، ان کا نتیجہ یہ ہوگا، انجام یہ ہوگا کہ ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ
اِلَّا كَذِبًا ۝٥ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝٦ اِنَّا
جَعَلْنَا مَا عَلَي الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝٧ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا
صَعِيْدًا جُرُزًا ۝٨ۭ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝٩

ان کو اور ان کے باپ دادوں کو اس (بات) کی کچھ بھی خبر نہیں ہے① ان کے منہ سے جو بات نکل رہی ہے وہ بڑی سنگین بات ہے②، جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں وہ تو جھوٹ ہی ہے③ ﴿۵﴾ اب (اے نبی!) اس (قرآن) کی بات پر اگر وہ (کافر) ایمان نہ لاویں تو ایسا لگتا ہے کہ ان کے پیچھے افسوس (غم) کر کے (تم) اپنی جان کو گھلا دو گے④ ﴿۶﴾ جتنی بھی چیزیں ہم نے اس زمین پر بنائیں وہ (ہم نے) اس (زمین) کی رونق کے لیے (بنائی) ہیں⑤؛ تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون زیادہ اچھا عمل کرتا ہے⑥ ﴿۷﴾ اور یقیناً اس (زمین) پر جو کچھ ہے اس کو ہم (قیامت میں) ضرور ایک صاف میدان کرنے والے ہیں ﴿۸﴾ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ کہف اور رقیم والے ہماری (قدرت کی) نشانیوں میں سے کچھ (زیادہ ہی) عجیب چیز تھے؟⑦ ﴿۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ان کے پاس اور ان کے باپ دادوں کے پاس کوئی علمی ثبوت (دلیل) نہیں ہے۔
② جو بات وہ لوگ اپنی منہ سے نکال رہے ہیں؛ یعنی اللہ کے لیے اولاد کا عقیدہ، وہ بات برائی میں آخری درجے کی بڑی بری بات ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) وہ لوگ تو سراسر جھوٹ بکتے ہیں۔
④ (دوسرا ترجمہ) آپ خود کو ہلاک کر دو گے۔ حضور ﷺ کی دعوت میں جو طاقت اور تاثیر تھی اس کی بڑی وجہ آپ کے اندر مخلوق کی خیر خواہی تھی؛ اسی لیے جو لوگ نبی ﷺ سے دشمنی رکھتے تھے اور حق کا انکار کرتے تھے یہ چیزیں حضور ﷺ کے لیے بہت تکلیف کی تھیں۔ نوٹ: اس آیت میں "لعل" نفی کے لیے ہے؛ یعنی اس قدر غم نہ کرو۔
⑤ دوسرا ترجمہ: زمین والوں کے لیے رونق بنایا۔
⑥ اللہ تعالیٰ کے یہاں عمل کا حسن مطلوب ہے۔
⑦ رقیم سے کیا مراد ہے: [۱] رقیم مرقوم کے معنیٰ میں ہے، ان سب نوجوان کے نام ایک تختی پر لکھ کر غار کے دروازے پر لگا دیے تھے۔ [۲] جس پہاڑ کے غار میں وہ سوئے تھے اس پہاڑ کے نیچے ایک وادی تھی اس کا نام رقیم ہے۔ [۳] یہ غار جس پہاڑ میں تھا اسی پہاڑ کا نام رقیم تھا [۴] غار میں جانے سے پہلے جس شہر میں یہ نوجوان رہتے تھے اس شہر کا نام رقیم تھا۔

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا
رَشَدًا ۝۱۰ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝۱۱ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ
الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝۱۲ ع
نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝۱۳

(وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب چند نوجوانوں نے (پہاڑ کی) غار میں پناہ لی① تو انھوں نے (اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے یوں) کہا کہ: اے ہمارے رب! آپ ہم کو اپنے پاس سے (خاص) رحمت عطا کیجیے② اور ہمارے اس کام میں ہمارے لیے بھلائی (کامیابی) کا سامان مہیا کردیجیے③ ﴿۱۰﴾ پس ہم نے ان کے کانوں پر تھپکی دے کر کئی سالوں تک غار میں سُلائے رکھا④ ﴿۱۱﴾ پھر ہم نے ان کو (نیند سے) اٹھایا (یعنی جگا دیا)؛ تاکہ ہم (اس بات کو) جان لیویں کہ (سونے والے ہی) دونوں فریق میں سے کس نے (غار میں) رہنے کی مدت زیادہ یاد رکھی⑤ ﴿۱۲﴾

ہم تم کو ان (غار میں سونے والوں) کا واقعہ صحیح (تحقیقی) سناتے ہیں⑥ یقینی بات ہے کہ وہ (غار میں سونے والے) چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے، اور ہم نے ان کو ہدایت میں خوب ترقی دی تھی⑦ ﴿۱۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جب چند نوجوان (پہاڑ کی) غار کی طرف پہنچے۔ (تیسرا) اس غار میں جا کر بیٹھے۔

② آیت میں رحمت سے مراد ہے مقصد کا حاصل ہوجانا (ایمان اور دین کی سلامتی سب سے بڑا مقصد تھا) اور ''وھیئی لنا من أمرنا'' سے مراد ہے کہ مقصد کو حاصل کرنے میں جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ ہم کو عطا فرمادیجیے۔

③ (دوسرا ترجمہ) ہمارے لیے ہمارے کام میں صحیح رہنمائی کا سامان مہیا کردیجیے۔ (تیسرا ترجمہ) ہماری اس صورتِ حال میں ہمارے لیے بھلائی کا راستہ مہیا فرمادیجیے۔

④ دوسرا ترجمہ: ہم نے ان کے کانوں پر کئی سال گہری نیند کا پردہ ڈالے رکھا۔

نوٹ: بہت سی مرتبہ نیند برے ماحول، برے دوست اور گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ بنتی ہے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) تاکہ ہم (اس بات کو) جان لیویں کہ (سونے والے ہی) دونوں فریق میں سے کون سونے کی مدت کو زیادہ صحیح شمار کرتا ہے (تیسرا) کس نے ان کے قیام کی مدت کو یاد رکھا۔ اس صورت میں ''اَحْصٰی'' اسم تفضیل نہیں؛ بلکہ ماضی ہے (چوتھا) تاکہ ہم ظاہر کریں کہ دونوں جماعتوں میں سے کون گنتی زیادہ صحیح شمار کرنے والا ہے۔ (باقی اگلے صفحے پر) =

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۠ مِنْ

دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝۱۴ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ

عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۵ۭ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ

وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ

مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝۱۶

اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا① (یہ اس وقت ہوا) جس وقت وہ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے: ہمارے رب تو آسمان و زمین کے رب ہیں، ہم تو ہرگز اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر کسی اور معبود کی عبادت نہیں کریں گے، اگر ہم ایسا کریں تو ہم نے عقل سے دور کی (لغو) بات کہی ﴿۱۴﴾ یہ جو ہماری قوم کے لوگ ہیں انھوں نے② اس (ایک رب) کو چھوڑ کر (دوسرے) معبود بنا رکھے ہیں، وہ ان (معبودوں کے صحیح ہونے) پر کوئی کھلی دلیل کیوں پیش نہیں کرتے؟ تو اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے؟ ﴿۱۵﴾ اور (اے ساتھیو!) جب تم نے ان (قوم کے لوگوں) سے اور وہ (قوم کے لوگ) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں ان سے جدائی اختیار کر لی③ تو چلو تم اس غار میں پناہ لے لو④ تمھارے رب تمھارے لیے اپنی رحمت پھیلا دیں گے اور تمھارے لیے تمھارے کام میں سہولت کا سامان مہیا کر دیں گے⑤ ﴿۱۶﴾

=⑥ کوئی بھی واقعہ ہو، صحیح سنانا چاہیے، من گھڑت کہانیاں بیان نہ کریں اور واقعہ تحقیقی ہو، سنے سنائے، بغیر سر اور پیر کے واقعات بیان نہ کرے اور واقعہ جیسا ہو ویسا ہی بیان کرے، اپنی طرف سے اس میں مرچ مسالے نہ لگا دے۔

⑦ (دوسرا ترجمہ) ہم نے ان کو ہدایت (سوجھ بوجھ) میں خوب بڑھایا تھا (یعنی ایمان میں ترقی دیکر ولایت کا درجہ دیا)۔

اِس صفحے کا حاشیہ:

① دین کا کام کرنے والوں کے قلوب میں آپسی ربط بہت ضروری ہے، اتحادِ قلوب، وحدتِ عمل، نہجِ صحیح کامیابی کے بنیادی شرائط میں سے ہیں ② یعنی ہماری قوم کے لوگوں نے ③ دوسرا ترجمہ: ان کو چھوڑ ہی دیا ④ اللہ کو راضی کرنے لیے توحید کی حفاظت کے لیے وطن چھوڑا، اِس آیت سے معلوم ہوا کہ ماحول کا اثر ہوتا ہے، اس لیے غلط عقیدہ والوں کے محلے اور علاقے سے بھی انسان کو دور بود و باش اختیار کرنا چاہیے۔ ⑤ جس اللہ کے لیے وطن چھوڑ رہے ہو وہ ضروریات پوری فرمائیں گے۔

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۗ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ
وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ع ۵ / ۱۴
ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۗ لَوِ اطَّلَعْتَ
عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾

اور تو سورج کو دیکھے گا کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کی غار سے دائیں طرف ہٹ کر نکل جاتا ہے① اور جب ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف (سے ہٹ کر) کترا کر چلا جاتا ہے② اور وہ لوگ اس (غار) کے کشادہ حصے میں (سوئے ہوئے) تھے③، یہ اللہ تعالیٰ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے، جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیویں وہی ہدایت پاجاتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کریں تو تم کو کوئی اس کی مدد کر کے راستہ بتانے والا نہیں ملے گا④ ﴿۱۷﴾

اور تو ان کو (دیکھ کر) یہ سمجھے گا کہ وہ جاگتے ہیں؛ حالاں کہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم ان کو دائیں اور بائیں کروٹ بدل دیتے ہیں⑤ اور ان کا کُتا چوکھٹ پر اپنے دونوں ہاتھ (یعنی آگے والے پیر) پھیلائے ہوئے (بیٹھا) تھا، اگر تو (اے مخاطب!) ان (اصحابِ کہف) کو جھانک لیتا تو پیٹھ پھرا کر بھاگ لیتا اور تجھ میں ان کی دہشت بھر جاتی⑥ ﴿۱۸﴾

① اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے نظامِ کائنات کو پورا مسخر کر دیا، یہ عند اللہ مقبولیت کی دلیل ہے۔
② طلوع اور غروب کے وقت سورج ان سے کترا جاتا تھا، دھوپ ان کو پہنچتی نہیں تھی؛ تاکہ ان کو دھوپ کی تکلیف بھی نہ ہو، اور ان کے رنگ میں تبدیلی بھی نہ آوے، غار کے درمیان میں تھے جہاں ہوا پہنچتی تھی، یہ حق تعالیٰ کی عجیب مدد تھی؛ گویا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بھی گوارا نہیں فرمایا کہ اپنے دوستوں کو سورج کی گرمی پریشان کرے۔
③ (دوسرا ترجمہ:) وہ لوگ غار کے بیچ ایک میدان میں تھے۔
④ (دوسرا ترجمہ) تو اس کے لیے کوئی دوست راستہ بتانے والا ہرگز تم کو نہیں ملے گا۔
⑤ (دوسرا ترجمہ:) پلٹتے رہتے ہیں۔ یہ اللہ کے دربار میں محبوبیت کی علامت ہے: اس لیے کہ چھوٹے بچے کو شفیق ماں پلٹتی ہے، لیکن یہ نوجوان اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب تھے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف کروٹ سے پلٹا۔
⑥ (دوسرا ترجمہ:) تیرے دل میں ان کی دھاک بیٹھ جاتی۔

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا
لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ
بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ
وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝۱۹ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ
يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝۲۰

اور (جس طرح ہم نے ان کو لمبا زمانہ سلایا تھا) اسی طرح ہم نے ان کو جگا دیا؛ تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں، ان (اصحابِ کہف) میں سے ایک نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا کہ: تم (غار میں) کتنی مدت (سوئے) رہے؟ تو دوسروں نے جواب دیا: ہم ایک دن یا اس سے کچھ کم (نیند میں سوئے) رہے ہوں گے، دوسروں نے کہا: تمھارے رب ہی خوب جانتے ہیں تم جتنی دیر اس حالت میں رہے، اب اپنے میں سے کسی ایک (ساتھی) کو یہ چاندی کا سکہ لے کر تم شہر بھیجو① وہ جا کر دیکھے (یعنی تحقیق کرے) کہ کون سا کھانا عمدہ (یعنی حلال، صاف ستھرا) ہے② پھر اس میں سے کچھ کھانا تمھارے لیے لے آئے اور یہ کام ہوشیاری سے کرے اور کسی کو تمھاری خبر نہ ہونے دے ﴿۱۹﴾ کیوں کہ اگر قوم (کے لوگوں) کو تمھاری خبر ہو گئی تو تم کو وہ لوگ پتھر مار کر مار ڈالیں گے یا تم کو اپنے دین میں واپس آنے کے لیے مجبور کر دیں گے③ اور ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح نہیں مل سکے گی ﴿۲۰﴾

---

① دینی اسفار میں اپنے ضروری اخراجات کا خود نظم کریں، اسبابِ طعام کا نظم کریں۔

② آج کے حالات میں تو اس کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی کہ حلال کی تحقیق کر لی جائے۔ ۳۰۰ سال سے بھی زیادہ زمانہ بغیر کھائے پیے گذر گیا، کھانے کا تقاضا تھا اس کے باوجود بھی حلال روزی کا انھوں نے اہتمام کیا، جس کی برکت سے ان کے بدن میں ایمانی حرارت تھی، جس کی وجہ سے بادشاہ کے سامنے بھی ڈٹ کر حق بات کا اعلان کیا۔

③ یعیدوکم کے ایک معنیٰ ہے: لوٹانے کے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یہ اپنے آبا واجداد کے مذہب پر تھے، پھر وہاں سے نکل کر کے ایمان میں آئے، دوسرا ترجمہ یصیروکم یعنی تم کو ایسا بنا دیں گے؛ یعنی پہلے یہ مذہب کفر پر نہیں تھے؛ لیکن مقامی لوگ ان کو مذہب کفر پر بنا دیں گے۔

وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬

اور (جس طرح ہم نے ان کو سلا کر پھر اٹھایا) اسی طرح ہم نے ان کی خبر ان (یعنی اس زمانے کے لوگوں) پر ظاہر کر دیا①؛ تاکہ وہ لوگ یقین کر لیویں اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور یہ کہ قیامت (تو آنے ہی والی ہے) اس میں کوئی شک نہیں ہے (پھر وہ وقت بھی آیا کہ) جب وہ (اس زمانے کے) لوگ ان (اصحابِ کہف) کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے، سو کچھ لوگوں نے کہا کہ: ان پر ایک عمارت بنادو، ان کے رب ان (کے حالات) کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں، جن کا کام غالب تھا② کہنے لگے: ہم ضرور ان (کے غار) پر ایک مسجد بنائیں گے③ ﴿۲۱﴾ کچھ لوگ تو (ان کہف والوں کا قصہ بیان کرتے وقت) یوں کہیں گے کہ: وہ (اصحابِ کہف) تین تھے (اور) چوتھا ان کا کتا تھا اور کچھ لوگ ایسا کہیں گے کہ وہ (اصحابِ کہف) پانچ تھے (اور) چھٹا ان کا کتا تھا، سب اٹکل کے تیر چلانے کی باتیں ہیں④ اور کچھ لوگ تو یوں کہیں گے کہ وہ (اصحابِ کہف) سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا، آپ کہو کہ: ان کی (صحیح) تعداد تو میرے رب ہی جانتے ہیں، ان (کی صحیح تعداد) کا تھوڑے لوگوں کے سوا کسی کو پورا علم نہیں ہے،

① اصحابِ کہف جس زمانے میں بیدار ہوئے اس زمانے میں بادشاہ بیدو دیس تھا، وہ اللہ پر ایمان رکھتا تھا اور اپنی پوری قوم ایمان لے آئے اس کی دعا کا اہتمام کرتا تھا، معلوم ہوا کہ اہلِ حکومت ایسے ہوں جو اپنی عوام اور رعایا کے ایمان کی فکر کرنے والے ہوں۔ ② یعنی جن کو حکومت حاصل تھی۔
③ مسجد اس لیے بنائی تاکہ بعد کے لوگوں کو یقین ہو جائے کہ یہ اصحابِ کہف عابدین تھے، معبودین نہیں تھے، اس سے لطیف اشارہ اس بات کی طرف بھی نکلتا ہے کہ اپنے مرحومین کی یاد اور ایصالِ ثواب کے لیے اللہ کی رضا کے واسطے مسجد کی تعمیر کرنا ایک مناسب عمل ہے④ (دوسرا ترجمہ) بغیر دیکھے نشانے پر تیر پھینکنا ہے (تیسرا) بغیر تحقیق بات ہانک رہے ہیں۔

فَلَا تُمَارِ فِیْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِیْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ ع
اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَقُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّهْدِیَنِ
رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾ وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾
قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ
دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۫ وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ

سو سرسری بات کے سوا ان کے بارے میں زیادہ بحث نہ کریں اور ان کے متعلق لوگوں (اہلِ کتاب) میں سے کسی سے پوچھ تاچھ نہ کریں[۱] ﴿۲۲﴾

اور تم (اے نبی!) کسی بھی کام کے بارے میں ایسا نہ کہا کرو کہ: میں یہ کام آئندہ کل کر دوں گا ﴿۲۳﴾ ہاں! (یوں کہو کہ) اللہ تعالیٰ چاہے تو (کر دوں گا)[۲] اور جب کبھی (ان شاء اللہ کہنا) بھول جاؤ تو (یاد آنے پر) اپنے رب کو (ان شاء اللہ کہہ کر) یاد کر لیا کرو اور یوں کہہ دو کہ: مجھے امید ہے کہ میرے رب (نبوت کی دلیل کے طور پر) اس (کہف والے نوجوانوں کے واقعے) سے بھی زیادہ ہدایت میں قریب کی بات مجھے بتلاویں گے ﴿۲۴﴾ وہ (اصحابِ کہف) اپنے غار میں تین سو اور اس کے اوپر نو سال زیادہ (سوتے) رہے[۳] ﴿۲۵﴾ (اور کوئی آدمی یہ بات نہ مانے اور بحث کرے تو اس کو یہ) کہہ دو کہ: اللہ تعالیٰ ہی ان کے (غار میں) رہنے (کی مدت) کو زیادہ جانتے ہیں، اسی (اللہ تعالیٰ) کے علم میں آسمانوں اور زمین کی غیب کی بات ہے، کیسا ہی عجیب دیکھتے ہیں، کتنا ہی عجیب سنتے ہیں، ان (بندوں) کا اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتے ﴿۲۶﴾ (اے نبی!) تم پر تمھارے رب کی طرف سے وحی کے ذریعے جو کتاب بھیجی گئی اس کو پڑھ کر سناتے رہو،

---

۱ جس سوال کا تعلق کسی عمل یا عقیدے کے متعلق نہ ہو اس میں فضول بحث نہ کریں۔
۲ یعنی ان شاء اللہ کہہ دیا کرو۔
۳ ۳۰۰ سورج کی رفتار کے حساب سے؛ یعنی شمسی سال سے اور نو سال چاند کے حساب سے؛ یعنی قمری حساب سے۔

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ
یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ
زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ
فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ۙ

اس (اللہ تعالیٰ) کی باتوں کو کوئی نہیں بدل سکتا اور اس اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی (چھپنے کی) پناہ کی جگہ تم کو نہیں مل سکتی① ﴿۲۷﴾ جو لوگ صبح شام اپنے رب کی عبادت کیا کرتے ہیں②(اور) وہ لوگ اس (اللہ تعالیٰ) کی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں③ تم پابندی (یعنی استقامت) کے ساتھ ایسے لوگوں کے ساتھ اپنے آپ کو روکے رکھو④ دنیوی زندگی کی رونق کی تلاش میں تمھاری آنکھیں ایسے (مخلص) لوگوں سے ہٹ نہ جاویں اور جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل رکھا اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہے اور جس کا معاملہ حد سے نکل چکا ہو ایسے آدمی کا کہنا نہ مانیے⑤ ﴿۲۸﴾ اور تم کہہ دو کہ: سچا دین تو تمھارے رب کی طرف سے آچکا ہے، اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے وہ کافر رہے،

① یعنی بالفرض اگر آپ نے ان بڑے کافر لوگوں کی دل جوئی اس طرح سے کی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم چھوٹ جائے تو اس اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی پناہ کی جگہ تم کو نہیں مل سکتی۔

② (دوسرا ترجمہ) پکارتے ہیں۔③ (دوسرا ترجمہ) جو لوگ صبح شام اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں یا اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

④ اللہ کے نیک اور مخلصین بندوں کی محبت اور صحبت میں رہنے کی تاکید کی گئی، ساتھ میں آیت میں ایک اصول بتلا دیا گیا کہ جو آدمی مخلصین کی محبت اور صحبت سے منہ پھرائے گا تو غافل اور خواہش پرست لوگوں کے ساتھ رہنے میں مبتلا کیا جائے گا، جو آدمی حق سے منہ پھرائے گا باطل میں مبتلا کیا جائے گا، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے اعراض کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی میں خرچ کرے گا، جو اللہ کے لیے نیک کام کرنے میں تھکن اٹھانے سے جی چرائے گا اس کو گنہگاروں کی خدمت میں تھکن اٹھانے میں مبتلا کیا جائے گا۔

⑤ اس آیت کا مضمون یہ بتلا رہا ہے کہ جو آدمی اس پر عمل کرے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا، اللہ کے مخلص بندوں کے ساتھ رہنا یہ فتنوں سے حفاظت کا بہت بڑا ذریعہ ہے، نیک لوگوں سے محبت اور ان کے ساتھ حسنِ ظن بہت سی بھلائیوں کے کھلنے کا دروازہ اور نیک لوگوں سے دوری اور نفرت یہ اچھے کام کی توفیق کے سلب ہوجانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ
كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

یقینی بات ہے کہ ہم نے ظالموں (کافروں) کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس کی قناتیں (لپٹیں) ان (کافروں) کو گھیرے میں لے لیں گی① اور اگر وہ (کافر) لوگ (پیاس کی) فریاد کریں گے تو ان کی فریاد کے جواب میں ایسا پانی دیا جائے گا جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا② جو (ان کے) چہرے کو بھون ڈالے گا، وہ کیسا ہی برا پانی ہے اور وہ (جہنم) کیسی ہی بری آرام کی جگہ ہے ﴿۲۹﴾ یقینی بات ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے تو یقیناً جو بھی اچھی طرح عمل کرے ہم اس کا ثواب ضائع نہیں کریں گے ﴿۳۰﴾ ان ہی لوگوں کے لیے ہمیشہ بسنے کے باغات ہیں (اور) ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، سونے کے کنگن ان کو وہاں پہنائے جائیں گے③

---

①(دوسرا ترجمہ:) جس کی دیواریں ان کو گھیرے ہوئے ہیں۔
②(دوسرا ترجمہ) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا (تیسرا ترجمہ) پیپ کی طرح ہوگا۔
③(دوسرا ترجمہ:) سونے کے کنگن سے ان کو سجایا جائے گا۔ بہ طورِ اعزاز و اکرام مردوں کو کنگن پہنائے جائیں گے، گویا یہ بھی وہاں ایک طرح شاہی اعزاز کا سامان ہوگا، آج کے کہے جانے والے ترقی کے دور میں مرد بھی فیشن کے طور پر ہاتھوں میں اس طرح کی چیزیں پہنتے ہیں وہ ناجائز ہے۔ جنت میں سونا، چاندی، موتی، تینوں طرح کے کنگن ہوں گے، بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ تینوں طرح کے کنگن پہنائیں گے، بعض کو سونے کے، کسی کو چاندی کے کسی کو موتی کے کنگن پہنائیں گے۔

رہا یہ سوال کہ کنگن مرد پہنیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

(۱) جہاں زیورات کا عرف ہوتا ہے وہاں مردوں کے لیے بھی زیور معیوب نہیں رہتا، آخرت میں عرف ہو جائے گا؛ اس لیے وہ عیب نہیں رہے گا، زینت رہے گی۔ (۲) دنیا میں وجہ شرعی مانع ہے کہ شریعت نے اس طرح کی چیزوں کو پہننے سے مردوں کو منع کیا ہے، اور جنت میں ایسی کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہوگی (۳) یہ شاہانہ انداز ہے کہ بادشاہ لوگ ہاتھ میں کنگن پہنتے تھے، جیسے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حقارت کے طور پر کہا تھا: لولا القی علیه اسورة من ذهب، تو جنت میں ہر جنتی شاہی انداز میں ہوگا؛ اس لیے اس کو کنگن پہنائے جائیں گے۔

وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ
الثَّوَابُ ۚ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا
جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ
أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَّكَانَ لَهُ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ
وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾

اور ہرے رنگ کے باریک اور موٹے ریشمی کپڑے (اس جنت میں) پہنیں گے ان (باغوں) میں اونچے تختوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوں گے (جنت) کتنا ہی بہترین بدلہ ہے اور وہ (جنت) کتنی ہی حسین آرام کی جگہ ہے ﴿۳۱﴾

اور تم ان (لوگوں) کے سامنے دو آدمیوں کی ①مثال (یعنی حالت) بیان کرو جن میں سے ایک کو (جو بددین تھا) ہم نے انگور کے دو باغ دیے تھے اور ان دونوں (باغوں) کو چاروں طرف سے ہم نے کھجور کے درخت سے گھیر لیا تھا اور دونوں (باغوں) کے درمیان ہم نے کھیتی لگا رکھی تھی ﴿۳۲﴾ وہ دونوں باغ (پورا پورا بھرپور) پھل دیتے تھے اور پھل لانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑتے تھے اور ہم نے ان دونوں (باغوں) کے درمیان نہر جاری کر رکھی تھی ﴿۳۳﴾ اور اس (آدمی) کے پاس (اور بھی بہت سے) پھل (مال و دولت) تھے تو وہ (ایک دن) اپنے (دوسرے دین دار، محتاج) ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے (فخر سے) کہنے لگا کہ: میرے پاس مال و عزت والے لوگوں کا جتھا تجھ سے زیادہ ہے② ﴿۳۴﴾

① جن میں آپس میں دوستی یا رشتے داری تھی۔

② (دوسرا ترجمہ:) میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور افراد کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں۔ یحاور کا ایک ترجمہ: فخر کرتے ہوئے، یہ مزاج قدیم زمانہ سے رئیسوں اور مال داروں کا رہا ہے، شاندار مکان بنائیں گے، شاندار باڑیاں بنائیں گے اور دوسروں کو دکھلائیں گے، اور دکھلانے کا مقصد ہوتا ہے: فخر و نمائش، دیکھو! میرے پاس ایسی ایسی چیز ہے، تمھارے پاس کیا ہے؟ دکھلاوا، ریاکاری اور فخر کو شریعت نے پسند نہیں کیا۔

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۙ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ
السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ
وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾
لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ
اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾

اور وہ اپنی جان پر ظلم (یعنی کفر) کرتے ہوئے اپنے باغ میں داخل ہوا① اور کہنے لگا کہ: میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کبھی یہ (باغ) برباد ہوگا②﴿۳۵﴾ اور میرا خیال یہ ہے کہ قیامت کبھی نہیں آئے گی اور اگر (بالفرض) کبھی مجھے اپنے رب کے پاس لوٹایا بھی گیا③ تو اس سے بھی اچھی جگہ ملے گی﴿۳۶﴾ اس کے ساتھی نے اس سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ: کیا تو اس ذات کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے (پہلے) تجھے مٹی سے پیدا کیا④ پھر نطفے سے (بنایا) پھر تجھ کو پورا (صحیح سالم) آدمی بنادیا﴿۳۷﴾ لیکن (میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ) وہی اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں اور میں میرے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا﴿۳۸﴾ اور جب تو تیرے باغ میں داخل ہو رہا تھا تو تو نے ایسا کیوں نہیں کہا کہ: جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں ہے، اگر تجھے میرے بارے میں یہ نظر آرہا ہے کہ میرا مال اور میری اولاد تجھ سے کم ہے﴿۳۹﴾

① (دوسرا ترجمہ:) اور وہ اپنے باغ میں داخل ہوا؛ حال یہ کہ وہ اپنا ہی بگاڑنے والا تھا۔
② (دوسرا ترجمہ) میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ (میری زندگی میں) کبھی بھی برباد ہوگا۔
③ (دوسرا ترجمہ) واپس لے جایا بھی گیا۔
④ اول انسان حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے یا انسان جو غذا کھاتا ہے اس سے منی بنتی ہے اور اس سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور غذا زمین میں اگتی ہے۔

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝

ع ١٧

تو مجھے میرے رب سے امید ہے کہ مجھ کو تیرے باغ سے بہتر (باغ دنیا یا آخرت میں) عطا کرے اور اس (تیرے باغ) پر آسمان سے کوئی سخت آفت بھیج دیوے جس سے وہ (باغ) ایک صاف چٹیل میدان ہو کر رہ جائے ﴿۴۰﴾ یا اس (باغ) کا پانی (زمین میں) اتنا نیچے اتر جاوے کہ پھر تم اس کو کسی طرح بھی تلاش کر کے نہ لاسکو① ﴿۴۱﴾ اور (پھر ایسا ہوا کہ) اس کے (سارے) پھلوں کو عذاب (آفت) نے گھیرے میں لے لیا، پھر جو مال اس نے اس (باغ کو بنانے) میں خرچ کیا تھا اس پر صبح کو اپنے ہاتھ ملتا رہ گیا② اور اس باغ کی یہ حالت ہوئی کہ اپنی چھتریوں پر وہ گرا پڑا ہوا تھا اور وہ کہنے لگا کہ: کاش کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ﴿۴۲﴾ اور اس کو کوئی ایسی جماعت نہیں ملی جو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود (اس قابل تھا کہ) بدلہ لیوے③ ﴿۴۳﴾ ایسے ہی موقع پر (انسان کو پتہ چلتا ہے کہ) مدد کرنے کا سارا اختیار سچے اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے④، وہی (اللہ تعالیٰ) بہتر ثواب دیتے ہیں اور (دنیا میں بھی) بہتر انجام دکھاتے ہیں ﴿۴۴﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) تو اس کو دوبارہ نکالنے کی کوشش بھی نہ کرسکے۔

②(دوسرا ترجمہ:) کفِ افسوس ملتا رہ گیا۔

③(دوسرا ترجمہ) خود پر آنے والی تکلیف کا دفاع کرسکے۔

④(دوسرا ترجمہ) مدد کرنا تو اللہ تعالیٰ برحق ہی کا کام ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ
الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۴۵ اَلْمَالُ
وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ
اَمَلًا ۝۴۶ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ
اَحَدًا ۝۴۷ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ

تم ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال (یعنی حالت) بیان کردو، اس پانی کی طرح ہے جو ہم نے آسمان سے اتارا، پھر اس (پانی) کے ذریعے زمین کا سبزہ (نباتات) خوب گھنا (یعنی گنجان) ہوگیا، پھر وہ (سبزہ خشک ہوکر) ایسا ریزہ ریزہ ہوگیا کہ ① اس کو ہوائیں اڑا لے جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتے ہیں ﴿۴۵﴾ مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور جو باقی رہنے والی نیکیاں ہیں ② وہ تمھارے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور امید وابستہ کرنے کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں ③ ﴿۴۶﴾ اور (اس دن کا فکر رکھو کہ) جس دن ہم (تمام) پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو زمین کو دیکھے گا کہ کھلی پڑی ہے ④ اور ہم ان سب لوگوں کو جمع کریں گے اور ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے ﴿۴۷﴾ اور وہ تمھارے رب کے پاس ⑤ صف باندھ کر پیش کیے جائیں گے (اور ہم ان سے کہیں گے کہ) پکی بات یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا ⑥ اسی طرح (آج) تم ہمارے سامنے (حاضر ہوکر) آئے

---

① (دوسرا ترجمہ) ایسا چورا چورا ہوجاتا ہے۔
② الباقیات الصالحات سے مراد: (۱) لاالہ الا اللّٰہ، سبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ، اللّٰہ أکبر، ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلي العظیم، یہ کلمات پڑھنا (۲) پانچ وقت کی نماز (۳) مطلقاً اعمالِ صالحہ (۴) اعمالِ صالحہ کی نیت اور ارادہ جس پر اعمال کا قبول ہونا موقوف ہے (۵) نیک لڑکیاں۔
③ (دوسرا) وابستہ کرنے کے لیے بھی بہتر ہے (یعنی اعمالِ صالحہ سے جو امید قائم ہوتی ہے وہ آخرت میں ضرور پوری ہوگی)
④ (دوسرا ترجمہ) کھلا میدان ہے۔ اور اس میں زمین سپاٹ ہوگی جو پوشیدہ چیزیں ہیں وہ سامنے آجاویں گی۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) اپنے رب کے سامنے۔ ⑥ ننگے بدن ننگے پیر ختنہ کی چمڑی کے ساتھ اور پیشی انفرادی ہوگی۔

بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ
مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ
اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ ع ۶ / ۱۸
وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ
اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ
بَدَلًا ﴿۵۰﴾ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠

بلکہ تم تو (دنیا میں) یہ سمجھتے تھے کہ ہم تمھارے لیے وعدے کا کوئی وقت ہی مقرر نہیں کریں گے① ﴿۴۸﴾ اور کتاب (یعنی اعمال نامہ) رکھ دی جائے گی، سو (اس وقت) تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اس (کتاب) میں لکھی ہوئی باتوں سے ڈرتے ہوں گے اور یہ کہتے ہوں گے: ہائے ہماری بربادی! یہ کیسی کتاب (اعمال نامہ) ہے کہ اس نے کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں چھوڑا جس کا پورا احاطہ نہ کرلیا ہو اور وہ اپنا تمام کیا ہوا سامنے موجود پائیں گے② اور تمھارے رب کسی پر ذرا بھی ظلم نہیں کریں گے ﴿۴۹﴾

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ: آدم کے سامنے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، وہ (ابلیس) تو جنات (کی قسم) میں سے تھا، چناں چہ اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی، کیا پھر بھی تم اس (نافرمان) کو اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر (اپنا) دوست بناتے ہو؟③ حالاں کہ وہ سب تمھارے دشمن ہیں، ظالموں کو (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کی دوستی کا) کیسا ہی برا بدلہ ملا ہے ﴿۵۰﴾ آسمانوں اور زمین کے بناتے وقت میں نے ان (شیاطین) کو بلایا نہیں تھا④ اور نہ تو خود ان کو بناتے وقت (میں نے ان کو حاضر کیا تھا)⑤

---

① (دوسرا ترجمہ:) لیکن تمھارا تو دنیا میں یہ بھرم تھا کہ ہم تمھارے لیے قیامت کا کوئی وقت مقرر نہیں کریں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) اور جو کچھ انھوں نے (دنیا میں) کیا تھا وہ سب سامنے موجود پائیں گے۔
③ شیطان کی حقیقی اولاد اور اس کے جیسے صفات والے دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔
④ (دوسرا ترجمہ) حاضر نہیں کیا تھا۔ ⑤ یعنی ایک کو پیدا کرنے کے وقت دوسرے کو نہیں بلایا۔

وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا۝۵۱ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا۝۵۲ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ

فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا۝۵۳ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۝۵۴

ع ۱۹

اور میں ایسا (عاجز و کمزور) نہیں ہوں کہ گمراہ کرنے والوں کو (اپنا) مدد کرنے والا بناؤں ﴿۵۱﴾ اور اس دن (کو یاد کرو جب) وہ (اللہ تعالیٰ مشرکوں سے) کہیں گے: جن کو تم میرا شریک سمجھا کرتے تھے ان کو پکارو، تب وہ (کافر لوگ) ان (بتوں) کو پکاریں گے؛ لیکن وہ (بت) ان (کافروں) کو کوئی جواب ہی نہیں دیں گے اور ہم ان (کافروں اور ان کے شریکوں) کے درمیان ایک (مہلک) آڑ حائل کر دیں گے① ﴿۵۲﴾ اور مجرم لوگ آگ کو دیکھ لیں گے تو سمجھ جائیں گے کہ ان کو اس میں گرنا ہی ہے اور وہ (مجرم لوگ) اس (آگ) سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاویں گے② ﴿۵۳﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے (فائدے کے) لیے ہر طرح کے (عمدہ) مضامین الگ الگ انداز سے بیان کیے③ اور (یہ) انسان تو ہر چیز سے زیادہ جھگڑنے والا واقع ہوا ہے④ ﴿۵۴﴾

① یعنی کافروں اور ان کے باطل خداؤں کے درمیان آگ کی وسیع خندق حائل کر دی جائے گی۔ مَوْبِقًا جہنم کا ایک درجہ یا وادی کا نام بھی ہے۔ ② مصرف میں دونوں چیزیں شامل ہے کہ ان کو جہنم کے عذاب سے بھاگنے کا وقت بھی نہیں ملے گا اور جہنم کے عذاب سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ بھی نہیں ملے گی۔

③ (دوسرا ترجمہ) ابھرا ابھرا کے بیان کیے (تیسرا ترجمہ) پھیر پھیر کر آیتیں بیان کی (یعنی ایک ہی مضمون کو دوہرا دوہرا کر کے بیان کیا (چوتھا ترجمہ) مختلف انداز سے۔ ④ (دوسرا ترجمہ) انسان جھگڑنے میں سب سے زیادہ بڑھ گیا ہے: (۱) بہت سے انسانوں کی ایک عادت ہے کہ غلط باتوں میں جھگڑا نکالتے رہتے ہیں (۲) لڑائی جھگڑے، خصومت کھڑی کرنا یہ باطل فرقے کا طور وطریق ہے (۳) دلائل سے کام نہ بنے تو مہملات شروع کر دیوے (۴) انسان کے جھگڑالو ہونے کی صفت میدانِ محشر میں بھی ظاہر ہوگی کہ وہ قسم کھا کر اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کا انکار کرے گا۔ اکثر شيء جدلا کا ایک مطلب یہ ہے کہ انسان آخرت میں بڑے باطل بحث ومباحثہ کرے گا، اپنے گناہوں کا انکار کرے گا، دنیا میں کیے ہوئے شرک کا انکار کرے گا۔ خصومت کے لیے باطل طریقہ اختیار کرے گا، انسان دنیا میں جب مباحثہ میں دلائل سے کام نہیں چلتا تو مہملات اور جھگڑے شروع کر دیتا ہے، دونوں چیزیں بری ہیں۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمْ
سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ
وَمُنْذِرِیْنَ ۚ وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَمَآ
اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ
یَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

جب ان (لوگوں) کے پاس ہدایت آچکی تو ان (لوگوں) کو ایمان لانے سے اور اپنے رب سے استغفار کرنے سے صرف اس بات نے روکا کہ پچھلے لوگوں جیسے (ہلاکت کے) واقعات ان کو بھی پیش آجائیں یا (آخرت کا) عذاب ان کے سامنے آکر کھڑا ہو جائے① ﴿۵۵﴾ ہم رسولوں کو صرف اس لیے بھیجتے رہے کہ (ایمان والوں کو) خوش خبری دیویں اور (کافروں کو) ڈرائیں اور (یہ) کافر لوگ جھوٹا جھگڑا کھڑا کرتے ہیں②؛ تاکہ اس کے ذریعے سے حق کو ڈگمگا دیویں③ اور ان (کافروں) نے میری آیتوں کو اور جس (عذاب) سے ان کو ڈرایا گیا ہے اس کو مذاق بنا رکھا ہے ﴿۵۶﴾ اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں کے ذریعے سے نصیحت کی گئی④ اس نے تو ان (آیتوں) سے منہ پھرا لیا اور اپنے ہاتھ کے (پہلے کے) کیے ہوئے (برے کاموں) کو بھول گیا⑤ حقیقت یہ ہے کہ (ان کے برے کاموں کی وجہ سے) ہم نے ان کے دلوں کے اوپر پردے ڈال دیے جس کی وجہ سے وہ اس (قرآن) کو سمجھتے نہیں ہیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ڈال دی ہے⑥

---

① کیا اس وقت ایمان لائیں گے؟ حالاں کہ اس وقت کا ایمان فائدہ نہیں دے گا۔
② (دوسرا ترجمہ) یہ کافر لوگ باطل کا سہارا لے کر جھگڑا کرتے ہیں۔
③ حق کو مٹانے کی کوشش اور حق والوں کو ڈگمگا دینے کی سازش۔
④ (دوسرا ترجمہ) سمجھایا گیا۔
⑤ برے کاموں کو بھی بھول گیا اور اس کے انجام کو بھی بھول گیا۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) اور ان کے کانوں میں ثقل پیدا کر دیا ہے۔

وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ
يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ
مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ ع ۸ ۲ ۲۰
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا
بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾

اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تب بھی وہ صحیح راستے پر ہرگز نہیں آئیں گے ﴿۵۷﴾ اور تمھارے رب تو بہت معاف کرنے والے ہیں (بڑی) رحمت والے ہیں، اگر وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو ان کے کیے ہوئے کاموں کی وجہ سے پکڑنے لگ جاتے تو فوراً ہی ان پر عذاب بھیج دیتے؛ لیکن ان کے لیے (عذاب کا) ایک وقت مقرر ہے جس (عذاب) سے بچنے کے لیے ان کو کوئی پناہ کی جگہ نہیں ملے گی ﴿۵۸﴾ اور یہ سب بستیاں ہیں جب (وہاں کے رہنے والوں نے) ظلم (یعنی کفر) کیا تو ہم نے ان (بستیوں) کو تباہ کر دیا① اور ان کو ہلاک کرنے کا ہم نے ایک وقت مقرر کیا تھا ﴿۵۹﴾

اور (وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے نوجوان خادم (شاگرد: حضرت یوشع علیہ السلام) سے کہا: میں اس وقت تک اپنا سفر برابر جاری رکھوں گا جب تک کہ دو سمندر کے ملنے کی جگہ (سنگم) پر نہ پہنچ جاؤں یا برسوں تک چلتا ہی رہوں گا② ﴿۶۰﴾ پھر جب وہ دونوں (یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ان کے نوجوان شاگرد) دو سمندر کے ملنے کی جگہ پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی بھول گئے③ اور اس (مچھلی) نے دریا میں سرنگ (جیسا) راستہ بنالیا ﴿۶۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ:) اجاڑ دیا۔

② (دوسرا ترجمہ) یا لمبے زمانے تک چلتا ہی رہوں گا۔ یعنی منزلِ مقصود کے پالینے تک مسلسل چلتے رہنے کا عزم ہے اور نبی کا عزم امت کے لیے تعلیم ہے۔

نوٹ: یہ ایک نبی کی علم کی طلب کا حال ہے، مقصد کا حصول سامنے ہو، چاہے وقت کتنا ہی لگ جائے۔

③ خدام اور رفقا کا مفوضہ کام بھول جانا ایک قدیم زمانے سے چلا آتا ہوا سلسلہ ہے۔

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ؗ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ ؗ وَمَاۤ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖۗ عَجَبًا ﴿۶۳﴾

پھر جب وہ دونوں آگے نکل گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ: ہمارے پاس ہمارا ناشتہ لاؤ①، سچی بات ہے کہ ہم نے اپنے اس سفر میں (تھکن کی) بڑی تکلیف اٹھائی ہے②﴿۶۲﴾ اس (خادم) نے کہا: کیا آپ نے وہ (عجیب) بات دیکھی جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تھے، سو میں مچھلی (کی عجیب حالت آپ سے ذکر کرنا) بھول گیا③ اور (آپ سے) اس (مچھلی) کا ذکر کرنا مجھ کو صرف شیطان ہی نے بھلا دیا④ اور اس (مچھلی) نے تو بڑے عجیب طریقے سے سمندر میں اپنا راستہ بنالیا تھا﴿۶۳﴾

---

① حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی ساتھ میں لے لی تھی، معلوم ہوا کہ طالبِ علم اپنے زاد کا انتظام خود کرلیوے؛ یعنی مدرسے کی فیس بھر کر تعلیم حاصل کرے۔

② بامقصد سفر میں آدمی کو تھکان نہیں لگتی، بے مقصد سفر میں آدمی تھک جاتا ہے۔

③ دوسرا ترجمہ: مچھلی کھودی (تیسرا) مچھلی چھوڑ آیا۔
بھولنے کی نسبت اپنی طرف کرنا حسنِ ادب ہے؛ کیوں کہ مخدوم کی بھی ذمے داری ہوتی ہے کہ وہ یاد رکھے۔
روایت میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کو جب مچھلی کی حفاظت کی ذمے داری دی تو ان کی زبان سے نکل گیا کہ یہ کوئی مستقل بڑا کام نہیں ہے؛ اس لیے یہاں متنبہ کیا گیا کہ چھوٹے سے چھوٹے کام میں انسان کو اپنے نفس پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے، غرض یہ کہ حضرت یوشع علیہ السلام کو نہ کہنا یاد رہا اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پوچھنا یاد رہا۔
مچھلی کے سمندر میں جانے کے وقت حضرت یوشع نے حضرت موسیٰ کو بیدار نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ طالبِ علم کو استاذ کے آرام کا لحاظ کرنا چاہیے۔

④ (۱) شیطان نبیوں پر ایسا تصرف نہیں کرسکتا جو نبی کو کسی برائی تک لے جائے۔
(۲) شیطان نبی کے اوپر شرعی اور وحی کے امور میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا۔
(۳) نبیوں پر شیطانی وسوسہ اور اس کا اثر یہ شانِ نبوت کے خلاف نہیں ہے۔
(۴) نسیان کی تعبیر یہ کسرِ نفسی ہے۔

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ
اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ
تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى
مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ
فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ ع

تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اسی بات کو تو ہم چاہتے تھے① پھر وہ دونوں اپنے قدم کے نشان دیکھتے ہوئے پیچھے لوٹے ﴿٦٤﴾ تو ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (حضرت خضر علیہ السلام) کو پالیا جن کو ہم نے اپنے پاس سے (خصوصی) رحمت سے نوازا تھا اور ہم نے اپنے پاس سے ایک (خاص) علم (علمِ لدنّی) ان کو سکھایا تھا② ﴿٦٥﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کہا کہ: کیا میں اس غرض سے تمھارے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو فائدہ والا علم آپ کو سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ حصہ آپ مجھ کو بھی سکھا دیویں؟ ﴿٦٦﴾ تو (خضر علیہ السلام نے) جواب دیا کہ: (مجھے) یقین ہے کہ آپ میرے ساتھ رہ کر کے بالکل صبر نہیں کرسکو گے ﴿٦٧﴾ اور جن باتوں کی آپ کو پوری طرح جان کاری نہیں ہے آپ اس پر کیسے صبر کر سکتے ہیں؟ ﴿٦٨﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: ان شاء اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے) آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے③ اور میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کروں گا ﴿٦٩﴾ خضر (علیہ السلام) نے کہا کہ: میرے ساتھ رہنا ہے تو جب تک میں خود ہی آپ سے کسی بات کا تذکرہ شروع نہ کروں آپ مجھ سے (سامنے سے) کسی بھی چیز کے بارے میں سوال نہ کریں ﴿٧٠﴾

① (دوسرا ترجمہ) (جس جگہ وہ مچھلی زندہ ہو) اسی جگہ کو تو ہم تلاش کر رہے تھے۔
② حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہم دنیا میں جتنا بھی علم حاصل کرلیں، دنیا میں کوئی نہ کوئی تو ہم سے بڑھ کر علم والا ضرور ہے، جب ہم یہ سمجھیں گے کہ ہم سب کچھ جانتے ہیں تو ہم دجال کے فتنے میں پھنس جائیں گے۔
③ طالب صابر ہو اور قوانین کی خلاف ورزی نہ کرے، حضرت موسیٰ علیہ السلام باری تعالیٰ کی صفت کلام کے مظہر کلیم اللہ تھے، پھر بھی اپنی طبیعت اور وصف کے خلاف شرط منظور کرلی یہ ہے سچی طلب علمی۔

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَ لَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

سو وہ دونوں (یعنی موسیٰ اور خضر علیہما السلام) چلے① یہاں تک کہ جب یہ دونوں (چلتے چلتے آگے جا کر) کشتی میں سوار ہوئے (تو تختہ توڑ کر) خضر (علیہ السلام) نے اس (کشتی) میں سوراخ کر ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) بول پڑے: یہ کیا کر دیا؟ آپ نے اس (کشتی) میں سوراخ کر دیا؛ تاکہ کشتی والوں کو ڈبو دیں؟ یہ تو آپ نے عجیب② کام کیا ﴿۷۱﴾ (خضر علیہ السلام نے) کہا: کیا میں نے (تم سے) کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہیں کر سکو گے؟ ﴿۷۲﴾ تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: مجھ سے جو بھول ہو گئی اس پر میری گرفت نہ کیجیے اور میرے (علم حاصل کرنے کے) کام کو زیادہ مشکل نہ بنائیے ﴿۷۳﴾ پھر وہ دونوں آگے چلے، یہاں تک کہ جب دونوں ایک لڑکے سے ملے تو اس خضر (علیہ السلام) نے اس (لڑکے) کو قتل کر ڈالا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ: ارے کیا آپ نے ایک پاکیزہ③ جان کو مار ڈالا؟ جب کہ اس نے کسی کی جان نہیں لی تھی، پکی بات ہے کہ تم نے بڑا بُرا کام کیا ﴿۷۴﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) دونوں روانہ ہوئے۔

②(دوسرا ترجمہ) انوکھا، خوفناک، بھاری چیز، نامناسب۔ نبیوں کی شان دوسروں کی جان و مال کی حفاظت کی فکر کرنا ہے۔

③یعنی بے گناہ یا بے قصور۔

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ۝٧٥ قَالَ اِنۡ سَاَلۡتُكَ عَنۡ شَىۡءٍۢ بَعۡدَهَا
فَلَا تُصٰحِبۡنِىۡ ۚ قَدۡ بَلَغۡتَ مِنۡ لَّدُنِّىۡ عُذۡرًا ۝٧٦ فَانۡطَلَقَا ۗ حَتّٰٓى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهۡلَ قَرۡيَةِ
اۨسۡتَطۡعَمَاۤ اَهۡلَهَا فَاَبَوۡا اَنۡ يُّضَيِّفُوۡهُمَا فَوَجَدَا فِيۡهَا جِدَارًا يُّرِيۡدُ اَنۡ يَّنۡقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ
قَالَ لَوۡ شِئۡتَ لَتَّخَذۡتَ عَلَيۡهِ اَجۡرًا ۝٧٧ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ
بِتَاۡوِيۡلِ مَا لَمۡ تَسۡتَطِعْ عَّلَيۡهِ صَبۡرًا ۝٧٨ اَمَّا السَّفِيۡنَةُ فَكَانَتۡ لِمَسٰكِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ فِى
الۡبَحۡرِ فَاَرَدْتُّ اَنۡ اَعِيۡبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمۡ مَّلِكٌ يَّاۡخُذُ كُلَّ سَفِيۡنَةٍ غَصۡبًا ۝٧٩

خضر (علیہ السلام) نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (رہ کر) ہرگز صبر نہیں کرسکتے؟ ﴿۷۵﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اس (سوال) کے بعد بھی آپ سے کوئی بات پوچھوں تو آپ مجھے اپنے ساتھ مت رکھنا، بیشک آپ میری طرف سے عذر (قبول کرنے) کی (انتہائی) حد کو پہنچ گئے ہو ﴿۷۶﴾ پھر دونوں (آگے) روانہ ہوگئے، یہاں تک کہ جب یہ دونوں ایک گاؤں (انطاکیہ) والوں کے پاس پہنچے تو اس گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا، تو ان گاؤں والوں نے ان دونوں کی مہمان نوازی سے انکار کردیا تو دونوں کو اس (بستی) میں دیوار ملی جو گرنا ہی چاہتی تھی① تو اس (خضر علیہ السلام) نے اس (دیوار) کو سیدھا کھڑا کردیا، موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اگر تم چاہتے تو اس (دیوار کو سیدھا کھڑا کرنے) پر اجرت لے لیتے② ﴿۷۷﴾ (اس پر) خضر (علیہ السلام) نے کہا: (اب) یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی کا وقت آگیا، اب میں تم کو ان چیزوں کی (صحیح) حقیقت بتادیتا ہوں جن پر تم سے صبر نہیں ہوسکا ﴿۷۸﴾ وہ جو کشتی تھی وہ (چند) غریب آدمیوں کی تھی جو سمندر میں مزدوری (یعنی ملاحی کا کام) کرتے تھے تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس (کشتی) کو عیب والا کردوں (اس لیے کہ) ان کے آگے ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر (اچھی) کشتی کو زبردستی چھین کرلے لیا کرتا تھا ﴿۷۹﴾

① گرنے ہی والی تھی۔ ② مہمان مسافر کی جو خدمت نہ کرے، طلب کے باوجود توجہ نہ دیوے ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے اجرت طلب کرنا یہ بھی ایک اخلاقی بات تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں آئی، دوسری طرف یتامیٰ کے اموال کی حفاظت کے لیے بلا اجرت خدمت کا اخلاقی پہلو حضرت خضر علیہ السلام کے سامنے تھا۔

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ
يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ
فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ
اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ
مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ع ١٢ / ١
وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

اور وہ جو لڑکا تھا تو اس کے ماں باپ دونوں ایمان والے تھے، سو ہم کو اس بات کا ڈر ہوا کہ وہ ان دونوں (یعنی ماں باپ) کو (زبردستی کر کر کے) سرکشی اور کفر میں پھنسا دے گا ﴿۸۰﴾ ہم کو یہ منظور ہوا کہ ان (ماں باپ) کے رب ان کو (ایسی اولاد) دیویں جو پاکیزگی (یعنی دین) میں اس (مقتول لڑکے) سے بہتر ہو اور (ماں باپ سے) شفقت① کرنے میں بڑھ کر ہو ﴿۸۱﴾ وہ جو دیوار تھی وہ شہر میں رہنے والے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس (دیوار) کے نیچے ان دونوں (یتیم لڑکوں) کا خزانہ (دفن کیا ہوا) تھا اور ان دونوں (یتیم لڑکوں) کا (مرحوم) باپ ایک نیک آدمی تھا؛ اسی لیے آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں (لڑکے) اپنی جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں اور خود اپنا خزانہ نکال لیں (یہ سب کام) آپ کے رب کی رحمت سے (ہوا)، میں نے اپنی رائے سے کوئی کام نہیں کیا، یہ حقیقت ہے ان سب باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہیں ہو سکا② ﴿۸۲﴾

اور (اے نبی!) یہ لوگ تم سے ذو القرنین کے بارے میں پوچھتے ہیں، تو تم (ان کو) جواب دو کہ میں اس کے کچھ حالات تم کو پڑھ کر سناتا ہوں③ ﴿۸۳﴾

---

① حسنِ سلوک، مہربانی ② چوں کہ پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شوق زیادہ تھا اور مشقت بھی زیادہ تھی؛ اس لیے "لَمْ تَسْتَطِعْ" کہا، اب بیان کرنے کے بعد وہ بات نہ رہی؛ اس لیے لفظ "لَمْ تَسْطِعْ" کہا۔ (ابن کثیر) علم الصیغہ میں ہے کہ: استطاع یستطیع میں تائے استفعال کو حذف کرنا جائز ہے، قرآن میں "فَمَا اسْطَاعُوْٓا" اور "مَالَمْ تَسْطِعْ" اسی قبیل سے ہے۔

③ "منه" کی ضمیر کا مرجع: (۱) ذو القرنین (۲) اللہ؛ یعنی اللہ کی طرف سے یہ احوال پڑھ کر سناتا ہوں۔

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝٨٤ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝٨٥ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ
مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا
الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝٨٦ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ
نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝٨٧ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ
جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝٨٨ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝٨٩

یقیناً ہم نے اس (ذوالقرنین) کو زمین پر حکومت دی تھی① اور ہم نے اس (ذوالقرنین) کو ہر قسم کے وسائل دیے تھے② ﴿۸۴﴾ جس کی وجہ سے وہ (سفر کے) ایک راستے پر چل پڑے ﴿۸۵﴾ یہاں تک کہ جب وہ (ذوالقرنین) سورج کے ڈوبنے کی جگہ پر پہنچ گئے③ تو وہ (سورج) ان کو ایک کالے کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا، وہاں پر اس (ذوالقرنین) نے ایک قوم کو دیکھا، ہم نے کہا کہ: اے ذوالقرنین! (تمھارے لیے اس قوم کے متعلق اختیار ہے) یا تو تم ان کو سزا دو یا تو ان کے معاملے میں اچھائی کا معاملہ اختیار کرو④ ﴿۸۶﴾ ذوالقرنین نے کہا: جس نے ظلم (یعنی کفر) کیا تو ہم عنقریب اس کو سزا دیں گے، پھر وہ (مرنے کے بعد) اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا تو وہ (اس کے رب) اس کو سخت سزا دیں گے⑤ ﴿۸۷﴾ اور جو آدمی ایمان لایا اور نیک کام کیے تو اس کو (آخرت میں بھی) اچھا بدلہ ملے گا اور ہم بھی اپنے برتاؤ میں اس کے ساتھ آسانی کریں گے⑥ ﴿۸۸﴾ پھر وہ (ذوالقرنین) ایک راستے پر چل پڑے⑦ ﴿۸۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اقتدار دیا تھا۔
② (دوسرا ترجمہ) ہم نے اس کو ہر کام کا ضروری سامان دیا تھا۔
③ سامان کی تیاری کے بعد سفر میں روانہ ہو کر۔
④ کمال یہ ہے کہ خوب اچھی طرح دعوت دے کر ان میں ایمانی خوبی پیدا کی جائے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) بری طرح عذاب دیں گے۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) اور ہم بھی اس کو اپنا حکم دیتے وقت آسانی کی بات کہیں گے۔
⑦ (دوسرا ترجمہ) پھر وہ ایک (سفر کے لیے) سامان کی تیاری میں لگ گئے۔

حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾
كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ
وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ
وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ
سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾

یہاں تک کہ جب وہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پر پہنچے تو اس (سورج) کو دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم پر طلوع ہو رہا ہے کہ جن کے لیے ہم نے اس (سورج کی دھوپ) سے بچاؤ کے لیے کوئی پردہ (یعنی آڑ) نہیں رکھا تھا ﴿۹۰﴾ واقعہ اسی طرح ہوا ہے، اس (ذوالقرنین) کے پاس جو (سامان) تھا ہم کو اس کی پوری خبر تھی① ﴿۹۱﴾ پھر وہ (ذوالقرنین سامان کی تیاری کر کے) ایک راستے پر چل پڑے ﴿۹۲﴾ یہاں تک کہ جب وہ (ذوالقرنین) دو پہاڑ کے درمیان پہنچے تو ان (دو پہاڑوں) کے پیچھے ایک ایسی قوم کو (آباد) دیکھا جن کے بارے میں ایسا لگتا تھا کہ وہ کوئی بات نہیں سمجھتے② ﴿۹۳﴾ وہ (قوم کے لوگ) کہنے لگے③: اے ذوالقرنین! یقیناً یاجوج اور ماجوج زمین میں (بڑا) فساد کرتے ہیں، کیا ہم آپ کو کچھ مال (ٹیکس کے طور پر) جمع کر دیں جس کے بدلے آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں ﴿۹۴﴾ ذوالقرنین نے کہا: میرے رب نے جس (مال) پر مجھے قدرت دی ہے④ وہی (میرے لیے) بہتر (اور کافی) ہے، ہاں! اتنا کرو کہ (ہاتھ پاؤں کی) طاقت (یعنی محنت کے ذریعے) سے تم میری مدد کرو⑤ میں تمھارے اور ان (یاجوج ماجوج) کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا ﴿۹۵﴾

---

① اور سفر میں جو حالات پیش آئے ہم کو اس کی پوری خبر تھی۔
② (دوسرا ترجمہ) کوئی بات سمجھنے کے پاس بھی نہیں پہنچتے تھے۔
③ شاید کسی ترجمان کے واسطے سے۔ ④ یعنی جس مال پر تصرف کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے وہ کافی ہے۔
⑤ اپنی جسمانی محنت جو تعمیر کے لیے ضروری ہے اس کے ذریعے تعاون کرو۔

اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ
نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ
نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ
حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾

تم میرے پاس لوہے کے تختے (یعنی ٹکڑے) لاؤ، یہاں تک کہ جب انھوں نے (لوہے کے تختوں کو پہاڑوں کے درمیان کی خالی جگہ میں رکھ کر) دونوں پہاڑوں کے اونچے کنارے تک برابر کر (کے ملا) دیا تب اس (ذوالقرنین) نے کہا: اب تم اس پر (آگ جلا کر) دھونکو، یہاں تک کہ (دھونکتے دھونکتے) اس (دیوار) کو جب (لال) انگارہ (جیسا) بنا دیا تو اس (ذوالقرنین) نے کہا کہ: میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ، میں اس کے اوپر ڈال دوں① ﴿٩٦﴾ پھر وہ (یاجوج ماجوج) اس پر (اونچائی اور چکناہٹ کی وجہ سے) چڑھ بھی نہیں سکتے اور اس میں (اس کے مضبوط اور ٹھوس ہونے کی وجہ سے) سوراخ بھی نہیں کر سکتے② ﴿٩٧﴾ اس (ذوالقرنین) نے کہا کہ: یہ (دیوار) میرے رب کی رحمت (سے) ہے③، پھر جب میرے رب کے وعدے کا وقت آپہنچے گا تو وہ (میرے رب) اس (دیوار) کو (گرا کر) زمین کے برابر کر دیں گے اور میرے رب کا وعدہ تو بالکل سچا ہی ہے ﴿٩٨﴾ اور اس دن ہم ان کی حالت ایسی کر دیں گے کہ وہ موجوں کی طرح ایک دوسرے میں (حیرت کے مارے) گھستے (یعنی ٹکراتے) ہوں گے اور صور پھونک دیا جائے گا تو ہم ان (تمام مخلوق) کو ایک ساتھ جمع کر دیں گے ﴿٩٩﴾

① تا کہ تختوں کے بیچ کی دراریں بھر جاویں، سپاٹ ہو جاوے اور مضبوطی زیادہ ہو جاوے۔
② چڑھنے میں تکلیف سوراخ کرنے کے مقابلے میں کم ہے۔ اس لیے ثقیل کا مقابلہ ثقیل سے اور خفیف کا مقابلہ خفیف سے کیا گیا۔ (ابن کثیر)
③ جس نے مجھ سے ایسی مضبوط دیوار بنوائی۔

وَّعَرَضۡنَا جَهَنَّمَ يَوۡمَئِذٍ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ عَرۡضَا ۙ﴿١٠٠﴾ الَّذِيۡنَ كَانَتۡ اَعۡيُنُهُمۡ فِىۡ غِطَآءٍ عَنۡ
ذِكۡرِىۡ وَكَانُوۡا لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَمۡعًا ﴿١٠١﴾ ع ١١
اَفَحَسِبَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنۡ يَّتَّخِذُوۡا عِبَادِىۡ مِنۡ دُوۡنِىۡۤ اَوۡلِيَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَهَنَّمَ
لِلۡكٰفِرِيۡنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلۡ هَلۡ نُـنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا ؕ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى
الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿١٠٤﴾ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ
رَبِّهِمۡ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وَزۡنًا ﴿١٠٥﴾

اور اس دن ہم جہنم کو کافروں کے بالکل سامنے لے آویں گے① ﴿١٠٠﴾ وہ کافر جن کی آنکھوں پر میری نصیحت کے بارے میں (غفلت کا) پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ (ہمارے کلام کو) سن بھی نہیں سکتے تھے ﴿١٠١﴾

کیا پھر بھی یہ کافر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو (اپنا) مددکرنے والا بنائیں گے؟② یقین رکھو! ہم نے ایسے کافروں کی مہمانی کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے ﴿١٠٢﴾ تم (ان سے) پوچھو: کیا ہم تم کو بتلائیں ایسے لوگ جو اعمال کے اعتبار سے بڑے نقصان میں ہیں؟③ ﴿١٠٣﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کی (ساری) کوششیں (یعنی دوڑ دھوپ) دنیا کی زندگی میں بھٹکتی رہیں④ اور (ان کی حالت یہ ہے کہ) وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں ﴿١٠٤﴾ انھیں لوگوں نے اپنے رب کی آیتوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کیا؛ اس لیے ان کے کیے ہوئے کام برباد ہو گئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے ﴿١٠٥﴾

① آیت میں جہنم کو کافروں کے سامنے ظاہر کرنا یا جہنم کو کافروں کے قریب کرنا یا کافروں کو جہنم میں داخل کرنا مراد ہو سکتا ہے۔
② یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مددگار بنانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔
③ اگر ان کافروں کو اپنے کچھ اعمال پر ناز ہو تو۔
④ یعنی بے کار ہو گئی، گئی گذری ہو گئی۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا

حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ

وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾ ع۱۲

ان کے کفر کی وجہ سے یہ جہنم ان کی سزا ہے (یہ سزا اس لیے بھی ہے کہ) انھوں نے میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا ﴿۱۰۶﴾ یقینی بات یہ ہے جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے، ہرے ہرے باغیچے① ان کی مہمانی کے لیے ہوں گے ﴿۱۰۷﴾ ان (باغوں) میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) وہاں سے (جگہ بدل کر) کسی اور جگہ جانا وہ نہیں چاہیں گے ﴿۱۰۸﴾ (اے نبی!) تم (لوگوں سے ایسا) کہہ دو: اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر روشنائی بن جائے تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے گا؛ اگرچہ (اس سمندر کی) مدد کے لیے ایسا ہی (سمندر کا پانی) ہم لے آئیں ﴿۱۰۹﴾ (اے نبی!) تم (لوگوں کو یہ بھی) کہو: میں تو تمھارے جیسا بشر (انسان) ہوں (ہاں! یہ بات ہے کہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے، سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھتا ہو② تو اس کو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے مالک کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے ﴿۱۱۰﴾

① (دوسرا ترجمہ) ٹھنڈے سایے والے باغیچے (تیسرا ترجمہ) فردوس کے باغ۔

② جو آدمی اپنے رب کا دیدار کرنا چاہے۔ رب کا دیدار سب سے بڑی اور سب سے بڑھ کر نعمت ہے، اس کا طریقہ بتلایا: دو کام کریں: ایک نیک عمل اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔

سُوْرَةُ مَرْيَم

(مكية)

سورۂ مریم

یہ سورت مکی ہے، اس میں اٹھانویں (۹۸) آیتیں ہیں، سورۂ فاطر کے بعد اور سورۂ طٰہٰ سے پہلے چوالیس (۴۴) نمبر پر نازل ہوئی۔

مریم: یہ سریانی زبان کا لفظ ہے، اس کا معنی آتا ہے "خدمت کرنے والی"، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے، حضرت مریمؑ کی والدہ کا نام "حنا" ہے، اور والد کا نام "عمران" ہے۔

حضرت مریمؑ کو بغیر مرد کے اولاد ہونے کا عجیب وغریب واقعہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بیان فرمایا ہے۔

اس سورت میں لفظ "رحمٰن" سولہ (۱۶) مرتبہ آیا ہے، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ کی رحمت اللہ کے غضب پر غالب ہے۔

پورے قرآن میں تیس (۳۰) جگہ حضرت مریمؑ کا نام صراحتاً آیا ہے، ان کے سوا کسی عورت کا نام صراحتاً قرآن میں نہیں ہے اس کی دو حکمتیں ہیں:

(۱) نصاریٰ پر رد ہے کہ وہ حضرت مریمؑ کو (نعوذ باللہ) اللہ کی بیوی مانتے ہیں، اور دنیا میں کوئی شریف انسان اپنی بیوی کا نام کسی کے سامنے نہیں لیتا ہے، اللہ نے تیس جگہ نام لے کر ان کا رد فرما دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی بیوی ہوتی تو وہ کبھی ان کا نام ذکر نہ کرتے۔ (از: حاشیۂ جلالین بحوالہ صاوی)

(۲) دوسری حکمت: عورت کے نام تک میں پردہ ہے۔ لیکن مریم کے نام کے ذکر میں ایک مسئلہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا کیے گئے تھے اس لیے ماں کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کا نام لینا ضروری تھا۔

آیاتها ٩٨ | (١٩) سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ (٤٤) | رُكُوْعَاتُهَا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝١ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝٢ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝٣ قَالَ رَبِّ
إِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّلَمْ أَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝٤
وَإِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝٥
يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۗ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝٦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

کھیعص ﴿۱﴾ یہ تمھارے رب کی مہربانی کا ذکر ہے جو انھوں نے اپنے بندے زکریا (علیہ السلام) پر کی تھی ﴿۲﴾ (یہ اس وقت کی بات ہے) جب اس (زکریا علیہ السلام) نے اپنے رب کو آہستہ آواز سے پکارا تھا① ﴿۳﴾ زکریا (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! میری ہڈی تو (بڑھاپے کی وجہ سے) کمزور ہوگئی اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے چمک اٹھا② اور میرے رب! میں آپ سے مانگ کر کبھی بھی محروم نہ رہا ﴿۴﴾ اور مجھے اپنے (مرنے) کے بعد رشتے داروں سے ڈر لگا ہوا ہے③ اور میری بیوی تو بانجھ ہے، سو آپ خاص مجھے اپنے پاس سے (ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود) وارث (یعنی بیٹا) عطا کیجیے ﴿۵﴾ جو میرا (بھی نبوت والے کاموں میں) وارث بنے④ اور یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان کا (علم اور دعوت کے کام میں) وارث بنے، اور میرے رب آپ اس کو اپنا پسندیدہ بنادیجیے⑤ ﴿۶﴾

---

① آہستہ آواز سے دعا کرنا پسندیدہ ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) میرے سر میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی۔
نکتہ: دعا میں اپنی کمزوری اور بدحالی کا ذکر قبولیت کا ذریعہ بنتی ہے۔
③ یعنی چچازاد بھائیوں سے کہ وہ پھر دین کی خدمت جیسی ہونی چاہیے ویسی نہیں کریں گے۔
④ (دوسرا ترجمہ) جو میری جگہ بیٹھے۔ ⑤ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں پسندیدہ ہو، عوام میں بھی مقبول ہو۔

يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣاسۡمُهٗ يَحۡيٰى ۙ لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِيًّا ۞ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امۡرَاَتِىۡ عَاقِرًا وَّقَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ الۡكِبَرِ عِتِيًّا ۞ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدۡ خَلَقۡتُكَ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ تَكُ شَيۡـًٔا ۞ قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّىۡۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۞ فَخَرَجَ عَلٰى قَوۡمِهٖ مِنَ الۡمِحۡرَابِ فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ اَنۡ سَبِّحُوۡا بُكۡرَةً وَّعَشِيًّا ۞

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے زکریا! ہم آپ کو ایک لڑکے کی خوش خبری دیتے ہیں کہ اس کا نام یحییٰ ہوگا کہ ہم نے اس نام کا (ایسی صفات والا) اس سے پہلے کوئی (بچہ) پیدا نہیں کیا① ﴿۷﴾ (زکریا علیہ السلام نے) کہا: اے میرے رب! مجھ کو کس طرح لڑکا ہوگا②؟ حالاں کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں ایسے بڑھاپے پر پہنچ گیا ہوں کہ میرا بدن تو سوکھ گیا ہے③ ﴿۸﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی طرح ہوگا④ تمھارے رب نے فرمایا: وہ (بڑھاپے میں اولاد دینا) میرے لیے آسان ہے⑤ اور میں نے اس سے پہلے تم کو پیدا کیا تھا: حالاں کہ تم (پیدائش سے پہلے) کچھ نہیں تھے ﴿۹﴾ (زکریا علیہ السلام نے) کہا: اے میرے رب! آپ میرے لیے (بچہ پیدا ہونا نزدیک ہے اس کی) کوئی نشانی مقرر کر دیجیے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ: وہ نشانی یہ ہے کہ (تم تندرست ہونے کے باوجود) تین رات (دن) تک لوگوں سے بات نہیں کرسکو گے⑥ ﴿۱۰﴾ پھر زکریا (علیہ السلام اپنی) عبادت کی جگہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان (قوم کے لوگوں) کو اشارہ سے سمجھایا کہ (روزانہ کے معمول کے مطابق) صبح وشام تسبیح (یعنی عبادت) کیا کرو ﴿۱۱﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اس کے قبل (خاص اوصاف میں) ہم نے کسی کو اس کا ہم صفت نہ بنایا ہوگا (یعنی جس علم وعمل کی تم دعا کرتے ہو وہ تو اس فرزند کو ضرور ہم عطا کریں گے، مزید کچھ اوصافِ خاصہ بھی عنایت کیے جاویں گے)۔ (از: معارف القرآن)
② یعنی بچے کی ولادت کی کیفیت کیا ہوگی، میں جوان ہوں گا یا بڑھاپا رہتے ہوئے اولاد ملے گی۔
③ میں تو بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔ ④ یعنی موجودہ جسمانی حالت اسی طرح رہے گی۔
⑤ یعنی معمولی بات۔ ⑥ سوِیًّا: جس کی خلقت میں کمی نہ ہو، مکمل تندرست انسان ہو۔ اگر ''سوِیًّا'' کو ''ثلاث لیال'' کی صفت مانیں تو معنی ہوگا: لگاتار تین دن۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ
تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ
يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ ع ۱۵

اے یحییٰ!① کتاب (یعنی تورات) مضبوطی سے پکڑے رہنا② اور ہم نے بچپن ہی میں ان کو دین کی (خاص) سمجھ عطا کردی تھی③ ﴿۱۲﴾ ہم نے خاص اپنے پاس سے (یحییٰ علیہ السلام کو) رحم دلی④ اور (اخلاق کی) پاکیزگی (کی صفات عطا کی تھی) اور وہ بڑے تقویٰ والے تھے ﴿۱۳﴾ اور اپنے والدین کی بڑی خدمت کرنے والے تھے اور (مخلوق کے ساتھ) سرکشی (اور اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی کرنے والے نہیں تھے⑤ ﴿۱۴﴾ اور جس دن وہ (یحییٰ علیہ السلام) پیدا کیے گئے اور جس دن ان کو موت آئے گی اور جس (قیامت کے) دن زندہ کرکے دوبارہ اٹھائے جائیں گے (ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس پر سلام (یعنی سلامتی) ہے⑥ ﴿۱۵﴾

---

① یعنی پھر جب حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوگئے، بڑے بھی ہوگئے تب فرمایا۔

② یعنی عمل کرنے کی خاص کوشش کرو۔

③ معلوم ہوا کہ بچوں کو بچپن سے دین کی سمجھ نصیب ہوجائے یہ بہت بڑی نعمت اور سعادت ہے؛ اس لیے ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کرتے رہنی چاہیے اور کوشش اور فکر بھی کرنا چاہیے کہ اولاد کو بچپن سے دین کی سمجھ مل جائے۔

④ لوگوں پر شفقت کرنا آپ کی عادت تھی اور دل کی رقت بھی تھی۔

⑤ آیت ۱۳-۱۴ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے چھ صفات بیان کیے گئے: (۱) رحم دلی، شفقت، مہربانی (۲) اخلاق کی پاکیزگی (۳) کامل تقویٰ (۴) والدین کی فرماں برداری (۵) شرارت، طوفان، مستی، فتنہ فساد سے اپنے آپ کو بچانا (۶) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچانا۔

اِن سب نبوی اخلاق کو ہمیں اپنی زندگی میں اپنانا چاہیے، قرآن نے اس کو محلِ مدح میں بیان فرمایا ہے۔

⑥ (۱) شیطان ولادت کے وقت بچے پر اپنے گندے اثرات ڈالتا ہیں، اس سے سلامتی (۲) موت کے وقت گھبراہٹ ہوتی ہے آدمی کو اس سے سلامتی (۳) قیامت کے دن بندہ جب قبر سے نکلے گا، محشر کی طرف جائے گا، اس وقت گھبراہٹ کا عالم ہوگا، بے چینی ہوگی اس سے سلامتی؛ ان تینوں سلامتی کی طرف آیت میں اشارہ ہے۔ اللہ ہم سب کو موت کے وقت اور قیامت کے دن سلامتی اور عافیت کی دولت سے مالامال فرمائے، آمین!

وَاذۡكُرۡ فِي الۡكِتٰبِ مَرۡيَمَ ۘ اِذِ انۡتَبَذَتۡ مِنۡ اَهۡلِهَا مَكَانًا شَرۡقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ
دُوۡنِهِمۡ حِجَابًا ۚ فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡهَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتۡ اِنِّيۡۤ اَعُوۡذُ
بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا
زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتۡ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِيۡ غُلٰمٌ وَّلَمۡ يَمۡسَسۡنِيۡ بَشَرٌ وَّلَمۡ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ نصف
قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِيًّا ﴿٢١﴾

اور (اے نبی!) تم اس کتاب (قرآن کے خاص حصے) میں مریم کا بھی تذکرہ کرو، جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہوکر ایک ایسے مکان (جگہ) میں چلی گئی جو مشرق میں تھا① ﴿١٦﴾ پھر اس (مریم) نے (اپنے اور) ان (لوگوں) کے درمیان میں پردہ ڈال دیا، سو ہم نے ان کے پاس اپنا ایک فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) کو بھیجا جو اس (مریم) کے سامنے ایک مکمل انسان کی شکل میں ظاہر ہوا② ﴿١٧﴾ وہ (مریم) بولی: میں تجھ سے (اللہ) رحمن کی حفاظت چاہتی ہوں، اگر تو خدا سے ڈرنے والا ہے (تو یہاں سے چلا جا)③ ﴿١٨﴾ وہ (فرشتہ) بولا: میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں (اس لیے بھیجا) تاکہ تجھ کو پاکیزہ لڑکا دوں ﴿١٩﴾ اس (مریم) نے جواب دیا: مجھے لڑکا کیسے پیدا ہوگا؟ حالاں کہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ تک نہیں لگایا ہے④ اور میں بدکار عورت نہیں ہوں⑤ ﴿٢٠﴾ اس (فرشتے) نے کہا: ایسے ہی ہوگا⑥ تیرے رب نے کہا ہے: وہ میرے لیے بہت معمولی بات ہے اور (یہ لڑکا بغیر مرد کے ہم اس لیے پیدا کریں گے) تاکہ ہم اس (لڑکے) کو لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنالیں اور ہماری رحمت (کے ظاہر ہونے کا ذریعہ) بنالیں اور یہ بات پوری طرح طے ہوچکی ہے ﴿٢١﴾

---

① بیت المقدس کا شرقی حصہ مراد ہے۔ تفصیل کے لیے ''دیکھی ہوئی دنیا'' جلد سوم اور ''قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات'' ملاحظہ فرمائیں۔ ② (دوسرا ترجمہ) پورا انسان بن کر آیا۔
③ (دوسرا ترجمہ) اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو تو بھی میں رحمن سے تیرے بارے میں حفاظت چاہتی ہوں۔ یعنی متقی ہو تب بھی قریب مت آ، تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ پرائی عورت سے دور رہو، متقی کہے جانے والوں کو بھی ابلیس کسی وقت گمراہ کر سکتا ہے۔ ④ عفت کا کیسا عجیب حال ہے کہ کسی اجنبی نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) اور میں نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ ⑥ یعنی بچہ پیدا ہونے کے لیے عام طور پر جن اسباب کی ضرورت پڑتی ہے اس کے بغیر ہی بچہ پیدا ہوجائے گا۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا۝٢٢ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ

قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۝٢٣ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ

قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا۝٢٤ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

جَنِيًّا۝٢٥ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ

لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا۝٢٦

پھر ① مریم کو بیٹے کا حمل ٹھہر گیا، تو وہ اس (حمل) کو لے کر دور جگہ چلی گئیں ② ﴿۲۲﴾ پھر ولادت کے وقت کا درد اس (مریم) کو کھجور کے درخت کے پاس لے گیا، وہ (مریم) بولی: کاش کہ اس حالت سے پہلے ہی میں مرگئی ہوتی اور مرکر ایسی ہوجاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی! ﴿۲۳﴾ سو اس (جبرئیل علیہ السلام) نے اس (مریم) کو اس کے نیچے (کی جگہ) ③ سے آواز دی کہ تو غم نہ کر، تمھارے نیچے تمھارے رب نے پانی کا ایک چشمہ پیدا کردیا ہے ﴿۲۴﴾ اور تو اپنی طرف کھجور کے تنے کو (پکڑ کر) ہلا (اس ہلانے سے) تازہ پکی کھجوریں تجھ پر گریں گی ④ ﴿۲۵﴾ اب تو (کھجور) کھا اور تو (چشمے کا) پانی پی اور (بچے کو دیکھ کر) آنکھ ٹھنڈی رکھ ⑤، پھر اگر تو کسی آدمی کو ⑥ دیکھ لیوے تو (اشارے سے) کہہ دینا کہ: میں نے (اللہ) رحمن کے لیے ایک روزے کی منت مانی ہے؛ اس لیے میں آج کسی بھی انسان سے بات نہیں کروں گی ⑦ ﴿۲۶﴾

---

① یعنی اس بات چیت کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں ایک پھونک ماری جس سے مریم کو حمل ٹھہر گیا۔ ② یعنی یکسو ہوگئی، پہلی مرتبہ کا حمل اور وہ بھی بغیر شادی کے۔

③ اب حمل اور دردِ زِہ کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام سامنے نہیں آئے؛ بلکہ جہاں حضرت مریم علیہا السلام تھی وہاں سے نیچے آڑ میں کھڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دیا تھا اس کا لحاظ دیکھو۔

④ اللہ تعالیٰ خود کھجوریں گرا سکتے تھے؛ لیکن اسباب کی دنیا میں حصولِ رزق کے اسباب اپنانے پڑتے ہیں۔

⑤ اولاد ماں باپ کے سامنے ہوں اور دین دار ہوں یہ ان کے لیے دلی سکون کا ذریعہ ہے، نہ یہ کہ دور دراز ملکوں میں محض دنیوی اغراض کے لیے اولاد کو بھیج دیا جاوے۔ ⑥ یعنی کسی شخص کو آتا ہوا اور بچے کے بارے میں اعتراض کرتا ہوا دیکھ لیوے۔

⑦ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بات سے حضرت مریم علیہا السلام کو تسلی ہوئی، تھوڑی دیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا
كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ
مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾
وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا
بِوَالِدَتِيْ ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ
وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾

وہ (مریم) اس (لڑکے) کو (گود میں) اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئی، وہ (قوم کے لوگ) کہنے لگے: اے مریم! تو نے تو بڑا غضب ہی کا کام کیا ﴿۲۷﴾ اے ہارون کی بہن! تیرے والد کوئی برے آدمی نہیں تھے اور تیری ماں بھی کوئی بدکار عورت نہیں تھیں ﴿۲۸﴾ سو اس (مریم) نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا، قوم کے لوگ کہنے لگے: جو بچہ گود میں ہے① اس کے ساتھ ہم کس طرح بات کریں گے؟ ﴿۲۹﴾ (اس پر) وہ (بچہ) بولا کہ: میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھ کو کتاب دی ہے اور مجھ کو نبی بنایا ہے② ﴿۳۰﴾ میں جہاں کہیں بھی رہوں اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھ کو برکت والا بنایا③ اور جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں مجھ کو نماز پڑھنے کا اور زکوۃ دینے کا حکم دیا ہے ﴿۳۱﴾ اور مجھ کو میری ماں کا خدمت کرنے والا بنایا ہے④ اور مجھ کو شرارت کرنے والا، بدنصیب نہیں بنایا⑤ ﴿۳۲﴾ جس دن میں پیدا کیا گیا اور میں جس دن (قیامت کے قریب) مروں گا اور جس (قیامت کے) دن میں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا (ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھ پر سلامتی ہوگی ﴿۳۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جو بچہ پالنے (گہوارہ) میں ہے۔ ② مراد ہے یہ کہ اس وقت انجیل کتاب اور نبوت کا دینا طے ہو چکا تھا، وعدہ بھی ہو چکا تھا؛ البتہ جب وقت آئے گا تب کتاب اور نبوت ملے گی۔
③ جب آپ دنیا میں تھے اس وقت بھی بڑی برکتیں تھیں اور قیامت کے قریب دنیا میں نزول ہوگا تب بھی برکتوں کا ظہور ہوگا جیسا کہ احادیث میں آیا ہے، دینی اور دنیوی دونوں طرح کی برکتیں ہوں گی۔ جس کی کچھ تفصیل بندہ کی کتاب ''ظہورِ مہدی'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ ④ یعنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک اور فرمابرداری کرنے والا۔ ⑤ سخت دل نہیں بنایا۔

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ
وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ
الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ
غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾

یہ عیسیٰ مریم کے بیٹے ہیں، (ان کی حقیقت کے بارے میں) سچی بات وہ ہے (جو میں بیان کرتا ہوں) جس میں لوگ جھگڑا کرتے ہیں ﴿۳۴﴾ اللہ تعالیٰ کی شان نہیں ہے کہ وہ کوئی اولاد رکھے، اس (اللہ تعالیٰ) کی ذات تو ہر عیب سے پاک ہے، جب کسی کام کے لیے کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں کہ: ''ہوجا'' تو وہ ہوجاتا ہے ﴿۳۵﴾ اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمھارے رب ہیں، سو تم اسی (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے ﴿۳۶﴾ پھر الگ الگ فرقوں نے آپس میں اختلاف ڈال دیا، جب بڑے (قیامت کے) دن کو آنکھوں سے دیکھ لیں گے تب کافروں کے لیے بڑی تباہی ہے ﴿۳۷﴾ جس (قیامت کے) دن وہ ہمارے پاس آئیں گے تب (اس دن) کیسے سننے اور دیکھنے والے ہوجائیں گے! لیکن یہ ظالم لوگ آج (دنیا میں) کھلی گمراہی میں پڑے ہیں ﴿۳۸﴾ اور (اے نبی!) تم ان کو پچھتانے کے دن سے ڈراؤ[1] جب (ہر) کام کا (آخری) فیصلہ کردیا جائے گا[2] (جب کہ آج دنیا میں) وہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں لاتے ﴿۳۹﴾

① قیامت کے دن کافر کا افسوس کفر و معصیت پر اور مسلمان کا افسوس اعمالِ صالحہ کی کمی اور وقت ضائع کرنے پر ہوگا۔
② موت کو ذبح کردیا جائیگا اور ہر ایک کا دائمی فیصلہ ہوگا۔

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾ ع ١٥ ٥

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ
مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ
يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ
لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ
لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ

یقیناً زمین کے اور اس (زمین) پر بسنے والے تمام کے ہم وارث ہوں گے اور یہ سب ہماری طرف لوٹائے جائیں گے①﴿۴۰﴾

اور (اے نبی!) تم اس کتاب (قرآن) میں ابراہیم (علیہ السلام) کا تذکرہ بھی کرو، یقینی بات ہے کہ وہ سچائی کی عادت والے نبی تھے ﴿۴۱﴾ جب کہ انھوں نے اپنے ابا سے کہا: اے میرے ابا جان! آپ ایسے معبودوں کی کیوں عبادت کرتے ہو جو (کچھ) سنتے نہیں اور (کچھ) دیکھتے نہیں اور آپ کا کوئی کام کر سکتے نہیں؟②﴿۴۲﴾ اے میرے ابا! پکی بات یہ ہے کہ میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا نہیں ہے، سو تم میری بات مان لو، میں تم کو سیدھا راستہ بتلاؤں گا③﴿۴۳﴾ اے میرے ابا جان! آپ شیطان کی عبادت نہ کریں، یقینی بات ہے کہ شیطان تو رحمن کا نافرمان ہے ﴿۴۴﴾ اے میرے ابا جان! یقیناً میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ رحمن کی طرف سے کوئی عذاب آ کر آپ کو پکڑ لیوے جس کے نتیجے میں آپ (عذاب میں) شیطان کے ساتھی بن کر رہ جائیں④﴿۴۵﴾ (یہ سن کر ابراہیم (علیہ السلام) کے ابا نے) کہا: اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے؟

---

① وارث کا مطلب ہے آخری مالک، دنیا کی عارضی ملکیت ختم ہوگی اور آخری مکمل ملکیت اللہ تعالیٰ ہی کی رہے گی۔
② (دوسرا ترجمہ) اور تمھارے کچھ کام نہیں آسکتے۔
③ چھوٹوں کی بات حق ہو تو بڑوں کو مان لینا چاہیے۔
④ یعنی اطاعت میں شیطان کا ساتھ دیا تو عقوبت وسزا میں بھی اس کے ساتھ رہو گے۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ
اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى اَلَّآ
اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ
اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾

اگر تو اپنے اس (بتوں کی مخالفت کے) کام کو نہیں چھوڑے گا تو میں تجھ کو پتھر مار کر ختم کر دوں گا اور تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جا① ﴿۴۶﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ: میں آپ کو (آپ کے پاس سے رخصت ہونے کا) سلام کرتا ہوں② میں تمھارے لیے اپنے رب سے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، یقینی بات ہے کہ وہ (میرے رب) مجھ پر بہت ہی مہربان ہیں ﴿۴۷﴾ اور میں تم کو چھوڑتا ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو ان (بتوں) کو بھی (چھوڑتا ہوں)③ اور میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں (اور) مجھے پوری امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر (کبھی بھی) محروم نہیں رہوں گا④ ﴿۴۸﴾ پھر جب وہ (ابراہیم) ان (بت کی عبادت کرنے والی قوم اور باپ) سے اور جن (بتوں) کی وہ (لوگ) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے جدا ہو گئے تو ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب (جیسا پوتا) عطا کیا⑤ اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا ﴿۴۹﴾

① "مَلِیًّا" کا دوسرا ترجمہ: صحیح سالم؛ یعنی میں تجھے جسمانی ایذا پہنچاؤں اور تو زخمی ہو اس سے بہتر ہے کہ تو مجھ سے صحیح سالم دور چلا جا۔ ② (دوسرا ترجمہ) میں آپ کو سلام کر کے جا رہا ہوں۔
③ پہلے بھی کبھی بتوں کو مانا نہیں؛ لیکن اب جہاں بت ہوں وہاں رہنا بھی نہیں، دور چلا جاتا ہوں۔
④ رب کو پکارنے والا محروم نہیں رہتا، جب کہ بت پرستی کرنے والے بت کی طرف سے ہمیشہ محروم ہی رہتے ہیں۔
⑤ آبائی وطن جہاں ابراہیم علیہ السلام رہتے تھے وہاں جس عورت سے شادی ہوئی وہ سارہ تھی، ان سے حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہوئی؛ چوں کہ باپ اور قوم کا تذکرہ ہو رہا ہے: اس لیے اس مناسبت سے خاندان والی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کا ذکر ہوا، یہ سمجھ میں آ رہا ہے (واللہ اعلم) ورنہ دوسری بیوی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے اولاد پہلے پیدا ہوئی وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہے، اللہ تعالیٰ کی نوازش دیکھو کہ دین کی نسبت پر آبائی خاندان چھوڑا تو وحشت ہو سکتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اولاد اور نئی بیوی کے ذریعہ نیا باعزت خاندان عطا فرمایا۔
نوٹ: تفصیلی واقعہ کے لیے "قرآن میں آئے ہوئے خواتین کے واقعات" اور دیکھی ہوئی دنیا جلد: سوم ملاحظہ فرمائیے۔

ع ٣

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۝٥٠

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۝٥١ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ

جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا۝٥٢ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ

نَبِيًّا۝٥٣ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۝٥٤

وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا۝٥٥ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۝٥٦ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۝٥٧

اور ہم نے ان کو ہماری رحمت سے نوازا اور ہم نے ان کو اونچے درجے کی نیک نامی عطا کی① ﴿۵۰﴾

اور اس کتاب (قرآن) میں موسیٰ (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو، یقینی بات ہے کہ وہ چنے ہوئے تھے اور رسول اور نبی تھے ﴿۵۱﴾ اور ہم نے ان (موسیٰ) کو طور پہاڑ کی داہنی جانب سے پکارا اور راز کی بات کرنے کے لیے ہم نے ان (موسیٰ) کو نزدیک بلایا② ﴿۵۲﴾ اور ہم نے ہماری رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر ان کو دیا③ ﴿۵۳﴾ اور اس کتاب (قرآن) میں اسماعیل (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو، یقینی بات ہے کہ وہ (اسماعیل) وعدے کے (بڑے) سچے تھے④ اور رسول و نبی تھے ﴿۵۴﴾ اور وہ (اسماعیل علیہ السلام) اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیتے تھے⑤ اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے ﴿۵۵﴾ اور تم (اس) کتاب (قرآن) میں ادریس (علیہ السلام) کا بھی ذکر کرو، یقینی بات ہے کہ وہ سچائی (کی عادت) والے نبی تھے ﴿۵۶﴾ اور ہم نے ان (ادریس علیہ السلام) کو اونچے مقام پر اٹھالیا⑥ ﴿۵۷﴾

① آج تک ابراہیم علیہ السلام کا نام بڑے احترام سے زندہ ہے، ان کی یاد میں قربانی، حج اور درودِ ابراہیمی بھی زندہ ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) ہم نے راز کی باتیں کر کے موسیٰ علیہ السلام کو (مخصوص) قرب دیا۔

③ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر بھائی کو نبوت ملی۔

④ ہر نبی میں اوصافِ حمیدہ ہوتے ہی ہیں؛ لیکن جس نبی میں جو وصف امتیازی شان سے پایا جاوے اس کا خصوصی تذکرہ ہے۔

⑤ گھر میں ماحول بن جائے تو دوسروں کو دعوت دینا اور خود کے لیے استقامت آسان ہوجاتی ہے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے ان کو (کمالات کے) بلند مرتبے تک پہنچا دیا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنۡ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ۚ وَّمِنۡ ذُرِّيَّةِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡرَآءِيۡلَ ۚ وَمِمَّنۡ هَدَيۡنَا وَاجۡتَبَيۡنَا ؕ اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُ الرَّحۡمٰنِ خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۙ ﴿٥٩﴾

السجدۃ

آدم (علیہ السلام) کی اولاد میں سے یہ سب وہ نبی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا①،ان میں سے کچھ تو ان لوگوں (کی اولاد) میں سے ہیں جن کو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا②اور کچھ ابراہیم (علیہ السلام) اور اسرائیل (یعنی یعقوب علیہ السلام) کی اولاد میں سے ہیں، اور یہ (سب نبی) ان (لوگوں) میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت دی اور جن کو ہم نے (دین کے لیے) چن لیا، (ان نبیوں کا ایسا اونچا مرتبہ ہے اس کے باوجود) ان کے سامنے جب رحمن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں (زمین پر) گر جاتے ہیں ﴿۵۸﴾ پھر ان (لوگوں) کے بعد ایسے لوگ ان کی جگہ پر آئے جنھوں نے نماز کو برباد کر دیا③اور (نفسانی) خواہشات (یعنی مزوں) کے پیچھے پڑ گئے④،عنقریب وہ اپنی گمراہی (کا پھل عذاب کی شکل میں) سامنے دیکھ لیں گے⑤ ﴿۵۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) یہ وہ (خاص) لوگ ہیں کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا نبیوں کی جماعت میں سے (تیسرا) نبیوں کی جماعت میں سے یہ وہ خاص لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے انعام فرمایا۔
② یہاں مذکور حضراتِ انبیاء میں ادریس علیہ السلام کے علاوہ باقی سب نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔
③ گمراہی کی ابتدا ترکِ صلوۃ سے ہوتی ہے۔نماز کو ضائع کرنے کی شکلیں: (۱) نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھنا؛ یعنی قضا کرنا (۲) بغیر جماعت کے گھر میں نماز پڑھ لینا (بلا ضرورت کے) (۳) نماز کے لیے وضو، طہارت میں کوتاہی کرنا (۴) نماز کا رکوع، سجدہ، قومہ، جلسہ پورے اطمینان سے نہ کرنا (۵) فرضیت کا انکار کر دینا۔
④ دنیا کی وہ لذتیں جو انسان کو اللہ کی یاد اور نماز سے غافل کر دیوے، شاندار مکانوں کی تعمیر، شاندار سواریاں، جس پر لوگوں کی نظریں اٹھے، ایسا لباس جس سے عام لوگوں کے درمیان امتیازی شان سے نظر آئے، یہ سب شہوات ہیں۔
⑤ ہر برائی اور شر کو غیا کہتے ہیں، ''غَیّ'' جہنم کے ایک غار کا بھی نام ہے، جس میں تمام جہنم سے زیادہ قسم قسم کے عذاب ہیں، خود جہنم بھی اس سے حفاظت چاہتی ہے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾
جَنّٰتِ عَدْنِ ِۣالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا
يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ
الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ
اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾

البتہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیا سو وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں ہوگا ﴿٦٠﴾ یہ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کا رحمن نے اپنے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے، (جن کو) بندوں نے دیکھا بھی نہیں ہے①، یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) کا جو وعدہ ہے وہ (وعدہ) ضرور پورا ہو کر رہے گا ﴿٦١﴾ اس (جنت) میں وہ (اللہ تعالیٰ کے بندے) سلامتی کی بات کے سوا کوئی لغو بات نہیں سنیں گے②، اس (جنت) میں ان (اللہ تعالیٰ کے بندوں) کو صبح و شام ان کی روزی ملتی رہے گی③ ﴿٦٢﴾ یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اس شخص کو وارث بنائیں گے جو متقی ہوگا ﴿٦٣﴾ اور ہم (فرشتے) تمھارے رب کے حکم کے بغیر (جب چاہو تب) نہیں اتر سکتے، جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اسی (اللہ تعالیٰ) کی مالکی ہے اور تمھارے رب ایسے نہیں ہیں جو بھول جانے والے ہوں ﴿٦٤﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جس کا رحمن نے اپنے بندوں سے غائبانہ (یعنی بندوں کے دیکھے بغیر) وعدہ کر رکھا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) وہ ”سلام“ کے سوا کوئی لغو بات نہیں سنیں گے۔
جنت کے اندر سلام کے سوا کوئی لغو بات سننے کو نہیں ملے گی۔
خلاصہ یہ ہے کہ جنت میں جو بات سننے کو ملے گی وہ سلامتی، بھلائی، اور خوشی کو بڑھانے والے ہوگی، نیز جنتی لوگ آپس میں ایک دوسرے کو سلام بھی کریں گے، اور اللہ کے فرشتے بھی جنتی لوگوں کو سلام کریں گے۔
③ یہ دو وقت تو ملنا یقینی ہے، دوسرے اوقات میں بھی چاہت ہوتے ہی کھانا ملے گا۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ
سَمِيًّا ۟۶۵ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ۟۶۶ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا
خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ۟۶۷ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ
حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۟۶۸ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۟۶۹

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے وہ اس کے رب ہیں، سوتو اسی (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کر اور اس (اللہ تعالیٰ) کی عبادت پر جم کر رہو①۔ کیا تمھاری جان کاری میں کوئی ایسا ہے جو اس (اللہ تعالیٰ) کے جیسی صفات رکھتا ہو②؟ ﴿۶۵﴾

اور یہ (کافر) انسان (یوں) کہتا ہے: جب میں مرجاؤں گا تو کیا واقعۃً میں زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ ﴿۶۶﴾ (جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) کیا انسان کو یہ بات یاد نہیں کہ ہم نے اس سے پہلے اس (انسان) کو پیدا کیا تھا؛ حالاں کہ وہ (انسان) کچھ بھی نہیں تھا؟ ﴿۶۷﴾ سو تمھارے رب کی قسم! ہم ان (انسانوں) کو اور شیاطین کو ضرور جمع کریں گے③ پھر ہم ان کو جہنم کے آس پاس (اس طرح) لا کر حاضر کریں گے کہ وہ (ہیبت کی وجہ سے) گھٹنوں پر گرے ہوں گے ﴿۶۸﴾ پھر ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو ہم ضرور کھینچ کر (جدا کر کے) نکالیں گے جو سب سے زیادہ رحمٰن سے سرکشی کرتے تھے ﴿۶۹﴾

---

① اصطبار کے معنی مشقت وتکلیف پر ثابت قدم رہنا، اس میں اشارہ اس بات کی طرف نکلتا ہے کہ عبادت پر ہمیشگی اور جماؤ کے لیے مشقت اٹھانا پڑتا ہے، اور عبادت گزار کو اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

② اس آیت کے تین معانی ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کا ہم صفت کوئی نہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ جیسا نام والا کوئی نہیں، عرب کے لوگ لفظ ''الٰہ'' اپنے بتوں کے لیے استعمال کرتے تھے؛ لیکن لفظِ اللہ اور رب السمٰوات والارض اپنے بتوں کے لیے استعمال نہیں کرتے تھے۔

(۳) ایسا مثل جو عبادت کیے جانے اور الٰہ کہلانے کے مستحق ہو ایسا کوئی ہے؟ جواب: نہیں۔

③ محشر میں ایک مرحلے میں مؤمن، کافر، شیاطین سب ساتھ ہوں گے پھر الگ کیے جاویں گے، بعض نے ''واؤ'' مع کے معنی میں لیا ہے؛ یعنی کافر انسان اور شیاطین کو ایک زنجیر میں ساتھ باندھا جاوے گا۔

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى
رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝ وَاِذَا
تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ
مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝ قُلْ
مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا
الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝

پھر ہم ایسے لوگوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں جو اس (جہنم) میں داخل کیے جانے کے زیادہ لائق ہیں①《۷۰》اور تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کا اس (جہنم) پر گذر نہ ہو② اس بات کو تمھارے رب نے لازمی طور پر اپنے اوپر طے کرلیا ہے《۷۱》پھر ہم تقویٰ والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس (جہنم) میں گھٹنوں پر پڑا ہوا ہم چھوڑ دیں گے《۷۲》اور جب ان (منکروں) کے سامنے ہماری آیتیں کھلی کھلی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں: دونوں (مسلمان اور کافر) جماعت میں سے (دنیا میں) کس کا مقام زیادہ اچھا ہے اور کس کی مجلس زیادہ عمدہ ہے؟《۷۳》(یہ کافر لوگ یہ بات نہیں دیکھتے کہ) ہم نے ان سے پہلے کتنی جماعتیں ہلاک کردیں کہ ان کا سامان اور ان کی ظاہری شان بان کتنی اچھی تھی؟《۷۴》تم کہہ دو کہ: جو شخص گمراہی میں پڑا ہے اس کے لیے مناسب یہی ہے کہ رحمن اس کو لمبی ڈھیل دیتے رہیں، یہاں تک کہ جس کا ان سے وعدہ ہوا ہے جب اس کو وہ خود دیکھ لیں گے چاہے وہ (دنیا کا) عذاب ہو اور چاہے تو قیامت (کی سزا) ہو، تب ان کو پتہ چل جائے گا کہ کس کا برا مکان تھا اور کس کا لشکر زیادہ کمزور تھا؟《۷۵》

① اصل مجرموں کے ظاہر و باطن کا کامل علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے؛ البتہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو ظاہری معلومات بھی رہتی ہے۔

② مؤمنوں کا گذر ایمان کے نور کے ساتھ سلامتی سے تیزی سے ہوگا، وہ جہنم کو دیکھ لیں گے تو جنت کی قدر و قیمت ان کے دل میں زیادہ ہوجائے گی اور کافر پھنس کر گر جائیں گے۔

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ
مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٧٧﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ
اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾
وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾
كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ ع ٧ ٨

جن لوگوں نے ہدایت کا راستہ اپنایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو (دنیا میں) ہدایت میں ترقی دیتے ہیں، اور جو نیک عمل باقی رہنے والے ہیں اس کا ثواب تمھارے رب کے یہاں بہتر ملے گا اور اس کا انجام بھی اچھا ہی ہوگا ﴿٧٦﴾ (اے نبی! محمد ﷺ) کیا بھلا! تم نے اس آدمی کو نہیں دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کر دیا اور (اوپر سے) کہتا ہے کہ (آخرت میں) مجھے مال اور اولاد ضرور ملیں گے؟ ﴿٧٧﴾ کیا اس نے غیب (کی دنیا) کو جھانک کر دیکھ لیا① یا رحمن سے کوئی عہد لے رکھا ہے؟ ﴿٧٨﴾ ہرگز نہیں! جو کچھ وہ کہہ رہا ہے ہم اس کو لکھ لیتے ہیں اور ہم اس کے عذاب کو بڑھاتے ہی رہیں گے ﴿٧٩﴾ اور جس (مال اور اولاد) کے لیے وہ کہتا ہے (مرنے پر) اس کے ہم وارث ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا② ﴿٨٠﴾ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کے کچھ معبود بنا رکھے ہیں؛ تا کہ وہ (معبود) ان کے لیے عزت (مدد) کا ذریعہ بنیں③ ﴿٨١﴾ ایسا ہرگز نہیں ہوگا (بلکہ) وہ (باطل معبود) تو ان (کافروں) کی عبادت ہی کا انکار کر دیں گے اور وہ (بت) ان کے مخالف ہو جائیں گے ﴿٨٢﴾

① کیا ان کافروں نے اتنی ترقی کر لی کہ علمِ غیب کے اس درجے کے اوپر پہنچ گئے، جو اللہ علیم اور خبیر یکتا (اکیلے) کی صفت ہے، کیا وہ اس درجے تک پہنچ گئے؟ ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔
② اس کے دو بیٹے مسلمان ہو گئے تھے، وہ جہنم میں اکیلا ہی جاوے گا۔
③ یعنی یہ معبود ان کے لیے عزت کا ذریعہ بنیں گے ایسا سوچتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا

نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى

جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾

(اے نبی!) کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ یقینی بات ہے کہ ہم نے شیاطین کو کافروں پر چھوڑ دیا ہے ① جوان کو (نافرمانی کے لیے) ابھارتے رہتے ہیں ② ﴿۸۳﴾ لہٰذا تم ان کے (عذاب) کے معاملے میں جلدی مت کرو، ہم ان کی (ہر چیز کی) پوری گنتی کر رہے ہیں ③ ﴿۸۴﴾ (قیامت کا وہ دن یاد رکھو) جس دن ہم (تمام) تقویٰ والوں کو رحمن کے پاس مہمان بنا کر جمع کریں گے ④ ﴿۸۵﴾ اور ہم مجرموں کو پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ہانک کرلے جائیں گے ﴿۸۶﴾ ان (لوگوں) کو کسی کی سفارش کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں! جس نے رحمن سے کوئی اجازت حاصل کر لی ہوگی (صرف وہی سفارش کرے گا) ⑤ ﴿۸۷﴾

---

① ارسلنا کا ایک معنی: شیطانوں اور کافروں کو باہم تعلق کرنے میں آزاد چھوڑ دیا، گویا واستفزز من استطعت منھم والی آیت میں جو معنی و مفہوم ہے وہ معنی یہاں مراد ہوگا۔ دوسرا معنی: ہم نے شیطانوں کو کافروں پر مسلط کر دیا۔

② یعنی حیلے اور تدبیروں سے شیطان برے کاموں پر انسان کو بھڑکاتا ہے، خصوصاً کافروں کو۔ اَزًّا: کسی کام کے لیے ابھارنا اور آمادہ کرنا، پوری طاقت کے ساتھ گناہ پر ایسا ابھارنا کہ وہ آدمی گناہ کرنے کے لیے تیار ہو جائے، شیطان ان کافروں کو برے اعمال پر اکساتے رہتے ہیں اور برے کاموں کی خوبیاں ان کے دل، دماغ، نظروں میں اچھا کر کے بتلاتے ہیں، پھر برے اعمال کی خرابیاں ان کو نظر نہیں آتی اور وہ اپنے اختیار اور خوشی سے برے کام کرنے پر لگ جاتے ہیں۔

③ وہ تمام چیزیں جن پر ان کو سزا ہوگی۔ ان کی عمر کے دن، رات، سانس، نقل و حرکت، قدم، لذت، موج، مزہ، سیکنڈ سب گنے ہوئے ہیں، جب ان کی دنیا کی مدت پوری ہو جائے گی تو جلدی اللہ کی طرف لوٹیں گے اور عذاب کا مزہ پائیں گے۔

④ (دوسرا ترجمہ) وفد کی شکل میں (تیسرا ترجمہ) سوار کر کے۔ متقی لوگ قیامت کے دن اپنی دنیوی مرغوب سواری پر بیٹھ کر محشر میں آئیں گے جو ان کے چاہنے پر ہوا میں اڑیں گی۔ یعنی قبر سے نکل کر محشر تک یہ لوگ سواری پر بیٹھ کر آئیں گے۔

الی الرحمن: مطلب ہے جہاں تجلیاتِ الٰہیہ ہوں گی، مقامِ عزت کی طرف جانا مراد ہے۔

⑤ ''مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا'' سے مراد: (۱) کلمہ طیبہ کا اقرار کر کے اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے (۲) کتاب اللہ کا حفظ مع ادائے حقوق قرآن (۳) سفارش کے لیے اللہ تعالیٰ کی اجازت بھی ضروری ہوگی۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدۡ جِئۡتُمۡ شَيۡـًٔا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرۡنَ مِنۡهُ وَتَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَتَخِرُّ الۡجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِى الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدۡ اَحۡصٰىهُمۡ وَعَدَّهُمۡ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمۡ اٰتِيۡهِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَرۡدًا ﴿۹۵﴾

اور یہ (مشرکین) کہنے لگے کہ: رحمن تو اولاد رکھتا ہے ﴿۸۸﴾ پکی بات یہ ہے کہ تم نے بڑی سخت بات کہہ ڈالی① ﴿۸۹﴾ ایسی بات کی وجہ سے (لگتا ایسا ہے کہ) ابھی قریب ہی میں آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑے ﴿۹۰﴾ اس بات پر کہ انھوں نے رحمن کے لیے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے ﴿۹۱﴾ رحمن کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ اولاد رکھے ﴿۹۲﴾ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ سب رحمن کے سامنے ایک بندہ بن کر حاضر ہوگا ﴿۹۳﴾ پکی بات یہ ہے کہ (رحمن نے) ان سب کو (اپنی قدرت کے) احاطے میں لے رکھا ہے اور ان کو خوب اچھی طرح گن رکھا ہے ﴿۹۴﴾ اور ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت کے دن اکیلا آئے گا ﴿۹۵﴾

① (دوسرا ترجمہ) پکی بات یہ ہے کہ تم بھاری چیز میں پھنسے ہو (تیسرا) پکی بات یہ ہے کہ تم نے بڑی سنگین حرکت کی ہے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا۝۹۶ فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الۡمُتَّقِيۡنَ وَتُنۡذِرَ بِهٖ قَوۡمًا لُّدًّا۝۹۷ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍؕ هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا۝۹۸

یقینی بات ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے رحمن ان کے لیے (مخلوق کے دلوں میں) محبت پیدا کر دیں گے① ﴿۹۶﴾ سو اس (قرآن) کو ہم نے تمھاری (عربی) زبان میں آسان کر دیا ہے؛ تاکہ تم اس (قرآن) کے ذریعے تقویٰ والوں کو خوش خبری سناؤ اور جھگڑنے والے لوگوں کو② اس (قرآن) کے ذریعے ڈراؤ ﴿۹۷﴾ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں، کیا ان (ہلاک ہونے والوں) میں سے کسی کی آہٹ پاتے ہو؟③ کیا ان (ہلاک ہونے والوں) میں سے کسی کی ہلکی سی آواز④ تم کو سنائی دیتی ہے؟⑤ ﴿۹۸﴾

---

① وُدًّا کا ایک معنی: اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لیے وہ چیزیں مہیا کر دیں گے جسے وہ محبوب رکھتا ہو، دوسرا مطلب: لوگوں کے درمیان ان کی محبوبیت کا عام ہو جانا۔

② توحید، رسالت اور مرنے کے بعد زندہ ہونا ان امور میں جو جھگڑتے ہیں۔ 'لُدّ' ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی بات میں قائل کرنا ممکن نہ ہو، جھگڑالو مزاج۔

③ (دوسرا ترجمہ) کیا ہلاک ہونے والوں میں سے کسی کو تم دیکھتے ہو؟۔

④ ایسی مخفی آواز جو سمجھ میں بھی نہ آوے اس کو "رکز" کہتے ہیں۔

⑤ یعنی ایسے ہلاک ہو گئے کہ ان کا کوئی نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔

سُورَةُ طه
(مكية)

سورۂ طٰہٰ

یہ سورت مکی ہے، اس میں ایک سو چونتیس (۱۳۴) یا پینتیس (۱۳۵) آیتیں ہیں، سورۂ ابراہیم یا سورۂ مریم کے بعد اور سورۂ واقعہ سے پہلے پینتالیس (۴۵) نمبر پر نازل ہوئی۔

حدیث میں آتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں کے سامنے) سورۂ طٰہٰ اور یاسین پڑھی، فرشتوں نے جب قرآن (کی یہ سورتیں) سنی تو بول اٹھے: اس امت کے لیے مبارک بادی ہو جس پر یہ اتارا جائے، خوش خبری ہے ان سینوں کے لیے جو اس کو اٹھائیں گے؛ یعنی یاد کریں گے اور خوش خبری ہے ان زبانوں کے لیے جو اس کی تلاوت کریں گی۔

اس سورت کے شروع میں طٰہٰ کا لفظ آیا ہے۔

طٰہٰ کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ "ط" اور "ہ" یہ دونوں حروفِ تہجی ہے، حروفِ مقطعات میں سے ہیں جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ "طٰہٰ" ایک معنیٰ والا کلمہ ہے جس کا معنیٰ ہوتا ہے: اے شخص! اور ظاہر ہے کہ کامل مرد اور کامل شخص حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔

اس سورت کا دوسرا نام "سورۃ الکلیم" ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بہت اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

اٰیَاتُهَا ۱۳۵ | (۲۰) سُوْرَۃُ طٰهٰ مَکِّیَّۃٌ (۴۵) | رُکُوْعَاتُهَا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

طٰهٰ ① مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ② اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ③ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ
الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ④ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ⑤ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ⑥ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ⑦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

طٰہٰ ﴿۱﴾ (اے نبی!) ہم نے (یہ) قرآن تم پر اس لیے نہیں اتارا کہ (تم) تکلیف میں پڑ جاؤ ﴿۲﴾ بلکہ یہ تو جو (آدمی) ڈرتا ہے اس کے لیے نصیحت ہے ﴿۳﴾ (قرآن) اس ذات نے اتارا ہے جس نے زمین اور اونچے آسمان① پیدا کیے ﴿۴﴾ رحمٰن② (اپنی شان کے موافق) عرش پر قائم ہیں ﴿۵﴾ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان (آسمان اور زمین) کے بیچ میں ہے اور گیلی (تر) مٹی کے نیچے جو ہے اسی (رحمٰن) کی ملکی ہے ﴿۶﴾ اور اگر تم زور سے کوئی بات کہو تو (اس کی تو اللہ تعالیٰ کو خبر ہے ہی) کیوں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تو چھپی ہوئی باتوں کو③ اور اس سے بھی زیادہ چھپی ہوئی باتوں کو④ جانتے ہیں ﴿۷﴾

① لفظ سموات "سما" سے ہے، "سما" ہی میں بلندی کا معنی پایا جاتا ہے، ساتھ میں "العلی" یہ مزید تاکید کے لیے آیا ہے جس سے آسمان کا نہایت بلند و بالا ہونا معلوم ہوا۔

② جو بہت ہی رحمت والے ہیں۔

③ یعنی جو بات دل میں ہے۔

④ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "سِرّ" یعنی انسان کے دل میں چھپی ہوئی بات، جو خیالات انسان کے دل میں آویں، اور "اخفیٰ": جو بات آئندہ انسان کے دل میں آنے والی ہے اور ابھی خود انسان کو بھی پتہ نہیں ہے کہ آئندہ اس کے دل میں کیا بات آنے والی ہے؛ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس انسان کے دل میں آئندہ پیش آنے والی بات کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۝۸ وَهَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى ۝۹ اِذۡ رَاٰ نَارًا
فَقَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَى النَّارِ
هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّاۤ اَتٰٮهَا نُوۡدِىَ يٰمُوۡسٰى ۝ؕ۱۱ اِنِّىۡۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ ۚ اِنَّكَ بِالۡوَادِ
الۡمُقَدَّسِ طُوًى ۝ؕ۱۲ وَاَنَا اخۡتَرۡتُكَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا يُوۡحٰى ۝۱۳ اِنَّنِىۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا
فَاعۡبُدۡنِىۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِىۡ ۝۱۴

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں ہے، اسی (اللہ تعالیٰ) کے اچھے اچھے نام ہیں ﴿۸﴾ اور (اے محمد! ﷺ) کیا تمھارے پاس موسیٰ (علیہ السلام) کا واقعہ پہنچا؟ ﴿۹﴾ جب ان (موسیٰ علیہ السلام) کو (طور پہاڑ پر ایک) آگ نظر آئی تو اپنی بیوی سے کہا: تم یہیں ٹھہرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید کہ میں اس میں سے تمھارے پاس کوئی شعلہ لے آؤں یا آگ کے پاس مجھے راستے کا پتہ (بتانے والا کوئی) مل جائے ﴿۱۰﴾ سو جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) اس (آگ) کے پاس پہنچے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ان کو آواز دی گئی کہ: اے موسیٰ! ﴿۱۱﴾ پورا یقین رکھو! میں ہی تمھارا رب ہوں، سو تم اپنے دونوں جوتوں کو نکال دو①، یقینی بات ہے کہ تم طویٰ نامی مقدس میدان میں ہو② ﴿۱۲﴾ اور میں نے (نبوت کے لیے) تم کو چن لیا ہے، سو جو بات وحی کے ذریعے کہی جائے وہ دھیان سے سنو③ ﴿۱۳﴾ حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، سو تم میری ہی بندگی کرو اور مجھے یاد رکھنے کے لیے نماز قائم کرو④ ﴿۱۴﴾

---

① مقدس مقام میں مقدس کلام سن رہے ہو اس کا ادب سکھایا گیا، اسی طرح مبارک وادی کی مٹی کی برکت آپ کے بدن کو لگے، اور آپ کے بدن کے لگنے سے وہاں کی برکت اَور زیادہ ہو جائے۔
② اللہ تعالیٰ اپنی خاص حکمت سے زمین کے خاص حصوں کو امتیازات اور شرف عطا فرماتے ہیں۔
③ کلامِ الٰہی سننے کے آداب: (۱) بدن کے اعضا کو فضول حرکت سے روکنا (۲) نظر نیچی رکھنا (۳) سمجھنے کی کوشش کرنا (۴) خلل پیدا کرنے والی کوئی بات نہ کرنا (۵) پورے دھیان سے ہمہ تن گوش ہو کر ظاہر اور باطن کو متوجہ کر کے سننا۔
④ نماز کی روح اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، شروع سے آخر تک نماز میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔

إِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿١٥﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ
لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾ قَالَ هِىَ عَصَاىَ ۚ
اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾
فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾

یقین رکھو! قیامت تو آنے ہی والی ہے، میں (ابھی) اس (قیامت کے وقت) کو چھپا کر رکھنا چاہتا
ہوں؛ تاکہ ہر نفس کو اس کے کیے ہوئے کام کا بدلہ دیا جاوے ﴿۱۵﴾ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو شخص اس
(قیامت) پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے چلتا ہو وہ تم کو قیامت (کے فکر) سے
ہرگز غافل نہ کردے① ورنہ تم (بے فکری کی وجہ سے) ہلاک ہوجاؤگے ﴿۱۶﴾ اور اے موسیٰ! تمھارے
داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ ﴿۱۷﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا: یہ تو میری لکڑی ہے، میں اس پر ٹیک لگاتا
ہوں اور اس (لکڑی) کے ذریعے اپنی بکریوں پر (درخت سے) پتے جھاڑتا ہوں اور میرے
دوسرے کام بھی اس سے پورے ہوتے ہیں ﴿۱۸﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اس (لکڑی) کو
(نیچے زمین پر) پھینک دو② ﴿۱۹﴾ پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) نے وہ (لکڑی) ڈال دی تو وہ (ڈالتے
ہی) یکایک (اللہ تعالیٰ کی قدرت سے) ایک دوڑتا سانپ بن گئی ﴿۲۰﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (موسیٰ!)
اس کو پکڑلو، اور ڈرو نہیں③، ہم ابھی اس کو اس کی پہلی (لکڑی والی) حالت پر لوٹا دیتے ہیں ﴿۲۱﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) قیامت کی تیاری کرنے سے تم کو ہرگز روک نہ دیوے۔ یعنی جو آدمی ایمان نہیں رکھتا، خواہشات کا متبع ہو، وہ آدمی تم کو ایمان لانے سے باز نہ رکھے۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو بری صحبت سے منع کیا گیا ہے تو پھر دوسروں کا تو کیا حال! دنیا پرست لوگوں کی اور کافروں کی چاپلوسی اور ان کے معاملے میں مداہنت یہ انسان کو مقامِ عالی سے گرادیتی ہے۔ ② لاٹھی کا سہارا چھوڑو، اللہ کا سہارا لو۔

③(۱) طبعی خوف شانِ نبوت کے خلاف نہیں ہے (۲) اس طرح کی چیز مخلوق کی طرف سے ہو تو نہ ڈرنا کمال ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کی آگ سے نہیں ڈرے؛ لیکن جب ایسا واقعہ خالق کی طرف سے ہو تو ڈرنا ہی کمال ہے؛ اس لیے کہ اس میں قہرِ الٰہی ہونے کا امکان ہوا کرتا ہے (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عملی تجربہ کرادیا؛ تاکہ فرعون کے پاس جاکر یہ لاٹھی معجزہ ہو تب کوئی خوف باقی نہ رہے۔

وَاضۡمُمۡ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ اٰيَةً اُخۡرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنۡ اٰيٰتِنَا الۡكُبۡرٰى ﴿۲۳﴾ اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ ع

قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ ﴿۲۶﴾ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ ﴿۲۷﴾ يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ ﴿۲۸﴾ وَاجۡعَلۡ لِّىۡ وَزِيۡرًا مِّنۡ اَهۡلِىۡ ﴿۲۹﴾ هٰرُوۡنَ اَخِى ﴿۳۰﴾

اورتم اپنے ہاتھ کو اپنی (بائیں) بغل میں دباؤ تو وہ کسی بیماری کے بغیر سفید ہو کر (بہت چمکتا) نکلے گا① یہ (تمھاری نبوت کے لیے) دوسری نشانی ہے ﴿۲۲﴾ تاکہ ہم تم کو اپنی نشانیوں میں سے بعض بڑی نشانیاں دکھائیں ﴿۲۳﴾ تم فرعون کے پاس جاؤ، وہ شرارت میں حد سے نکل گیا ہے② ﴿۲۴﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! میرے لیے میرے سینے کو کھول دیجیے③ ﴿۲۵﴾ اور میرے لیے میرے کام کو آسان کر دیجیے ﴿۲۶﴾ اور میری زبان سے (لکنت کی) گرہ کھول دیجیے ﴿۲۷﴾ جس کی وجہ سے وہ (لوگ) میری بات کو سمجھ سکیں④ ﴿۲۸﴾ اور میرے خاندان کے ایک آدمی کو میری مدد کرنے کے لیے مقرر کر دیجیے⑤ ﴿۲۹﴾ (یعنی) ہارون کو جو میرا بھائی ہے ﴿۳۰﴾

① منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ اس وقت سورج کی روشنی سے بھی زیادہ چمک دار ہو جاتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلبِ اطہر میں جو ایمان کا نور تھا اس کا ایک عکس ہاتھ پر منتقل ہوتا تھا جس کی وجہ سے یہ چمک ہوتی تھی، ایمان کا نور کامل پل صراط پر جگمگاوے گا اور پورا پل صراط روشن ہوگا۔

② (دوسرا ترجمہ) وہ بہت داداگری کر رہا ہے۔

③ اے اللہ! میرا حوصلہ بلند کر دیجیے، علومِ نبوت کے لیے سینہ کھول دیجیے، دعوت کی راہ میں آنے والی تکالیف سہن کرنے کے لیے سینہ کھول دیجیے۔

④ مخاطب سمجھ جائے یہ کلام کرنے کا مقصد ہوتا ہے۔

⑤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اپنے بھائی حضرت ہارون کو وزیر بنانا اپنے اختیار میں تھا؛ لیکن تبرکاً باری تعالیٰ کو درخواست کی کہ جو کام خود کر سکتے تھے اس کو باری تعالیٰ کو درخواست کر کے برکت حاصل کرنا تھا، ساتھ ہی نبوت بھی بھائی کے لیے چاہتے تھے؛ لیکن وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اختیار کی بات نہیں تھی؛ اس لیے اس کی درخواست کی اور دونوں ساتھ مل کر مشورے سے کام کرے، ایک دوسرے کے لیے تقویت کا ذریعہ ہو اور بہتر طریقے سے کام انجام دیا جا سکے؛ اس لیے بھائی کو بھی کام میں شریک کر لیا۔ شاید تاریخِ عالم میں یہ بے مثال خیر خواہی ہے جو ایک بھائی نے دوسرے بھائی کے لیے غائبانہ کی۔

اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ﴿٣٢﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ﴿٣٤﴾
اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً
اُخْرٰٓی ﴿٣٧﴾ اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّكَ مَا یُوْحٰٓی ﴿٣٨﴾ اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ
فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ
وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ ﴿٣٩﴾

(اور) ان (ہارون علیہ السلام) کے ذریعے میری طاقت کو مضبوط کر دیجیے ① ﴿٣١﴾ اور ان (ہارون علیہ السلام) کو میرے کام میں شریک بنا دیجیے ﴿٣٢﴾ تا کہ ہم (دونوں مل کر) آپ کی زیادہ تسبیح کریں ﴿٣٣﴾ اور ہم آپ کا ذکر زیادہ کریں ② ﴿٣٤﴾ یقیناً آپ ہماری حالت کو اچھی طرح دیکھ رہے ہیں ﴿٣٥﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! پکی بات ہے جو کچھ تم نے مانگا وہ سب تم کو دے دیا گیا ﴿٣٦﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم پر ایک اور مرتبہ بھی احسان کیا تھا ﴿٣٧﴾ اس وقت کو یاد کرو (وہ احسان یہ ہے کہ) جب ہم نے تمھاری اماں کو (الہام کے ذریعے) حکم بھیجا جو ہم آگے سنا رہے ہیں ﴿٣٨﴾ (وہ حکم یہ تھا) کہ اس (بچے موسیٰ) کو صندوق میں رکھ دو، پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دو، پھر دریا اس (صندوق) کو کنارے پر لا کر ڈال دے گا ③ جس کے نتیجے میں ان (موسیٰ علیہ السلام) کو ایک ایسا آدمی (یعنی فرعون) اٹھائے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور ان (موسیٰ علیہ السلام) کا بھی دشمن ہے اور (اے موسیٰ!) میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی ④ اور (یہ سب کام اس لیے کیے) تا کہ تم میری نظروں کے سامنے پرورش پاؤ ⑤ ﴿٣٩﴾

① ایک بھائی نے دوسرے بھائی کے لیے غائبانہ بے مثال دعا مانگی۔
② جمع کے صیغے سے معلوم ہوا کہ اجتماعی ذکر کے خاص فوائد ہیں۔ اور اچھا ماحول اور اچھے رفقا خود ذکر کے داعی بنتے ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) (اے دریا!) اس صندوق کو کنارے پر لا کر ڈال دے۔
④ (دوسرا ترجمہ) محبوبیت ڈال دی۔
⑤ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں پرورش پانے لگے۔

اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ؕ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿٤١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾

(اس وقت کو یاد کرو) جب تمھاری بہن (گھر سے) چلتی ہوئی آئی اور (فرعون کے ملازموں سے) کہنے لگی: کیا میں تم کو اس (عورت) کا پتہ بتاؤں جو اس بچے کی پرورش کرے؟ پھر (اس طرح) ہم نے تم کو تمھاری ماں کے پاس واپس لوٹا دیا؛ تاکہ اس (تمھاری ماں) کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غمگین نہ ہو اور تم نے (غلطی سے) ایک (فرعونی) آدمی کو مار ڈالا تھا①، پھر ہم نے تم کو اس غم (پریشانی) سے نجات دی اور ہم نے تمھارے بہت سارے امتحانات لیے② پھر تم کئی سال مدین والوں میں رہے، پھر تم اے موسیٰ! مقدر سے (یعنی تقدیر کے فیصلے کے مطابق یہاں) آئے③ ﴿٤٠﴾ اور میں نے تم کو خاص اپنے (کام کے) لیے بنایا ہے④ ﴿٤١﴾ (موسیٰ!) تم اور تمھارا بھائی میری نشانیوں کو لے کر (توحید کی دعوت دینے کے لیے) جاؤ⑤ اور میرا ذکر کرنے میں تم سستی مت کرنا⑥ ﴿٤٢﴾

---

① اس مقتول آدمی کا نام "قاب" تھا جو فرعون کا طباخ تھا۔ ② امتحان ترقی کا ذریعہ ہے اس لیے محلِ نصیحت میں بیان ہوا۔
③ (دوسرا ترجمہ) پھر تم ایک خاص وقت پر (جو نبوت دینے کے لیے طے تھا) یہاں (طورِ سینا پر) آئے۔
④ (دوسرا ترجمہ) میں نے تم کو (اپنا نبی بنانے کے لیے) منتخب کیا۔
⑤ ابتداء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو ہی معجزات ملے تھے: عصا اور یدِ بیضاء؛ لیکن وہ متعدد معجزات کے قائم مقام تھے، شاید اس لیے آیت کے اندر جمع کا صیغہ استعمال ہوا، مثلاً: (١) ایک بے جان سوکھی لکڑی ڈالنے پر جاندار بن جائے ایک مستقل معجزہ (٢) وہ سانپ اور ازدہے کی شکل اختیار کر جائے (٣) بہت بڑے سانپ کی شکل بن جائے (٤) رفتار میں نہایت تیز ہو (٥) جب اس کو دوبارہ پکڑے تو وہ اصلی سوکھی لکڑی بن جائے تو گویا ایک معجزے میں متعدد معجزات تھے۔
یدِ بیضاء یہ بھی متعدد معجزات کے قائم مقام ہے: (١) انسان کی ہتھیلی چمک دار ہو جائے (٢) بغل میں لے جانا یہ کوئی چمک پیدا کرنے کا عامۃً ذریعہ نہیں ہے؛ لیکن وہاں جا کر چمک پیدا ہو جائے (٣) جس طرح بغل میں لے جانے سے چمک پیدا ہوئی دوبارہ بغل میں داخل کرنے سے اصلی حالت پر آ جائے (٤) وہ چمک ایسی ہو جائے کہ سورج کی روشنی بھی اس کے سامنے ماند پڑ جائے۔
⑥ دین کی دعوت کے لیے روانگی کے وقت اہم ترین ادب بتایا گیا: ذکر کی پابندی جو دینی کام میں قوت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَآ
اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾
فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ

تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ، یقیناً وہ حد سے بہت آگے نکل گیا ہے①﴿۴۳﴾ پھر تم دونوں اس (فرعون) کو نرم بات کہو؛ شاید کہ وہ (فرعون) نصیحت قبول کرے یا (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈر جائے②﴿۴۴﴾ دونوں (بھائیوں) نے عرض کیا: اے ہمارے رب! ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ (فرعون) ہم پر زیادتی نہ کرے یا زیادہ سرکشی نہ کرنے لگے③﴿۴۵﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں نہ ڈرو، یقیناً میں تمھارے ساتھ ہوں④ میں (سب کچھ) سن بھی رہا ہوں اور (ہر چیز) دیکھ بھی رہا ہوں﴿۴۶﴾ تو اب تم دونوں اس (فرعون) کے پاس جاؤ، اور تم دونوں (اس فرعون کو) کہو: ہم تو تیرے رب کے رسول (بھیجے ہوئے) ہیں⑤، سو تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے⑥ اور ان کو (کسی طرح کی) تکلیف مت پہنچا،

① (دوسرا ترجمہ) یقیناً وہ داداگری کر رہا ہے (تیسرا ترجمہ) اس نے بہت سر اٹھایا ہے۔

② اللہ تعالیٰ کے یہاں تقدیر میں طے تھا کہ فرعون ایمان لانے والا نہیں ہے، پھر بھی نرمی کرنے کا حکم دیا گیا، شاید اس میں نبیوں کو اصول کا پابند بنانا ہے کہ داعی تو ہر حال میں نرمی ہی کو اختیار کرے جس کے ذریعے مخلوق سمجھنے پر آمادہ ہو جائے، رجوع الی اللہ کرے۔

③ (دوسرا ترجمہ) یا شرارت کرنے لگے (تیسرا ترجمہ) یا جوش میں آجائے۔

④ دین کی دعوت لے کر چلنے والے کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔

⑤ یعنی تم دونوں خود فرعون کے دربار میں دعوت دینے کے لیے جاؤ، کسی کے ذریعے سے پیغام پہنچا دینا یہ نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اور حضرت ہارون علیہ السلام نے جا کر پہلے اپنا تعارف کروایا: انا رسولا ربک، معلوم ہوا کہ ایسی ضرورت کے وقت واقعی تعارف کروا دیا جائے؛ تاکہ سامنے والا بات کو اہمیت کے ساتھ لیوے۔

⑥ اپنی امت کو دنیوی تکالیف سے نجات دلانا یہ بھی نبیوں کا کام ہے۔

قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ
الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى
كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿٥١﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ
كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ
فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾ كُلُوْا
وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿٥٤﴾ ع ٢ ٢٠ ١١

(اور) ہم تو تیرے پاس تیرے رب کی نشانی لے کر آئے ہیں اور اس آدمی کے لیے سلامتی ہے جو ہدایت (یعنی صحیح راستے) کی اتباع کرے ﴿٤٧﴾ یقینی بات یہ ہے ہم پر یہ وحی آئی ہے کہ (ہر قسم کا) عذاب اسی شخص کو ہوگا جو (سچے دین کو) جھٹلاوے اور منہ پھیر لیوے① ﴿٤٨﴾ (دونوں کی سب باتیں سن کر) فرعون نے کہا: اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ ﴿٤٩﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو (اس کے مناسب) اس کی صورت عطا فرمائی، پھر (اس کی) رہنمائی بھی فرمائی② ﴿٥٠﴾ فرعون نے کہا: تو ان (نبیوں کو جھٹلانے والی) قوموں کا کیا حال ہوا جو پہلے گذر گئیں؟ ﴿٥١﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: ان کی خبر تو میرے رب کے پاس ایک کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں ہے، میرے رب غلطی بھی نہیں کرتے ہیں اور بھولتے بھی نہیں ہیں③ ﴿٥٢﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) جنھوں نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور اس (زمین) میں تمھارے لیے راستے بنائے اور آسمان سے پانی اتارا، سو ہم نے اس (پانی) کے ذریعے سے مختلف قسم کی نباتات (یعنی سبزیاں) نکالیں ﴿٥٣﴾ تم خود بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ، یقیناً ان سب باتوں میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿٥٤﴾

---

① عذاب کا ضابطہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر تکذیب کرنے والے پر عذاب آئے گا۔
② ہر مخلوق کو کس کام کے لیے پیدا کیا، اس کو کیا کرنا ہے، اس کو کیسے زندگی گذارنی ہے کیسے ڈیوٹی بجالانی ہے اس کی رہنمائی خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی اس کو ہدایت تکوینی کہتے ہیں۔
③ (١) کرنا کچھ چاہے اور کچھ دوسرا ہو جاوے ایسی غلطی اللہ تعالیٰ کے یہاں نہیں ہے (٢) میرے رب کسی چیز سے غافل نہیں۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا
كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ
بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾
قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ
ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ

اسی (زمین) میں سے ہم نے تم کو (ابتدا میں) پیدا کیا، اور اسی (زمین) میں ہم تم کو (موت کے بعد) واپس لوٹا دیں گے اور اسی (زمین) سے ہم تم سب کو (قیامت میں) پھر دوبارہ نکالیں گے ﴿۵۵﴾ اور حقیقت میں ہم نے اس (فرعون) کو اپنی سب نشانیاں (جو اس وقت تک موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں) دکھا دیں، سو وہ (فرعون) تو جھٹلاتا ہی رہا اور انکار ہی کرتا رہا ﴿۵۶﴾ فرعون نے کہا: اے موسیٰ! تو کیا ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ تو اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے باہر نکال دے ﴿۵۷﴾ تو اچھا اب ہم (بھی) تیرے مقابلے میں ایسا ہی جادو لائیں گے، اب تم کسی کھلے میدان میں ہمارے اور تمھارے درمیان مقابلے کا ایسا وعدہ طے کرلو جس کی خلاف ورزی نہ ہم کریں نہ تم کرو ﴿۵۸﴾ موسیٰ نے کہا: تمھارے (ساتھ مقابلے کے) وعدہ کا دن وہی ہے جس دن میں جشن① منایا جاتا ہے اور یہ کہ چاشت (دن چڑھنے) کے وقت لوگ جمع کرلیے جائیں گے ﴿۵۹﴾ اس پر وہ (فرعون دربار سے اٹھ کر اپنی جگہ سے) چلا گیا، سو اس نے اپنی مکاری کے سارے داؤ جمع کیے، پھر وہ (مقابلے کے لیے) آیا ﴿۶۰﴾ (اس مقابلہ کے وقت) موسیٰ (علیہ السلام) نے ان (جادوگروں) سے کہا②: افسوس تم پر! اللہ تعالیٰ پر (کفر کرکے) جھوٹ مت بولو③، ورنہ وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو کسی (سخت) عذاب سے بالکل تباہ و برباد کردیں گے،

① کوئی دن تھا جب فرعونی لوگوں کا بڑا میلہ ہوتا تھا جس میں وہ اچھے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

② عین مقابلے کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توحید کی دعوت دی، یہ ہے داعیٔ حق کا حال ہر مناسب موقع پر ہر حال میں پہلا کام دعوت کا کرنا ہے یہاں مقابلے کے وقت تیار مجمع مل گیا تو دعوت دینا شروع کردی۔

③ (دوسرا ترجمہ) بہتان مت باندھو۔ سب سے بڑا بہتان کفر کرنا ہے۔

وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ
هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ
الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾
قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾

اور جو کوئی بھی (اللہ تعالیٰ پر) بہتان باندھے تو وہ (اپنے مقصد میں) ناکام رہتا ہے ﴿٦١﴾ سو (موسیٰ علیہ السلام کی اس بات پر) وہ (جادوگر لوگ) آپس میں اپنے کام کے بارے میں اختلاف کرنے لگے ① اور انھوں نے چپکے چپکے مشورہ کیا ﴿٦٢﴾ وہ (مصر کے فرعونی لوگ) کہنے لگے: یقینی طور پر بات یہ ہے کہ یہ (موسیٰ اور ہارون) دونوں جادوگر ہیں، وہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمھارے ملک سے نکال دینا چاہتے ہیں اور تمھارے سب سے اچھے (مصری فرعونی) دین کو ختم کر ڈالنا چاہتے ہیں ② ﴿٦٣﴾ سو تم سب (جادوگر) مل کر اپنی ساری تدبیر پکی کرلو ③ پھر صفیں باندھ کر کے (مقابلے کے لیے) تم آؤ ④، اور یقین رکھو آج جو غالب آئے گا وہی کامیاب ہوگا ﴿٦٤﴾ جادوگروں نے (مقابلے میں آکر) کہا: اے موسیٰ! یا تو آپ (اپنی لاٹھی پہلے) ڈالیں یا ہم پہلے ڈالنے والے ہوں ⑤ ﴿٦٥﴾

---

① اخلاص سے دی ہوئی دعوت کا اثر ہوتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کی برکت سے سچائی کا ان کو احساس ہوا اور مقابلہ کرنا یا نہ کرنا اس بارے میں اختلاف ہوگیا۔

② قوم کے سرداروں کو بھی 'طریقہ' کہتے ہیں؛ یعنی مصریوں کی باعزت قیادت اور سرداری کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔

③ یہ ہے قدیم زمانے سے چلی آئی گندی سیاست کہ ایسے موقع پر علاقائی، وطنی، مذہبی تعصبات کے نعرے لگا کر لوگوں کو مشتعل کر کے اپنا ہم نوا بنایا جائے۔

نوٹ: ''فَاَجْمِعُوْا'' میم کے کسرہ والی قرأت میں مضبوط کا معنی اور فتحہ والی قرأت میں جمع کرنے کا معنی ہوگا۔

④ آیت کا مطلب: ایک رائے پر متفق ہوجاؤ، یا خوب مضبوط ہوکر نکلو، صف بنانے کے لیے نکلو؛ چوں کہ اس سے رعب پڑتا ہے۔

نوٹ: اس آیت سے پتہ چلا کہ دشمنانِ دین کے یہاں بھی صف کی اہمیت تھی، جو آج مسلمانوں میں نہیں ہے۔

⑤ یہ جادوگروں کی طرف سے ادب کا اظہار ہے، ہوسکتا ہے کہ نبی کے ساتھ اس طرح کے ادب کے برتاؤ نے ان کو ایمان کی سعادت سے مالا مال کیا ہو۔

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾
فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ
يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾
فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ
اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: نہیں تم ہی پہلے ڈالو، پھر اچانک ان (جادوگروں) کی رسیاں اور لاٹھیاں (نظر بندی کی وجہ سے) ان کے جادو کے نتیجے میں اس (موسیٰ علیہ السلام) کے خیال میں ایسی محسوس ہونے لگیں کہ وہ تو دوڑ رہی ہیں ﴿٦٦﴾ یہ دیکھ کر موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے دل میں تھوڑا سا ڈر محسوس ہوا① ﴿٦٧﴾ ہم نے کہا کہ: (اے موسیٰ!) تم ڈرو نہیں، یقین رکھو کہ تم ہی غالب آؤ گے ﴿٦٨﴾ اور جو (لاٹھی) تمھارے داہنے ہاتھ میں ہے اس کو (میدان میں) ڈال دو② وہ ان (جادوگروں) کی بنائی ہوئی تمام چیزوں کو نگل جائے گی جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ تو صرف ایک جادوگر کا فریب ہی ہے اور جادوگر کہیں بھی چلا جائے اس کو فلاح نہیں ملتی③ ﴿٦٩﴾ پھر④ تمام جادوگر سجدے میں گرا دیے گئے، وہ (جادوگر زور سے) کہنے لگے: ہم ہارون اور موسیٰ (علیہما السلام) کے رب پر ایمان لے آئے ﴿٧٠﴾ (یہ دیکھ کر) اس (فرعون) نے کہا: تم (جادوگروں) کو میں اجازت دوں اس سے پہلے ہی اس (موسیٰ) پر ایمان لے آئے، (اب) مجھے یقین ہو گیا کہ وہ (موسیٰ) تم سب کا بڑا (سردار) ہے، جس نے تم سب کو جادو سکھایا،

---

① لوگ معجزہ اور جادو میں کیسے فرق کر سکیں گے اس بات کا ڈر ہوا۔
② میدان میں دوڑتے ہوئے سانپوں سے بچاؤ کا ایک ہی ذریعہ عصا تھا، اس کو بھی چھوڑنے کا حکم ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پورا کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی مدد آئی۔ نتیجہ نکلا کہ حالات کے ظاہری تقاضوں کے خلاف اللہ کے حکم پر عمل کرو اللہ تعالیٰ کی مدد ضرور آوے گی۔ ③ یعنی اس کا بھلا نہیں ہوتا۔ نوٹ: آیت میں "ساحر" سے جنسِ ساحر مراد ہے۔
④ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی پھینک دی اور وہ لاٹھی اژدہا بن گئی اور اس اژدہے نے جادوگروں کی تمام چیزوں کو نگل لیا اس منظر کا ایسا اثر ہوا کہ۔

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ز
وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ
وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ط اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا
بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ط وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ
مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ط لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾

سو (میں نے پکا ارادہ کرلیا کہ) میں تمھارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا اور تم سب کو کھجور کے تنوں میں سولی پر چڑھاؤں گا① اور (اب) تم کو برابر پتہ چل جائے گا کہ ہم میں (یعنی مجھ میں اور موسیٰ کے رب میں) کس کا عذاب زیادہ سخت ہے اور دیر تک باقی رہنے والا ہے ﴿۷۱﴾ ان (نومسلم) جادوگروں نے کہا: جس (اللہ تعالیٰ) نے ہم کو پیدا کیا اس کی قسم! ہمارے سامنے جو صاف صاف نشانیاں② آچکیں اس کے مقابلے میں (اب) ہم تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دے سکتے③ اب تجھے جو کرنا ہو کر ڈال، تو صرف اسی دنیا کی زندگی میں حکم چلا سکتا ہے④ ﴿۷۲﴾ یقیناً ہم ہمارے رب پر ایمان لائے؛ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور جو جادو تو نے ہم سے زبردستی کروایا (اللہ) اس کو بھی (معاف کردیوے) اور اللہ ہی سب سے اچھے ہیں اور ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں ﴿۷۳﴾ حقیقت میں جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا تو اس (مجرم) کے لیے جہنم ہے، وہ (مجرم) اس میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا⑤ ﴿۷۴﴾

---

① اونچی جگہ سے بھاگ بھی نہ سکے اور دوسروں کو نظر بھی آوے تو عبرت ہو۔

② اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کی اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی۔

③ تجھ کو ہرگز زیادہ (بڑھا ہوا) نہیں سمجھیں گے۔

④ دنیا کی زندگی میں ہی کچھ سزا دے سکتا ہے دوسرا تو کیا کرسکتا ہے؟ ابھی ایمان لانے والے نبی کی چند لمحات صحبت کی برکت سے کیسا مضبوط ایمان ہو گیا کہ جان دینے کے لیے تیار ہے ایمان چھوڑنے تیار نہیں۔

⑤ اس تکلیف سے جینا موت سے بدتر ہوگا اس لیے وہ جینا زندگی کہلانے کے قابل نہ ہوگا۔

وَمَنۡ يَّاۡتِهٖ مُؤۡمِنًا قَدۡ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الۡعُلٰى ۙ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ عَدۡنٍ
تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنۡ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ وَلَقَدۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى ع ٢٢ / ١٢
مُوۡسٰٓى ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِىۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِيۡقًا فِى الۡبَحۡرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا
تَخۡشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِهٖ فَغَشِيَهُمۡ مِّنَ الۡيَمِّ مَا غَشِيَهُمۡ ؕ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ
فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ قَدۡ اَنۡجَيۡنٰكُمۡ مِّنۡ عَدُوِّكُمۡ وَوٰعَدۡنٰكُمۡ
جَانِبَ الطُّوۡرِ الۡاَيۡمَنَ وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى ﴿٨٠﴾

اور جو شخص اس (رب) کے پاس ایمان کے ساتھ آیا، اس نے نیک اعمال بھی کر رکھے ہیں تو ان کے لیے بڑے اونچے درجات ہوں گے ﴿۷۵﴾ ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں، اس کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس آدمی کا بدلہ ہے جو (کفر سے) پاک رہا[1] ﴿۷۶﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے (وحی کے ذریعے) موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم بھیجا یہ کہ تم میرے بندوں کو لے کر راتوں رات روانہ ہو جاؤ، سو (لاٹھی مار کر) تم ان کے لیے سمندر میں سوکھے راستے بنا دینا کہ نہ تم کو (دشمن کے) آ کر پکڑنے کا خطرہ ہو اور (ڈوبنے کا) ڈر (بھی) نہ ہو ﴿۷۷﴾ سو فرعون نے اپنے لشکروں کو لے کر ان (بنی اسرائیل) کا پیچھا کیا، پھر دریا نے ان (فرعونیوں) کو جیسا (خوفناک طریقے سے) ڈھانکنا تھا ویسا ڈھانک ہی لیا[2] ﴿۷۸﴾ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا اور (ان کو) صحیح راستہ نہیں دکھایا ﴿۷۹﴾ اے بنی اسرائیل! پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تم کو تمھارے دشمن سے نجات دے دی اور طور پہاڑ کی داہنی جانب آنے کا تم سے وعدہ طے کر لیا[3] اور ہم نے تم پر من اور سلویٰ اتارا ﴿۸۰﴾

---

① "تزکیہ" پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔
② یعنی پانی کی موجوں نے ڈھانک کر غرق کر دیا۔
③ یعنی تمھارے نبی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے تمھارے فائدے کے لیے وعدہ طے کیا، وہاں بلا کر تورات کتاب دینی تھی۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ
عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾
وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ
لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ
مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬

جو پاکیزہ روزی ہم نے تم کو دی ہے اس میں سے تم کھاؤ اور اس (روزی) میں تم شرعی حد سے آگے مت نکلو① ورنہ میرا غضب تم پر اترے گا، اور جس پر میرا غضب اترا سو وہ تو ہلاکت میں گر کر ہی رہتا ہے ﴿۸۱﴾ اور یہ حقیقت ہے کہ جس (آدمی) نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے پھر سیدھے راستے پر قائم رہا تو میں اس کو بہت ہی بخشنے والا ہوں ﴿۸۲﴾ اور اے موسیٰ! اپنی قوم سے پہلے ہی (کس سبب سے) تم جلدی آ گئے؟ ﴿۸۳﴾ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: وہ سب میرے پیچھے پیچھے ہی آ رہے ہیں اور میں تو آپ کے پاس اس لیے جلدی آ گیا تا کہ اے میرے رب! آپ (زیادہ) خوش ہو جائیں ﴿۸۴﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر ہم نے تمھارے آنے کے بعد تمھاری قوم کو ایک فتنے میں مبتلا کیا ہے اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا② ﴿۸۵﴾ سو موسیٰ (علیہ السلام) غصے اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کے پاس واپس لوٹے موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! کیا تم سے تمھارے رب نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا③؟

① (دوسرا ترجمہ) اور تم زیادتی مت کرو۔ (حرام طریقے سے روزی حاصل مت کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی کھا کر گناہ مت کرو)۔

② چوں کہ سامری نے اسبابِ ضلالت کو ایجاد کیا تھا اسی لیے اضلال اور گمراہ کرنے کی نسبت سامری کی طرف کی گئی۔

③ اچھے وعدے سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جامع کتاب دی جائے گی جس پر عمل کر کے وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے، یا اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی برکت سے دنیا و آخرت میں کامیابی ملے گی۔

اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ﴿۸۸﴾

توکیا تم پر کوئی لمبی مدت گزر گئی تھی①؟ یا تم یہ چاہتے تھے کہ تمھارے رب کا تم پر غضب اترے اس لیے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا② ﴿۸۶﴾ قوم کے لوگوں نے کہا: ہم نے اپنے اختیار سے آپ کے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کی؛ بلکہ ہوا یہ کہ (قبطی) قوم کے زیورات کا بھاری بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا، سو ہم نے ان (زیورات) کو ڈال دیا، پھر اسی طرح سامری نے (اس کے پاس جو کچھ تھا آگ میں) ڈال دیا ﴿۸۷﴾ سو اس (سامری) نے ان (لوگوں) کے سامنے ایک بچھڑا (زیور میں سے بنا کر) نکالا جو صرف ایک جسم تھا، جس میں سے (بچھڑے جیسی) ایک آواز نکلتی تھی (یہ منظر دیکھ کر سامری کی بات ماننے والے، یعنی بچھڑے کی پوجا کرنے والے) لوگ کہنے لگے: یہ تمھارا معبود ہے اور موسیٰ کا معبود ہے، سو وہ (موسیٰ) بھول گئے③ ﴿۸۸﴾

---

① یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کوئی لمبے زمانے سے طور پہاڑ پر گئے نہیں تھے، بس ابھی چند روز پہلے ہی تو گئے اور وہاں قیام بھی مختصر وقت کے لیے تھا، پھر بھی تم نے بچھڑے کو معبود بنا ڈالا۔ نوٹ: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے جب کوئی قوم لمبے عرصے تک دور رہتی ہے تو رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہو کر کسی دینی فتنے میں مبتلا ہو جانے کا قوی اندیشہ رہتا ہے۔

② حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر تشریف لے گئے تو قوم نے وعدہ کیا تھا کہ آپ کے واپس آنے تک کوئی نیا کام نہیں کریں گے اور آپ کے نائب ہارون علیہ السلام کی اتباع کرتے رہیں گے اس وعدے کو انھوں نے پورا نہیں کیا، حضرت ہارون علیہ السلام کے سمجھانے کے باوجود بات نہیں مانی اور بچھڑے کی عبادت میں لگ گئے۔

سامری والے فتنہ کے دور میں بنی اسرائیل کی تین جماعت بن گئی:

(۱) توحید پر قائم رہنے والے۔

(۲) بچھڑے کی پرستش کرنے والے؛ لیکن ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام منع فرمادیں گے تو ہم چھوڑ دیں گے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام منع فرمادے تو بھی بت پرستی نہ چھوڑنے کا عزم کرنے والے۔

③ اور طور پر خدا کی تلاشی میں چلے گئے۔

ع ١٢ ١٢ اَفَلَا يَرَوۡنَ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا ۙ وَّلَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ﴿٨٩﴾

وَلَقَدۡ قَالَ لَهُمۡ هٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ يٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحۡمٰنُ

فَاتَّبِعُوۡنِىۡ وَاَطِيۡعُوۡۤا اَمۡرِىۡ ﴿٩٠﴾ قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَيۡهِ عٰكِفِيۡنَ حَتّٰى يَرۡجِعَ اِلَيۡنَا

مُوۡسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوۡنُ مَا مَنَعَكَ اِذۡ رَاَيۡتَهُمۡ ضَلُّوۡۤا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيۡتَ

اَمۡرِىۡ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡيَتِىۡ وَلَا بِرَاۡسِىۡ ۚ اِنِّىۡ خَشِيۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ

بَيۡنَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ وَلَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِىۡ ﴿٩٤﴾

کیا وہ (گمراہ لوگ) اتنا بھی نہیں دیکھ رہے تھے کہ وہ (بچھڑا) ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا تھا اور ان کے کسی نقصان کا اختیار نہیں رکھتا تھا اور نفع کا (اختیار) بھی نہیں (رکھتا تھا)① ﴿٨٩﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہارون (علیہ السلام) نے پہلے ہی سے② ان (بنی اسرائیل) کو کہہ دیا تھا کہ: اے میری قوم! تم اس (بچھڑے) کی وجہ سے فتنے (یعنی گمراہی) میں پڑ گئے ہو اور حقیقت میں تمہارا رب تو رحمٰن ہے، سو تم میری بات مانو اور میرے کہنے پر چلو ﴿٩٠﴾ وہ (بنو اسرائیل) کہنے لگے: جب تک موسیٰ (علیہ السلام) واپس لوٹ کر ہمارے پاس نہ آویں ہم تو اس (بچھڑے) کی عبادت میں برابر لگے رہیں گے ﴿٩١﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے (طور سے واپس آنے کے بعد) کہا: اے ہارون! جب تم نے ان کو دیکھا کہ وہ (بنی اسرائیل) گمراہ ہو گئے ہیں تو تم کو میری اتباع کرنے سے کس بات نے روکا؟③ ﴿٩٢﴾ بھلا کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی؟ ﴿٩٣﴾ ہارون (علیہ السلام) نے کہا: اے میری ماں کے بیٹے! تو میری داڑھی اور میرا سر مت پکڑ، حقیقت میں میں اس بات سے ڈرا کہ تم یوں کہو گے کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا لحاظ نہیں کیا④ ﴿٩٤﴾

① یعنی ان کو کوئی نقصان اور نفع بھی نہیں پہنچا سکتا تھا۔ ② یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوٹ کر آنے سے پہلے۔

③ یعنی میرے پاس طور پر چلے آتے یا ان بچھڑے کی عبادت کرنے والوں سے جنگ کرتے۔

④ (دوسرا ترجمہ) میری بات یاد نہیں رکھی۔ یعنی اگر طور پر آجاتا تو میرے ساتھ موحدین بھی آجاتے اور دو جماعت ہو جاتی اور مفسدین کو کھلا میدان مل جاتا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ
اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ
اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ
عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

(بھائی ہارون کی طرف سے فارغ ہوکر) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے سامری! تجھے کیا ہوا تھا؟① ﴿۹۵﴾ سامری نے کہا: میں نے ایک ایسی چیز دیکھ لی تھی جس کو ان دوسروں نے نہیں دیکھا تھا② تو میں نے رسول (فرشتے) کے نشانِ قدم سے ایک (خاک کی) مٹھی اٹھالی تھی③ اور میں نے اس کو ڈال دیا، اور (اس وقت) میرے دل نے ایسی ہی بات مجھے سجھائی تھی ﴿۹۶﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: (یہاں سے) دور چلا جا، اب تیری سزا یہ ہے کہ تو لوگوں سے زندگی بھر یہ کہتا پھرے گا کہ ”مجھے ہاتھ مت لگاؤ“④ (اس کے علاوہ) اور تیرے لیے (اللہ تعالیٰ کے عذاب کا) ایک وعدہ مقرر ہے جس کا تجھ سے خلاف نہیں کیا جائے گا⑤ اور تو اپنے اس (جھوٹے) معبود کو دیکھ جس (کی پوجا کرنے) پر تو جم کر بیٹھا ہے، ضرور ہم اس کو جلا ہی ڈالیں گے، پھر ہم اس کی راکھ بکھیر کر دریا میں بہا دیں گے ﴿۹۷﴾ حقیقت میں تمھارا معبود وہ اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کے علم میں ہر چیز سما گئی ہے⑥ ﴿۹۸﴾

---

① سامری: (۱) ملک شام میں سامرہ نام کا ایک مشہور قبیلہ تھا، اس کا یہ سردار تھا (۲) فرعون کے خاندان کا قبطی آدمی تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پڑوس میں رہتا تھا، ظاہر میں ایمان لایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلا (۳) ہندوستان کا ہندو تھا (۴) فارس کرمان کا رہنے والا تھا، گائے اور اس کی نسل کی پوجا کرنے والی ایک قوم کا فرد تھا اس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔

② (دوسرا ترجمہ) مجھے ایک ایسی چیز سوجھی تھی جو دوسرے کو نہیں سوجھی تھی۔

③ (دوسرا ترجمہ) ایک مٹھی بھر لی تھی۔

④ لوگوں کی بھیڑ جمع کرنے کی سازش کی تھی اس پر عذاب الٹا آیا۔

⑤ (دوسرا) جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں ہے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ
اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ
بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع ١٥
وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾

(جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہم نے سنایا) اسی طرح جو حالات پہلے گذر گئے ان میں سے کچھ واقعات ہم آپ کو سناتے ہیں اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے خاص اپنے پاس سے آپ کو نصیحت (کی کتاب قرآن) عطا کی ہے ﴿۹۹﴾ جو اس (نصیحت کی کتاب) سے منہ پھراتا ہے وہ قیامت کے دن بڑا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا ﴿۱۰۰﴾ اس (بوجھ کے عذاب) میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بوجھ قیامت کے دن ان کے لیے بہت ہی برا ہوگا ﴿۱۰۱﴾ جس دن کہ صور پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو اس حال میں جمع کریں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی پڑی ہوں گی① ﴿۱۰۲﴾ وہ چپکے چپکے آپس میں کہتے ہوں گے کہ: تم (دنیا یا قبر میں) دس دن سے زیادہ نہیں ٹھہرے ﴿۱۰۳﴾ جس بات کو وہ کہتے ہیں ہم خوب اچھی طرح جانتے ہیں جب کہ ان میں سے بہترین رائے رکھنے والا② وہ کہے گا کہ تم (دنیا یا قبر میں) ایک دن سے زیادہ نہیں ٹھہرے ﴿۱۰۴﴾

اور یہ لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں (کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا) تو تم (جواب میں) کہو کہ: میرے رب ان کو (ریزہ ریزہ کرکے) دھول کی طرح اڑا دیں گے③ ﴿۱۰۵﴾ پھر اس (زمین) کو صاف (چٹیل) میدان بنا کر چھوڑ دیں گے ﴿۱۰۶﴾

①(دوسرا ترجمہ) کہ مجرم لوگ نیلے پڑے ہوں گے۔ (یہ بدصورتی کی علامت ہے)۔
②(دوسرا ترجمہ) جب کہ ان میں سے جس کا طریقہ سب سے اچھا ہے۔
③(دوسرا ترجمہ) دھول (غبار) کی طرح اڑا کر کے بکھیر دیں گے۔

لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ
الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ
الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ
عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ
مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾

کہ تم کو اس میں کوئی موڑ بھی نظر نہ آئے گا اور نہ کوئی ٹیلہ نظر آئے گا ﴿۱۰۷﴾ اس دن وہ (سب لوگ) ایک بلانے والے کے پیچھے چلے آویں گے، اس کے سامنے کوئی ٹیڑھا نہیں ہوگا① رحمٰن کے سامنے (اس کے ڈر سے) سب آوازیں دب جائیں گی چناں چہ ہلکی آواز② کے سوا کوئی آواز تم نہیں سن سکو گے ﴿۱۰۸﴾ اس دن کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی؛ مگر جس کو رحمٰن نے اجازت دی ہوگی اور اس کے بولنے پر وہ (اللہ تعالیٰ) راضی بھی ہو ﴿۱۰۹﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) لوگوں کی اگلی پچھلی باتوں کو جانتے ہیں اور لوگ ان کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے③ ﴿۱۱۰﴾ ہمیشہ زندہ رہنے والے، سب (مخلوق) کو سنبھالنے والے (اللہ تعالیٰ) کے سامنے سب چہرے جھکے ہوں گے اور جو شخص ظلم (یعنی شرک، گناہ) کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا وہ ناکام ہوگا ﴿۱۱۱﴾ اور جس شخص نے بھی نیک کام کیے ہوں گے اور وہ مومن بھی ہو تو اس کو ظلم کا ڈر نہیں اور نہ نقصان پہنچنے کا④ ﴿۱۱۲﴾

① دنیا میں لوگ نبی کی دعوت پر ٹیڑھے چلتے تھے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلایا جائے گا تو ٹیڑھے نہیں ہوں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) کانا پھوسی۔ پاؤں کے چلنے کی آہٹ۔
③ ذاتِ الٰہی کا کوئی علمی احاطہ نہیں کر سکتا۔
④ یعنی کوئی گناہ اس نے نہ کیا ہو اور اس کے اعمال نامے میں لکھ دیا جاوے یا زیادہ لکھ دیا جاوے یا نیکی کم لکھی جاوے ایسا کچھ نہ ہوگا۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ
لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى
اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ
نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿١١٦﴾ ع ۱۵

اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا اور پھرا پھرا کر ہم نے اس میں ڈرانے کی باتیں بیان کیں①؛ تا کہ وہ تقویٰ والے بن جائیں یا یہ (قرآن) ان (کے دلوں) میں سوچ سمجھ پیدا کرے②﴿۱۱۳﴾ سو اونچی شان ہے اللہ تعالیٰ کی جو حقیقی بادشاہت کے مالک ہیں اور (جب قرآن نازل ہو رہا ہو تو) آپ پر اس کی وحی کے پورا ہونے سے پہلے قرآن (پڑھنے) میں تم جلدی نہ کیا کرو اور یہ دعا کرو کہ: اے میرے رب! آپ میرے علم میں زیادتی عطا فرمایئے③﴿۱۱۴﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے اس سے (بہت زمانہ) پہلے آدم (علیہ السلام) کو ایک بات کی تاکید کر دی تھی، پھر وہ (آدم علیہ السلام) بھول گئے اور ہم نے ان میں عزم نہیں پایا④﴿۱۱۵﴾

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ: تم آدم کے سامنے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا، اس (ابلیس) نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا﴿۱۱۶﴾

---

① دوسرا ترجمہ: اور اس میں ہم نے وعید بار بار بیان کی ہے۔ تیسرا ترجمہ: مختلف طریقے سے ڈرانے کی باتیں بیان کی۔

② یعنی انجام کی سوچ جو ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔

③ جو علم آج تک حاصل ہوا وہ یاد رہے، جو علم آج تک حاصل نہ ہوا وہ حاصل ہو جائے اور صحیح سمجھ پیدا ہو جائے یہ سب چیزیں اس دعا میں ہے۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو سوائے علم کے کسی چیز کی زیادتی کا سوال کرنے کا حکم نہیں دیا۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے ان میں ہمت نہیں پائی۔ نسیان غیر اختیاری چیز ہے، یہ واقعہ نبوت سے پہلے پیش آیا ہو یہ بھی ممکن ہے، اپنے ارادے سے حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہیں کی۔

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ

اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ

الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ

لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؗ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾

سو ہم نے کہا کہ: اے آدم! یقین رکھو یہ (ابلیس) تمھارا اور تمھاری بیوی کا دشمن ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے، سو تم (محنت کر کے ضروریات پوری کرنے کی) مصیبت میں پڑ جاؤ① ﴿۱۱۷﴾ یقینی بات ہے کہ اس (جنت) میں تمھارے لیے فائدہ یہ ہے کہ تم بھوکے بھی نہیں ہو گے② اور تم ننگے بھی نہیں ہو گے ﴿۱۱۸﴾ اور یقینی بات ہے کہ اس (جنت) میں تم پیاسے بھی نہیں رہو گے اور دھوپ کی تکلیف بھی نہیں اٹھاؤ گے ﴿۱۱۹﴾ پھر شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا، اس (شیطان) نے کہا: اے آدم! کیا میں تم کو بتاؤں ایسا درخت جس (کے کھانے) سے ہمیشہ کی زندگی اور ایسی بادشاہت جو کبھی پرانی نہ ہو وہ حاصل ہوتی ہے ﴿۱۲۰﴾ سو دونوں (آدم اور حوا) نے اس (درخت) میں سے (کچھ) کھا لیا، اس پر ان دونوں کی شرم کی جگہ (یعنی ستر) ان کے سامنے کھل گئی اور دونوں جنت کے پتوں کو (ملا ملا کر) اپنے اوپر چپکانے لگے③ اور آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی کہی ہوئی بات کو ٹال دیا④، سو وہ (آدم علیہ السلام) غلطی میں پڑ گئے⑤ ﴿۱۲۱﴾

---

① واحد کا صیغہ بتا رہا ہے کہ ضروریات کے لیے کمائی کی ذمہ داری شوہر پر ہے۔

② جس بھوک سے تکلیف ہو یا کھانے میں تاخیر ہو وہ نہیں۔

③ جنت میں دو ہی میاں بیوی انسان ہے، پھر بھی اصل انسانی حیا و شرم دیکھو کہ ستر ڈھانپنے کے لیے پتے استعمال کیے؛ لیکن ”بے لباس“ رہنا گوارہ نہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا۔

⑤ غیر ارادی خلاف ورزی کی وجہ سے زندگی تلخ ہو گئی۔ جنت کا عیش و آرام گیا۔

ثُمَّ اجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيۡهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهۡبِطَا مِنۡهَا جَمِيۡعًا ۢ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ
عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشۡقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنۡ
اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا وَّنَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى ﴿۱۲۴﴾

پھر اس (آدم علیہ السلام) کو اس کے رب نے چن لیا①، سو اس (آدم علیہ السلام) کی توبہ قبول فرمالی اور اس (آدم علیہ السلام) کو صحیح راستے پر (ہمیشہ) قائم رکھا② ﴿۱۲۲﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں کے دونوں اس (جنت) سے نیچے (دنیا میں) اتر جاؤ③، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گے④، سو اگر تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے سو جو آدمی میری ہدایت پر چلے گا وہ گمراہ بھی نہیں ہوگا اور وہ کسی تکلیف میں بھی نہیں پڑے گا ﴿۱۲۳﴾ اور جو آدمی بھی میری نصیحت سے منہ پھرائے گا⑤ تو اس کو (دنیا اور قبر میں) بڑی تنگ زندگی ملے گی⑥ اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے ﴿۱۲۴﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) نواز دیا۔
② (دوسرا ترجمہ) آئندہ ایسی غلطی نہیں ہوئی۔ خوش نودی کے راستے پر قائم رکھا۔
③ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا اور ابلیس سب کو دنیا میں بھیج دیا گیا۔
④ انسان اور شیاطین میں اور انسانوں میں آپس میں دشمنی کا سلسلہ ہے۔
⑤ قرآن سے اعراض کی مختلف صورتیں ہیں: (۱) اس کی تلاوت کی طرف کوئی دھیان ہی نہ کرے (۲) نہ کبھی قرآن پڑھنے اور سیکھنے کی فکر کرے (۳) قرآن کو پڑھے؛ مگر غلط سلط پڑھے، صحیح حروف (تجوید) کا لحاظ نہ رکھے (۴) صحیح بھی پڑھے؛ مگر بے دلی اور بے پروائی سے پڑھے (۵) کسی دنیوی مال وعزت کی خواہش سے پڑھے (۶) اسی طرح قرآن کے احکام کو سمجھنے کی طرف توجہ نہ دینا بھی قرآن سے اعراض ہے (۷) سمجھنے کے بعد ان پر عمل کرنے میں کوتاہی یا اس کے احکام کی خلاف ورزی یہ تو اعراض کا انتہائی درجہ ہے۔
غرض قرآن کے حقوق سے بے پروائی کرنے کا بڑا وبال ہے جو قیامت کے روز بارِ گراں بن کر اس کی گردن پر لاد دیا جاوے گا؛ جیسا کہ روایاتِ حدیث میں ہے کہ انسان کے برے اعمال اور گناہ قیامت کے روز ایک بارِ گراں بن کر اس کے اوپر لادا جائے گا۔
⑥ عذاب قبر کی تنگی ہے اور دنیا میں قناعت سلب ہو جائے، حرص بڑھ جائے یہ بھی بڑا عذاب ہے۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِیۡۤ اَعۡمٰی وَقَدۡ کُنۡتُ بَصِیۡرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتۡکَ اٰیٰتُنَا
فَنَسِیۡتَهَا ۚ وَکَذٰلِکَ الۡیَوۡمَ تُنۡسٰی ﴿١٢٦﴾ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِیۡ مَنۡ اَسۡرَفَ وَلَمۡ یُؤۡمِنۡۢ بِاٰیٰتِ
رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبۡقٰی ﴿١٢٧﴾ اَفَلَمۡ یَهۡدِ لَهُمۡ کَمۡ اَهۡلَکۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ
الۡقُرُوۡنِ یَمۡشُوۡنَ فِیۡ مَسٰکِنِهِمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿١٢٨﴾ ع ٧ ١٣ ١٢

تو وہ بولے گا: اے میرے رب! تو نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا؟ حالاں کہ میں تو (دنیا میں) آنکھوں سے دیکھنے والا تھا ﴿١٢٥﴾ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو نے (دنیا میں) ایسا ہی کام کیا تھا، کہ ہماری آیتیں (دنیا میں) تیرے پاس پہنچی تھی ①، سو تو ان (آیتوں) کو بھول گیا ② اور (جس طرح تو ان آیتوں کو بھول گیا) آج اسی طرح تجھے بھلا دیا جائے گا ③ ﴿١٢٦﴾ اور جو شخص بھی حد سے آگے نکل جاتا ہے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتا ہے ہم اس کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب تو واقعی زیادہ سخت اور زیادہ دیر باقی رہنے والا ہے ﴿١٢٧﴾ پھر کیا ان لوگوں کو اس بات سے بھی ہدایت حاصل نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت ساری قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مکانات (یعنی بستیوں) میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں ④، یقیناً اس بات (یعنی پچھلی قوموں کی تباہی) میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿١٢٨﴾

---

① جیسا عمل ویسی سزا، دنیا میں احکام سے اندھے جیسا برتاؤ کیا تھا اس لیے آج یہ سزا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) تو نے خیال نہیں کیا تھا۔

③ (دوسرا ترجمہ) تیرا خیال نہیں کیا جائے گا۔

④ ملک شام جاتے ہوئے مکہ والوں کے راستے میں بعض ان قوموں کے کھنڈر مکانات آتے تھے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ
وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ
زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ
بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾

اور اگر تمھارے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے طے نہ ہوتی[1] اور (اس کے نتیجہ میں یہ عذاب کا) ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو وہ (عذاب) ان پر چمٹ چکا ہوتا[2] ﴿۱۲۹﴾ لہذا جو بات وہ (دشمن) کہتے ہیں اس پر تم صبر کرو، اور سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھو اور رات کی کچھ گھڑیوں میں اور دن کے کناروں میں بھی سو تسبیح کرو؛ تاکہ (اس پر جو ثواب ملے) اس سے تم خوش ہو جاؤ ﴿۱۳۰﴾ اور ہم نے ان (کافروں) میں سے مختلف لوگوں کو دنیوی زندگی کی رونق کا جو سامان مزے اڑانے کے لیے دے رکھا ہے اس کی طرف آنکھیں اٹھا کر کے ہرگز مت دیکھو؛ تاکہ ہم ان کو اس میں آزمائیں، اور تمھارے رب کا (دیا ہوا) رزق بہت اچھا اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے ﴿۱۳۱﴾ اور تم اپنے گھر والوں کو (بھی) نماز کا حکم کرو اور خود بھی اس (نماز) کے پابند رہو، ہم تم سے روزی نہیں مانگتے[3] روزی تو ہم ہی آپ کو دیا کرتے ہیں اور بہترین انجام تقویٰ (والوں) ہی کا ہے ﴿۱۳۲﴾

---

① کہ عذاب میں تاخیر ہوگی۔

②(دوسرا ترجمہ) عذاب لازمی طور پر آچکا ہوتا۔

③ہم تم سے روزی کموانا نہیں چاہتے۔

وَقَالُوۡا لَوۡلَا يَاۡتِيۡنَا بِاٰيَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمۡ تَاۡتِهِمۡ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰى ﴿١٣٣﴾ وَلَوۡ
اَنَّاۤ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِعَذَابٍ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَقَالُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ
اٰيٰتِكَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَنَخۡزٰى ﴿١٣٤﴾ قُلۡ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ
اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِىِّ وَمَنِ اهۡتَدٰى ﴿١٣٥﴾ ع ٨ ٧ ١٢

اور یہ (کافر) کہنے لگے یہ (رسول) ہمارے پاس اپنے رب کی طرف سے (اپنی نبوت پر) کوئی نشانی کیوں نہیں لے آتے؟ کیا ان لوگوں کے پاس پچھلے (آسمانی) صحیفوں کے مضامین کی گواہی نہیں پہنچ گئی؟① ﴿١٣٣﴾ اور اگر اس (قرآن کے اتارنے) سے پہلے ہم ان کو کسی عذاب میں ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ (اس وقت یوں) کہتے کہ: اے ہمارے رب! آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے آپ کے احکام پر چلتے ﴿١٣٤﴾ (اے نبی!) تم کہو: ہر ایک انتظار کر رہا ہے، سو تم بھی (اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا) انتظار کرو، اب عنقریب تم کو پتہ چل جائے گا کہ سیدھے راستے والے لوگ کون ہیں اور ہدایت پانے والے لوگ کون ہیں ﴿١٣٥﴾

---

① پچھلے تمام آسمانی صحیفوں میں نبیٔ کریم ﷺ اور قرآن کی بشارت موجود ہے اور خود حضور ﷺ نے اور قرآن نے پچھلی آسمانی کتابوں کو سچا بتایا ہے۔ (دوسرا ترجمہ) کیا ان لوگوں کے پاس پہلی (آسمانی) کتابوں میں کی روشن دلیل نہیں آچکی۔

سُوْرَةُ الْأَنْبِيَاء

(مكية)

سورۂ انبیا

یہ سورت مکی ہے، اس میں ایک سو بارہ (۱۱۲) آیتیں ہیں۔ سورۂ حٰم سجدہ یا سورۂ ابراہیم کے بعد اور سورۂ نحل سے پہلے اکہتر (۷۱) یا تہتر (۷۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

یہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی وہ پہلی سورت ہے جس میں سولہ (۱۶) انبیائے کرام علیہم السلام کا تذکرہ ہیں، اگر چہ سورۂ انعام میں اٹھارہ (۱۸) نبیوں کا تذکرہ ہے؛ لیکن اس کا نزول بعد میں ہوا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: سورۂ کہف اور مریم اور طٰہٰ اور انبیاء یہ چاروں سورتیں نزول کے اعتبار سے ابتدائی سورتیں اور میری یہ قدیم دولت اور کمائی ہیں جن کی ہمیشہ حفاظت کرتا ہوں۔

ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں حضرت ذوالنون یونس علیہ السلام کی دعا یہ تھی ''لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

جو اس سورت میں آیت نمبر ستاسی (۸۷) ہے۔

جو بھی مسلمان بندہ اس کے ذریعے جب بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا اس کی دعا قبول کر لی جائے گی۔

اس میں ''اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ'' انسان کے اپنے مجرم ہونے کا اعتراف ہے اور وہی دعا بھی ہے۔

اٰیَاتُھَا ۱۱۲ — (۲۱) سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآءِ مَکِّیَّۃٌ (۷۳) — رُکُوْعَاتُھَا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ
رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳
قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

لوگوں کے لیے ان کے حساب (کا وقت)① نزدیک آ گیا اور وہ تو غفلت کی حالت میں منہ پھرائے ہوئے ہیں ﴿۱﴾ ان (لوگوں) کے پاس نصیحت کی کوئی بھی نئی (تازہ تازہ) بات ان کے رب کی طرف سے آتی ہے تو وہ اس کو کھیلتے ہوئے سنتے ہیں② ﴿۲﴾ ان کے دل تو کھیل میں لگے ہوئے ہیں③ اور وہ ظالم چپکے چپکے ایک دوسرے کے کان میں④ باتیں کرتے ہیں کہ یہ (محمد) تم جیسا ہی ایک (معمولی) انسان ہے پھر کیوں تم لوگ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی (ان کے) جادو میں پھنس جاتے ہو⑤ ﴿۳﴾ رسول نے کہا: جو بات آسمانوں اور زمین میں کہی جاتی ہے میرے رب اس کو جانتے ہیں⑥ اور وہ (اللہ تعالیٰ) تو سب چیزوں کو سننے والے اور ہر چیز کو جاننے والے ہیں ﴿۴﴾

① موت کا وقت یا قیامت کا وقت مراد ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) مذاق بنا کر وہ سنتے ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) فضول چیزوں میں ان کے دل مشغول ہیں (قرآن مجید کو پورے دھیان سے سننا ایمان کا تقاضا ہے)۔

④ اسلام کو مٹانے کی خفیہ سازش کرنا۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) کیا پھر بھی تم جادو کی بات سننے کے لیے (ان کے پاس) جاؤ گے؟ حالاں کہ تم (اس بات کو) اچھی طرح جانتے ہو۔ نوٹ: نبی وحی کے ذریعہ ان کی خفیہ باتیں بتا دیوے تو اس کو وہ سحر کہتے ہیں۔

⑥ چھپ کر کوئی بات کہی جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں۔

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ
الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَمَآ اَرْسَلْنَا
قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَمَا
جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ
فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝۹

بلکہ (ظالموں نے تو) یہ بھی کہا (یہ قرآن) پریشان کرنے والے خوابوں (خیالات) کا مجموعہ ہے[1]؛ بلکہ اس (قرآن) کو اس (محمد) نے (خود) گھڑلیا ہے؛ بلکہ وہ (محمد) شاعر ہے، سو جیسے پچھلے پیغمبر (نشانی کے ساتھ) بھیجے گئے ایسے ہی ہمارے پاس کوئی (بڑی) نشانی وہ (محمد) لاوے ﴿۵﴾ (حالاں کہ) جس بستی (کے لوگوں) کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کیا وہ ایمان نہیں لائی تو کیا یہ لوگ (اپنی مانگی ہوئی نشانی کو دیکھنے کے بعد) ایمان لائیں گے؟ ﴿۶﴾ اور ہم نے آپ سے پہلے مَردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وحی اتارتے تھے (تو اب کافروں سے کہو) اگر تم خود (اس بات کو) جانتے نہیں ہو تو نصیحت کا علم رکھنے والوں سے پوچھ لو[2] ﴿۷﴾ اور ہم نے ان (رسولوں) کو ایسا جسم بنا کر پیدا نہیں کیا کہ وہ کھانا ہی نہ کھاتے ہوں اور وہ ایسے بھی نہیں تھے کہ (دنیا میں) ہمیشہ رہنے والے ہوں ﴿۸﴾ پھر ان (رسولوں) سے جو وعدہ ہم نے کیا تھا وہ سچا کر کے دکھلا دیا[3]، پھر ہم نے ان (رسولوں) کو اور (رسولوں کے سوا) جن کو ہم نے چاہا ان سب کو (عذاب سے) بچا لیا اور جو لوگ حد سے باہر نکلتے تھے ان سب کو ہم نے ہلاک کر دیا ﴿۹﴾

---

① یعنی قرآن تو ایسے خوابوں کا مجموعہ ہے جن میں کسی طرح کا جوڑ نہ ہو۔
② مراد خاص اہلِ کتاب علما یا تمام ہی اہلِ کتاب، آیت سے عمومی مضمون بھی نکلتا ہے کہ دن کی جو بات ہم نہیں جانتے، جاننے والوں سے پوچھ لیویں۔
③ یعنی پورا کر کے دکھلایا۔

ع۱

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾
وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا
بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ
وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ
دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تمھارے پاس ایسی کتاب اتاری ہے جس میں تمھارے لیے (کافی) نصیحت ہے①کیا پھر بھی تم (اتنی بات) سوچتے نہیں ہو؟ ﴿۱۰﴾

اور کتنی بستیاں جن کے رہنے والے لوگ ظالم تھے ہم نے ان کو پیس ڈالا② اور ان (بستیوں کو تباہ کرنے) کے بعد ہم نے دوسری قوموں کو پیدا کیا ﴿۱۱﴾ سو جب انھوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ محسوس کی③ تب وہ اس (بستی) سے (نکل کر) بھاگنے لگے ﴿۱۲﴾ (ان کو کہا گیا) بھاگو مت اور عیش کے سامان کی طرف جو تم کو دیا گیا تھا اور تمھارے اپنے مکان کی طرف واپس چلے جاؤ④؛ تاکہ تم سے سوال کیا جائے⑤ ﴿۱۳﴾ (جواب میں) وہ لوگ کہنے لگے: ہائے افسوس! یقینی بات ہے کہ ہم ہی ظالم تھے ﴿۱۴﴾ ان کی یہی پکار برابر جاری رہی⑥، یہاں تک کہ ہم نے ان کو کٹی ہوئی کھیتی، بجھی ہوئی آگ (کی طرح فنا) کرکے رکھ دیا ﴿۱۵﴾

① (دوسرا ترجمہ) جس میں تمھارا تذکرہ ہے (یعنی عربی زبان میں قرآن کے نزول کی وجہ سے رہتی دنیا تک سارے عالم میں عربوں کا ذکرِ خیر ہے، عربوں کی شہرت ہے اور عربی میں قرآن اترنا عربوں کی فضیلت اور شرافت ہے)۔
② (دوسرا ترجمہ) تباہ کرڈالا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) سو جب انھوں نے ہمارے عذاب کو آتا دیکھا۔
④ (دوسرا ترجمہ) جن جگہوں میں تم لوگ عیش کرتے تھے اور تمھارے مکانوں کی طرف واپس چلے جاؤ۔
⑤ تم قوم کے بڑے سمجھے جاتے تھے اور مشکلات میں لوگ تم سے مشورے طلب کرتے تھے اب اس بڑے عذاب کی مصیبت کے وقت بھاگنے کے بجائے گھر ہی میں رہو؛ تاکہ لوگ تم سے مشکل کا حل دریافت کرنے آویں، یہ تعریض ہے کہ ''تمھارا سامان، مکان جس پر تم کو ناز تھا اب وہ کچھ نہ رہا، کسی دوست کا نام ونشان نہ رہا۔ (دوسرا مطلب: تمھارے نوکر چاکر، خدام تمھاری چاہتوں کے بارے میں دریافت کرسکیں اس لیے گھروں میں رہو)
⑥ (دوسرا ترجمہ) ان کا یہی شور وغل برابر چالو رہا (تیسرا ترجمہ) سو ان کی یہی فریاد برابر جاری رہی۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ⑯ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا
لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ⑰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا
هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ⑱ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اور آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے ہم نے اس لیے نہیں پیدا کیا کہ ہم کوئی کھیل کرنا چاہتے ہوں①﴿۱۶﴾ اگر ہم کو کھیل ہی بنانا ہوتا تو ہم اپنے پاس کی چیزوں میں سے ہی کھیل بناتے اگر ہم کو ایسا ہی کرنا ہوتا②﴿۱۷﴾ بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں، سو وہ (حق) اس (باطل) کا سر پھوڑ ڈالتا ہے تب وہ (باطل) ایک دم ملیامیٹ ہوجاتا ہے③ اور جو (بے بنیاد) باتیں (اللہ تعالیٰ کے لیے) تم بناتے ہو اس سے تمھارے لیے ہی خرابی ہے﴿۱۸﴾ اور آسمانوں اور زمین میں جو لوگ بھی ہیں وہ اسی (اللہ تعالیٰ) کی ملکیت میں ہیں،

---

① لعب: ایسے کام کو کہتے ہیں جس میں کوئی صحیح مقصد نہ ہو۔
لہو: ایسے کام کو کہتے ہیں جس میں صحیح یا غلط کوئی مقصد نہ ہو بس فالتو ٹائم پاس کرنے کے لیے بنایا گیا ہو۔

② ''لوْ'' یہ عربی زبان میں فرضی چیزوں کے لیے بولا جاتا ہے جس کا کوئی وجود نہ ہو، آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان بے ایمانوں نے، بے وقوفوں نے یہ سمجھا کہ آسمان اور زمین کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی بیکار پیدا کی؟ غلط ہے، ہرگز ایسا نہیں ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی یہ تمام چیزیں جو پیدا فرمائی اس کے پیچھے ایک حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ کا ایک ہونا، اللہ کا قدرت والا ہونا، انسانوں اور جناتوں کو سمجھ میں آئے اور وہ اللہ کی عبادت کرنے والے بنے۔

(۲) دوسرا یہ آسمان اور زمین انسان اور جنات اور دوسری مخلوق کے فائدہ کے لیے بنایا اور انسان اور جنات اللہ کی عبادت کرنے والے بن جائے۔

③ زاھق: یعنی اس طرح مٹ جانا کہ اس کا نام ونشان ختم ہوجائے، اور ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جان نکل جانا۔
جس طرح کوئی بھاری وزن دار چیز کسی چھوٹی چیز پر ماری جائے تو چھوٹی چیز ٹوٹ پھوٹ کر تباہ اور برباد ہوجائے، لوہے کی چیز اگر کانچ یا مٹی کے برتن پر ماری جائے تو مٹی یا کانچ کا برتن ٹوٹ پھوٹ کر تباہ و برباد ہوجائے گا، بالکل اسی طریقے سے حق جب باطل یعنی کفر پر مارا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے باطل نیست و نابود ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ حق اور باطل کو الگ کرتے ہیں۔

وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿١٩﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿٢٠﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿٢٣﴾

اور جو (فرشتے) اس (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہوتے ہیں وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ① اور وہ تھکتے بھی نہیں ہیں ﴿١٩﴾ وہ (فرشتے) رات اور دن (اللہ تعالیٰ کی) تسبیح پڑھتے رہتے ہیں، وہ (فرشتے کسی بھی وقت) سست نہیں پڑتے ہیں ② ﴿٢٠﴾ کیا ان لوگوں نے زمین میں (نئے) معبود بنا لیے ہیں کہ وہ (معبود مُردوں کو) زندہ کر کے اٹھا سکتے ہیں؟ ﴿٢١﴾ اگر ان (یعنی زمین اور آسمان) میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرے معبود ہوتے تو وہ دونوں (یعنی آسمان اور زمین) تباہ ہو جاتے ③ سو عرش ④ کے رب اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بالکل پاک ہیں جو یہ لوگ (اس اللہ تعالیٰ کے لیے شرک) بیان کرتے ہیں ﴿٢٢﴾ (اور) وہ (اللہ تعالیٰ) جو کچھ کرتے ہیں ان سے اس کا کوئی سوال نہیں ہوگا اور ان سب (انسان اور جنات) سے (جو وہ کام کرتے ہیں اس کے بارے میں) سوال کیا جائے گا ﴿٢٣﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) عار نہیں کرتے۔

② (دوسرا ترجمہ) وہ (فرشتے) تھکتے بھی نہیں ہیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) آسمان اور زمین (دونوں کا نظام) درہم برہم ہو جائے (تیسرا ترجمہ) آسمان اور زمین دونوں خراب ہو جاتے۔ اگر متعدد معبود ہوتے تو شروع ہی سے بگاڑ ہو جاتا اور آسمان اور زمین پیدا ہی نہ ہوتے؛ کیوں کہ چند معبودوں کا مقصد ہی میں اتفاق نہ ہوتا اور اگر بالفرض مقصد میں اتفاق ہوتا تو سب کی باہمی قدرت میں ٹکراؤ ہوتا اور اگر معبودوں کے مقصد اور مراد میں اختلاف ہوتا تب تو وجودِ کائنات میں رکاوٹ پڑ جانا لازمی ہو جاتا۔

④ عرش تمام اجسام کو محیط ہے، انسانی جسم میں جس طرح دماغ ہے اس طرح پورے عالمین کے لیے عرش ہے اور سب سے بڑی چیز عرش کو بیان کر دیا تو جو دوسری چیزیں ہیں ان سب کے رب بھی اللہ تعالیٰ ہی ہیں، جب عرش اتنا عظمت والا ہے تو اس کے مالک اللہ تعالیٰ کی عظمت کتنی بڑی ہوگی!!

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِكْرُ مَنْ

قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

کیا ان کافروں نے اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنا رکھیں ہیں؟ تم (ان سے) کہو کہ: تم اپنی دلیل (شرک پر) لاؤ، یہی (توحید کی) بات میرے ساتھ والوں کی کتاب (قرآن) میں موجود ہے اور یہی (توحید کی) بات مجھ سے پہلے والوں کی کتاب (تورات وانجیل) میں موجود ہے ① حقیقت بات یہ ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ حق کو سمجھتے ہی نہیں ہیں، سو وہ (حق بات کو) ٹالتے ہیں ② ﴿۲۴﴾ اور تم سے پہلے کوئی رسول ہم نے ایسا نہیں بھیجا جس پر ہم نے یہ وحی نازل نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، سو تم میری عبادت کیا کرو ﴿۲۵﴾ اور وہ (کافر) کہنے لگے کہ: رحمن تو (فرشتے کی شکل میں بھی) اولاد رکھتا ہے، وہ (اللہ تعالیٰ) تو پاک ہیں؛ بلکہ وہ (فرشتے) تو عزت والے بندے ہیں ﴿۲۶﴾ (اور) وہ (فرشتے) اس (اللہ تعالیٰ) سے آگے بڑھ کر کوئی بات نہیں بول سکتے ③ اور وہ (فرشتے) اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں ﴿۲۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) یہ قرآن (بھی موجود) ہے جس میں میرے ساتھ والوں کے لیے نصیحت ہے (اور تورات وانجیل بھی موجود ہے) جس میں مجھ سے پہلے لوگوں کے لیے نصیحت تھی (تیسرا ترجمہ) یہ (قرآن) نصیحت ہے میرے ساتھ والوں کے لیے اور جو لوگ مجھ سے بھی پہلے سے چلے آرہے ہیں (یہود ونصاریٰ) کے لیے بھی نصیحت ہے (چوتھا ترجمہ) اس قرآن میں میرے ساتھ والوں کا بھی ذکر (تذکرہ) ہے اور مجھ سے پہلے لوگوں کا بھی ذکر (تذکرہ) ہے۔

خلاصۂ مطلب: قرآن اور سابقہ آسمانی کتابیں ان میں کہیں بھی شرک کا مضمون نہیں ہے، یہ قرآن اس امت کے لیے دعوت ہے تو ساتھ میں سابقہ نبیوں کے واقعات کے محفوظ رہنے کا بھی ذریعہ ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) سو وہ (حق بات سے) منہ پھراتے ہیں۔

③ اس آیت میں بتایا گیا کہ ملائکہ قول اور عمل میں باری تعالیٰ کے سامنے سبقت نہیں کرتے، اس آیت میں چھوٹوں کے لیے بڑوں کے ادب کی تعلیم ہے کہ چھوٹوں کو چاہیے کہ بڑوں سے قول وعمل میں سبقت نہ کرے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ
خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۲
اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا
مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ
بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾

وہ (اللہ تعالیٰ) ان (فرشتوں) کی اگلی پچھلی باتوں کو جانتے ہیں اور وہ (فرشتے) کسی کی سفارش نہیں کر سکتے؛ مگر یہ کہ جس کے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کی مرضی ہو① اور وہ سب (فرشتے) اس (اللہ تعالیٰ) کی ہیبت سے② ڈرتے رہتے ہیں ﴿۲۸﴾ اور (بالفرض) ان (فرشتوں) میں سے کوئی یوں کہہ دے کہ اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا میں معبود ہوں تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے، ایسے ظالموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں ﴿۲۹﴾

کیا ان کافروں کو یہ بات معلوم نہیں کہ آسمان اور زمین یقیناً بند تھے، پھر ہم نے ان دونوں کو (اپنی قدرت سے) کھول دیا اور ہم نے پانی سے ہر جاندار چیز پیدا کی③، کیا پھر بھی وہ لوگ ایمان نہیں لاتے؟ ﴿۳۰﴾ اور ہم نے زمین میں بھاری بھاری پہاڑ کے بوجھ بنا دیے؛ تاکہ وہ (زمین) ان (لوگوں) کو لے کر ہلنے نہ لگے④ اور ہم نے اس (زمین) میں چوڑے چوڑے راستے بنائے؛ تاکہ وہ (لوگ) منزل تک پہنچ سکیں⑤ ﴿۳۱﴾

① اس کی سفارش کریں گے۔
② (دوسرا ترجمہ) خوف سے۔ خشیت کہتے ہیں تعظیم کے ساتھ کسی سے ڈرنا۔
③ یہ ایسا عام ہے کہ اس میں سے بعض چیزیں خاص مستثنیٰ ہیں، جیسے کہ فرشتے اور جن "حی" ہیں؛ مگر وہ پانی سے نہیں بنے، اس آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی صفتِ حی کی تجلی کا نور پانی پر متوجہ ہے، اس سے حیات آفرینی کا کام لیا جا رہا ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) جھک نہ پڑے⑤ (دوسرا ترجمہ) تاکہ (چوڑے راستے والی نعمت میں غور کر کے توحید کی) ہدایت پائے۔

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ
قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ
بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ
اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٦﴾

اور ہم نے آسمان کو (ہر طرح سے) محفوظ چھت بنایا① اور وہ لوگ اس کی آیتوں سے منہ پھراتے ہیں ﴿۳۲﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے، یہ سب کے سب اپنے (خاص) دائرے میں تیرتے ہیں ﴿۳۳﴾ (اے نبی!) ہم نے تم سے پہلے کسی بھی بشر کے لیے ہمیشہ زندہ رہنا طے نہیں کیا، پھر اگر تمھارا انتقال ہوگیا تو کیا یہ (مخالفین) ہمیشہ جیتے رہیں گے؟ ﴿۳۴﴾ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے② اور ہم تم کو آزمانے کے لیے بری بھلی③ حالت میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری طرف ہی لوٹا کر لائے جاؤ گے ﴿۳۵﴾ اور یہ کافر لوگ جہاں کہیں بھی تم کو دیکھتے ہیں تو ان کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ تمھارا مذاق اڑانے لگتے ہیں (اور وہ یوں کہتے ہیں) کیا یہ وہی آدمی ہے جو تمھارے معبودوں کا نام (برائی سے) لیا کرتا ہے؛ حالاں کہ وہ (کافر) تو رحمٰن کے نام کا انکار کرتے ہیں ﴿۳۶﴾

① یعنی ٹوٹتا نہیں اور شیطان یا کوئی اَور مخلوق گھس سکتے نہیں۔
② خاص تکلیف محسوس ہونا مراد ہے، روح کو اپنی سواری بدن کو چھوڑنا پڑتا ہے اس کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔
③ شر سے مراد ہر وہ چیز جو طبیعت کے خلاف ہو اور خیر سے مراد ہر وہ چیز جو طبیعت کو مرغوب اور پسندیدہ ہو؛ گویا کہ طبیعت کے خلاف چیز اور طبیعت کے موافق چیز کے ذریعے اللہ تعالیٰ آزماتے ہیں، اسی طریقے سے بیماری، تندرستی، مال داری، فقیری یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کی ہیں۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿٣٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ

النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٣٩﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا

يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤١﴾ ع ١٤

انسان جلد بازی کی عادت لے کر بنایا گیا ہے[1]، عنقریب میں تم کو میری نشانیاں[2] دکھاتا ہوں؛ لہٰذا تم مجھ سے (اس کے مانگنے میں) جلدی مت کرو ﴿٣٧﴾ اور وہ (کافر) لوگ کہنے لگے کہ: (اے مسلمانو!) اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ) یہ (عذاب کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ ﴿٣٨﴾ کاش ان کافروں کو اس وقت کا پتہ چل جاتا جب کہ وہ (کافر جہنم کی) آگ کو نہ اپنے چہروں سے اور نہ اپنی پیٹھوں سے روک سکیں گے اور ان کو کوئی مدد نہیں پہنچے گی ﴿٣٩﴾ بلکہ وہ (آگ) اچانک ان پر آپڑے گی، سو وہ (آگ) ان کے ہوش وحواس اڑادے گی، سو وہ (کافر لوگ) اس (آگ) کو (پیچھے) پھرا نہیں سکیں گے[3] اور ان (کافروں) کو مہلت بھی نہیں دی جائے گی ﴿٤٠﴾ اور (اے نبی!) پکی بات یہ ہے کہ تم سے پہلے بہت سارے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا، سو مذاق اڑانے والوں کو اسی عذاب نے آکر گھیر لیا جس کا وہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے ﴿٤١﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) انسان جلد بازی کے مزاج کا پیدا کیا گیا۔ (کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے طلب کرنا یہ انسانی کمزوری ہے)۔ کوئی چیز کسی میں کثرت سے پائی جاوے تو اس کے لیے بھی یہ تعبیر استعمال ہوتی ہے۔ گویا عام طور پر انسان میں جلد بازی کثرت سے پائی جاتی ہے۔

نوٹ: بعض اہل علم نے ''عَجَل'' کا معنیٰ ''کیچڑ، گیلی مٹی'' سے کیا ہے۔

② نبوت کی سچائی کے معجزات یا کافروں کی سزا۔

③ (دوسرا ترجمہ) پھر اس آگ کو ہٹانے کی ان کو قدرت نہیں ہوگی۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ﴿٤٢﴾
اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا
يُصْحَبُوْنَ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي
الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴿٤٤﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا
يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ﴿٤٥﴾ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ
لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ﴿٤٦﴾

تم کہو: رات اور دن میں رحمن (کے عذاب) سے تم کو کون بچاتا ہے؟ بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھراتے ہیں ﴿۴۲﴾ کیا ہمارے سوا ان کے کچھ معبود ہیں جو ان کو بچاتے ہوں؟ (بلکہ) وہ (بت) تو خود اپنی مدد کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے اور کوئی ہمارے مقابلے میں ان کا ساتھ نہیں دے سکتا ﴿۴۳﴾ بلکہ (ہمارا سلوک یہ ہے کہ) ہم نے ان (کافروں) کو اور ان کے باپ داداؤں کو (مزے اڑانے کا) سامان دیا، یہاں تک کہ (اسی عیش میں) ان پر لمبی زندگی گذر گئی (اب ایک چوکنا ہونے کی بات سنو!) کیا وہ لوگ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہم ان (کافروں) کی زمین کو (مسلمانوں کی فتوحات کے ذریعے) مختلف کناروں سے گھٹاتے چلے جارہے ہیں؟ پھر کیا (ایسے حالات میں بھی) وہ (مسلمانوں پر) غالب آجائیں گے؟ ﴿۴۴﴾ تم کہو: میں تو تم کو صرف وحی کے ذریعے① ڈراتا ہوں اور بہرے لوگوں② کی حالت یہ ہے کہ جب ان کو ڈرایا جاتا ہے تو وہ کسی کی پکار نہیں سنتے ﴿۴۵﴾ اور تمھارے رب کے عذاب کا ذرا سا جھونکا③ بھی اگر ان کو لگ جائے تو وہ ضرور یہ بات کہنے لگتے ہیں: ہائے افسوس!④ ہم ہی تو گنہگار تھے ﴿۴۶﴾

① (دوسرا ترجمہ) وحی کے مطابق۔ ② مراد کافر ہے۔
③ آیت میں مبالغہ ہے کہ پورا اور بڑا عذاب تو در کنار عذاب کی ذرا سی لپیٹ بھی چھو جاوے گی تو موت کو پکاریں گے اور گناہ کا اقرار کرلیں گے۔
④ (دوسرا ترجمہ) ہائے ہماری بربادی!

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ
حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ
الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ
السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

اور قیامت کے دن، ہم انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے ①، سو کسی شخص پر ذرہ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہوگا تو ہم اس کو (وہاں) سامنے لاویں گے اور حساب لینے کے لیے ہم کافی ہیں ﴿۴۷﴾ اور پکی بات یہ ہے ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کو (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی اور روشنی والی اور تقویٰ والوں کے لیے نصیحت سے بھری (تورات) کتاب دی ﴿۴۸﴾ یہ وہ لوگ ہیں جو دیکھے بغیر (بھی) اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور وہ لوگ قیامت (کی گھڑی) سے گھبراتے رہتے ہیں ② ﴿۴۹﴾ اور یہ (قرآن تو) برکتوں والی نصیحت ہے اس کو ہم نے تو اتارا ہے، کیا پھر بھی تم اس (کو ماننے) سے انکار کرتے ہو؟ ③ ﴿۵۰﴾

---

① نضع: جمع کے صیغے سے شاہی انداز ظاہر ہو رہا ہے۔

موازین جمع ہے:

(۱) تعظیم کے لیے: گویا کہ ایک ہی ترازو بہت ساری ترازو جیسی ہوگی اور ایک ہی ترازو کے اندر تمام امتوں کے تمام اعمال کو تولا جائے گا۔ (۲) ہر آدمی کی الگ الگ ترازو ہوگی۔

کیا تولا جائے گا؟

(۱) اعمال تولے جائیں گے؛ یعنی اعمال کو مجسم کر کے تولا جائے گا۔

(۲) خود عمل کرنے والے کو تولا جائے گا۔

(۳) ملائکہ جن دفاتیر کے اندر اعمال لکھتے تھے ان کو تولا جائے گا۔

لیوم القیامہ: لام "فی" کے معنی میں؛ یعنی قیامت کے دن میں۔

② (دوسرا ترجمہ) خطرہ رکھتے ہیں۔

③ یعنی ماننے سے انکار مت کرو، مان لو۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ۝۵۱ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا
هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ۝۵۲ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ۝۵۳ قَالَ
لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝۵۴ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ
اللّٰعِبِيْنَ۝۵۵ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰي
ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝۵۶

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو پہلے ہی سے ① اس کی سمجھ بوجھ ② دی تھی اور ہم ان (کے حالات اور صلاحیت) کو اچھی طرح جانتے تھے ③ ﴿۵۱﴾ (اور اس وقت کو یاد کرو) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے ابا اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیسی مورتیاں ہیں کہ تم (ہر وقت) ان کے پاس جم کر بیٹھے رہتے ہو؟ ④ ﴿۵۲﴾ وہ (ابا اور قوم کے لوگ) کہنے لگے: ہم نے ہمارے باپ داداؤں کو ان کی پوجا کرتے ہوئے پایا ﴿۵۳﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ: پکی بات تو یہ ہے کہ تم اور تمھارے باپ دادا کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو ﴿۵۴﴾ تو وہ (قوم کے) لوگ کہنے لگے: کیا تم ہمارے پاس کوئی سچی بات لائے ہو یا تم کھیل (مذاق) کرتے ہو ⑤؟ ﴿۵۵﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا (یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے) بلکہ تمھارے رب وہ ہیں جو آسمانوں اور زمین کے رب ہیں جس نے ان سب کو ⑥ پیدا کیا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں ⑦ ﴿۵۶﴾

① [۱] یعنی بچپن ہی سے جوانی سے پہلے۔ [۲] حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے دنیا میں آنے سے پہلے۔
② یعنی توحید اور نیک راستے کی۔
رشد سے مراد: (۱) ہوشمندی (۲) صلاحیت (۳) حسن تدبیر (۴) خوش فہمی (۵) خصوصی ہدایت۔
③ یعنی ہم علم ازلی سے جانتے تھے کہ ابراہیم رشد کے صحیح اہل ہے اور رشد و ہدایت کا صحیح فائدہ اٹھاویں گے۔
④ (دوسرا ترجمہ) تم اس کے پاس مجاور بن کر بیٹھے رہتے ہو۔
⑤ یعنی تم صرف ٹائم پاس کرتے ہو۔
⑥ تمام مخلوق جس میں بت بھی شامل ہے۔
⑦ (دوسرا ترجمہ) میں اس بات کا قائل ہوں۔

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا
لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ۝ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝
قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ۝ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ۝

اور اللہ تعالیٰ کی قسم! جب تم (ان کے پاس سے) پیٹھ پھرا کر چلے جاؤ گے تب میں تمھارے بتوں کے بارے میں ضرور چال چلوں گا① ﴿۵۷﴾ سو ابراہیم (علیہ السلام) نے ان کے بڑے بت کے سوا باقی سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے؛ تاکہ وہ اس (بڑے بت) کی طرف رجوع کریں② ﴿۵۸﴾ وہ (لوگ) کہنے لگے③: ہمارے بتوں کے ساتھ یہ (توڑ پھوڑ کا) کام کس نے کیا؟ یقیناً وہ تو کوئی بڑا ہی ظالم ہے④ ﴿۵۹﴾ لوگوں نے کہا⑤: ہم نے ایک نوجوان⑥ کو جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے ان (بتوں) کے بارے میں کچھ (برا) کہتے ہوئے سنا ہے⑦ ﴿۶۰﴾ وہ (لوگ) کہنے لگے: تو اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ؛ تاکہ سب لوگ (اس کے اقرار کے) گواہ بن جائیں⑧ ﴿۶۱﴾

① (دوسرا ترجمہ) میں تمھارے بتوں کی گت بناؤں گا (جس سے ان کی حقیقت کھل جائے گی)۔
② (دوسرا ترجمہ) تاکہ ان (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی طرف (حقیقت معلوم کرنے کے لیے) رجوع کریں (تیسرا ترجمہ) تاکہ وہ اس (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رب) کی طرف لوٹ آویں۔
③ میلے سے واپسی پر بتوں کی ایسی حالت دیکھ کر۔
④ (دوسرا ترجمہ) یقیناً وہ تو (بڑے) ظالموں میں سے ہیں۔
⑤ جن لوگوں کو پہلے مناظرے کی خبر تھی ان لوگوں نے یا "تاللہ لأکیدن أصنامکم" والی بات جنھوں نے سنی تھی انھوں نے۔
⑥ شرک کو ہاتھ سے روکنے کا نوجوان: حضرت ابراہیم علیہ السلام میں کیسا قابلِ تقلید جذبہ تھا!!
⑦ (دوسرا ترجمہ) ایک نوجوان کو ہم نے سنا ہے وہ ان بتوں کے بارے میں (بری) باتیں کہتا ہے اس کو ابراہیم کہتے ہیں۔
⑧ (دوسرا ترجمہ) تاکہ سب لوگ دیکھ لیویں۔ یعنی اتنی بڑی ہمت جس شخص نے کی اس کو ذرا دیکھیں تو سہی؛ یعنی:
(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سرداروں کے سامنے لاؤ،
(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں کے سامنے اس طرح لاؤ کہ بالکل ظاہر اور کھلے ہوئے ہو۔

قَالُوْٓا ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا
فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾
ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾

وہ (لوگ) کہنے لگے ①: اے ابراہیم! کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (توڑ پھوڑ کا) کام تم نے کیا ہے؟ ﴿۶۲﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: بلکہ یہ کام تو ان کے اس بڑے سردار نے کیا ہے، اگر یہ بت بول سکتے ہوں تو ان ہی سے پوچھ لو ﴿۶۳﴾ سو وہ (مشرک لوگ) اپنے ہی دل دل میں سوچنے لگے، پھر (اپنے دل میں) کہنے لگے کہ: یقینی بات ہے کہ تم خود ہی ظالم ہو ﴿۶۴﴾ پھر ان مشرکوں نے (شرم کے مارے) اپنے سروں کو جھکا لیا② (ابراہیم علیہ السلام سے کہا) تم کو تو یہ بات اچھی طرح معلوم ہی ہے کہ یہ بت تو کچھ بولتے نہیں ہیں ﴿۶۵﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ: کیا پھر تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تم کو کچھ بھی نفع نہ دیوے اور تم کو نقصان نہ دیوے ﴿۶۶﴾ میں تو تم سے بھی اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سے (بھی) دور (بیزار) ہوں③، کیا بھلا (اتنی بات بھی) تم سمجھتے نہیں ہو؟ ﴿۶۷﴾ ان لوگوں نے کہا کہ: تم اس (ابراہیم) کو آگ میں جلا دو اور تم اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کو کچھ کرنا ہی ہے تو④ ﴿۶۸﴾

① جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں کے سامنے لایا گیا تب۔
② ایک مطلب یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر سن کر بتوں کا عاجز ہونا سمجھ میں آ گیا قریب تھا کہ حق قبول کر لیوے؛ لیکن ان کی کھوپڑی الٹ دی گئی جس کی وجہ سے کفر کی طرف پلٹ گئے۔
③ (دوسرا ترجمہ) تف ہے تم پر بھی اور جن کی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو ان پر بھی۔
④ (دوسرا ترجمہ) لوگوں نے (آپس میں ایک دوسرے سے کہا) اگر تم کو کچھ کرنا ہی ہے تو ابراہیم کو آگ میں جلا دو اور تمھارے معبودوں کی مدد کرو (تیسرا ترجمہ) اپنے معبودوں کا (ابراہیم سے) بدلہ لو۔

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ
الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ
اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا
وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾
وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ ع ٥

ہم نے حکم دیا کہ: اے آگ! تو ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوجا ﴿۶۹﴾ انھوں نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تھا، سو ہم نے ان کو پوری طرح ناکام کر ڈالا ﴿۷۰﴾ اور ہم ان (ابراہیم علیہ السلام) کو اور لوط (علیہ السلام) کو بچا کر اس زمین (یعنی ملکِ شام) کی طرف لے گئے جس میں ہم نے تمام جہان والوں کے لیے برکت رکھی تھی ① ﴿۷۱﴾ اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق (علیہ السلام جیسا بیٹا) اور یعقوب (علیہ السلام جیسا پوتا) انعام کے طور پر دیا اور ہم نے ہر ایک کو نیک بنایا ﴿۷۲﴾ اور ہم نے ان کو امام بنا دیا جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، اور وحی کے ذریعہ نیکیوں کے کام کرنے کی اور نماز قائم کرنے کی اور زکوۃ دینے کی ہم نے ان کو تاکید کردی تھی ② اور وہ ہماری عبادت میں لگے رہتے تھے ﴿۷۳﴾ اور لوط (علیہ السلام) کو ہم نے حکمت (نبوت) اور علم دیا اور جس بستی کے لوگ گندے کام کرتے تھے اس سے ہم نے ان (لوط علیہ السلام) کو نجات دے دی، یقیناً وہ برائی والی نافرمان قوم تھی ﴿۷۴﴾ اور ہم نے ان (لوط علیہ السلام) کو ہماری رحمت میں داخل کردیا، یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے ﴿۷۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو ایسے ملک (شام) کی طرف بھیج کر (کافروں کی شرارت سے) بچایا جس میں ہم نے تمام جہاں والوں کے لیے برکت رکھی۔

② (دوسرا ترجمہ) اور نیکیوں کے کام کرنے کا اور نماز قائم کرنے کا اور زکوۃ دینے کا ہم نے ان کو حکم بھیجا تھا۔

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾
وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ
وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا
مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾

اورنوح (علیہ السلام) کو بھی (یاد کرو) جب کہ انھوں نے اس سے پہلے① دعا کی تھی، سو ہم نے ان (نوح علیہ السلام) کی دعا قبول کر لی، سو ہم نے ان (نوح علیہ السلام) کو اور ان (نوح علیہ السلام) کے ماننے والوں کو (عذاب کی) بھاری مصیبت سے نجات دی ﴿۷۶﴾ اور جس قوم نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اس کے مقابلے میں ہم نے ان (نوح علیہ السلام) کی مدد کی، یقیناً وہ برے لوگ تھے، سو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ﴿۷۷﴾ اور داوٗد اور سلیمان (علیہما السلام) کو② جب کہ وہ دونوں ایک کھیتی کے جھگڑے میں فیصلہ کر رہے تھے، جب کہ قوم کی بکریاں رات کے وقت اس (کھیت) میں گھس گئی تھیں اور ان لوگوں کا فیصلہ ہمارے سامنے تھا③ ﴿۷۸﴾ پھر ہم نے اس فیصلے کی آسان شکل سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دی④ اور ہم نے دونوں (داوٗد و سلیمان علیہما السلام) میں سے ہر ایک کو حکومت اور علم⑤ دیا تھا اور ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو داوٗد (علیہ السلام) کے تابع کر دیا تھا جو ان (داوٗد علیہ السلام) کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے⑥ اور سب کچھ کام ہم ہی تو کرنے والے ہیں ﴿۷۹﴾

① حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے۔ ② علم وحکمت عطا کیا تھا۔
③ (دوسرا ترجمہ) ان لوگوں کے بارے میں جو فیصلہ ہوا ہم خود اس کو دیکھ رہے تھے۔
④ بہت سی مرتبہ بڑوں کے مقابلہ میں جوانوں کے ذہن میں بہترین تدابیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا کی جاتی ہے۔ فیصلہ اور صلح دونوں اچھے تھے، البتہ صلح بہتر ہے۔
⑤ یعنی فیصلہ کرنے کی صلاحیت۔
⑥ معلوم ہوا جامد چیزوں پر بھی ذکر کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ تو پھر جاندار اور ان میں بھی جن وانس تو ذکر کے اثرات سے کس قدر متاثر ہوتے ہیں!

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝٨٠
وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ
شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝٨١ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا
لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝٨٢ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝٨٣
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝٨٤

اور ہم نے ان (داؤد علیہ السلام) کو تمھارے فائدہ کے لیے لڑائی کے کپڑے (زرہیں وغیرہ) بنانا سکھا دیا؛ تاکہ وہ تمھاری لڑائی میں تم کو ایک دوسرے سے حفاظت میں رکھیں، اب بتاؤ کیا تم شکر کرنے والے ہو؟① ﴿۸۰﴾ اور تیز ہوا کو سلیمان (علیہ السلام) کے تابع کر دیا② جو ان (سلیمان علیہ السلام) کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے (ہر قسم کی) برکتیں رکھی ہیں اور ہم ہر ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں ﴿۸۱﴾ اور بعض شریر جن بھی ہم نے تابع کر دیے جو ان (سلیمان علیہ السلام) کے لیے (سمندر میں) غوطہ لگاتے تھے اور اس (غوطہ لگانے) کے سوا دوسرے کام بھی کرتے تھے اور ہم ہی نے ان (شریر جنوں) کو سنبھال رکھا تھا ﴿۸۲﴾ اور ایوب (علیہ السلام کا واقعہ بھی تو سنو) جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ ”بیشک مجھ کو بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں“③ ﴿۸۳﴾ سو ہم نے ان (ایوب علیہ السلام) کی دعا قبول کر لی اور ان (ایوب علیہ السلام) کو جو تکلیف تھی ہم نے دور کر دی اور ہم نے ان (ایوب علیہ السلام) کو ان کے گھر والے بھی دیے اور ان کے ساتھ اتنے ہی (بال بچے) اور بھی دیے، یہ سب ہماری طرف سے رحمت (سے عطا کیا) ہے اور عبادت کرنے والوں کے لیے ایک نصیحت ہے ﴿۸۴﴾

① استفہام امر کے معنی میں ہے؛ یعنی تم شکر کرنے والے بندے بن جاؤ! ② کثیف ترین مخلوق؛ یعنی پہاڑ، وہ والد؛ یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کے تابع اور مسخر کر دیے گئے اور لطیف ترین جسم والی چیز؛ یعنی ہوا، وہ بیٹے؛ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دی گئی؛ یعنی اللہ تعالیٰ ہر طرح کی مخلوق پر قادر ہیں۔ اپنی قدرت سے جس کے لیے جو چاہے تابع بنا دے۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور آپ سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۚ﴿۸۵﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ
اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ
فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ﴿۸۷﴾
فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰی
رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۚ﴿۸۹﴾

اوراسماعیل اورادریس اورذوالکفل (علیہم السلام کا تذکرہ بھی سنو) ہرایک صبر کرنے والوں میں تھے ﴿۸۵﴾ اوران سب کو ہم نے ہماری رحمت میں داخل کرلیا تھا، یقینی بات ہے کہ وہ نیک بندوں میں سے تھے ﴿۸۶﴾ اور مچھلی والے (نبی یونس علیہ السلام کو دیکھو) جب وہ (اپنی قوم سے) غصہ ہوکر چلے گئے ① پھرانھوں نے (اپنے ذہن میں) یہ سمجھا کہ ہم ان کو نہیں پکڑیں گے، سوانھوں نے اندھیریوں ② میں سے آواز لگائی کہ (اے اللہ!) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، یقیناً میں قصور کرنے والوں میں سے ہوں ﴿۸۷﴾ سوہم نے ان (یونس علیہ السلام) کی دعا قبول کرلی اورہم نے ان (یونس علیہ السلام) کو (اس) گھٹن سے نجات دے دی اوراسی طرح ہم ایمان والوں کونجات دیا کرتے ہیں ﴿۸۸﴾ اورزکریا (علیہ السلام کی بات تو دیکھو) جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا: اے میرے رب! آپ مجھ کو اکیلا مت چھوڑیئے اورآپ توسب سے اچھے وارث ہیں ③ ﴿۸۹﴾

---

① اس لیے کہ (ا) قوم کے لوگ ایمان نہیں لائے، نبی کو ستایا، نبی کو پریشان کیا، نبی کی اطاعت نہیں کی: حالاں کہ نبی کی اطاعت کرتے تو اس میں ان کی فلاح وکامیابی تھی، تو اس کی وجہ سے نبی ان سے ناراض ہوئے اورغصہ میں بھر کر روانہ ہوئے اورکافروں اوربے ایمانوں پراللہ کے لیے غصہ کرنا یہ توعین ایمان کی نشانی ہے (۲) حضرت یونس علیہ السلام کو یہ خیال ہوا کہ ایسے حالات میں اگر وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر کہیں چلے جائیں گے توان پرکوئی تنگی نہیں ہوگی۔

② تین اندھیرے جمع ہوئے: (ا) سمندر کی تہہ کی اندھیری (۲) مچھلی کے پیٹ کی اندھیری (۳) رات کی اندھیری۔

فائدہ: ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: جوبھی پریشان حال حضرت یونس علیہ السلام کی اس دعا کے ذریعے دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرلیں گے۔ یہ دعا بڑی جامع ہے، شروع میں تہلیل ہے، درمیان میں تسبیح ہے اوراخیر میں گناہ کا اعتراف ہے اورتینوں چیزیں نہایت ہی اہم ہیں۔ ③ یعنی پیچھے باقی رہنے والے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۫ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي
الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝۹۰ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۹۱ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝۹۲ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝۹۳ ع ۱۸/۶

سو ہم نے ان (زکریا علیہ السلام) کی دعا قبول کرلی① اور ہم نے ان (زکریا علیہ السلام) کو یحییٰ (علیہ السلام جیسا بیٹا) دیا اور ہم نے ان (زکریا علیہ السلام) کی خاطر ان کی بیوی کو اچھا (یعنی بچہ دے سکے ویسا) کردیا②، یقیناً وہ (سب نبی) بھلے کاموں کے کرنے میں تیزی دکھاتے تھے③ اور ہم کو شوق اور ڈر سے پکارتے تھے④ اور وہ ہمارے آگے عاجزی کرنے والے تھے ﴿۹۰﴾ اور اس خاتون کو بھی یاد کرو جس نے اپنی عفت کو مضبوط رکھا تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی⑤، اور ہم نے اس (عورت) کو اور اس کے بیٹے کو تمام جہان والوں کے لیے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنادی ﴿۹۱﴾ یقین رکھو! یہ تمھاری امت ایک ہی (دین پر چلنے والی) امت ہے⑥ اور میں تمھارا رب ہوں، سو تم میری ہی عبادت کیا کرو ﴿۹۲﴾ اور ان لوگوں نے اپنے دین (کے کام) کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے آپس میں بانٹ لیا⑦ ہر ایک ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنے والے ہیں ﴿۹۳﴾

---

① حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا یہ تھی کہ ایک بیٹا مل جائے جو وارث بنے؛ لیکن بیٹا ملے کے نہ ملے، بیٹا بھی فنا ہونے والی چیز ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ بہتر وارث ہیں، ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان یہ نبوی ادب ہے۔

② یعنی بانجھ بیوی میں ولادت کی صلاحیت پیدا کردی۔

③ (دوسرا ترجمہ) دوڑتے تھے۔ ④ راحت اور تکلیف ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف انابت کرنے والے تھے۔

⑤ (دوسرا ترجمہ:) اور اس (پاک دامن) عورت کی (بات سنو) جس نے اپنی شرمگاہ کی (گناہ سے) حفاظت کی تو ہم نے اس (عورت) میں ہماری روح پھونک دی۔ (قرآن کے معانی بہت ہی پاکیزگی والے ہوتے ہیں، ہر برائی سے دور ہوتے ہیں؛ اس لیے یہاں قمیص کی فرج مراد ہے۔)

⑥ یقین رکھو یہ تمھارا دین (طریقہ) ایک ہی دین (طریقہ) ہے۔

⑦ (دوسرا ترجمہ) ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کردیا۔ یعنی دینِ اسلام جس کا ان کو حکم دیا تھا اس کو تتر بتر کردیا اور گمراہی میں گھس گئے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾ حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾ اِنَّكُمْ وَمَا

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا

وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾

سو جو آدمی بھی نیک کام کرتا ہے اور وہ ایمان والا ہے تو اس کی (نیک) کوشش کی ناقدری نہیں ہوگی اور ہم اس (کی کوشش) کو لکھتے جاتے ہیں① ﴿۹۴﴾ اور جس بستی (کے لوگوں) کو ہم نے ہلاک کر دیا ان کے لیے طے ہو چکا ہے کہ وہ (دنیا میں) پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں② ﴿۹۵﴾ یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے ﴿۹۶﴾ اور (اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے کے) سچے وعدے کے پورا ہونے کا وقت نزدیک آجائے گا تب اچانک (یہ حالت ہوگی کہ) کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی③ (اور کافر لوگ بولیں گے) ہائے افسوس! ہم تو اس (قیامت) سے بڑی غفلت میں تھے؛ بلکہ ہم ہی تو گنہگار تھے ﴿۹۷﴾ یقینی بات ہے کہ تم اور جن کی اللہ کو چھوڑ کر تم عبادت کرتے ہو وہ سب جہنم کا ایندھن ہوں گے اور تم کو اس (جہنم) میں اترنا ہے④ ﴿۹۸﴾ اگر یہ (معبود) واقعی خدا ہوتے تو وہ اس (جہنم) میں نہ پہنچتے اور سب کے سب⑤ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۹۹﴾ وہ اس (جہنم) کے اندر چیخیں گے اور وہ اس میں (چیخ و پکار کے شور میں کسی کی بات) کچھ نہیں سن سکیں گے ﴿۱۰۰﴾

---

① آیت میں اعمال کو مقدم کیا گیا، ایمان کو بعد میں ذکر کیا گیا، اس میں بتلایا گیا کہ مؤمن کے لیے اعمال کی بڑی اہمیت ہے۔ فلا کفران: یعنی اس کی نیک کوششوں کی اللہ تعالیٰ کے یہاں ناقدری نہیں ہوگی؛ بلکہ قدر کی جائے گی؛ یعنی اللہ تعالیٰ اس پر بہترین بدلہ دیں گے۔ وانا لہ کاتبون: ملائکہ لکھتے ہیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی گئی؛ چوں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے لکھتے ہیں۔ ② یعنی واپس آنا محال ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اوپر کی طرف لگی ہوئی رہ جائے گی۔ ④ (دوسرا ترجمہ) پہنچنا ہے۔ ⑤ یعنی بت کی عبادت کرنے والے اور خود بت۔

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾ لَا یَسْمَعُوْنَ
حَسِیْسَهَا ۚ وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٢﴾ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ
وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ
كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿١٠٤﴾
وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾

یقینی بات ہے کہ جن لوگوں کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی سے بھلائی لکھی جا چکی ہے ان کو اس (جہنم) سے دور رکھا جائے گا ﴿١٠١﴾ (اور) وہ اس (جہنم) کی ہلکی سی آواز بھی نہیں سنیں گے اور وہ اپنی من پسند (جنت کی) لذت کی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے ﴿١٠٢﴾ قیامت کے دن کی سب سے بڑی گھبراہٹ ان کو غمگین نہیں کرے گی اور فرشتے (یہ کہتے ہوئے) ان کا استقبال کریں گے ① ''یہی تمھارا وہ دن ہے جس کا تم سے (دنیا میں) وعدہ کیا گیا تھا'' ﴿١٠٣﴾ (وہ دن یاد رکھو) جس دن ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح دستاویز کا لکھا ہوا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے ② جس طرح ہم نے پہلی بار مخلوقات کو پیدا کرنے کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم ان کو دوبارہ پیدا کریں گے (دوسری مرتبہ پیدا کرنے کا) ہمارے ذمے ایک وعدہ ہے جس کو ہم ضرور پورا کرنے والے ہیں ﴿١٠٤﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ زبور میں نصیحت کے بعد ہم نے یہ لکھ دیا تھا کہ یقیناً زمین کے حقیقی مالک میرے نیک بندے ہوں گے ③ ﴿١٠٥﴾

① قبر سے نکلتے وقت اور جنت میں داخلے کے وقت ملائکہ استقبال کریں گے۔

② (دوسرا ترجمہ) جس طرح لکھے ہوئے مضامین کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح کتاب کی رِحل کو بند کر کے ایک طرف رکھ دیا جاتا ہے اسی طرح قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا جائے گا۔

③ تورات میں اور تورات کے علاوہ دوسری آسمانی کتابیں: زبور، انجیل، قرآن اسی طرح لوح محفوظ اور تمام آسمانی کتابوں میں یہ مضمون مشترکہ طور پر ہے: (١) زمین یعنی جنت کی زمین اللہ کے نیک بندوں کو ملے گی (٢) دنیوی زمین مراد ہے کہ دنیوی زمین کو اللہ کے صالحین بندے فتح کریں گے؛ لیکن یہ نہیں کہا گیا کہ زمین کے وارث ہمیشہ ہمیش نیک بندے ہی ہوا کریں گے، کافر کبھی وارث نہیں ہوں گے، اطلاق کے مصداق کے لیے ایک مرتبہ واقع ہو جانا کافی ہے۔

إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ
إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ
سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ
وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قَالَ رَبِّ
احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾ ع

یقیناً اس (قرآن یا اس طرح کے مضامین) میں عبادت کرنے والوں کے لیے (مقصد کو حاصل کرنے کا) کافی پیغام ہے ﴿١٠٦﴾ اور (اے نبی!) ہم نے تم کو تمام عالموں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ﴿١٠٧﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: میری طرف تو یہی وحی آئی ہے کہ تمھارے معبود ایک ہی معبود ہیں، سو کیا تم فرماں بردار بنتے ہو؟ ﴿١٠٨﴾ پھر بھی اگر وہ منہ پھرا لیویں تو تم (ان کو ایسا) کہو کہ: میں نے تو تم کو برابر برابر خبر کر دی① اور جس (عذاب) کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا دور ہے ﴿١٠٩﴾ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) جو بات تم زور سے کہتے ہو اس کو جانتے ہیں اور جو (بات) تم چھپاتے ہو اس کو بھی جانتے ہیں ﴿١١٠﴾ اور میں نہیں جانتا ہوں (کہ عذاب میں جو دیر ہو رہی ہے) لگتا ایسا ہے کہ وہ تمھارے لیے آزمائش ہو اور ایک مقرر وقت تک (دنیا کے مزوں سے تم کو) فائدہ اٹھانے دینا ہو ﴿١١١﴾ (آخر میں) رسول نے دعا کی کہ: اے میرے رب! آپ (میرے اور میری قوم کے درمیان) انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیجیے اور ہمارے رب تو بہت بڑے رحمت والے ہیں اور جو بات تم لوگ بتاتے ہو② اس کے بارے میں ہم اسی کی مدد مانگتے ہیں③ ﴿١١٢﴾

① (دوسرا ترجمہ) علی الاعلان (نہایت واضح) خبر کر دی (تیسرا ترجمہ) میں نے تو تم کو خبر کر دی (اب تم قبول کرو کہ نہ کرو) دونوں برابر ہے۔
② کہ دنیا سے مسلمان جلدی ختم ہو جائیں گے۔
③ انشاء اللہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت فرماویں گے، سلامت رکھیں گے۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ

(مدنية)

سورۃ الحج

یہ سورت مدنی ہے یا مکی، بہتر یہ ہے کہ اس کو یوں کہا جاوے کہ دونوں جگہ اس کی آیات کا نزول ہوا ہے۔اس میں اٹھہتر (۷۸) آیتیں ہیں۔سورۂ نور کے بعد اور سورۂ منافقون سے پہلے ایک سو پانچ (۱۰۵) یا ایک سو تین (۱۰۳) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلانِ حج کا تذکرہ ہے۔

آیاتُها ۷۸ — (۲۲) سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۳) — رُكُوعَاتُها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا
تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ
سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي
اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ
وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اے لوگو! تم اپنے رب (کی ناراضگی) سے ڈرو، یقیناً قیامت کا زلزلہ① بڑی بھاری چیز ہے ﴿۱﴾ جس دن تم اس (قیامت کے زلزلے) کو دیکھو گے تو حالت یہ ہوگی کہ ہر دودھ پلانے والی جس بچہ نے اس سے دودھ پیا ہے اس (بچہ تک) کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیاں اپنے حمل کو ڈال دیں گی اور لوگ تم کو نشے میں نظر آئیں گے؛ حالاں کہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہوگا ﴿۲﴾ بعضے لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر جانے بوجھے جھگڑا کرتے ہیں② اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے چل پڑتے ہیں③ ﴿۳﴾ جس (شیطان) کی قسمت میں یہ لکھ دیا جاچکا ہے کہ جو شخص بھی اس کو اپنا دوست بنائے گا تو وہ (شیطان) اس کو گمراہ کردے گا اور اس کو بھڑکتی آگ کے عذاب میں لے جاوے گا ﴿۴﴾

---

① قیامت کے قریب زمانہ میں بڑا زلزلہ آوے گا اسی طرح حشر کے وقت بھی زلزلہ آوے گا۔
② (دوسرا ترجمہ) بے خبری میں جھگڑا کرتے ہیں۔
③ یعنی جیسا شیطان کہے ویسا عمل کرے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ
مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ
يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى
الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ
بَهِيْجٍ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦

اے لوگو! اگر تم (قیامت کے دن) دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہوں تو یقیناً ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے جو (کبھی) پورا بنتا ہے① اور (کبھی) پورا نہیں بنتا ہے؛ تاکہ ہم تمھارے لیے (تمھاری حقیقت اور ہماری قدرت) کھول کر بتلا دیویں، اور ہم ماؤں کے پیٹ میں ایک مقرر مدت تک جس (نطفے) کو ہم چاہتے ہیں ٹھہرائے رکھتے ہیں، پھر ہم تم کو بچے کی شکل میں (ماں کے پیٹ سے) باہر نکالتے ہیں پھر (ہم تم کو پالتے ہیں)؛ تاکہ تم اپنی جوانی کی عمر کو پہنچ جاؤ اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو (ابھرتی جوانی سے پہلے ہی دنیا سے) اٹھا لیے جاتے ہیں اور تم میں سے کوئی تو وہ ہے جو نکمی عمر تک پہنچا دیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی کچھ نہیں جانتا اور تم زمین کو دیکھو گے کہ وہ سوکھی پڑی ہوئی تھی②، سو جب ہم اس (زمین) پر (بارش کا) پانی اتارتے ہیں تو وہ حرکت میں آتی ہے③ اور وہ ابھرنے لگتی ہے اور ہر قسم کی رونق دار (خوش نما) چیزیں اگانے لگتی ہے ﴿۵﴾ یہ سب اس واسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی حق ہے اور یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) مردوں کو زندہ کریں گے اور یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تمام چیزوں پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۶﴾

---

① پورے اعضا والا کامل بچہ یا نقص والا یا جس کی پیدائش مقدر ہو یا جس کے اسقاط کا فیصلہ ہوتا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) مرجھائی ہوئی تھی۔ ③ (دوسرا ترجمہ) اس میں بڑھوتری ہوتی ہے یعنی جس طرح سوکھی، بنجر، مردہ زمین بارش کی برکت سے دوبارہ زندہ، ہری بھری ہو جاتی ہے اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ اللہ تعالیٰ زندہ فرماویں گے۔

وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ۝٧ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝٨ ثَانِىَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝٩ ذٰلِكَ بِمَا
قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝١٠ ع ۱۰ ۸
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۣ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ
فِتْنَةُ ۣ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝١١
يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝١٢

اور یہ کہ قیامت تو ضرور آنے والی ہے جس میں کوئی شک ہی نہیں ہے اور جو لوگ قبروں میں ہیں (قیامت میں) اللہ تعالیٰ یقیناً ان کو دوبارہ زندہ کریں گے ﴿۷﴾ اور بعض لوگ وہ ہیں کہ ان کے پاس کوئی علم نہیں، کوئی ہدایت نہیں، کوئی روشنی دینے والی کتاب نہیں (پھر بھی) وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں ﴿۸﴾ (تکبر سے) اپنا پہلو موڑ کر (جھگڑا کرتے ہیں) تاکہ (دوسروں کو بھی) اللہ کے راستے سے گمراہ کریں، ایسے ہی شخص کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن جلتی آگ کا عذاب چکھائیں گے ﴿۹﴾ تیرے ہاتھوں نے جو کام کر کے آگے بھیجے یہ اس کا بدلہ ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں ہیں ﴿۱۰﴾

اور لوگوں میں سے کوئی تو ایسا بھی ہے جو ایک کنارے پر رہ① کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، سو اگر اس کو (دنیا میں) کوئی بھلائی پہنچ جائے تو اس کو اپنی عبادت پر اطمینان ہو جاتا ہے اور اگر اس کو کوئی آزمائش پہنچتی ہے تو وہ اپنا منہ پھرا کر (کفر کی طرف) الٹا چلتا ہے، اس کا دنیا اور آخرت کا نقصان ہو گیا اور یہ کھلا ہوا نقصان ہے ﴿۱۱﴾ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو پکارتا ہے جو اس کا کوئی نقصان نہیں کر سکتی ہے اور اس کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی یہی وہ دور کی گمراہی ہے ﴿۱۲﴾

---

① ''حرف'' سے مراد کنارہ جس طرح کسی چیز کے کنارہ پر کوئی کھڑا ہو تو جب موقع پاوے چل دیوے اس طرح کمزور ایمان والوں کا حال ہے۔

يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿١٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ
يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ
بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿١٥﴾ وَكَذٰلِكَ
اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿١٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا
وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ

وہ (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) ایسے (جھوٹے خدا) کو پکارتا ہے جس کا نقصان اس کے فائدہ سے زیادہ نزدیک ہے، مدد کرنے والا بھی بڑا بُرا ہے اور ساتھی بھی کتنا ہی برا ہے ﴿١٣﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کو ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یقیناً اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں ﴿١٤﴾ جو شخص کہ یہ خیال کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس (نبی محمد ﷺ) کی دنیا اور آخرت میں ہرگز مدد نہیں کریں گے تو وہ آدمی آسمان تک ایک رسی تان لے، پھر وہ (آسمان پر جا کر محمد ﷺ پر آنے والی وحی کا) سلسلہ کاٹ ڈالے① پھر دیکھے کہ اس تدبیر سے جو چیز اس کو غصہ دلاتی ہے کیا وہ دور ہوگئی؟② ﴿١٥﴾ اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو اتارا، کہ اس میں کھلی کھلی دلیلیں ہیں③ اور یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں (اس کو) ہدایت دیتے ہیں ﴿١٦﴾ یقیناً جو لوگ ایمان والے ہوں اور جو لوگ یہودی ہوں اور جو لوگ صابی ہوں اور جو لوگ نصرانی ہوں اور جو لوگ مجوسی ہوں اور جن لوگوں نے شرک کیا،

① (دوسرا ترجمہ) وہ آدمی اوپر (چھت) تک ایک رسی باندھ لے، پھر گلے میں پھندا ڈال کر خود پھانسی کھا جاوے۔
② اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر وحی اور نصرت نازل فرماوے اس کو کوئی رُکوا ہی نہیں سکتا تھا۔
③ (دوسرا ترجمہ) کھلی کھلی نشانیوں کی صورت میں اسی طرح ہم نے یہ قرآن اتارا ہے (کہ اس میں ہمارے ارادے اور قدرت کے سوا کسی کا دخل نہیں ہے)۔

اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١٧﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ
وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ
فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿١٨﴾۩ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ؗ
فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿١٩﴾

يقیناً اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کریں گے① یقیناً اللہ تعالیٰ تمام چیز پر گواہ ہیں②﴿۱۷﴾ کیا تم نے یہ چیز نہیں دیکھی جو آسمانوں میں ہے وہ سب اور جو زمین میں ہے وہ سب اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سارے لوگ اس (اللہ) کے آگے سجدہ کرتے ہیں③ اور بہت سارے لوگوں کے لیے عذاب طے ہو چکا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ ہی ذلیل کرے کوئی شخص اس کو عزت دینے والا نہیں ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں﴿۱۸﴾ یہ (مؤمن وکافر) دو فریق ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں ایک دوسرے سے جھگڑا کیا ہے، سو جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کے کپڑے کترے جائیں گے، ان کے سروں کے اوپر سے تیز گرم پانی ڈالا جائے گا﴿۱۹﴾

① یفصل کا ایک ترجمہ: جدا جدا کر دیں گے، جدائی کر دیں گے یا مناسب بدلہ دیں گے، مومنوں کو جنت میں داخل کر کے، غیر ایمان والوں کو جہنم میں داخل کر کے۔

② (دوسرا ترجمہ) یقیناً تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں۔

③ صرف انسان اور جنات یہ دو ایسی مخلوق ہیں جن میں دو گروہ ہیں: ایک ایمان والوں کا، دوسرا کافروں کا، باقی تمام مخلوقات میں کفر وانکار نہیں ہے۔ من فی السموات والأرض میں آگے والی تمام چیزیں شامل ہیں، پھر بھی سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت اور جانوروں کو الگ سے بیان کیا گیا؛ چوں کہ دنیا میں بہت سارے انسان ایسے ہیں کہ کوئی سورج کی، کوئی چاند کی، کوئی ستاروں کی، کوئی پہاڑوں کی، کوئی جانوروں کی پوجا کرتے ہیں، تو بتلانا یہ ہے کہ یہ سب کی سب مخلوق اللہ کے سامنے سجدہ کرتی ہے تو تمھیں بھی اسی اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرنا چاہیے، نہ کہ مخلوق کو مخلوق کے سامنے سجدہ کرنا چاہیے۔ اور سجدے کا مطلب ہے: اطاعت اور فرماں برداری؛ یعنی یہ سب چیزیں فطری طور پر اللہ تعالیٰ کی مطیع اور فرماں بردار ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے یہاں ان سے جو مطلوب ہے وہ حکم کو وہ پورا کرتے ہیں۔

يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿٢٠﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿٢١﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ
يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٢٢﴾ ع
اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى
الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ښ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿٢٤﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاۗءَۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ

اس (گرم پانی) کی وجہ سے جو چیزیں ان کے پیٹوں میں ہیں وہ اور ان کی کھالیں سب گل کر نکل جاویں گی ﴿۲۰﴾ ان (کو مارنے) کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے ﴿۲۱﴾ جب جب بھی وہ جہنم (کی تکلیف) سے (تنگ آکر) نکلنے کا ارادہ کریں گے تو پھر وہ اس (آگ) میں دھکیل دیئے جائیں گے اور (ان کو کہا جائے گا کہ) تم جلتی آگ کا عذاب (ہمیشہ) چکھو ﴿۲۲﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اور نیک کام کرنے والوں کو ایسے باغات میں داخل کریں گے کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، سونے کے کنگن اور موتی ان کو اس (جنت) میں پہنائے جائیں گے اور اس (جنت) میں ان کا لباس ریشم کا ہوگا ﴿۲۳﴾ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کو پاکیزہ بات (کلمۂ طیبہ اور قرآن کو ماننے) کی طرف پہنچا دیا گیا تھا① اور وہ ہر تعریف والے (اللہ تعالیٰ) کے راستے کی طرف پہنچا دیئے گئے تھے ﴿۲۴﴾ یقیناً (عذاب ایسے لوگوں کو ہوگا) جنھوں نے کفر کیا اور جو اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور اس مسجدِ حرام سے روکتے ہیں②، جس کو ہم نے سب لوگوں کے لیے (عبادت کی جگہ) بنایا، چاہے وہ وہاں کے رہنے والے ہوں اور باہر سے آنے والے ہوں سب برابر ہیں③

①یعنی: [۱] ان کی دنیا میں کلمۂ توحید اور صراطِ حمید یعنی اسلام کی طرف رہنمائی کی گئی [۲] آخرت میں اللہ ان کو الہام فرمائیں گے کہ وہ کہیں: الحمد للّٰہ الذی صدقنا وعدہ [۳] ''طیب من القول'' سے بعض نے قرآن مراد لیا ہے [۴] طیب: ہر پاکیزہ و نافع چیز کو کہتے ہیں ② تاکہ مسلمان حرم میں نہ آسکے۔③ (دوسرا ترجمہ) جس کو ہم نے لوگوں کے لیے ایسا (عام عبادت کی جگہ) بنایا کہ اس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر سے آنے والے سب برابر ہیں۔

۳ ع ۱۰

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ

الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾

اور جو شخص بھی وہاں ظلم کر کے بے دینی کا کام کرنا چاہے گا① تو ہم اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے ﴿۲۵﴾

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو گھر (یعنی کعبہ) کی جگہ بتلا دی② اور ہم نے یہ حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک مت کرو③ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے اور عبادت کے لیے کھڑے رہنے والوں کے لیے اور رکوع، سجدہ کرنے والوں کے لیے (ظاہری و باطنی ناپاکی سے) پاک (صاف) رکھنا ﴿۲۶﴾ اور لوگوں میں حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کر دو کہ وہ لوگ تمھارے (بنائے ہوئے گھر کے) پاس پیدل چل کر آئیں گے اور ہر دبلی پتلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی جو لمبے راستے کا سفر کر کے آئیں گی④ ﴿۲۷﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) شرارت کر کے ٹیڑھا راستہ نکالے گا۔

②بوّأنا کا ایک ترجمہ:

(۱) ہم نے بیان کر دی، واضح کر دی ابراہیم علیہ السلام کے لیے کعبہ کی جگہ: چوں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں طوفان کے وقت کعبہ کو اٹھا لیا گیا تھا اور اس کی بنیادوں پر ریت آ گیا تھا؛ اس لیے وہ ٹیلے کی شکل تھی، کعبہ ظاہر نہیں تھا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اس کو ظاہر کیا گیا۔

(۲) ہم نے دکھلا دیا ابراہیم علیہ السلام کو۔ (۳) ٹھکانہ دینا، قیام پذیر ہونا۔

③ کعبہ معبد ہے، معبود نہیں ہے، بیت اللہ کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے، پرستش کرنے کا حکم نہیں دیا گیا؛ اس لیے بیت اللہ کے تذکرہ کے ساتھ شرک کی نفی بھی کی گئی۔

④مراد ہے لمبے سفر کی وجہ سے اونٹنیوں کا دبلا ہو جانا، اسی طریقے سے بہت سے مسلمانوں کے دل میں حج کا شوق ہے؛ لیکن پیسے کم ہو جانے کی وجہ سے یا اچھی سواری خرید نہیں سکتے اور دبلی پتلی سواری پر جو میسر آ گیا اس پر سفر کرتے ہیں۔ اس دور میں بھی بعض ہوائی جہاز کا کرایہ کم، بعض میں ٹکٹ مہنگا، دونوں طرح ہیں۔

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ ۝٢٨ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝٢٩

تاکہ وہ اپنے فائدوں کی چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں① اور (قربانی کے) متعین دنوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مویشی (جیسے جانور) عطا کیے ہیں ان پر (ذبح کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیویں ②، سو تم خود بھی ان (جانوروں) میں سے (کھانا ہو تو) کھاؤ اور بری حالت والے (مصیبت میں پھنسے ہوئے) محتاج کو بھی کھلاؤ ﴿۲۸﴾ پھر (قربانی کے بعد) وہ (حاجی) اپنا میل کچیل③ دور کریں اور اپنی اپنی منتیں پوری کریں④ اور وہ بیتِ عتیق⑤ (یعنی کعبہ) کا طواف کریں⑥ ﴿۲۹﴾

---

① منافع نکرہ ہے: دنیوی منافع: تجارت وغیرہ، اخروی منافع: جنت، اللہ کی رضا سب مراد ہے۔
② قربانی کے ایام کے علاوہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ بھی عبادت کی خاص فضیلت رکھتا ہے، باری تعالیٰ نے ولیالٍ عشر قسم کھائی ہے، بہت سارے حضرات نے اس کی تفسیر ذی الحجہ کے پہلے عشرہ سے کی ہے۔ اس میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔
(نوٹ) کفار جانور کو ذبح کرتے وقت بتوں کا نام لیتے تھے، تم اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرو۔
③ اس سے مراد ہے احرام کے زمانے میں بدن پر جو میل جمع ہو گیا، بال اور ناخن بڑے ہو گئے اس کو قربانی کرنے کے بعد احرام کھول کر صاف کرنا ہے۔
④ حج کے مسائل کے درمیان منت اور نذر کی بات آئی؟ ربط: (۱) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے یہاں نذر سے مراد قربانی کی منت قرار دی ہے (۲) حضرت عکرمہ کے نزدیک حج کی وجہ سے جو چیز ذمے میں لازم ہوتی ہیں وہ مراد ہے (۳) حج کے سفر میں انسان ایک خاص عزم کے ساتھ نکلتا ہے اور دل کا داعیہ اور جذبہ ہوتا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کروں؛ اس لیے بہت ساری عبادت کی وہ منت اور نذر کر لیتا ہے (۴) نذر کے ذریعہ انسان بہت ساری چیزوں کو اپنے اوپر ضروری کر لیتا ہے، اور بہت ساری چیزوں کو چھوڑنا ضروری کرتا ہے، اسی طریقے سے حج کے سفر میں بھی بہت ساری چیزیں احرام کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہو جاتی ہے (۵) نذور سے حج کے اعمال مراد ہیں؛ یعنی حج کے اعمال کو پورا کرو۔
⑤ بیتِ عتیق: (۱) یعنی پرانا گھر؛ چوں کہ کعبہ دنیا کا سب سے پرانا یعنی اول مکان ہے اس لیے اس کو بیتِ عتیق کہا گیا۔ (۲) عتیق؛ یعنی آزاد؛ چوں کہ کعبہ ایک ایسا گھر ہے کہ کافروں اور ظالموں کے قبضے سے وہ آزاد ہے، اسی طرح جو بھی اس گھر کو برباد کرنے کی نیت سے اٹھے گا اللہ اس کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ (۳) عتیق بمعنی کریم؛ یعنی کہ یہ گھر با کرامت ہے (۴) عتیق بمعنی محفوظ؛ یعنی یہ گھر محفوظ اور سلامت ہے۔ ⑥ اس سے طواف زیارت مراد ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا
مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝٣٠ حُنَفَاۗءَ
لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ
تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝٣١ ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى
الْقُلُوْبِ ۝٣٢

یہ سب باتیں یاد رکھو اور جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرمت (یعنی ادب اور احترام)① والا بنایا ہے جو شخص بھی اس کی تعظیم کرے گا② تو یہ کام اس کے لیے اس کے رب کے پاس بہت بہتر ہوگا، اور تمام (مویشی جیسے) جانور تمھارے لیے حلال کردیے گئے ہیں؛ مگر یہ کہ جن جانوروں کا حرام ہونا تم کو پڑھ کر سنا دیا گیا ہے③، سو تم بتوں کی گندگی④ سے بچتے رہو اور جھوٹی بات سے بچتے رہو⑤ ﴿۳۰﴾ تم صرف ایک اللہ تعالیٰ کے ہو کر رہو (اور) اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ بنو اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو اس کی حالت ایسی ہے جیسے وہ آسمان سے گر گیا، سو اس کو پرندے نے اچک لیا، یا ہوا نے اس کو کوئی دور کی جگہ پر لے جا کر کے پھینک دیا⑥ ﴿۳۱﴾ یہ باتیں یاد رکھو اور جو آدمی اللہ تعالیٰ (کے دین) کی نشانیوں کا ادب (لحاظ) کرے تو یہ دل کے تقویٰ کی بات ہے ﴿۳۲﴾

---

① قابلِ احترام احکام چاہے حج کے ہوں یا حج کے علاوہ کے؛ اور قابلِ احترام جگہیں جیسے حرم، صفا، مروہ، منیٰ، عرفات۔
② (دوسرا ترجمہ) اس کو عزت دے گا۔
③ سورۂ انعام وغیرہ میں۔
④ بت انسان کے باطن کو گندگی سے بھر دیتے ہیں۔
⑤ مراد: (۱) عقائدِ باطلہ۔ (۲) ہر وہ بات جو حق کے خلاف ہو۔ (۳) معاملات، شہادت میں جھوٹ۔
⑥ شرک کرنے والا آسمانِ توحید کی بلندی سے گرا دیا جاتا ہے اور مردار کھانے والے پرندوں کی طرح نفسانی خواہشات اس کو مزید برباد کر دیتی ہیں اسی طرح شیطانی وساوس انسان کو گمراہی کی وادی میں پھینک دیتے ہیں اور وہ اس طرح ہلاک ہوتا ہے کہ نجات کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔

ع ٨

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٣٣﴾
وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ
فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ
قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٥﴾

تمھارے لیے ان (جانوروں) میں ایک مقررہ وقت تک فائدہ حاصل کرنا (جائز) ہے① پھر ان (ہدی کے جانوروں) کے حلال ہونے کی جگہ قدیم گھر (یعنی کعبہ) کے آس پاس ہے② ﴿٣٣﴾
اور ہم نے ہرامت کے لیے قربانی مقرر کی③؛ تاکہ وہ مویشی (جیسے جانور) جو اس اللہ تعالیٰ نے ان کو دیے ہیں ان پر (قربانی کرتے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیویں④، سو تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے، سو اسی کے حکم کو مانو اور تم عاجزی⑤ کرنے والوں کو خوش خبری سنادو ﴿٣٤﴾ یہ (عاجزی کرنے والے) ایسے لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں⑥ اور جو مصیبت بھی ان کو پہنچتی ہے ان پر صبر کرتے ہیں اور وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو روزی ہم نے ان کو دی اس میں سے (اللہ کی راہ میں) وہ خرچ کیا کرتے ہیں ﴿٣٥﴾

---

① یعنی جب تک اس جانور کو شرعی طریقے سے ہدی نہ بنایا جائے وہاں تک۔
② (دوسرا ترجمہ) پھر ان کے ذبح ہونے کی جگہ قدیم گھر (کعبہ) کے آس پاس ہے۔
③ ''مَنْسَكًا'' سے قربانی، حج کے اعمال، تمام قسم کی عبادات یہ سب مراد ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) تاکہ وہ (ان جانوروں کی) قربانی کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیویں اس بات کے شکریہ کے طور پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مویشی جانوروں سے مالا مال کیا۔
⑤ مراد: [١] ایک اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے جھکنے والے۔
[٢] جو خود تو ظلم نہ کرے ساتھ ہی ظلم کرنے والوں سے بدلہ نہ لیوے۔
[٣] قضائے الٰہی پر ہر حال میں راضی رہنے والے۔
خبت کا لغوی معنیٰ: نشیبی جگہ، مُخْبِتِين کا ایک ترجمہ: جو اللہ کی یاد میں مگن رہتے ہو۔
⑥ (دوسرا ترجمہ) ان کے دل پر رعب (ہیبت) طاری ہو جاتا ہے۔
نوٹ: وَجِلَتْ سے ایسا خوف مراد ہے جو کسی کی عظمت کی وجہ سے دل میں پیدا ہو۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۚ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾

(جو) بڑے جانور① (قربان کیے جاتے ہیں ان) کو ہم نے تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے دین کی نشانی مقرر کیا ہے②، تمھارے لیے ان میں خیر ہی خیر ہے③ سو (نحر کرتے وقت) قطار میں کھڑا کر کے تم ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لو، سو جب وہ (ذبح ہو کر) اپنی کروٹ پر گر پڑیں تو ان (کے گوشت) میں سے تم خود بھی (کھانا چاہو تو) کھاؤ④ اور قناعت کرنے والے⑤ اور (حاجت ظاہر کر کے بے قراری سے) سوال کرنے والے (فقیروں) کو بھی تم کھلاؤ، اسی طرح ان (جانوروں) کو ہم نے تمھارے تابع کر دیا⑥؛ تاکہ تم لوگ شکر ادا کرو ﴿۳۶﴾ اللہ تعالیٰ کو ان (قربانیوں کے جانور) کا گوشت ہرگز نہیں پہنچتا اور نہ ان کا خون؛ لیکن اس (اللہ تعالیٰ) کو تو تمھارا تقویٰ پہنچتا ہے⑦، اسی طرح اس (اللہ تعالیٰ) نے ان (جانوروں) کو تمھارے قابو میں کر دیا؛ تاکہ اس بات پر تم اللہ تعالیٰ کی تکبیر (یعنی بڑائی بیان) کرو کہ اس نے تم کو (خاص کر قربانی کی) ہدایت (یعنی توفیق) دی اور نیکی کرنے والوں کو تم خوش خبری سنا دو⑧ ﴿۳۷﴾

① قربانی میں دو طرح کے جانور ہوتے ہیں، ایک بڑے جیسے اونٹ، گائے، بھینس، بیل، کٹرے وغیرہ وہ "بُدْنَ" کہلاتے ہیں اور دوسرے چھوٹے جیسے بکرا، دنبہ وغیرہ۔

② دوسرا ترجمہ: یادگار۔ ③ یعنی دنیا میں گوشت کھانا اور کھلانا اور آخرت میں ثواب لینا۔

④ یعنی جانور زمین پر نحر کے بعد گر جاوے، ٹھنڈا ہو جاوے۔ اِس سے یہ بات نکلی کہ روح نکلنے سے پہلے مذبوح کا کوئی حصہ کاٹ کر کھانا درست نہیں ہے۔

⑤ یعنی غریبی کے باوجود صبر کر کے بیٹھے رہنے والے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) اسی طرح (اتنے بھاری بڑے بڑے) جانوروں کو ہم نے تمھارے قابو میں کر دیا۔

⑦ مراد اخلاص اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی نیت ہے (دل کے پاکیزہ جذبات کی اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قدر ہے)۔

⑧ (دوسرا ترجمہ) اچھے طریقے سے نیک عمل کرنے والوں کو آپ خوش خبری سنا دو۔

ع ٥ ١٢ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٨﴾
اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۨ ﴿٣٩﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ
وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٤٠﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے (دشمنوں کو) ہٹادیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ایک خیانت کرنے والے، ناشکرے کو پسند نہیں کرتے ﴿۳۸﴾

جن (مسلمانوں) سے لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت دی جاتی ہے (کہ اپنے دفاع میں وہ کافروں سے لڑیں) کیوں کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان (مظلوموں) کی مدد کرنے پر پوری طرح قدرت رکھتے ہیں ﴿۳۹﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کے گھروں سے ناحق (یعنی بلا وجہ) صرف اتنا کہنے پر کہ ''ہمارے رب اللہ ہیں'' نکال دیا گیا① اور اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں (کے شر) کو بعض لوگوں کے ذریعہ ہٹایا نہ کرتے② تو خانقاہیں③ اور عیسائیوں کی عبادت کی جگہیں اور یہودیوں کی عبادت کی جگہیں اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے وہ سب برباد (ویران) کردیے جاتے④ اور جو اس اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ ضرور ان لوگوں کی مدد کریں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ تو بڑے قوت والے، بڑے غلبہ والے ہیں ﴿۴۰﴾

---

① یعنی ان کو پریشان کر کے ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا۔

② یعنی ان فسادیوں کے زور کو کم نہ کرواتے رہتے۔

③ نصرانی مذہب کے جو راہب جیسے لوگ دنیا چھوڑ کر جن جگہوں پر تنہائی میں عبادت میں مشغول رہتے تھے وہ مراد ہے۔

④ دنیا میں ہر دور میں فسادیوں کی ایک بڑی تعداد رہی ہے جو خیر اور بھلائی کو روکنا چاہتے ہیں، جہاد کا مقصد فسادیوں کے شر سے خیر کے تمام شعبوں کو بچانا ہے۔

الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں قدرت دیویں ① تو وہ (خود) نماز کو قائم کریں اور زکوۃ دیویں اور (دوسروں کو) اچھی باتوں کا حکم دیویں اور بری بات سے وہ روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے ② ﴿۴۱﴾ اور اگر یہ (کافر) لوگ آپ کو جھٹلائیں تو پکی بات یہ ہے کہ ان سے پہلے نوح (علیہ السلام) کی قوم اور قومِ عاد اور قومِ ثمود (اپنے زمانے کے نبیوں کو) جھٹلا چکے ہیں ﴿۴۲﴾ اور ابراہیم (علیہ السلام) کی قوم اور لوط (علیہ السلام) کی قوم ﴿۴۳﴾ اور مدین والے بھی (اپنے زمانے کے نبیوں کو جھٹلا چکے ہیں) اور موسیٰ (علیہ السلام) کو (بھی) جھٹلایا گیا، سو میں نے کافروں کو ڈھیل دی، پھر میں نے ان (کافروں) کو پکڑ لیا تو میرا انکار کرنا کیسا رہا؟ ③ ﴿۴۴﴾ سو اس وقت جبکہ کوئی بستی کے رہنے والے ظلم کر رہے تھے، ہم نے اس (بستی) کو ہلاک کر دیا، اب اس (بستی) کا حال یہ ہے کہ وہ (عذاب کے بعد) اپنی چھتوں کے بل گر پڑی ہے اور کتنے ہی کنویں (جو پہلے آباد تھے اب) بیکار پڑے ہیں ④ اور کتنے ہی پکے بنے ہوئے محل (کھنڈر ہو چکے ہیں یا بے کار پڑ چکے ہیں) ﴿۴۵﴾

① یعنی حکومت دیویں ② آیت میں ریاستِ اسلامیہ کے بنیادی مقاصد بتادیے گئے ③ یعنی انکار پر عذاب کیسا بھاری رہا۔
④ کنوے کے اطراف میں رہنے والے مرگئے تو پھر وہ کنوے معطل اور بے کار ہو گئے؛ گویا جہاں پانی بھرنے کے لیے کسی وقت بھیڑ لگی رہتی تھی وہاں ویرانہ ہو گیا، اور کہتے ہیں کہ یہ کنواں حضرموت میں حاسورا نام کی ایک بستی میں تھا، حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر جب عذاب آیا، تب ۴۰۰۰ کے قریب اہلِ ایمان حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ حاسورا کے علاقے میں آکر آباد ہو گئے، حضرت صالح علیہ السلام کے انتقال کے بعد آہستہ آہستہ بت پرستی شروع ہوئی، یہ لوگ وہاں کے ایک کنویں پر آباد تھے، بعد میں حضرت حنظلہ ابن صفوان علیہ السلام نامی ایک نبی کی ان کی طرف بعثت ہوئی، انھوں نے نبی کو قتل کیا، اللہ کی طرف سے عذاب آیا تو ان کی آبادی ویران ہو گئی اور ان کا کنواں معطل ہو گیا۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ
فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝۴۶ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ
بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا
تَعُدُّوْنَ ۝۴۷ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۴۸ ع۶
قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۴۹ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۵۰

تو کیا وہ زمین میں چلتے پھرتے نہیں① جس سے ان کے دل ایسے ہوجاتے کہ وہ ان سے سمجھنے لگ جاتے یا ان کے کان ایسے ہوجاتے جن سے وہ سننے لگ جاتے، سو حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی ہیں؛ لیکن سینوں کے اندر جو دل ہے وہ اندھے ہوجاتے ہیں ﴿۴۶﴾ اور وہ (کافر لوگ) تم سے عذاب جلدی مانگتے ہیں؛ حالاں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کبھی نہیں کریں گے② اور یقین جانو تمھارے رب کے یہاں کا ایک دن تمھاری (دنیوی) گنتی کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے ﴿۴۷﴾ اور کتنی بستیاں ہیں جن کو میں نے مہلت دی تھی؛ حالاں کہ ان بستیوں کے رہنے والے گنہگار تھے، پھر میں نے ان سب کو (عذاب میں) پکڑ لیا اور (سب کو آخر میں) میرے پاس ہی لوٹنا ہے ﴿۴۸﴾

(اے نبی!) تم کہہ دو: اے لوگو! یقیناً میں تم سب کو کھول کھول کر ڈر سنانے والا ہوں ﴿۴۹﴾ سو جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے تو ان کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے③ ﴿۵۰﴾

---

① عبرت حاصل کرنے کی نیت سے زمین کی سیر و سیاحت کی ترغیب ہے، یہ نہیں کہ سیر و سیاحت میں فرائض اور احکامِ شریعت چھوٹ جاوے، حرام کا ارتکاب ہونے لگے۔

② یعنی وعدہ کے مطابق عذاب ضرور آوے گا۔

③ عزت والی روزی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ
قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا
يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي
الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ

اور جو لوگ ہماری آیتوں کو کم دکھانے کی① کوشش کرتے رہتے ہیں ایسے لوگ جہنم (میں جانے) والے ہیں ﴿۵۱﴾ اور ہم نے تم سے پہلے جب بھی کوئی رسول یا نبی بھیجا ان کو یہ حالت پیش آئی کہ جب اس (نبی) نے (اللہ کا کلام) پڑھا تب ہی اس (نبی) کی پڑھی ہوئی بات میں شیطان نے (کافروں کے دلوں میں) کوئی شک وشبہ ڈالا②، پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شک وشبہ کو مٹا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتے ہیں③ اور اللہ تعالیٰ بڑے جاننے والے، خوب حکمت والے ہیں ﴿۵۲﴾ تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) شیطان کی ڈالی ہوئی بات کو ان لوگوں کے لیے فتنہ (یعنی آزمائش) بنا دیویں جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں④، یقیناً ظالم لوگ مخالفت میں بہت دور جا کر پڑے ہیں ﴿۵۳﴾ اور (نبی کی بات سے رکاوٹ دور کردی اس کا فائدہ یہ ہے کہ) تاکہ علم (یعنی صحیح سمجھ) والے یقین کرلیویں کہ یہ (کلام) تمھارے رب کی طرف سے بالکل سچا ہے، سو وہ اس (کلام) پر یقین لاویں،

---

① (دوسرا ترجمہ) نیچا دکھانے کی (تیسرا ترجمہ) باطل کرنے کی۔

② (دوسرا ترجمہ) تم سے پہلے جب کوئی رسول یا نبی ہم نے بھیجا تب اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس رسول نے کوئی تمنا کی تو شیطان نے اس کی تمنا میں رکاوٹ ڈال دی۔ ظاہر ہے نبی کی تمنا ہدایت عام ہو، لوگ دین قبول کریں۔
نوٹ: جیسے نبی کی تمنا تمام لوگ ایمان لے آویں؛ لیکن شیطان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے، نبی کی تمنا پوری نہیں ہونے دیتا۔

③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ (نبی کی تمنا کے متعلق) شیطان کی ڈالی ہوئی رکاوٹ کو دور کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو پکا کر دیتے ہیں (اللہ کی آیتیں خود پکی اور مستحکم ہیں؛ لیکن جب اعتراض ہوتا ہے اور اس کا مفہوم واضح ہوتا ہے تب تو اس کا مستحکم اور پکا ہونا اور زیادہ ظاہر ہوتا ہے)۔ ④ یعنی جن کو باطل کا یقین ہے۔

فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ

عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ

جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع ۷ ۱۴

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾

سوان کے دل اس (کلام) کے سامنے نرم پڑ جاویں ① اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دینے والے ہیں ﴿۵۴﴾ اور کافر لوگ اس (کلام) کے متعلق ہمیشہ دھوکے میں رہیں گے ② یہاں تک کہ قیامت ان کے پاس اچانک آجاوے یا ان کے پاس ایسے دن کا عذاب آجاوے جو خیر سے بالکل خالی ہو ﴿۵۵﴾ بادشاہت اس دن اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہوگی، وہ (اللہ تعالیٰ) ان کے درمیان فیصلہ کریں گے، سو جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے ﴿۵۶﴾ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، سو ان کے لیے ایسا عذاب ہے جو ان کو ذلیل کر کے رکھ دے گا ﴿۵۷﴾

اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کی، پھر وہ قتل کر دیے گئے یا ان کو موت آگئی تو اللہ ان کو ضرور عمدہ روزی عطا کریں گے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بہترین رزق دینے والے ہیں ③ ﴿۵۸﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اس (پر عمل کرنے) کی طرف ان کے دل زیادہ جھک جاویں۔ (تیسرا ترجمہ) ان کے دل اس (کلام) سے مطمئن ہو جاویں۔

② (دوسرا ترجمہ) اس کلام کے متعلق برابر شک ہی میں پڑے رہیں گے۔

③ (۱) اللہ تعالیٰ ایسے رزق دینے پر قادر ہیں جس پر کوئی دوسرا قادر نہیں (۲) ظاہر میں جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی طرف سے رزق ملتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے دیے ہوئے رزق میں سے ملتا ہے (۳) اللہ تعالیٰ کا رزق احسانِ محض ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی طرف سے جو رزق ملتا ہوا نظر آتا ہے وہ عوض کی طلب میں ہوتا ہے: چاہے عوض دنیا کی طلب میں ہو، چاہے آخرت میں اجر اور ثواب کی طلب میں ہو، ہر طرح کے عوض سے پاک صرف اللہ ہی کا دیا ہوا رزق ہوتا ہے۔

لَيُدۡخِلَنَّهُمۡ مُّدۡخَلًا يَّرۡضَوۡنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ﴿٥٩﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنۡ عَاقَبَ
بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِىَ عَلَيۡهِ لَيَنۡصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ﴿٦٠﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌۢ بَصِيۡرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
هُوَ الۡحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ هُوَ الۡبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡعَلِىُّ الۡكَبِيۡرُ ﴿٦٢﴾ اَلَمۡ تَرَ
اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۖ فَتُصۡبِحُ الۡاَرۡضُ مُخۡضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيۡفٌ خَبِيۡرٌ ﴿٦٣﴾

وہ (اللہ تعالیٰ) ان (مہاجرین) کو ایک ایسی جگہ ضرور پہنچائیں گے جس سے وہ خوش ہو جاویں گے① اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والے (اور) حلیم ہیں ﴿۵۹﴾ یہ بات تو سن لی اور جس شخص نے دشمن سے اتنا ہی بدلہ لیا جتنی تکلیف اس کو (دشمن کی طرف سے) پہنچائی گئی تھی، پھر (بدلہ لینے کے بعد ظالم کی طرف سے) اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ تعالیٰ (جس پر زیادتی کی گئی) اس کی ضرور مدد کریں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والے، بہت زیادہ بخشنے والے ہیں② ﴿۶۰﴾ یہ بات تو طے ہو چکی③ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتے ہیں اور دن کو رات میں داخل کرتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سنتے ہیں، بہت دیکھتے ہیں ﴿۶۱﴾ یہ (یقینی مدد) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہیں اور ان (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر جس (بت) کو یہ (مشرک) لوگ پکارتے ہیں وہ سراسر باطل ہے اور اللہ تعالیٰ تو اونچی شان والے، سب سے بڑے ہیں ﴿۶۲﴾ کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان سے پانی اتارا، جس سے زمین ہری بھری ہو جاتی ہے④، یقین رکھو کہ (وہی) اللہ تعالیٰ چھپی تدبیر کو جاننے والے ہیں⑤ (ہر چیز کی) خبر رکھنے والے ہیں ﴿۶۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) جس کو وہ پسند کریں گے۔ ② سزا دینے کی قدرت ہونے کے باوجود وہ معاف کر دیتے ہیں۔
③ یعنی مسلمانوں کا غالب ہونا یا اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ملنا۔
④ فتصبح الارض مخضرۃ میں فاء سببیہ ہے؛ یعنی بارش برسنے کے سبب سے زمین ہری بھری ہو جاتی ہے یا فاء تعقیب کے لیے ہے کہ بارش برسنے کے بعد زمین ہری بھری ہو جاتی ہے، اسی طرح کفر کی اجڑی زمین پر ہدایت کی بارش برستی ہے تو وہ قلوب ایمان کی ہریالی سے لہلہا اٹھتے ہیں۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) بڑے لطف کرنے والے ہیں۔

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَهُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿٦٤﴾ ٨ ع ٧ ١٥

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَیُمْسِكُ

السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿٦٥﴾

وَهُوَ الَّذِیْۤ اَحْیَاكُمْ ۫ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ

جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰی رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰی

هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٦٧﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٨﴾

آسمان اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اسی (اللہ تعالیٰ) کا ہے اور یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) غنی ہے (جو کسی کے محتاج نہیں) سب تعریف اس (اللہ تعالیٰ) کے واسطے ہیں ﴿٦٤﴾ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام چیزوں کو تمھارے لیے کام میں لگا رکھا ہے[1] اور کشتی (کو تمھارے قابو میں کردیا) جو اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم سے (تمھارے فائدوں کی چیزوں کو لے کر) سمندر میں چلتی ہے، اسی (اللہ تعالیٰ) نے آسمان کو اس طرح روکے رکھا ہے کہ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں گر سکتا، یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے ہی شفقت کرنے والے، بڑے مہربان ہیں ﴿٦٥﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جنھوں نے تم کو (دنیا میں) زندہ کیا، پھر وہ (اللہ تعالیٰ) تم کو موت دے گا، پھر (آخرت میں) وہ تم کو (دوسری مرتبہ) زندہ کرے گا، واقعۃً انسان تو بڑا ہی ناشکرا ہے ﴿٦٦﴾ ہر امت کے واسطے ہم نے عبادت (یا ذبح کرنے) کا ایک طریقہ مقرر کردیا ہے وہ اسی طریقہ کے مطابق عبادت (یا ذبح) کرتے ہیں، (اے نبی)! سو ان (لوگوں) کو چاہیے کہ وہ اس کام میں تم سے کسی بھی طرح جھگڑا نہ کریں اور تم (ان کو) اپنے رب کی طرف دعوت دیتے رہو، یقیناً تم تو سیدھے راستے پر ہو ﴿٦٧﴾ اور اگر (پھر بھی) وہ (مخالفین مشرکین) لوگ تم سے جھگڑا کریں تو تم ان کو (جواب میں) کہو کہ: جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿٦٨﴾

---

[1] (دوسرا ترجمہ) تمھارے قابو میں کردیا۔

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴿۶۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴿۷۰﴾
وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا
لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ
بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴿۷۲﴾ ع ۸/۱۲

جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمھارے درمیان فیصلہ کریں گے ﴿۶۹﴾ کیا (یہ بات) تم کو معلوم نہیں کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں، یقیناً یہ سب کچھ ایک کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں (لکھا ہوا) ہے، یقیناً یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہیں ﴿۷۰﴾ اور وہ (کافر لوگ) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن (کے معبود ہونے) کی اس (اللہ تعالیٰ) نے کوئی سند (یا دلیل) نہیں اتاری ہے اور خود ان (لوگوں) کو بھی ان (بتوں) کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اور ظالموں کے لیے تو کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے ﴿۷۱﴾ اور جب ان (کافروں) کے سامنے ہماری آیتیں صاف صاف① پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کافروں کے چہروں پر ناگواری② کے نشانات تم صاف پہچان لیتے ہو، ایسا لگتا ہے کہ جو لوگ ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں وہ (کافر لوگ) ان پر حملہ کر دیں گے، تم (ان کافروں سے جواب میں) کہو: کیا تم کو اس سے بھی زیادہ بری (یا ناگوار) چیز بتلاؤں؟ وہ تو ایک آگ ہے، اللہ تعالیٰ نے کافروں سے اس (آگ) کا وعدہ کر رکھا ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے ﴿۷۲﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) پوری وضاحت کے ساتھ۔
② باطنی ناگواری کے اثرات ظاہر میں نظر آتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ
يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ
ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ
يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾

اے لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے اب تم اس کو دھیان سے سنو، یقیناً اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن (معبودوں) کی تم عبادت کرتے ہو وہ ایک مکھی (جیسی چیز) بھی ہرگز پیدا نہیں کر سکتے، چاہے اس (مکھی پیدا کرنے) کے لیے وہ سب (بت ایک جگہ) جمع ہو جائیں، اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لیوے تو وہ (بت) اس (مکھی) سے اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے (ان بتوں سے) مانگنے والا بھی کمزور اور جن (بتوں) سے مانگا جاتا ہے وہ بھی کمزور① ﴿۷۳﴾ ان مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی قدر کرنے کا جو حق تھا ویسی قدر نہیں سمجھی②، یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہت زور والے، (سب پر) غالب ہیں ﴿۷۴﴾ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے اور لوگوں میں سے (اپنا) پیغام پہنچانے والے چن لیتے ہیں③، یقیناً اللہ تعالیٰ تو ہر بات سننے والے، ہر چیز دیکھنے والے ہیں ﴿۷۵﴾

① طالب: یعنی بتوں کی عبادت کرنے والے۔ مطلوب: یعنی خود بت، دونوں کمزور۔
② (دوسرا ترجمہ) جیسی قدر (تعظیم) کرنی چاہیے تھی ویسی قدر نہیں کی۔
نوٹ: حق قدر کا ایک مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جاوے۔
③ جس طرح فرشتوں میں سے بعض فرشتوں کو اللہ نے رسالت کے لیے منتخب کیا وہ ان کے لیے سعادت ہے، اسی طریقے سے لوگوں میں سے بھی کچھ خاص خاص لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لیے منتخب کیا جیسے کہ انبیاء، رسل، ان کو عام انسانوں کی طرف احکام پہنچانے کے لیے منتخب کیا، اسی طریقے سے عام انسانوں میں سے بھی بہت سارے انسانوں کو دین کی تبلیغ، دین کی اشاعت کے لیے چن لیتے ہیں اور یہ دین کی تبلیغ اور دین کی اشاعت و حفاظت کا کام اللہ کے خاص خاص چنے ہوئے بندے کرتے ہیں، وہ ان کے لیے بہت بڑی سعادت کی بات ہیں۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٧٦﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٧٧﴾ۚ۩ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ

اللہ تعالیٰ ان سب کے اگلے① اور پچھلے② (حالات) کو جانتے ہیں اور تمام کام اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں③ ﴿٧٦﴾ اے ایمان والو! تم رکوع اور سجدہ کرتے رہو اور تم اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور تم لوگ اچھے کام کرو؛ تاکہ تم لوگ فلاح پا جاؤ ﴿٧٧﴾ اور تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جیسی محنت کرنے کا حق ہے ویسی ہی محنت کرو④

---

① یعنی آنے والے زمانے میں ہونے والے حالات۔

② گزرے ہوئے زمانے میں جو حالات ہو چکے اس۔

③ (دوسرا ترجمہ) تمام کاموں کا دارومدار اللہ ہی پر ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) کوشش کرو۔ کسی بھی اچھے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنی پوری طاقت لگا دینا، یہ جہاد ہے، یہ بہت عام لفظ ہے، نفس کی اصلاح کی کوشش، پرامن جدوجہد، مظلوم کی نصرت، کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اور ضرورت کے وقت پر مسلح جدوجہد کرنا یہ سب اس میں شامل ہے۔

"حق جہادہ" کا مطلب:

(۱) یہ سب کوشش صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہو، کوئی دنیوی غرض نہ ہو، اور پوری طاقت سے محنت کرے اور کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرے اور اتنے بڑے مقصد کے شایانِ شان محنت کریں۔

(۲) نفس کی اصلاح کے لیے پوری کوشش کرنا: نفس کی اصلاح کی کوشش کامل شیخ کی صحبت کی برکت سے حاصل ہوتی ہے، جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم دین کے دشمنوں کے مقابلے میں جہاد کے لیے جاتے تھے جب وہ مدینہ واپس آتے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس طرح کی بات ارشاد فرماتے تھے، جس کا خلاصہ یہ کہ یہاں رہ کر کے اپنے نفس کے ساتھ نفس کی اصلاح میں محنت اور کوشش کرو، اور اس کے لیے شیخ کامل کی صحبت ضروری ہے، معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کی صحبت میں رہنا بہت ضروری ہے۔

(۳) پورے اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے لیے جدوجہد اور کوشش کرنا۔

(۴) اللہ کے دین کی خاطر اپنی پوری طاقت خرچ کر لے، ملامت کرنے والے کی ملامت پر کان نہ دھرے۔

هُوَاجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ
هُوَسَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ
وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ
هُوَمَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

ع ۱۰

اس (اللہ تعالیٰ) نے تم کو پسند کرلیا① اور تم پر دین میں کوئی مشکل نہیں رکھی ہے② تم اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت (یعنی دین) پر قائم رہو③ اس (اللہ تعالیٰ) نے اس (قرآن کے اترنے) سے پہلے تمھارا نام مسلمان رکھا④ اور اس (قرآن) میں بھی (تمھارا نام مسلمان رکھا)؛ تاکہ رسول (یعنی محمد ﷺ) تم پر گواہ بنے اور تم دوسرے لوگوں کے لیے گواہ بنو⑤ لہذا تم نماز قائم کرتے رہو اور تم زکوۃ دیتے رہو اور تم اللہ تعالیٰ کو مضبوطی⑥ سے پکڑو⑦، وہی (اللہ تعالیٰ) تمھارے مالک ہیں، سو وہ (اللہ تعالیٰ) کتنے اچھے مالک ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) کتنے اچھے مدد کرنے والے ہیں۔ ﴿۷۸﴾

---

① یعنی:

(۱) افضل نبی محمد ﷺ کے دین پر ایمان لانے کے لیے چن لیا۔

(۲) امت کو امتیازات عطا کیے گئے۔

② (دوسرا ترجمہ) تنگی نہیں رکھی ہے۔

(۱) پچھلی امتوں جیسے سخت احکام نہیں عطا فرمائے، جس کو انسان برداشت بھی نہ کرسکے۔

(۲) کوئی گناہ ایسا نہیں جو توبہ سے معاف نہ ہو، ہر گناہ اللہ تعالیٰ توبہ کی برکت سے معاف فرمادیتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے ساری امتوں میں سے امتِ محمدیہ کو اپنے لیے چن لیا ہے، اس کی برکت سے اِس امت کے لوگوں کو دین کے راستے میں بڑی سے بڑی تکلیف اٹھانا آسان ہوجاتا ہے؛ بلکہ بڑی سے بڑی تکلیف اٹھانے میں اس امت کو لذت معلوم ہوتی ہے، محنت سے راحت ملتی ہے، خاص طور پر جن کے دل میں ایمان کی مٹھاس ہوتی ہے، ایمان مضبوط ہوتا ہے تو دین کے بھاری سے بھاری کام بھی وہ لوگ آسانی سے کرلیتے ہیں۔

③ (۱) قریش مراد ہے؛ چوں کہ قریش حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

(۲) پوری امتِ محمدیہ مسلمہ مراد ہے؛ چوں کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ اور آپ کی بہت سی پاک بیویوں کا نسبی تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہیں اور آپ ﷺ اس امت کے روحانی باپ ہیں، آپ کی پاک بیویاں امت کی روحانی مائیں ہیں؛ اسی لیے پوری امتِ محمدیہ کی پاک نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جڑ گئی، اسی کی برکت سے امتِ محمدیہ حج میں، قربانی میں، نماز میں، درودِ ابراہیمی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یاد کیا کرتی ہے۔

④اس میں امتِ محمدیہ کو ترغیب دی جا رہی ہے کہ اسم با مسمی بنو؛ یعنی کامل مسلمان بن جاؤ۔

دوسری تفسیر: "ھو" کا مرجع حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں؛ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امتِ محمدیہ کا نام قرآن سے بہت پہلے مسلمان رکھا اور وہ ہے: ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک؛ تو گویا مسلمان ہونے کا لقب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس امت کو عطا فرمایا۔ پہلی تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ نے یہ لقب عطا فرمایا۔

⑤اس امت کو تمام نبیوں کے لیے گواہ بنایا جانا یہ امتِ محمدیہ کے لیے بہت بڑی فضیلت کی بات ہے۔

⑥ قرآن اور حدیث پر مضبوطی سے عمل کرنا۔

⑦ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہی دعا مانگو، یہ بھی اعتصام کا مطلب ہے۔ دعا یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی تمام مکروہ اور ناپسندیدہ چیز سے ہم کو بچا کر کے رکھے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن

(مكية)

سورۃ المؤمنون

یہ سورت مکی ہے، اس میں ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) آیتیں ہیں۔ سورۂ طور یا سورۂ انبیاء کے بعد اور سورۂ تبارک سے پہلے چھہتر (۷۶) یا (۷۴) نمبر پر نازل ہوئی۔

سورت کی شروعات ہی مؤمنین کے اوصاف سے ہوتی ہے اور یہ تمام اوصاف ایمان کے اہم شعبوں میں سے ہیں۔

اس سورت کی آیت افحسبتم انما الخ کی فضیلت: سورۂ مؤمنون کی یہ آخری آیتیں خاص فضیلت رکھتی ہیں، امام بغویؒ اور امام ثعلبیؒ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو سخت بیماریوں میں مبتلا تھا، حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ نے اس کے کان میں یہ آیتیں ''اَفَحَسِبْتُم'' سے اخیر تک پڑھ دیں، وہ اسی وقت اچھا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ: آپ نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ نے عرض کیا کہ: یہ آیتیں پڑھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس قبضے میں میری جان ہے! اگر کوئی یقین رکھنے والا آدمی یہ آیتیں پہاڑ کے سامنے پڑھ دے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے۔ (قرطبی: ۱۲/۱۵۷) مسنون وظائف: ص: ۶۵)

حضرت نبئ کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں صبح کی نماز پڑھائی تو آپ ﷺ نے ''قد افلح المؤمنون'' شروع کی اور پچاسویں آیت پر آپ نے رکوع فرمایا۔

آیاتہا ۱۱۸ | (۲۳) سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ (۷۴) | رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۸

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

پکی بات ہے کہ وہ ایمان والے فلاح① پاگئے ﴿۱﴾ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں② ﴿۲﴾ اور وہ لوگ جو لغو③ بات پر دھیان نہیں دیتے ﴿۳﴾ اور وہ لوگ جو زکوۃ دیا کرتے ہیں ﴿۴﴾ اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں④ ﴿۵﴾ مگر اپنی بیویوں سے اور جو باندیاں ان کی مالکی میں آگئی ہوں ان سے (ضرورت پوری کرتے ہیں) تو یقیناً ان لوگوں کے اوپر کوئی ملامت (یا الزام) نہیں ہے ﴿۶﴾ پھر جو شخص بھی اس کے سوا (شہوت پوری کرنے کا طریقہ) تلاش کرتا ہے، سو وہی لوگ (شریعت کی) حد سے آگے نکل جانے والے ہیں ﴿۷﴾ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پورا لحاظ کرتے ہیں⑤ ﴿۸﴾

---

① فلاح: کسی کو اس کی ہر مراد حاصل ہوجائے اور ہر تکلیف دور ہوجائے۔

② ظاہری اعضا میں سکون ہو، بے کار حرکت نہ ہو، دل میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا خیال نہ آوے، نظر نیچے ہو، آنکھ کے کنارے سے دائیں بائیں نہ دیکھے، بدن کے کسی حصے سے نہ کھیلے، آواز بھی مناسب پست ہو۔

③ (دوسرا ترجمہ) فضول لغو بات۔ لغو: یعنی جس کا دینی دنیوی کوئی فائدہ نہ ہو۔ لغو کی تین قسمیں ہیں: چیزیں، باتیں، کام۔

④ (دوسرا ترجمہ) وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو قابو میں رکھتے ہیں۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) پورا نبھاتے ہیں۔

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَوٰتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ‌ۘ‏ ﴿۹﴾ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡوٰرِثُوۡنَۙ‏ ﴿۱۰﴾ الَّذِيۡنَ يَرِثُوۡنَ
الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ‏ ﴿۱۱﴾ وَلَـقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ طِيۡنٍ‌ ۚ‏ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ
جَعَلۡنٰهُ نُطۡفَةً فِىۡ قَرَارٍ مَّكِيۡنٍ‏ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَةَ مُضۡغَةً
فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ۚ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰهُ خَلۡقًا اٰخَرَ‌ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ
اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ ؕ‏ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوۡنَ ؕ‏ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ
تُبۡعَثُوۡنَ‏ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعَ طَرَآئِقَ ‌ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الۡخَـلۡقِ غٰفِلِيۡنَ‏ ﴿۱۷﴾

اور وہ لوگ جو اپنی (فرض) نمازوں پر پوری پابندی رکھتے ہیں① ﴿۹﴾ وہی لوگ وارث بننے والے ہیں ﴿۱۰﴾ جو فردوس② کے وارث ہیں③ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۱﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے (اول) انسان کو چھنی ہوئی مٹی④ سے پیدا کیا ﴿۱۲﴾ پھر ہم نے اس کو منی کے قطرے کی شکل میں ایک (جمی ہوئی محفوظ) جگہ (یعنی رحم) میں رکھا ﴿۱۳﴾ پھر ہم نے منی کے قطرے سے جما ہوا خون بنایا، پھر جمے ہوئے خون سے ہم نے گوشت کا لوتھڑا بنایا، پھر ہم نے گوشت کے لوتھڑے میں سے ہڈیاں بنائیں، پھر ہم نے ہڈیوں کے اوپر گوشت چڑھا دیا، پھر (ان تمام تبدیلیوں کے بعد) ہم نے اس کو ایک دوسری (نئی) شکل (وصورت) میں اٹھ کھڑا کر دیا⑤، سو بڑی شان ہے اللہ تعالیٰ کی جو سب بنانے والوں میں سب سے اچھے بنانے والے ہیں ﴿۱۴﴾ پھر اس کے بعد تم یقیناً مرنے والے ہو ﴿۱۵﴾ پھر یقیناً قیامت کے دن تم کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا ﴿۱۶﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے تمھارے اوپر سات راستے بنائے ہیں⑥ اور ہم مخلوق (کی مصلحتوں) سے غافل نہیں ہیں ﴿۱۷﴾

① (دوسرا ترجمہ) اپنی نمازوں کا پورا خیال رکھتے ہیں۔
② یعنی جن باغیچوں میں ٹھنڈی چھاؤں ہوتی ہے۔
③ وراثت کے لفظ سے ملنا یقینی ہے، یہ بتانا ہے۔
④ مٹی کے خاص اجزا، مٹی کا خلاصہ۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) پھر ہم نے اس کو دوسری (نئی) مخلوق (زندہ انسان) بنا دیا۔
⑥ اس سے مراد فرشتوں کے آسمان پر جانے اور آنے کے سات راستے ہیں اور بعض نے سات آسمان بھی مراد لیے ہیں۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖۗ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾
فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِنَّ
لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ﴿٢١﴾ وَعَلَیْهَا وَعَلَی الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ ع ٢

اور ہم نے آسمان سے ٹھیک اندازے سے پانی اتارا①، سو ہم نے اس (پانی) کو زمین میں ٹھہرادیا اور یقیناً ہم اس (پانی) کے لے جانے (یعنی تمھارے سامنے سے ختم کردینے) پر بھی پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۱۸﴾ سو ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے تمھارے لیے کھجور اور انگور کے باغیچے اگادیے، تمھارے لیے ان میں بہت سے تازہ پھل بھی ہیں اور ان ہی میں سے تم (بچاکر، سوکھاکر) کھاتے بھی ہو ﴿۱۹﴾ اور ایسے (زیتون کے) درخت کو جو طور سینا سے نکلتا ہے وہ تیل اور کھانے والوں کے لیے سالن لے کر اگتا ہے② ﴿۲۰﴾ اور یقیناً تمھارے لیے جانوروں میں عبرت (یعنی دھیان) کی بات ہے، ان (جانوروں) کے پیٹوں میں جو (دودھ) ہے اس میں سے ہم تم کو پلاتے ہیں③ اور تمھارے لیے ان (جانوروں) میں (دوسرے) بہت سے فائدے ہیں اور ان (جانوروں) میں سے بعض کو تم کھاتے (بھی) ہو ﴿۲۱﴾ اور ان (جانوروں) پر اور کشتی پر تم سوار کیے جاتے ہو ﴿۲۲﴾

① (دوسرا ترجمہ) اور ہم نے آسمان سے (مناسب) مقدار میں پانی اتارا (تیسرا) ہم نے آسمان سے پانی ناپ کر اتارا۔
② (دوسرا ترجمہ) (اسی پانی سے) ہم نے (زیتون کا) درخت بھی پیدا کیا جو طور سینا میں (زیادہ) پیدا ہوتا ہے۔ (یہ بھی کہتے ہیں کہ زیتون کا درخت اولاً طور سینا میں نکلا پھر وہاں سے دوسری جگہ لے جایا گیا)
③ (دوسرا ترجمہ) جو دودھ ان جانوروں کے پیٹ میں ہیں وہ ہم تم کو پلاتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ
يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا
كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اپنی قوم کے پاس (رسول بنا کر) بھیجا①، سو انھوں (یعنی نوح علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں، سو کیا تم لوگ ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿۲۳﴾ سو ان (نوح علیہ السلام) کی قوم کے کافر سرداروں نے (آپس میں ایک دوسرے سے اور عوام سے) کہا: یہ تو تمھارے ہی جیسا ایک بشر ہے② اس کا ارادہ یہ ہے کہ تمھارے اوپر بڑا بن کر رہے اور اگر اللہ تعالیٰ (رسول بھیجنا) چاہتے تو فرشتے کو بھیجتے، یہ (توحید و رسالت کی) بات تو ہم نے اپنے اگلے باپ دادوں میں کبھی نہیں سنی ﴿۲۴﴾ بس یہ تو ایک آدمی ہے جس کو جنون ہو گیا ہے، سو ایک وقت تک اس کے بارے میں انتظار کرو③ ﴿۲۵﴾ نوح (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! آپ میری مدد فرمایئے اس لیے کہ انھوں نے تو مجھے جھٹلا دیا ہے ﴿۲۶﴾

---

① حضرت نوح علیہ السلام کا نام: (۱) عبد الغفار (۲) عبد اللہ (۳) یشکر، نوح آپ کا لقب ہے، کثرتِ نوحہ یعنی رونے کی وجہ سے۔

② یعنی معمولی آدمی ہے۔

③ شاید ہوش میں آجاوے۔ مطلب یہ ہے کہ: (۱) نوح کے جنون کے افاقے تک انتظار کرو چوں کہ کافر لوگ توحید کی دعوت کو جنون سے تعبیر کرتے تھے (۲) نوح کی موت تک انتظار کرو، نوح مریں گے اور ان کی توحید کی دعوت ختم ہو جائے گی (۳) آپس میں کہنے لگے کہ: صبر کرو، اگر نوح نبی برحق ہے تو اللہ ان کی مدد کریں گے، ان کو قوی اور مضبوط کریں گے تو ہم اس وقت اتباع کریں گے، اور اگر نوح جھوٹے ہیں تو اللہ ان کو رسوا کریں گے اور ان کا معاملہ باطل کر دیں گے۔

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ
فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ
وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ
عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ
مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿٣٠﴾

سو ہم نے ان (نوح علیہ السلام) کی طرف وحی بھیجی کہ ہماری نظروں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق① تم کشتی بناؤ، سو جب ہمارا حکم (عذاب کا) آجائے اور تنور ابل پڑے تو ہر ایک قسم (کے جانور) میں سے ایک ایک جوڑا② لے کر اس کو اس (کشتی) میں داخل کر دو اور اپنے گھر والوں کو بھی③ (کشتی میں سوار کر لو) مگر یہ کہ ان میں سے جن کے بارے میں پہلے سے بات طے ہو چکی ہے④ (ایسے لوگوں کو کشتی میں سوار مت کرو) اور ظالموں کے بارے میں تم مجھ سے بات نہ کرو، یہ بات تو یقینی ہے کہ وہ سب غرق ہونے والے ہیں ﴿٢٧﴾ پھر جب تم اور تمھارے (مسلمان) ساتھی کشتی میں ٹھیک ٹھیک بیٹھ جاویں⑤ تو (اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ) کہنا: شکر تو اسی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہم کو ظلم کرنے والی (کافر) قوم سے نجات دے دی'' ﴿٢٨﴾ اور (یہ) دعا (بھی) کرو''اے میرے رب! آپ مجھے برکت والا اترنا نصیب فرمایئے اور آپ سب اتارنے والوں میں بہتر اتارنے والے ہیں''⑥ ﴿٢٩﴾ یقیناً اس (واقعہ) میں بڑی نشانیاں ہیں اور یقینی بات ہے کہ ہم کو تو جانچنا ہی ہے⑦ ﴿٣٠﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) ہماری نگرانی میں۔
②یعنی نر مادہ دو فرد۔
③مراد تمام ایمان والے۔
④یعنی ایمان نہ لانے اور عذاب میں پھنس جانے کی بات۔
⑤ہر سواری میں بیٹھنے کے جو ضوابط ہوتے ہیں اس کے مطابق ٹھیک بیٹھے، ورنہ حادثات کا خطرہ لگا رہتا ہے۔
⑥ کشتی میں بھی آرام رہے اور کشتی سے اتر کر ظاہری باطنی اطمنان رہے۔
⑦(دوسرا ترجمہ) ہم تو جانچنے والے ہی ہیں۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ

الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ

وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾

پھر ان کے بعد ہم نے دوسری قومیں (عاد وثمود) پیدا کیں ﴿۳۱﴾ سو ہم نے ان میں ان ہی میں سے ایک رسول (بنا کر) بھیجا (جنھوں نے کہا) کہ تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، تمھارے لیے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، سو کیا تم لوگ ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿۳۲﴾

اور ان (نبی) کی قوم کے سردار لوگ کہنے لگے- جو کافر تھے اور آخرت کی ملاقات کو انھوں نے جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیا کی زندگی میں خوب عیش دیا تھا- یہ تو بس تمھارے ہی جیسے ایک (معمولی) بشر ہیں، جو کھانا تم کھاتے ہو وہی کھانا وہ (رسول) کھاتے ہیں اور جو تم پیتے ہو وہ (رسول) بھی وہی چیز پیتے ہیں① ﴿۳۳﴾ اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک (معمولی) انسان کی اطاعت کی یقیناً تب تو تم بڑے نقصان میں پڑو گے② ﴿۳۴﴾ کیا یہ (نبی) تم کو وعدہ کرتے ہیں کہ جب تم مرجاؤ گے اور تم مٹی اور ہڈیاں بن جاؤ گے تو تم (زمین سے دوبارہ) نکالے جاؤ گے ﴿۳۵﴾ جس بات سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ (عقل سے) بہت ہی دور دور ہے③ ﴿۳۶﴾

---

① یعنی ظاہری احوال کوئی نرالے نہیں ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) بات مانی۔ (یہ بھی عجیب فلسفہ ہے خود کے جیسے انسان جو نبی ہیں اس کی اطاعت میں نقصان نظر آئے اور بے جان پتھر کے بت کی عبادت میں فائدہ؟ کیسی حماقت ہے!)

③ (دوسرا ترجمہ) جس بات سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ بات کہاں سے ہوسکتی ہے، کیسے ہوسکتی ہے؟۔

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٣٩﴾ قَالَ
عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا
لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ
اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ
فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٤٤﴾

بس زندگی تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے①، ہم مرتے ہیں اور ہم زندہ ہوتے ہیں اور ہم کو (مرنے کے بعد) دوسری مرتبہ زندہ نہیں ہونا پڑے گا ﴿٣٧﴾ یہ (نبی) تو بس ایک ایسے آدمی ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھ رکھا ہے اور ہم اس (نبی) پر ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿٣٨﴾ نبی نے کہا: اے میرے رب! آپ میری مدد فرمایئے اس لیے کہ انھوں نے تو مجھے جھٹلا دیا ہے ﴿٣٩﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تھوڑے دنوں میں ہی یہ لوگ (اپنے کیے ہوئے پر صبح کے وقت) پچھتاتے ہوں گے ﴿٤٠﴾ سو (ہمارے) سچے وعدے کے مطابق ان کو ایک سخت (عذاب کی) چنگھاڑ نے پکڑ لیا، سو ہم نے ان کو سوکھا ہوا کوڑا کرکٹ بنا ڈالا، سو ظلم کرنے والی قوم کے لیے پھٹکار ہو② ﴿٤١﴾ پھر ان (عاد و ثمود) کے بعد دوسری بہت ساری قومیں ہم نے پیدا کیں ﴿٤٢﴾ کوئی بھی امت (ہلاک ہونے میں) اپنے مقرر وقت سے آگے نہیں جا سکتی اور وہ پیچھے بھی نہیں رہ سکتی ﴿٤٣﴾ پھر ہم نے لگاتار اپنے رسول بھیجے، جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا (خاص) رسول آتا تو وہ (امت) اس (رسول) کو جھٹلاتی تو ہم ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو ہلاک کرتے رہے اور ہم نے ان کو کہانیاں بنا ڈالا③، سو جس قوم کے لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) دوری ہے ﴿٤٤﴾

---

① اور آخرت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) ظلم کرنے والی قوم کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہو۔
③ یعنی عذاب میں ان کو بالکل ختم کر دیا گیا، نشانات تک باقی نہیں رہے، صرف ان کی باتیں کہانیوں کی طرح باقی رہی۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٥﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ
فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا
عٰبِدُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ
يَهْتَدُوْنَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾ ع ١٨ ٣
يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَاِنَّ
هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾

پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو (رسول بنا کر) بھیجا ہمارے احکام اور کھلی دلیل لے کر ﴿۴۵﴾ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف، سوانھوں نے تکبر کیا اور وہ (پہلے ہی سے) بڑائی مارنے والی قوم تھی ﴿۴۶﴾ سو وہ کہنے لگے: کیا ہم اپنے ہی جیسے دو بشر (موسیٰ و ہارون) پر ایمان لائیں؛ حالاں کہ ان دونوں کی قوم ہماری غلامی (یعنی تابع داری) کر رہی ہے[①] ﴿۴۷﴾ سو انھوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا، سو وہ ہلاک کیے جانے والوں میں سے ہو گئے ﴿۴۸﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی؛ تاکہ وہ (موسیٰ کی قوم کے) لوگ رہنمائی حاصل کریں ﴿۴۹﴾ اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو (ہماری قدرت کی) ایک بڑی نشانی بنا دی ہے اور ہم نے ان دونوں (ماں بیٹے) کو ایک اونچی جگہ[②] پر ٹھکانہ دیا جو (پرسکون) رہنے کے لائق تھی اور وہاں صاف ستھرا پانی بہتا تھا ﴿۵۰﴾

اے پیغمبرو! تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور تم نیک کام کرو، یقیناً جو عمل تم کرتے ہو مجھے اس کا پورا علم ہے ﴿۵۱﴾ اور یقیناً یہ تمھارا دین ایک ہی دین ہے اور میں تمھارا رب ہوں، سو تم مجھ ہی سے ڈرتے رہو ﴿۵۲﴾

---

① بعض نے یہاں عبادت کو حقیقی معنیٰ میں مراد لیا ہے؛ اس لیے کہ فرعون الٰہ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنی عبادت کی دعوت دیتا تھا، اگرچہ عام بنی اسرائیل میں فرعون کی عبادت نہیں تھی؛ اس لیے بعض حضرات نے عٰبدون کا ترجمہ اطاعت کرنے والے اور ماتحت کا کیا ہے، چوں کہ بنی اسرائیل کی فرعونیوں کے یہاں ملازمت بھی تھی۔

② اس سے ایک قول میں بیت المقدس کی سرزمین مراد ہے۔

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ
حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٥٤﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ
بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ
رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ
وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾

سو لوگوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے (الگ الگ) فرقوں میں بانٹ لیا، ہر جماعت کے لوگوں کے پاس جو (دین) ہے اس پر وہ خوش وخرم ہیں ﴿۵۳﴾ سو (اے نبی!) ان کو ایک خاص وقت تک [1] ان کی اپنی غفلت میں [2] پڑے رہنے دو ﴿۵۴﴾ کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو جو مال واولاد دیتے چلے جارہے ہیں ﴿۵۵﴾ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) ہم ان کو فائدہ پہنچانے میں جلدی کررہے ہیں؛ بلکہ (حقیقت میں) وہ (لوگ بات) سمجھتے ہی نہیں [3] ﴿۵٦﴾ یقیناً جو لوگ اپنے رب کے رعب (ہیبت) سے ڈرتے ہیں ﴿۵۷﴾ اور وہ لوگ جو اپنے رب کی آیتوں پر یقین رکھتے ہیں ﴿۵۸﴾ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے ﴿۵۹﴾ اور وہ لوگ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اس پر ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں [4] اس بات پر کہ ان کو ان کے رب کے پاس واپس جانا ہے ﴿٦۰﴾ یہی وہ لوگ ہیں جو دوڑ دوڑ کر بھلائیاں حاصل کرتے ہیں اور وہ ان (بھلائیوں) کی طرف سب سے آگے پہنچنے والے ہیں [5] ﴿٦۱﴾

---

[1] اللہ کے عذاب آنے تک یا موت آنے تک۔ [2] (دوسرا ترجمہ) جہالت میں۔
[3] (دوسرا ترجمہ) بات ایسی نہیں ہے: بلکہ وہ لوگ اس کی حقیقت ہی نہیں سمجھتے۔ دنیا میں عام طور پر ایسا سوچنا اگر کسی کو مال زیادہ ملا، اولاد زیادہ ملی تو کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کا بہت فضل حقیر پر متوجہ ہے کہ اس وقت احقر الوراء کروڑوں میں ریل پیل کررہا ہے، اور ابھی یہ بنگلہ، یہ گاڑی، موج مزے میں ہے، تو کیا لوگ یوں سمجھ رہے ہیں کہ ہم ان کو مال اولاد کی کثرت دے رہے ہیں تو ہم ان کو بھلائی میں جلدی آگے بڑھا رہے ہیں؟ ان کے اندر شعور نہیں ہے، وہ لوگ غلط سوچ رہے ہیں۔

اِس آیت نے ہم کوایک اہم سبق دیا کہ انسان مال داری کو استحقاق نہ سمجھے، جیسے کہ قارون نے مال داری کو استحقاق سمجھا تھا، دوسرے بھی بہت سارے لوگ ہیں جو علم وہنر کی بنیاد پر مال ودولت کے ملنے کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ بہت سے لوگ دنیا کی ناموری میں، گناہوں میں، فضول میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں؛ لیکن اخلاص سے نیکی کے کام میں ان کو ذرا برابر بھی خرچ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محرومی کی بات ہے کہ آدمی نہ خرچ کرنے کی جگہوں پر خرچ کرے اور خرچ کرنے کی جگہوں پر خرچ نہ کرے۔ اس کو حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ بیان میں یوں فرماتے تھے: کرنے کے کام کرو؛ ورنہ نہ کرنے کے کام کروگے، خرچ کرنے کے مقام پر خرچ کرو؛ ورنہ خرچ نہ کرنے کے مقام پر خرچ کروگے۔

آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ شادیوں میں کڑوروں کا خرچ کریں گے؛ لیکن مسجد، مدرسہ، قبرستان وغیرہ میں خرچ نہیں کریں گے، مال آتا ہے تو بہت سارے گناہوں کے راستے شیطان دکھاتا ہے، آدمی کو برے اعمال کرواتا ہے۔ حضرت سفیان ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ: مال نہیں تھا تو بہت سارے گناہ سے بچا ہوا تھا؛ لیکن اب مال آیا اور اس کو جمع کیا، تو یہ جمع کیے ہوئے مال سے بہت سارے گناہ کرے گا۔

آیت نے ایک اَور سبق دیا کہ: مال ملنے کو آدمی تکریم نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ میرا اکرام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مال دے کر ڈھیل بھی دی جارہی ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ مال میں فی ذاتہٖ کوئی بھلائی اور خیر نہیں ہے؛ اگرچہ اس کو قرآن میں خیر کہا گیا: ان ترک خیرا الوصیۃ... وانہ لحب الخیر... لیکن فی ذاتہٖ مال کا جمع ہوجانا کوئی خیر نہیں ہے، اس میں خیر اس وقت آئے گی جب وہ صحیح جگہ خرچ کرے، اس کو قلبی غنا حاصل ہو یہ ضروری ہے؛ اسی لیے اگر کوئی ظاہر میں مال دار ہے؛ لیکن شریعت کے بتائے ہوئے طریقوں میں خرچ نہیں کرتا تو یہ نفس کا فقیر ہے؛ ایک آدمی ظاہر میں فقیر ہے؛ لیکن جو آیا اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کردیا، تو حقیقت میں یہ مال دار ہے۔

④(دوسرا ترجمہ) اور وہ لوگ جو عمل بھی کرتے ہیں اور اس پر ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں (یہ دوسری قرأت کے مطابق ترجمہ ہے) معلوم ہوا صدقات اور ہر نیکی کی مقبولیت کے لئے ڈرتے رہنا چاہیے۔ بہت سے اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں؛ مگر وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ ڈرنے کی حکمت: (۱) کہیں ہمارا صدقہ حلال کا نہ ہو، اور جو صدقہ حلال کا نہ ہو اس پر اجر جیسا چاہیے ویسا نہیں ملے گا؛ اس لیے وہ ڈرتے رہتے ہیں (۲) صدقہ میں ہماری نیت اخلاص کی نہ ہو؛ اس لیے وہ ڈرتے رہتے ہیں (۳) ہمارا صدقہ مشروع ترتیب پر نہ ہو، مثلاً یہ کہ بعض مرتبہ آدمی کسی کام کو ثواب سمجھ کر اس میں خرچ کرتا ہے، بعد میں پتہ چلا کہ ثواب سمجھ کر جس شعبے میں میں نے خرچ کیا وہ تو گناہ کا شعبہ ہے، تو مشروع ترتیب پر انفاق نہ ہو۔

⑤(دوسرا ترجمہ) وہ لوگ (اپنے) فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

نوٹ: دنیا دار لوگ دنیوی فائدہ کے پیچھے دوڑتے ہیں اور دوسروں سے آگے بڑھنے کی فکر کرتے ہیں یہ متقی حضرات دین کے لیے ایسی کوشش کرتے ہیں۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا وَلَدَيۡنَا كِتٰبٌ يَّنۡطِقُ بِالۡحَـقِّ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ۝۶۲ بَلۡ قُلُوۡبُهُمۡ فِىۡ غَمۡرَةٍ مِّنۡ هٰذَا وَلَهُمۡ اَعۡمَالٌ مِّنۡ دُوۡنِ ذٰلِكَ هُمۡ لَهَا عٰمِلُوۡنَ ۝۶۳ حَتّٰٓى اِذَاۤ اَخَذۡنَا مُتۡرَفِيۡهِمۡ بِالۡعَذَابِ اِذَا هُمۡ يَجۡـئَرُوۡنَ ۝۶۴

اور ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف (یعنی ذمے داری) نہیں دیتے① اور ہمارے پاس (اعمال نامے کی) ایک کتاب ہے② جو (قیامت کے دن ان کے حالات کو) صحیح بولے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا ﴿۶۲﴾ بلکہ ان (کافروں) کے دل اس (آخرت کے حساب) کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں③، اس کے سوا بھی ان کے اور بھی (دوسرے برے) کام④ ہیں جو وہ کرتے رہتے ہیں ﴿۶۳﴾ یہاں تک کہ جب ہم ان کے مال داروں کو عذاب میں پکڑ لیں گے تب وہ چلّانے لگیں گے⑤ ﴿۶۴﴾

① اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی وسعت کے مطابق ہی مکلف بناتے ہیں؛ اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے کام کا انسان کو مکلف بنایا گیا ہے وہ نہایت آسان ہے، کوئی کام ایسا نہیں ہے کہ وہ انسان کی وسعت سے باہر ہو اور اس کا مکلف بنایا گیا ہو۔

② (دوسرا ترجمہ) ہمارے پاس سب لکھا ہوا ہے۔

③ یہ کافروں کے لیے ہے کہ اسلام اور توحید کے بارے میں ان کے دل جہالت میں پڑے ہوئے ہیں، اور وہ شک کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے لوگوں کو جو مہلت دے رہے ہیں اس مہلت کا ان کو شعور بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جو ڈھیل دے رہے ہیں، یہ مزید ان کے لیے عذاب کا سبب ہے۔

④ توحید کے انکار کے علاوہ دوسرے بھی ان کے برے کام ہیں جو وہ کرتے چلے جا رہے ہیں؛ جیسے: رسم ورواج میں مال کو خرچ کرنا، بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کو نیکی کے کام میں خرچ کرنے میں گرانی ہوتی ہے، رسم ورواج اور نمائش میں خرچ کرنا ہو تو ان کو مزہ آتا ہے، خوشی خوشی وہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ اس آیت کے مصداق ہیں۔

ولھم اعمال دون ذلک کی ایک تفسیر یہ کی گئی کہ: اب تک جو برے کام نہیں کیے وہ اس کو کر کے رہے گا، اور کفر کے علاوہ اور بھی بہت سارے برے کام ہیں جس کو وہ انجام دیتا چلا جاتا ہے؛ لیکن بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ: اس میں ایمان کی طرف بھی اشارہ نکلتا ہے۔ اب تک جو نیک عمل نہیں کیا وہ نیک عمل مستقبل میں وجود میں آسکتا ہے۔

⑤ عذاب آتا ہے تو غریب، مال دار سب پکڑے جاتے ہیں؛ لیکن خوش حال لوگوں نے اپنی بچاؤ اور حفاظت کا کچھ سامان تیار رکھا ہوا ہوتا ہے، وہ بھی عذاب کے وقت کچھ کام نہیں آتا۔

لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۫ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى
اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ
جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾
اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ
اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ
عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾

آج تم چلاؤ مت، یقینی بات ہے کہ تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہیں ملے گی ﴿٦٥﴾ پکی بات یہ ہے
کہ میری آیتیں تمھارے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تب تو تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پاؤں
بھاگ جاتے تھے ﴿٦٦﴾ بڑے تکبر سے اس (قرآن) کے بارے میں رات کو مجلس لگا کر وہ غلط
باتیں کرتے تھے① ﴿٦٧﴾ سو کیا انھوں نے (اس) کلام میں غور نہیں کیا؟ یا ان کے پاس کوئی ایسی
چیز آ گئی جو ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہیں آتی تھی؟ ﴿٦٨﴾ کیا وہ اپنے رسول کو (پہلے سے)
جانتے پہچانتے (ہی) نہیں تھے کہ اس کی وجہ سے وہ اس (رسول) کا انکار کر دے ﴿٦٩﴾ کیا وہ
یوں کہتے ہیں: اس (رسول) کو جنون ہو گیا ہے②؟ بلکہ (بات یہ ہے کہ) وہ (رسول) ان کے پاس
سچی بات لے کر آئے اور ان میں سے اکثر لوگ سچی بات کو پسند نہیں کرتے ﴿٧٠﴾ اور اگر سچا دین
ان کی خواہشات کے تابع ہو جاتا تو آسمان اور زمین اور اس کے رہنے والے سب لوگ تباہ ہو جاتے؛
بلکہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت پہنچا دی؛ مگر وہ اپنی نصیحت پر دھیان نہیں دیتے ﴿٧١﴾ کیا تم
ان سے (دین پہنچانے پر) کوئی معاوضہ (یا ٹیکس) مانگتے ہو؟③ سو تمھارے رب کا (دیا ہوا) معاوضہ
(تمھارے لیے) بہت بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ﴿٧٢﴾

① (دوسرا ترجمہ) بڑے تکبر سے (نبی کو) ایک فضول کہانی کہنے والا سمجھ کر ان کو چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔
② جب کبھی بھی کسی عام برائی کے خلاف کوئی حق کی بات کہو تو لوگ اس کے کہنے والے کو دیوانہ کہتے ہیں۔
③ جس کی وجہ سے وہ دین کو مانتے نہ ہو۔

وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۷۳ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الربع
الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝۷۴ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ۝۷۵ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝۷۶ حَتّٰٓى
اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝۷۷ ع ۴
وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۷۸
وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۷۹ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ
اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۸۰

اور یہ بات تو یقینی ہے کہ تم تو ان کو سیدھے راستے (یعنی اسلام) کی طرف بلا رہے ہو ﴿۷۳﴾ اور یقیناً جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے (ان کی حالت یہ کہ) وہ (سیدھے) راستے سے بالکل ہٹے ہوئے ہیں ﴿۷۴﴾ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو تکلیف ان کو پہنچی ہے اس کو دور کریں تب بھی یہ لوگ اپنی شرارت میں برابر بھٹکتے ہوئے لگے رہیں گے ﴿۷۵﴾ اور واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ان کو (پہلے) عذاب میں پکڑا تھا، پھر بھی انھوں نے اپنے رب کے آگے (پورے طور پر) عاجزی نہیں کی اور (اللہ تعالیٰ کے سامنے) وہ گڑگڑائے بھی نہیں ﴿۷۶﴾ یہاں تک کہ جب ہم ان پر ایک سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تب وہ ایک دم اس میں مایوس (یا حیرت زدہ) ہو کر رہ جائیں گے ﴿۷۷﴾

اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (لیکن) تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو① ﴿۷۸﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جنھوں نے تم کو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور ان ہی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم کو اکٹھا کیا جائے گا② ﴿۷۹﴾ وہی (اللہ تعالیٰ) ہیں جو زندگی اور موت دیتے ہیں اور رات اور دن کا بدلنا انہی کے اختیار میں ہے، سو کیا تم لوگ (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے ہو؟ ﴿۸۰﴾

---

① لفظ "ما" قلت میں تاکید کو بتلانے کے لیے آیا ہے، بعض مرتبہ قلت عدم کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یعنی کافروں میں شکر بالکل ہی نہیں ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) اسی کے پاس تم لائے جاؤ گے۔

بَلۡ قَالُوۡا مِثۡلَ مَا قَالَ الۡاَوَّلُوۡنَ﴿۸۱﴾ قَالُوۡۤا ءَاِذَا مِتۡنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ﴿۸۲﴾ لَقَدۡ وُعِدۡنَا نَحۡنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ﴿۸۳﴾قُلۡ لِّمَنِ الۡاَرۡضُ وَمَنۡ فِيۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴿۸۴﴾سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ‌ؕ قُلۡ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ﴿۸۵﴾ قُلۡ مَنۡ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَرَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ﴿۸۶﴾ سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ‌ؕ قُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ﴿۸۷﴾قُلۡ مَنۡۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ يُجِيۡرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيۡهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴿۸۸﴾

بلکہ یہ لوگ بھی① ایسی ہی باتیں کہتے ہیں جیسی بات (ان سے) اگلے (کافر) لوگوں نے کہی تھی ﴿۸۱﴾ انھوں نے (یوں) کہا کہ: بھلا! جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ ﴿۸۲﴾ پکی بات یہ ہے کہ یہ وعدے تو ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں سے (بھی) کیے گئے تھے، (اس آخرت کی حقیقت تو یہ ہے کہ) یہ تو صرف پچھلے لوگوں کی بنائی ہوئی کہانیاں ہیں ﴿۸۳﴾ (اے نبی! ان سے) تم کہو کہ: (یہ) زمین اور اس زمین میں بسنے والے یہ سب کس کی ملکی ہے؟ اگر تم جانتے ہو (تو ذرا بتاؤ) ﴿۸۴﴾ تو یہ لوگ ضرور (یہی) جواب دیں گے: اللہ تعالیٰ ہی کی ملکی ہے، تو (جواب میں) تم کہو: کیا تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے؟② ﴿۸۵﴾ تم (ان سے) پوچھو: ساتوں آسمانوں کا مالک اور بڑے عالی شان عرش کا مالک کون ہے؟ ﴿۸۶﴾ تو یہ لوگ ضرور خود ہی بتائیں گے کہ: اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، تو تم (ان سے) کہو: کیا پھر تم لوگ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿۸۷﴾ (اے نبی!) تم پوچھو کہ: ہر چیز کی حکومت کس کے قبضے میں ہے؟ وہ (اللہ جس کو چاہے) پناہ دے سکتے ہیں اور ان کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا③ اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) ﴿۸۸﴾

---

① اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سمجھ کر ایمان لانے کے بجائے۔

② (دوسرا ترجمہ) کیا پھر بھی تم سوچتے نہیں ہو۔

③ (دوسرا ترجمہ) وہ (اللہ تعالیٰ) جس کو چاہے بچالیتے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ کے عذاب) سے کوئی کسی کو بچا نہیں سکتا۔

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿٨٩﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٩٠﴾ مَا
اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٩١﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٩٢﴾
قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى
اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا
يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾

تو وہ لوگ ضرور خود بولیں گے کہ: یہ (سارا) اختیار تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، تو تم (ان کو) کہو کہ: پھر کہاں سے تم پر جادو آپڑتا ہے (کہ تم ایمان نہیں لاتے)؟ ﴿۸۹﴾ بلکہ ہم نے ان کے پاس (ایک) حق بات پہنچائی ہے اور وہ لوگ تو (خود ہی) یقیناً جھوٹے ہیں ﴿۹۰﴾ اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی بیٹا نہیں بنایا اور اس (اللہ) کے ساتھ کوئی اور معبود بھی نہیں ہے، (اگر ایسا ہوتا) تب تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور (غالب آنے کے لیے) ایک دوسرے کے اوپر چڑھائی کر دیتا (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) جو باتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تو اس سے پاک ہیں ﴿۹۱﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) چھپی ہوئی اور کھلی ہوئی بات کو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو شرک کرتے ہیں وہ (اللہ) اس سے بہت دور ہیں ﴿۹۲﴾
(اے نبی!) تم دعا کرو: اے میرے رب! جس عذاب کا ان (کافروں) کو وعدہ کیا گیا ہے اگر وہ آپ مجھے ① کو دکھانے لگو ﴿۹۳﴾ تو اے میرے رب! بس آپ مجھے ان ظالموں کے ساتھ شامل نہ کرنا ② ﴿۹۴﴾ اور یقیناً جس (عذاب) کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں ③ وہ تم کو دکھانے کی ہم پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۹۵﴾ (اے نبی!) تم (ان کی) برائی کو بہت ہی اچھے طریقے سے دفع کرتے رہو، جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں ہم اس کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۹۶﴾

---

① یعنی میری زندگی میں، میری آنکھوں کے سامنے۔
② حضور ﷺ عذاب سے محفوظ تھے پھر بھی دعا امت کی تعلیم کے لیے اور اجر میں زیادتی کے لیے تعلیم کی گئی، صلحائے امت کو ڈرتے رہنا چاہیے کہ فتنے جب آتے ہیں ان کو بھی لپیٹ میں لے سکتے ہیں؛ اس لیے حفاظت کی دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔
③ عمومی عذاب تو آپ ﷺ کی برکت سے نہیں آوے گا، چھوٹے چھوٹے برے حالات آسکتے ہیں۔

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾ حَتّٰٓى
اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ
اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ
فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ
خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٣﴾

اور (اے نبی!) تم (یہ) دعا کرو کہ: اے میرے رب! میں شیطان کے اثرات (یعنی چھیڑ چھاڑ) سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں① ﴿٩٧﴾ اور اے میرے رب! وہ (شیاطین) میرے پاس آجائیں اس سے بھی میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں ﴿٩٨﴾ یہاں تک کہ جب ان (کافروں) میں سے کسی کو موت آپہنچتی ہے تو (اس وقت) وہ کہتا ہے: اے میرے رب! مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دو② ﴿٩٩﴾ تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ کر آیا ہوں اس (دنیا) میں (واپس جا کر میں) نیک عمل کروں (تو اس کے جواب میں کہا جائے گا) بالکل نہیں! یہ تو ایک بات ہی بات ہے جس کو وہ (زبان سے) کہہ رہا ہے③ اور ان کے آگے برزخ (کی دنیا) ہے جو دوسری مرتبہ زندہ کیے جانے کے دن تک قائم رہے گی ﴿١٠٠﴾ سو جب (قیامت کے دن) صور پھونکا جائے گا تو ان کے آپس میں اس دن کوئی رشتے داری نہیں رہے گی اور کوئی کسی کو پوچھے گا بھی نہیں ﴿١٠١﴾ سو جس (کی نیکی) کے پلڑے بھاری ہوں گے سو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے ﴿١٠٢﴾ اور جس (کی نیکی) کے پلڑے ہلکے ہوں گے سو یہ وہی ہوں گے جنھوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا (اور) جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے ﴿١٠٣﴾

---

① شیطانی وسوسے سے کوئی کام خلاف مصلحت ہو جاوے، چاہے وہ شریعت کے خلاف نہ ہو اس سے حفاظت کی دعا مانگنا ہے۔
② (۱) اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے پھر بھی تعظیم کے طور پر جمع سے تعبیر کیا گیا (۲) بعض مرتبہ یہ واؤ تکرار کے لیے ہوتا ہے؛ یعنی ارجعنی ارجعنی (۳) جو ملائکہ روح قبض کرنے کے لیے آئیں گے ان کے اعتبار سے یہ جمع کا صیغہ لایا گیا؛ گویا کہ اولاً انھوں نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی پھر ملائکہ سے کہنے لگے کہ: ہمیں دنیا کی طرف واپس جانے دو۔
③ یعنی وہ بات پوری نہ ہوگی۔

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ
بِهَا تُكَذِّبُوْنَ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ
اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ
فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ﴿۱۰۹﴾
فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ
جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴿۱۱۱﴾

جہنم کی آگ ان کے چہروں کو جھلستی ہوگی اور اس (جہنم) میں ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی①﴿۱۰۴﴾
(ان کافروں سے کہا جائے گا): کیا تم پر میری آیتیں پڑھ پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں، سو تم تو ان کو
جھٹلایا کرتے تھے﴿۱۰۵﴾ تو وہ (کافر) کہنے لگیں گے: اے ہمارے رب! ہم پر ہماری کم بختی
نے زور کیا②اور ہم تو گمراہ لوگ تھے﴿۱۰۶﴾ اے ہمارے رب! آپ ہم کو (اب) اس (جہنم)
سے نکال دیجیے، سو اگر ہم پھر سے (دنیا میں جاکر) وہی کام کریں گے تو یقیناً ہم (پورے) ظالم
ہوں گے﴿۱۰۷﴾ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم اس (جہنم) میں ذلیل ہو کر پڑے رہو اور مجھ سے بات
بھی مت کرو﴿۱۰۸﴾ یقیناً وہ میرے (مومن) بندوں کی ایک جماعت تھی جو یہ دعا کرتی تھی کہ:
اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے، بس آپ ہمارے گناہ کو معاف کر دیجیے اور آپ ہم پر رحم
کیجیے اور آپ سب رحم کرنے والوں میں سب سے اچھے رحم کرنے والے ہیں﴿۱۰۹﴾ سو تم نے ان
(مؤمن بندوں) کا مزاق بنایا تھا③، یہاں تک کہ انھوں نے تم سے میری یاد کو بھلا دیا تھا اور تم تو ان
(مؤمنوں) کی ہنسی اڑاتے رہے④﴿۱۱۰﴾ یقیناً آج میں نے ان کے صبر کرنے پر یہ بدلہ دیا کہ وہ
(اپنے مقصد میں) کامیاب ہوگئے﴿۱۱۱﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) وہ لوگ جہنم میں بدشکل ہو جائیں گے۔ ②(دوسرا ترجمہ) ہم پر ہماری بدبختی چھا گئی۔
③تم مسلمانوں کی چھیڑ چھاڑ میں اتنے مشغول ہوگئے کہ پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔
④(دوسرا ترجمہ) تم ان مؤمنوں سے ہنستے رہے۔

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ
الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا
خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ
عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

وہ (اللہ تعالیٰ کافر جہنم والوں سے) سوال کریں گے کہ: تم زمین میں گنتی کے کتنے سال رہے؟ ﴿۱۱۲﴾ تو وہ جواب میں کہیں گے: ہم ایک دن (رہے) یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے ① سو جنھوں نے گنتی کی ہو ان سے پوچھ لیجیے ② ﴿۱۱۳﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے کہ: تم (دنیا میں) تھوڑی سی مدت کے علاوہ زیادہ نہیں رہے، کاش! یہ بات تم (اس وقت دنیا میں) جان لیتے ﴿۱۱۴﴾ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو یوں ہی بے فائدہ (یعنی بے مقصد) پیدا کیا ہے اور تم کو (واپس) ہماری طرف لوٹایا نہیں جائے گا؟ ﴿۱۱۵﴾ سو اللہ تعالیٰ کی شان تو بہت اونچی ہے جو صحیح معنی میں بادشاہ ہیں، ان کے سوا کوئی معبود نہیں، جو عزت والے عرش کے مالک ہیں ﴿۱۱۶﴾ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے گا کہ اس (غیر اللہ کو پکارنے) پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ③ تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہی ہوگا، یقیناً کافر لوگ کامیاب نہیں ہوں گے ﴿۱۱۷﴾ اور (اے نبی!) تم یہ دعا کیا کرو: اے میرے رب! آپ معاف کر دیجیے اور آپ (مجھ پر) رحم فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں میں سب سے اچھے (بڑھ کر) رحم کرنے والے ہیں ④ ﴿۱۱۸﴾

---

① ہم کو تو برابر یاد نہیں رہا۔
② عمر اور اعمال کا صحیح حساب کا کام فرشتے کرتے ہیں۔
③ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت باطل ہے اور باطل کی کوئی دلیل نہیں ہوتی۔
④ ''اِغْفِرْ'' اور ''اِرْحَمْ'' دونوں فعلوں کا مفعول مذکور نہیں ہے، عموم کی طرف اشارہ ہے۔ ہر گناہ اور کوتاہی سے معافی، ہر طرح ہر موقع پر رحمت کی طلب۔

سُوْرَةُ النُّوْر

(مدنية)

سورۃ النور

یہ سورت مدنی ہے، اس میں چوسٹھ (۶۴) یا تریسٹھ (۶۳) آیتیں ہیں۔ سورۂ نصر یا سورۂ حشر کے بعد اور سورۂ حج سے پہلے سو (۱۰۰) یا (۱۰۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں حیا، شرم، عفت، پاک دامنی کے اہم مضامین کو بیان کیا گیا ہے، جن کا لحاظ انسان کے ظاہر اور باطن کو نور والا بنا دیتا ہے اور جن کا لحاظ نہ کرنا انسان کو بے نور بنا دیتا ہے، اسی طرح اللہ کے نور مبارک کا بھی اس سورت میں تذکرہ ہے۔

اٰیَاتُھَا ۶۴ | (۲۴) سُوْرَۃُ النُّوْرِ مَدَنِیَّۃٌ (۱۰۲) | رُکُوْعَاتُھَا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱ اَلزَّانِيَةُ
وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَاۗىِٕفَةٌ مِّنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ
اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ
يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاۗءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

یہ ایک سورت ہے جو ہم نے اتاری ہے جس (کے احکام) کو ہم نے فرض کیا ہے① اور ہم نے اس میں صاف صاف② آیتیں اتاری ہیں؛ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ﴿۱﴾ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد، سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے تم مارو، اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو تم کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے دین (کی حد جاری کرنے) میں کسی قسم کا رحم نہ آوے اور ایمان والوں کا ایک مجمع ان دونوں کی سزا کو اپنی آنکھ سے دیکھے③ ﴿۲﴾ زانی مرد زانیہ عورت سے یا شرک کرنے والی عورت سے ہی نکاح کرتا ہے اور زنا کار عورت سے زانی مرد یا مشرک مرد ہی نکاح کرتا ہے اور یہ بات ایمان والوں پر حرام کر دی گئی ہے ﴿۳﴾ اور وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، پھر (زنا کو ثابت کرنے پر) چار گواہ نہیں لاتے، سو تم ان کو اَسّی (۸۰) کوڑے مارو اور کبھی بھی ان لوگوں کی گواہی تم قبول مت کرو،

---

① جس اللہ تعالیٰ نے یہ احکام مقرر فرمائے اسی اللہ تعالیٰ نے احکام کو ہمارے ذمے میں لازم فرمایا۔

② دوسرا ترجمہ: کھلی کھلی آیتیں۔ ③ یعنی دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

رَّحِيْمٌ ۝۵ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ

اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ

لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۸ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹ وَلَوْلَا

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ ع

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ

اور یہی لوگ خود نافرمان ہیں ﴿۴﴾ مگر جن لوگوں نے اس (تہمت) کے بعد توبہ کرلی اور (اپنی) اصلاح کرلی تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۵﴾ اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنی ذات کے سوا اور کوئی گواہ نہ ہو ایسے آدمی کی گواہی یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر یہ گواہی دیوے کہ ("بیوی کے متعلق زنا کی بات جو اس مرد نے کہی اس بات میں) وہ (مرد) یقیناً سچا ہے" ﴿۶﴾ اور پانچویں مرتبہ میں وہ یوں بولے کہ: اپنی اس بات میں وہ (یعنی میں) جھوٹا ہو تو اس پر (یعنی مجھ پر) اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ﴿۷﴾ اس (عورت) پر سے (زنا کی) سزا دور کرنے کا راستہ یہ ہے کہ وہ عورت چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ: "وہ (یعنی میرا شوہر) بالکل جھوٹا ہے" ﴿۸﴾ اور وہ (عورت) پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ: اگر وہ (یعنی میرا شوہر) سچا ہو تو اس پر (یعنی خود مجھ پر) اللہ تعالیٰ کا غضب اترے ﴿۹﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی (تو خود سوچ لو کہ تمہارا کیا ہوتا، تم کتنی تکلیف میں پڑ جاتے) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ کو قبول کرنے والے، بڑی حکمت والے ہیں ﴿۱۰﴾

یقیناً جن لوگوں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت لگا کر) یہ طوفان کھڑا کیا ہے وہ تمھارے ہی اندر کا ایک ٹولہ ہے، تم اس بات کو تمھارے لیے برا مت سمجھو؛ بلکہ وہ تو تمھارے حق میں بہت بہتر ہے،

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا
هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ
فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾

ان میں سے ہر ایک شخص نے جتنا کیا اتنا گناہ اس کے حصے میں آیا①، اور جس شخص نے ان میں سے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کو بڑا عذاب ہوگا② ﴿۱۱﴾ جب تم لوگوں نے اس (طوفان) کی خبر سنی تو ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں③ کے ساتھ اچھا خیال کیوں نہیں کیا؟ اور (تہمت سنتے ہی) ایسا کیوں نہ کہا: یہ کھلی تہمت ہے ﴿۱۲﴾ وہ (بہتان لگانے والے) اس (بات) پر چار گواہ کیوں نہیں لائے؟ اب جب وہ (چار) گواہ نہیں لاسکے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں ﴿۱۳﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی④ تو جس (چرچے) میں تم پڑے ہوئے تھے اس کی وجہ سے تم پر بڑا عذاب آپڑتا ﴿۱۴﴾

① (۱) بعض لوگ خوش ہوکر خوب مزے لے کر ان واہیات باتوں کا تذکرہ کرتے تھے۔
(۲) بعض اظہارِ افسوس کے طرز میں بات کرتے تھے۔
(۳) کچھ لوگ بات چھیڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا دیتے تھے اور پھر خود چپکے سے سنا کرتے تھے۔
(۴) بعض سن کر تردد میں پڑ جاتے۔
(۵) بہت سے خاموش رہتے۔ (۶) بہت سے سن کر جھٹلا دیتے۔
② یعنی عبداللہ بن ابی جو اس تہمت کو اصل گھڑنے والا تھا۔
③ اصل ترجمہ "اپنے بارے میں" ہوتا ہے؛ لیکن اس تعبیر سے دوسرے مسلمان کی عزت کی حفاظت خود کی عزت کی حفاظت کی طرح کرنی ہے اس کی طرف اشارہ ہے اسلئے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بدنام کرے تو وہ خود کو بدنام کر رہا ہے۔
④ یعنی دنیا میں توبہ کی توفیق دی اور قبول فرمالی۔

اِذۡ تَلَقَّوۡنَهٗ بِاَلۡسِنَتِكُمۡ وَتَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِكُمۡ مَّا لَيۡسَ لَكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَّتَحۡسَبُوۡنَهٗ هَيِّنًا ‌ۖ وَّهُوَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ قُلۡتُمۡ مَّا يَكُوۡنُ لَنَاۤ اَنۡ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ‌ۖ سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِهٖۤ اَبَدًا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ‌ۚ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰيٰتِ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِيۡعَ الۡفَاحِشَةُ فِى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ‌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾

جب کہ تم اپنی زبانوں سے اس (تہمت) کو ایک دوسرے کے سامنے نقل کر رہے تھے ① اور تم اپنے منہ سے ایک ایسی بات کہہ رہے تھے جس کی خبر تم کو بالکل نہیں تھی اور تم اس (تہمت والی بات) کو معمولی سمجھ رہے تھے؛ حالاں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت بڑی (گناہ کی) بات تھی ﴿۱۵﴾ اور جب تم نے (اول) یہ (بہتان) سنا تو اسی وقت تم نے ایسا کیوں نہیں کہا کہ: ہم کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ایسی بات ہم منہ سے نکالیں، آپ (اللہ تعالیٰ) تو پاک ہیں (معاذ اللہ) یہ تو بہت بڑا بہتان ہے ﴿۱۶﴾ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتے ہیں کہ اگر تم واقعی ایمان والے ہو تو آئندہ ایسی بات کبھی مت کرنا ② ﴿۱۷﴾ اور اللہ تعالیٰ کام کی باتیں تمھارے سامنے کھول کھول کے بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر بات کو جاننے والے، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۱۸﴾ یقیناً جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے ③ ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں ④ اور تم نہیں جانتے ہو ﴿۱۹﴾

① بے دلیل بے تحقیق بات آگے کرنا۔ ② وعظ کس کو کہتے ہیں: (۱) ایسی بات جس میں لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہو (۲) بھلی بات اس طرح یاد دلائی جائے جس سے دلوں میں نرمی پیدا ہو جائے۔

③ (دوسرا ترجمہ) بے حیائی کا چرچہ ہو۔ اہلِ ایمان کا معاشرہ بے حیائی والے کاموں اور باتوں سے پاک رہنا چاہیے، غلط باتوں کا چرچہ اور اس کو سیکھنا سکھانا اس کے نت نئے طریقے بتانا یہ سب اس میں شامل ہیں اس دور میں میڈیا کے ذریعہ بہت بے حیائی کی اشاعت کا کام ہو رہا ہے جو ہر گز مناسب نہیں ہے۔

④ کونسا گناہ کس درجہ کا ہے وہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۰﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ ؕ وَمَنۡ يَّتَّبِعۡ خُطُوٰتِ الشَّيۡطٰنِ فَاِنَّهٗ

يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ

اَبَدًا ۙ وَّلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ

مِنۡكُمۡ وَالسَّعَةِ اَنۡ يُّؤۡتُوۡۤا اُولِى الۡقُرۡبٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ

وَلۡيَعۡفُوۡا وَلۡيَصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَـكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۲﴾

اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی (تو تم میں سے کوئی بھی عذاب سے نہ بچتا) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ مہربانی کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں① ﴿۲۰﴾

اے ایمان والو! تم شیطان کے قدموں پر مت چلو اور جو بھی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو یقیناً وہ (شیطان) تو بے حیائی اور برائی کے کام کرنے کے لیے کہے گا، اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی (گناہ سے توبہ کرکے) کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا②؛ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو (توبہ کی توفیق دے کر) پاک صاف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو ہر بات سننے والے اور ہر چیز جاننے والے ہیں ﴿۲۱﴾ اور جو لوگ تم میں بڑے درجے والے ہیں③ اور مال میں وسعت والے ہیں وہ ایسی قسم نہ کھالیویں کہ وہ رشتہ داروں کو اور محتاجوں کو اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) نہیں دیں گے؛ بلکہ (ایسے لوگوں کا) قصور معاف کردیں اور ان کو جانے دیں، کیا تم کو یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے گناہوں کو معاف کردے؟ اور اللہ تو بہت معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۲۲﴾

---

① اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ اپنے مخلص بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں، گندے چرچوں سے انسان کی حفاظت ہوجاوے وہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ہے، اگر خدانخواستہ کوئی آدمی اس طرح کے گندے چرچے میں مبتلا ہوگیا تو اس کو توبہ کی توفیق ہوجانا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ ② تین نعمتوں کا تذکرہ ہے: [۱] توبہ کی توفیق [۲] توبہ کا قبول ہونا [۳] توبہ کی برکت سے صفائی۔ ③ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جو ان کے مرتبہ کو بتاتی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۟ۙ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ
الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ
وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ ع
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى
اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

یقیناً جو لوگ پاک دامن، بھولی بھالی ①ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان کے لیے دنیا وآخرت میں لعنت کی جاتی ہے اوران کے لیے بڑا عذاب ہے ﴿۲۳﴾ جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اوران کے ہاتھ اوران کے پیر جو(برے) کام کہ وہ کرتے تھے ان کے بارے میں گواہی دیں گے ﴿۲۴﴾ اس دن جس سزا کے وہ حق دار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ان کی وہ پوری سزا دے دیں گے اور وہ جان لیں گے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی سچے ہیں (اور ساری باتوں کی حقیقت کو) کھولنے والے ہیں ﴿۲۵﴾ گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے مناسب ہیں ②اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے مناسب ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے مناسب ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے مناسب ہیں، جو (تہمت کی) بات وہ (منافق) لوگ کہتے ہیں وہ (نیک مرد اور عورتیں) اس سے بالکل بری (یعنی بے تعلق) ہیں، ان کے لیے (آخرت میں) مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے ﴿۲۶﴾

اے ایمان والو! تم اپنے (رہنے کے) گھروں کے سوا دوسرے کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہوں جب تک تم اجازت نہ لے لو اور تم اس (گھر) کے رہنے والوں کو سلام کرلو③، یہ تمھارے لیے بہتر ہے، امید ہے کہ تم خیال رکھوگے ﴿۲۷﴾

① یعنی برے کاموں اوراس کے ارادے سے بے خبر ② دوسرا مطلب: عام طور پر گندی باتیں گندوں کی زبان سے نکلتی ہے، نیک لوگوں کی زبان سے پاکیزہ باتیں نکلتی ہیں۔ ③ (دوسرا ترجمہ) جب تک مکان میں رہنے والوں سے سلام نہ کرلو۔

فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فِيۡهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰى يُؤۡذَنَ لَـكُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ قِيۡلَ لَـكُمُ ارۡجِعُوۡا
فَارۡجِعُوۡا‌ هُوَ اَزۡكٰى لَـكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ۞ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ
تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتًا غَيۡرَ مَسۡكُوۡنَةٍ فِيۡهَا مَتَاعٌ لَّـكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا
تَكۡتُمُوۡنَ ۞ قُلْ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُـضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَيَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ اَزۡكٰى
لَهُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ ۞ وَقُلْ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ يَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ
وَيَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَهُنَّ وَلَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ

سو اگر اس (گھر) میں تم کو کوئی آدمی معلوم نہ ہو① تو جب تک تم کو اجازت نہ دے دی جاوے وہاں تک تم اس (گھر) میں داخل مت ہوؤ اور اگر (اجازت نہ ملے اور) تم کو (یوں) کہہ دیا جائے کہ ”تم واپس تشریف لے جاؤ“ تو تم واپس لوٹ کر چلے جاؤ، یہی تمھارے لیے پاکیزہ طریقہ ہے اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جاننے والے ہیں ﴿۲۸﴾ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم ایسے گھروں میں (بغیر اجازت) داخل ہو جاؤ جس میں کوئی آدمی (مستقل) رہتا نہ ہو اور اس میں تمھارا سامان بھی رکھا ہوا ہو② (اے نبی!) ایمان والے مردوں سے تم کہو کہ: وہ اپنی نظروں کو نیچے رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہی ان کے لیے بڑا پاکیزہ طریقہ ہے، یقیناً جو کام وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۳۰﴾ اور (اے نبی!) تم ایمان والی عورتوں کو (بھی) کہو کہ: وہ اپنی نظروں کو نیچے رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں③ اور اپنی سجاوٹ④ (کسی پر بھی) ظاہر نہ کریں؛

① واقعتاً گھر میں کوئی نہیں ہے یا گھر میں ہے؛ لیکن تم کو جواب نہ ملے۔
② (دوسرا ترجمہ) اس سے تم کو بھی فائدہ اٹھانے کا حق ہو۔ نوٹ: عام مہمان خانہ، مرکز، عام خانقاہ، شوپنگ کومپلیکس، شوپنگ مول اس طرح کی عام اجازت والی جگہیں وہاں قیام کے لیے جو ضوابط ہوتے ہیں ان کی پابندی کی جائے۔
③ قرآن میں عام طور پر مرد عورت دونوں کے لیے ایک ہی ساتھ احکام بیان کیے جاتے ہیں؛ لیکن نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کے لیے دونوں کو الگ الگ حکم دیا گیا، یہ اس کی اہمیت کو بتاتا ہے۔
④ اور زینت یعنی زینت کے اعضا کو خاص کر چھپاوے۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ۪ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ۪ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّؕ

مگر جو اس میں سے (مجبوراً) ظاہر ہو جائے⑴ اور اپنی اوڑھنیاں (دوپٹے) اپنے گریبانوں پر ڈال دیا کریں⑵ اور اپنی سجاوٹ (کسی پر) ظاہر نہ کریں، ہاں! اپنے شوہروں کے سامنے⑶ یا اپنے باپوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے سامنے یا اپنے بیٹوں کے سامنے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے سامنے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی (میل جول کی) عورتوں کے سامنے، یا اپنے ہاتھ کی مالکی میں جو (باندیاں) ہیں ان کے سامنے یا (کھانے پینے کے واسطے) کسی کے تابع ہو کر آنے والے⑷ جن کے دل میں کوئی مردانہ خواہش نہ ہو یا ایسے (نادان) بچوں کے سامنے جن کو (ابھی تک) عورتوں کے (بدن کے) چھپے ہوئے حصوں کے بارے میں کوئی خبر نہ ہو، اور (مسلمان) عورتوں کو چاہیے کہ اپنے پیروں کو (زمین پر زور سے) اس طرح نہ ماریں کہ اس کی جو زینت چھپاتی ہے وہ معلوم ہو جائے⑸

⑴ (دوسرا ترجمہ) مگر جو (غالباً) خود ہی کھلا رہ جاتا ہے جیسے ہتھیلی، قدم وغیرہ۔
⑵ یعنی گلا اور سینہ ڈھک جائے اس طرح اوڑھنی اوڑھے۔
⑶ زینت کو ظاہر کرنے سے جو منع کیا گیا اس میں جن لوگوں کا استثنا کیا گیا اس میں سب سے پہلے شوہر کو ذکر کیا گیا، معلوم ہوا کہ زینت کو ظاہر کرنا مثلاً شوہر کے واسطے ہے: یعنی شوہروں کے سامنے عورت اپنی زینت کو ظاہر کرے۔ عورتیں اپنی خلقی، پیدائشی اور زیب و زینت کو جسم کی ساخت اور بناوٹ کو غیر محرم کے سامنے ظاہر نہ کریں؛ البتہ کسی مجبوری کے موقع پر اگر عورت نے کسی حصے کو ظاہر بھی کیا تو بھی مرد کے لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔
⑷ ''التّٰبِعِیْنَ'' کا دوسرا ترجمہ: خدمت گزاروں کے جن کے دلوں میں تقاضہ نہیں ہوتا۔ ⑸ (دوسرا ترجمہ) (مسلمان) عورتیں اپنے پیروں کو زمین پر مارتے ہوئے چھپی ہوئی زینت کو (چھم چھم) ظاہر کرتی ہوئے نہ چلیں۔

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ

اور اے ایمان والو! تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو؛ تاکہ تم لوگ کامیابی پاؤ① ﴿۳۱﴾ تم میں سے جن (آزاد مردوں اور عورتوں) کا نکاح نہ ہوا ہو ان کا نکاح کراؤ② اور تمھارے غلاموں اور باندیوں میں سے جو نیک ہوں ان کا بھی (نکاح کراؤ) اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیں گے③ اور اللہ تعالیٰ تو بہت وسعت والے، ہر چیز جاننے والے ہیں۔ ﴿۳۲﴾ اور جن لوگوں کو نکاح کی طاقت نہ ہو وہ اپنے کو قابو میں رکھیں④، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے مال دار کر دیں اور تمھاری مالکی کے غلام اور باندی میں سے جو بھی مکاتبت کرنا چاہیں تو ان میں سے جن میں بھی تم کو بھلائی⑤ نظر آوے تو ان کو مکاتب بنالو، اور (اے مسلمانو!) اللہ تعالیٰ نے جو مال تم کو دیا ہے اس میں سے تم ان (غلام اور باندیوں) کو بھی دو⑥،

---

① نفسانی شہوت کا معاملہ بڑا دقیق ہے، دوسروں کو اطلاع اس پر مشکل ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ سب چیزوں سے واقف ہیں؛ اس لیے عمومی توبہ کا حکم دیا گیا② چاہے اب تک نکاح نہ ہوا ہو یا طلاق یا وفات کی وجہ سے نکاح نہ رہا ہو اور نکاح کے لائق ہو۔
③ جو لوگ بدکاری سے بچنے کے لیے اور عفت اور پاک دامنی سے رہنے کے لیے اگر نکاح کا ارادہ کریں تو ان کے لیے اللہ تعالیٰ غیب سے انتظام فرما دیتے ہیں۔ فقر نکاح کے لیے مانع نہ بنے: بلکہ نکاح کرو، اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے غنا عطا فرمائیں گے؛ اس لیے سیدنا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: تعجب ہے اس شخص پر جو بغیر نکاح کے مال داری طلب کرے۔
④ (دوسرا ترجمہ) وہ پاک دامن رہیں۔ (تیسرا ترجمہ) وہ لوگ ضبط سے کام لیویں۔ آدمی نکاح کا موقع نہ ہو تو اپنے آپ کو کیسے قابو میں رکھے: (۱) نفل روزوں کا اہتمام (۲) عبادت اور ریاضت، مجاہدہ (۳) بے ریش لڑکوں اور پرائی عورتوں سے دور رہنا (۴) شہوت کو بھڑکانے والی چیز سے اپنے آپ کو بچانا۔
⑤ (یعنی نیکی کے آثار ہوں اور بدلِ کتابت کی صلاحیت ہو اور آزادی کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے لیے خطرہ نہ ہو۔
⑥ یعنی بدلِ کتابت ادا کرنے میں مالی تعاون کرو، زکوۃ بھی دے سکتے ہیں اور مقررہ بدلِ کتابت میں کمی بھی کر سکتے ہیں۔

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ
وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ
مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٤﴾ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ ع ٨
وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ
كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ

تم دنیوی زندگی کا سامان حاصل کرنے کے لیے تمھاری باندیوں کو اگر وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہوں تو زنا (کا کام کرانے) پر مجبور مت کرو①، اور جو آدمی بھی ان (باندیوں) کو (زنا پر) مجبور کرے گا تو یقین رکھو کہ ان (باندیوں) کی مجبوری کے بعد اللہ تعالیٰ تو بڑے ہی معاف کرنے والے، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں②﴿٣٣﴾ اور پکی بات ہے کہ ہم نے تم پر کھلے کھلے احکام اور تم سے پہلے جو قوم گذر گئی ان کے بعض حالات تم پر اتارے ہیں اور تقویٰ والوں کے لیے نصیحت ہے ﴿٣٤﴾

اللہ تعالیٰ تو آسمانوں اور زمین کے نور ہیں③، ان (اللہ تعالیٰ) کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک طاقچہ ہو (اور) جس میں چراغ ہو، چراغ شیشے کے اندر ہو، شیشہ ایسا ہو جیسے ایک ستارہ موتی کی طرح چمکتا ہوا، وہ چراغ برکت والے درخت زیتون (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے، جو (درخت صرف) مشرق کے رخ پر بھی نہ ہو اور مغرب کے رخ پر بھی نہ ہو④

① باندیوں کو زنا کے لیے زبردستی کرنے کی ضرورت اسی وقت پڑے گی جب وہ پاک دامن ہی رہنا چاہے، اور اگر وہ پاک دامن نہ رہنا چاہے تو خود کی مرضی سے بھی فعلِ زنا کر سکتی ہے؛ اس لیے مالکوں کو زبردستی کرنے سے منع کیا گیا۔
② اور زبردستی کرنے والے مالک گنہگار رہوں گے۔
③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ (ہدایت کا) نور دینے والے ہیں آسمانوں (میں رہنے والوں) اور زمین (میں رہنے والوں) کو۔ تمام مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کے نور ہی سے ہدایت کا نور ملتا ہے، زمین اور آسمان کی رونق اللہ تعالیٰ ہی سے ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہو تو سب ویرانہ ہی ہے۔
④ یعنی پورا دن اس کو دھوپ لگتی ہے، زیتون کے درخت کو جتنی زیادہ دھوپ ملے گی اس کے پھل سے نکلنے والا تیل بہت زیادہ چمکدار ہوتا ہے۔

يَكَادُ زَيۡتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ ؕ يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ

وَيَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۝۳۵ فِىۡ بُيُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ

تُرۡفَعَ وَيُذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۝۳۶ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ

تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوۡنَ يَوۡمًا تَتَقَلَّبُ

فِيۡهِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ ۝۳۷

ایسا لگتا ہے کہ اس کا تیل خود ہی روشنی دے دیوے، چاہے اس کو آگ بھی نہ لگی ہو (اگر آگ بھی لگا دی جاوے تو) روشنی پر روشنی ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے نور تک پہنچا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے فائدے کے لیے مثالیں بیان کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۳۵﴾ (اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے نور سے ہدایت پانے والے بندے ایسے گھروں میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں) جن گھروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان (گھروں) کو (تعظیم کا) اونچا مقام دیا جائے①② اور (یہ حکم بھی دیا کہ) ان (مکانوں) میں اس (اللہ تعالیٰ) کا نام بھی لیا جاوے ان (مکانوں) میں صبح، شام اس (اللہ تعالیٰ) کی تسبیح پڑھتے ہیں ﴿۳۶﴾ وہ مرد جن کو کوئی تجارت اور خریدنا، بیچنا اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز کو قائم کرنے سے اور زکوۃ کو دینے سے غفلت میں نہیں ڈالتی ہے③ وہ ایسے دن (قیامت) سے ڈرتے ہیں جس میں (بہت سارے) دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی④ ﴿۳۷﴾

---

① ترفع: کا ایک معنی ہے اللہ کے گھروں کی تعظیم کی جائے، ہر بری چیز سے مسجد کو پاک رکھا جائے گا، ایک نکتہ یہ بھی نکلتا ہے کہ مسجد کی ظاہری شان کو بلند کیا جائے۔

② اس تعظیم کے ساتھ مسجد کی تعمیر کی طرف اشارہ ہے۔

③ اللہ کی مسجدوں کے تذکرے کے بعد رجال لا تلهيهم آیا، اس میں لطیف اشارہ اس بات کی طرف نکل سکتا ہے کہ مسجد کی اصل حاضری مردوں کے لیے ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) دل اور آنکھیں مضطرب (بےچین) ہوں گی۔ یعنی آنکھ سے ادھر ادھر دیکھتے ہوں گے کہ اعمال نامہ کس طرف سے ملتا ہے۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى

اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ۙ

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا

لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ؒ ع ۶ ۱۱

نتیجہ میں یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کے کیے ہوئے کاموں کا ان کو بہترین بدلہ دیں گے① اور وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے فضل سے ان کو زیادہ بھی دیں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو بے حساب روزی دیتے ہیں ﴿۳۸﴾ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں② جیسے چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت، پیاسا اس کو (دور سے) پانی سمجھتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ وہ تو کچھ بھی نہیں تھا③ اور وہ اللہ تعالیٰ کو اس کے پاس پاتا ہے④ سو وہ (اللہ تعالیٰ) اس (کی زندگی) کا حساب پورا پورا چکا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو بہت جلدی حساب لینے والے ہیں ﴿۳۹﴾ یا (اس کی مثال) جیسے گہرے سمندر میں اندھیرے پھیلے ہوئے ہوں⑤ اس (سمندر کی سطح) کو ایک موج نے (اوپر سے) ڈھانک رکھا ہو، کہ اس (موج) کے اوپر دوسری موج ہو جس کے اوپر بادل ہو، اندھیرے ہی اندھیرے ایک دوسرے پر چھائے ہوئے ہوں، جب کوئی آدمی اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اس کو دیکھ بھی نہ پاوے اور جس کو اللہ تعالیٰ ہی نور عطا نہ کریں اس کو کہیں بھی نور نہیں مل سکتا ﴿۴۰﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دیں گے۔

②اس آیت میں وہ کافر مراد ہیں جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو مانتے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق آخرت کی زندگی میں کام آوے ایسے کچھ اعمال دنیا میں کرتے ہیں؛ لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے وہ اعمال بے فائدہ ہوں گے۔

③(دوسرا ترجمہ) اس کو کچھ بھی نہیں ملا۔

④یعنی اللہ کے فیصلے موت کو۔ ⑤جو قیامت ہی کو نہیں مانتے ان کافروں کی مثال۔

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالطَّيۡرُ صٰٓفّٰتٍ‌ؕ كُلٌّ قَدۡ عَلِمَ
صَلَاتَهٗ وَتَسۡبِيۡحَهٗ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ۝۴۱ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ
وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ۝۴۲ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزۡجِىۡ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيۡنَهٗ ثُمَّ يَجۡعَلُهٗ رُكَامًا
فَتَرَى الۡوَدۡقَ يَخۡرُجُ مِنۡ خِلٰلِهٖ‌ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ جِبَالٍ فِيۡهَا مِنۡۢ بَرَدٍ
فَيُصِيۡبُ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَصۡرِفُهٗ عَنۡ مَّنۡ يَّشَآءُ‌ؕ يَكَادُ سَنَا بَرۡقِهٖ يَذۡهَبُ
بِالۡاَبۡصَارِؕ۝۴۳ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّاُولِى الۡاَبۡصَارِ۝۴۴

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی (مخلوقات) ہیں اور جو پرندے پر پھیلائے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں[۱]، ہر ایک نے اپنی نماز (یعنی عبادت)[۲] اور اپنی تسبیح (کے طریقہ) کو جان رکھا ہے اور جو کام بھی وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۴۱﴾ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور (ہر ایک کو) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ﴿۴۲﴾ کیا تم نے (یہ عجیب منظر) نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کو چلاتے ہیں، پھر (اللہ تعالیٰ ہی ان کو) آپس میں (ایک دوسرے کے ساتھ) جوڑ دیتے ہیں، پھر ان کو تہہ پر تہہ بنا کر (گھٹا کی شکل میں) رکھتے ہیں، پھر تو بارش کو اس (بادل) کے درمیان سے برستا دیکھے گا اور آسمان میں (بادل کی شکل میں) جو پہاڑ ہوتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ) ان میں سے اولے برساتے ہیں، سو جس کے لیے چاہتے ہیں اس کے لیے مصیبت بناتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں اس سے بچا لیتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھوں (کی بینائی) کو اب اچک کر لے جائے گی ﴿۴۳﴾ اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بدلتے رہتے ہیں، یقیناً اس میں دیکھنے والوں کے واسطے بڑا عبرت کا سامان ہے[۳] ﴿۴۴﴾

① پرندے جب ہوا میں اڑتے ہوئے ہوتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا خصوصی ظہور ہے، اس وقت نہ وہ زمین کے ہوتے ہیں نہ آسمان کے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جاہلیت کے دور میں بھی اور آج بھی بعض پرندوں کی بہت سے لوگ پرستش کرتے ہیں؛ حالاں کہ یہ پرندے بھی اللہ کی تسبیح پڑھنے والے ہیں۔

② اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا اور التجا کا طریقہ ہر ایک کو معلوم ہے۔

③ یعنی عبرت وہ حاصل کرے جو سمجھنے کی نیت سے غور کر کے دیکھے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى
رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾
وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ
وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے والے جانور کو پانی سے بنایا① تو ان میں سے کچھ جانور تو وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں (جیسے سانپ) اور ان میں سے کچھ (جانور) تو وہ ہیں جو دو پیر پر چلتے ہیں (جیسے انسان) اور ان میں سے بعض (جانور) تو وہ ہیں جو چار پیر پر چلتے ہیں (جیسے گائے) اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں پیدا فرماتے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۴۵﴾ پکی بات یہ ہے کہ ہم نے (حقیقت کو) کھول کر بتا دینے والی آیتیں اتار دیں اور اللہ تعالیٰ جس کو بھی چاہتے ہیں سیدھے راستے تک پہنچا دیتے ہیں② ﴿۴۶﴾ اور یہ (منافقین) کہتے ہیں کہ: ہم نے اللہ تعالیٰ کو اور رسول کو مانا اور ہم نے اطاعت کی، پھر اس (کہنے) کے بعد ان (منافقوں) کی ایک جماعت (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم سے) پھر جاتی ہے اور حقیقت میں وہ ایمان والے نہیں ہیں ﴿۴۷﴾ اور جب ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے؛ تاکہ وہ (رسول اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق) ان کے درمیان فیصلہ کریں تب ان میں سے ایک جماعت کے لوگ منہ پھرا لیتے ہیں ﴿۴۸﴾ اور اگر خود ان (منافقوں) کا (کسی سے) کچھ حق نکلتا ہو تو بڑے فرماں بردار بن کر اس (رسول) کے پاس چلے آتے ہیں ﴿۴۹﴾ کیا ان کے دلوں میں (کفر کی) بیماری ہے یا وہ (آپ کے رسول ہونے کے بارے میں) کوئی شک میں پڑے ہیں یا ان کو کوئی خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے؟ بلکہ وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں ﴿۵۰﴾

① (دوسرا ترجمہ) ایک طرح کے پانی سے بنایا۔ ② (دوسرا ترجمہ) سیدھے راستے پر چلاتے ہیں۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ
قُلْ لَا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ۖ

ایمان والوں کی بات تو یہ ہوتی ہے جب کہ ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس (مقصد) کے لیے بلایا جاتا ہے کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ (خوشی سے) کہتے ہیں کہ: ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کر لی① اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ﴿۵۱﴾ اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے سو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں② ﴿۵۲﴾ اور وہ (منافقین) بڑی تاکید سے اللہ (کے نام) کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ: اگر آپ ان کو (جہاد یا ہجرت کے لیے نکلنے کا) حکم دیں تو وہ ضرور نکل جائیں گے، تو ان کو (جواب میں) کہو: بس قسمیں مت کھاؤ③ تمھاری فرماں برداری (کی حقیقت سب کو) معلوم ہے، جو کام بھی تم لوگ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ﴿۵۳﴾ ان کو کہو کہ: تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم رسول کی اطاعت کرو، سو اگر تم منہ پھراؤ گے (اور بات نہیں مانو گے) تو اس (رسول) پر اتنا ہی بوجھ ہے جس کی ذمہ داری ان پر رکھی گئی ہے اور جو کچھ (رسول کی اطاعت کا) بوجھ تم پر رکھا گیا ہے اس کے ذمے دار تم خود ہو،

---

① (دوسرا ترجمہ) جب مومنوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول (اللہ کے حکم کے مطابق) ان کے درمیان فیصلہ کریں تو جواب میں ایمان والے (خوشی سے) یہ بات کہتے ہیں ہم نے بات سن لی اور ہم نے اطاعت کر لی۔

② "فلاح" سے مراد آخرت میں کامیابی پالینا ہے، بعض مرتبہ دنیوی کامیابی پر بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اپنا انتہائی مقصد پالینا، سلامتی کے اصول کے ساتھ خیر کو پالینا یہ "فوز" کہلاتا ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) خالی خالی قسمیں تم مت کھاؤ۔

وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ

مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ

تُرْحَمُوْنَ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ

وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴿۵۷﴾ ع ۱۴

اور اگر تم اس (رسول) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پر آ جاؤ گے اور رسول کی ذمہ داری تو صاف صاف [1] بات پہنچا دینا ہے [2] ﴿۵۴﴾ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان والوں کو اور نیک کام کرنے والوں کو وعدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں ان کو ضرور (اس طرح) حکومت والا بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت والا بنایا تھا، اور ان کا جو دین (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لیے پسند کیا ہے اس کو ان کے لیے جما دیں گے اور ان کے ڈر کے بعد ان کو امن سے ضرور بدل دیں گے، وہ میری عبادت کرتے رہیں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو آدمی بھی (اللہ تعالیٰ کے) اس (وعدے کے ظاہر ہونے) کے بعد کفر کرے گا سو وہی لوگ نافرمان ہیں ﴿۵۵﴾ اور تم نماز قائم کرو اور تم زکوۃ دیتے رہو اور تم رسول کی اطاعت کرو؛ تاکہ تمھارے اوپر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) رحم ہو ﴿۵۶﴾ تم کافروں کے بارے میں ایسا نہ سمجھو کہ وہ زمین میں (کہیں بھاگ کر ہم کو) تھکا دیں گے، ان کا ٹھکانہ تو آگ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے ﴿۵۷﴾

---

① رسول کی ذمے داری تبلیغ کی اور تمھاری ذمے داری اطاعت کی ہے۔

② اور وہ پہنچانے کا کام تو رسول نے کر لیا اور ذمے داری پوری ادا کر دی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ
مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ
مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ
بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا
اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

اے ایمان والو! جو غلام اور باندیاں تمھاری ملکیت میں ہیں اور تم میں سے جو بچے (ابھی تک) بالغ نہیں ہوئے ہیں تین اوقات میں (تمھارے پاس آنے کے لیے) تم سے اجازت لے لیا کریں، فجر کی نماز سے پہلے اور دوپہر میں جب تم اپنے (زائد) کپڑے اتار کر رکھ دیا کرتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد، تین وقت تمھارے پردے کے اوقات ہیں① (اور) ان (تین اوقات) کے علاوہ تم پر اور ان پر کوئی تنگی نہیں، تمہارا آپس میں ایک دوسرے کے پاس آنا جانا کثرت سے چلتا رہتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لیے احکام کو کھول کھول کے بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۵۸﴾ اور جب تمھارے بچے بالغ ہونے کی حد کو پہنچ جائیں② تو وہ بھی اسی طرح اجازت لے لیا کریں③ جیسا کہ ان سے پہلے (کے بالغ ہونے والے) اجازت لیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لیے اپنے احکام کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو (ہر ہر چیز کو) جانتے ہیں، بڑے حکمت والے ہیں ﴿۵۹﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) یہ تین تمھارے بدن کھولنے کے اوقات ہیں، یعنی زائد کپڑے اتارے جاتے ہیں۔
② کچھ بچے ہمارے گھروں میں پہلے سے آتے جاتے ہیں تو بلوغ کے بعد پردہ اور اجازت ان کے لیے ضروری ہو جاوے گی، یہ نہیں کے بلوغ سے پہلے والا برتاؤ بعد میں بھی جاری رہے۔
③(دوسرا ترجمہ) ان کے لیے بھی اسی طرح اجازت لے لینا ضروری ہے۔

وَالۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِىۡ لَا يَرۡجُوۡنَ نِكَاحًا فَلَيۡسَ عَلَيۡهِنَّ جُنَاحٌ اَنۡ يَّضَعۡنَ

ثِيَابَهُنَّ غَيۡرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيۡنَةٍ‌ ؕ وَاَنۡ يَّسۡتَعۡفِفۡنَ خَيۡرٌ لَّهُنَّ‌ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۶۰﴾

لَيۡسَ عَلَى الۡاَعۡمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡاَعۡرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الۡمَرِيۡضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى

اَنۡفُسِكُمۡ اَنۡ تَاۡكُلُوۡا مِنۡۢ بُيُوۡتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اٰبَآٮِٕكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اُمَّهٰتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ

اِخۡوَانِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اَخَوٰتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ اَعۡمَامِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ عَمّٰتِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ

اَخۡوَالِكُمۡ اَوۡ بُيُوۡتِ خٰلٰتِكُمۡ اَوۡ مَا مَلَكۡتُمۡ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوۡ صَدِيۡقِكُمۡ‌ ؕ

اور بڑی بوڑھی عمر کی عورتیں① جن کو (اب) نکاح کی کوئی امید باقی نہیں رہی وہ اپنے (زائد) کپڑے اتار دیا کریں تو اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے②؛ مگر وہ بھی اپنی زینت کو دکھاتی نہ پھریں اور اس سے بھی وہ (بڑی) عورتیں بچتی رہیں تو (اس میں بھی) ان کے لیے بھلائی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۶۰﴾ اندھے پر اس (بات) میں کوئی گناہ نہیں ہے اور لنگڑے پر بھی (اس میں) کوئی گناہ نہیں ہے اور بیمار پر بھی (اس بات میں) کوئی گناہ نہیں ہے اور خود تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، یہ کہ تم اپنے گھروں سے③ یا (تم) اپنے باپوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی (سگی) خالاؤں کے گھروں سے، یا جن (گھروں) کی چابیاں تمھارے اختیار میں ہوں ان گھروں سے یا (تم) اپنے دوستوں کے گھروں سے کھانا کھاؤ④،

① یعنی عام طور پر گھر میں بیٹھے رہنے والی۔ ② ایسی عورتیں مکمل برقعہ وغیرہ نہ اوڑھیں اور سر، بال ڈھانکنے والی اوڑھنی اور مکمل بدن چھپانے والے ڈھیلے موٹے کپڑے پہنے ہوں تو اجازت ہے، البتہ یہ عورتیں بھی کامل ترین پردہ کا اہتمام کریں، اس میں خیریت ہے، شہوت پرستوں کے لیے روکھا سوکھا بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔

③ اپنا خود کا گھر یا اپنی اولاد کا گھر یا اپنی بیوی کا گھر مراد ہے۔

④ جن لوگوں سے بے تکلفی کا تعلق ہو، تم ان کے گھر میں، وہ تمھارے گھر میں آوے اور کھاوے، ایسا جانبین سے سلسلہ جاری ہو، اس طرح (شرعی حد میں رہ کر) آنے جانے، کھانے پینے سے کسی کو ناگواری اور ناراضگی نہ ہوتی ہو وہ مراد ہے۔

لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَاۡكُلُوۡا جَمِيۡعًا اَوۡ اَشۡتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلۡتُمۡ بُيُوۡتًا فَسَلِّمُوۡا عَلٰٓى
اَنۡفُسِكُمۡ تَحِيَّةً مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ
تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاِذَا كَانُوۡا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمۡرٍ
جَامِعٍ لَّمۡ يَذۡهَبُوۡا حَتّٰى يَسۡتَاۡذِنُوۡهُ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ
يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ۚ فَاِذَا اسۡتَاۡذَنُوۡكَ لِبَعۡضِ شَاۡنِهِمۡ فَاۡذَنۡ لِّمَنۡ شِئۡتَ
مِنۡهُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۶۲﴾

(پھر) اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ، سو جب تم گھروں میں داخل ہوں تو اپنے لوگوں کو (یعنی مسلمانوں کو) سلام کیا کرو①، یہ ملاقات کے وقت کی برکت② والی پاکیزہ دعا ہے③ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھارے لیے احکام کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں؛ تاکہ تم سمجھو ﴿۶۱﴾

یقیناً ایمان والے وہ ہیں جو (دل سے) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ اس (رسول) کے ساتھ اجتماعی کام میں شریک ہوتے ہیں تو رسول سے اجازت لیے بغیر (کہیں) نہیں چلے جاتے④، یقیناً جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، سو جب وہ اپنے کسی کام کے لیے (جانے کی) تم سے اجازت مانگیں تو تم ان میں سے جس کے لیے بھی چاہو اجازت دے دو⑤ اور تم ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو⑥، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۶۲﴾

① اس سے سلام کی عادت باقی رہے گی۔ ② ثواب اور دعائیں ملتی ہیں اس لیے برکت۔
③ مخاطب کا دل اس سے خوش ہوتا ہے۔ ④ خلیفہ یا امیر کی اجازت کے بغیر اجتماعی کام کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے، اضطراری حالت میں گنجائش ہے، جیسے عورت کو مسجد میں حیض آجائے۔
⑤ اس لیے کہ ممکن ہے کہ جس کام کو اجازت طلب کرنے والے نے ضروری سمجھا وہ حقیقت میں ضروری نہ ہو۔
⑥ اس لیے کہ صورتاً دنیوی کام کو دینی کام پر ترجیح دی یا غیر ضروری کام کو اپنے اجتہاد سے ضروری سمجھ لیا ہو؛ اس پر استغفار ہے۔

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا ؕ قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ
يَتَسَلَّلُوۡنَ مِنۡكُمۡ لِوَاذًا ۚ فَلۡيَحۡذَرِ الَّذِيۡنَ يُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ
يُصِيۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قَدۡ يَعۡلَمُ مَاۤ اَنۡتُمۡ
عَلَيۡهِ ؕ وَيَوۡمَ يُرۡجَعُوۡنَ اِلَيۡهِ فَيُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۶۴﴾ ع ۱۵

تم رسول کے بلانے کو ایسا (معمولی) مت سمجھو جیسا کہ آپس میں تم ایک دوسرے کو بلا لیا کرتے ہو① پکی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایسے لوگوں کو (خوب) جانتے ہیں جو کسی کی آڑ میں (آنکھ بچا کر) چپکے سے (بغیر اجازت) مجلس سے کھسک جاتے ہیں، سو جو لوگ اس (اللہ تعالیٰ) کے حکم (جو رسول ﷺ کے واسطے سے آیا اس) کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی (دنیوی) آفت آ پڑے یا ان کو دردناک عذاب آ پہنچے ﴿۶۳﴾ یاد رکھو! جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کی مالکی میں ہے جس حالت پر تم ہو② وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو جانتے ہیں اور جس دن سب لوگ ان کی طرف لوٹائے جائیں گے تو جو کام وہ لوگ کرتے تھے وہ (اللہ تعالیٰ) ان کو بتلا دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۶۴﴾

---

① [۱] رسول اللہ ﷺ کسی کو بلا دے تو جانا اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے، ہمارے آپس کی طرح نہیں کہ بلانے پر گئے تو گئے نہ گئے تو کچھ نہیں۔

[۲] آپ ﷺ کو مخاطب بنانے کے لیے یا آپ کے نام کے لیے ادب والے الفاظ کو استعمال کیا جاوے، آپس میں ایک دوسرے کو جیسے بے تکلف آواز دیتے ہیں، ویسے نہیں۔

[۳] ایک دوسرے کا بے تکلفانہ انداز میں تذکرہ کرتے ہیں ویسا نہ ہو۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا تذکرہ بہت ہی ادب و عظمت سے ہو۔

فائدہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کا معنی اس طرح بیان کیا ہے کہ: تم اللہ کے رسول کو ناراض مت کرو، تم کو ان کی بددعا سے بچتے رہنا چاہیے، ان کی بددعا میں جب عذاب ہے تو وہ دوسروں کی بددعا کی طرح نہیں ہو سکتی۔

② (دوسرا ترجمہ) جس چال چلت پر تم ہو۔ (تیسرا ترجمہ) جس روش پر تم لوگ ہو۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَان

(مكية)

سورۃ الفرقان

یہ سورت مکی ہے، اس میں ستتر (۷۷) آیتیں ہیں۔ سورۂ یٰسین کے بعد اور سورۂ فاطر سے پہلے بیالیس (۴۲) نمبر پر نازل ہوئی۔

فرقان: یعنی دو چیزوں میں فرق کرنا۔ اس سورت میں ایسے مضامین ہیں جن سے حق اور باطل کے درمیان فیصلہ ہوجاتا ہے۔

آیاتُھا ٧٧ — (٢٥) سُوْرَۃُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ (٤٢) — رُکوعاتُھا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ﴿١﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ
فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿٢﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ
لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿٣﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ﴿٤﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

بڑی برکت (یا شان) ہے اس (اللہ تعالیٰ) کی جس نے حق اور باطل میں فیصلہ کرنے والی کتاب اپنے (خاص) بندے (حضرت محمد ﷺ) پر اتاری؛ تا کہ وہ (بندہ)① تمام عالموں کے لیے ڈرانے والا بنے②﴿١﴾ وہی وہ ذات ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی (اکیلے اللہ تعالیٰ) کے پاس ہے اور جس نے (خود کے لیے) کوئی اولاد نہیں بنائی اور حکومت میں اس کا کوئی شریک بھی نہیں ہے، اور ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا، سو مناسب انداز میں اس کو ٹھیک ٹھاک کیا③﴿٢﴾ اور ان (کافر) لوگوں نے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور وہ (خود) اپنے لیے نہ نقصان کا اور نہ نفع کا اختیار اور نہ (کسی کی) موت کا اور نہ (کسی کو) زندگی (دینے کا) اور نہ دوبارہ (قیامت میں) زندہ کرنے کا کوئی اختیار رکھتے ہیں﴿٣﴾ اور کافر لوگ کہنے لگے: یہ (قرآن) تو ایک نرا جھوٹ ہے جس کو اس آدمی (محمد) نے (اپنے من سے) گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس (گھڑ لینے) میں اس کی مدد کی ہے، سو یہ (کافر) لوگ ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں﴿٤﴾

① ''لیکون'' کی ضمیر ''عبد'' کی طرف یا ''فرقان'' کی طرف یا مُنَزِّل: اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو سکتی ہے۔
② اس سورت میں زیادہ تر مکذبین کا تذکرہ ہے؛ اس لیے صرف ''نَذِیْرًا'' فرمایا، ''بشیرا'' نہیں فرمایا۔
③ (دوسرا ترجمہ) سب کو الگ الگ انداز سے رکھا (یعنی ہر مخلوق کو اس کے مناسب شکل اور خواص عطا فرمائے)۔

وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ⑤ قُلْ اَنْزَلَهُ

الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ⑥ وَقَالُوْا مَالِ

هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ

مَعَهٗ نَذِیْرًا ⑦ اَوْ یُلْقٰۤی اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ

تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ⑧ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ⑨ تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ ع ۱۶

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ⑩

اور وہ (کافر لوگ) کہنے لگے کہ: یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جو انھوں نے لکھ رکھی ہیں①، سو وہی صبح وشام اس کے پاس لکھوائی جاتی ہیں②﴿۵﴾ تم (جواب میں) کہو: یہ کلام تو اس (اللہ تعالیٰ) نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین میں (ہر) چھپی ہوئی بات کو جانتا ہے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) تو بہت معاف کرنے والے، بڑے رحم کرنے والے ہیں﴿۶﴾ اور وہ (کافر) لوگ کہنے لگے: یہ کیسے رسول ہیں جو کھانا کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں، اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا؟ کہ جو اس کے ساتھ رہ کر (لوگوں کو) ڈراتا﴿۷﴾ یا اس (رسول) کے پاس کوئی خزانہ (غیب سے) آپڑتا یا اس (رسول) کا کوئی باغ ہوتا جس میں سے وہ کھایا کرتا اور ظالم (کافر) لوگ کہنے لگے: (اے مسلمانو!) تم جس کے پیچھے چل رہے ہو اس پر تو جادو کیا گیا ہے﴿۸﴾ تم دیکھو! وہ تمھارے لیے کیسی کیسی باتیں بیان کررہے ہیں، سو وہ گمراہ ہوگئے، سو وہ لوگ (کوئی صحیح) راستہ پا نہیں سکتے﴿۹﴾

بڑی شان ہے اس (اللہ تعالیٰ) کی جو (اللہ تعالیٰ) اگر چاہے تو (ان کافروں کے) اس (کہنے) سے بھی بہتر تمھارے لیے بہت سارے باغات دے دیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے لیے بہت سارے محل بھی بنا دیں﴿۱۰﴾

① (دوسرا ترجمہ) لکھوا رکھی ہے۔ ② (دوسرا ترجمہ) پھر وہی صبح شام ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿١١﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ
مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿١٢﴾ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا
هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿١٣﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿١٤﴾ قُلْ اَذٰلِكَ
خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا
يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾

بلکہ انھوں نے تو قیامت کو جھٹلایا اور جس نے قیامت کو جھٹلایا ہم نے اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے ﴿١١﴾ جب وہ (آگ) ان (کافر) لوگوں کو دور سے دیکھے گی تو وہ (کافر لوگ) اس (جہنم) کے غصہ (جوش وخروش) اور چلانے کی آوازیں سنیں گے ﴿١٢﴾ اور جب وہ لوگ اس (جہنم) کی تنگ جگہ میں ایک زنجیر میں (کئی کئی ایک ساتھ) باندھ کر ڈال دیے جائیں گے تو اس موقع پر وہ لوگ موت کو پکاریں گے ﴿١٣﴾ (اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ) آج کے دن تم ایک موت کو مت پکارو اور تم بہت ساری موتوں کو پکارو① ﴿١٤﴾ تم (ان سے) کہو کیا: یہ (جہنم کا انجام) بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے والی جنت (اچھی ہے) جس کا متقی لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے، جو ان (کے تقویٰ) کا بدلہ ہے اور (ان کے) لوٹ کر جانے کی جگہ ہے② ﴿١٥﴾ اس (جنت) میں ان کو ہر وہ چیز ملے گی جو وہ چاہیں گے، (اس میں) وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ آپ کے رب کے ذمے ایک وعدہ ہے جس کو پورا کرنا تمھارے رب نے (اپنے فضل سے) اپنے ذمے لے لیا ہے③ ﴿١٦﴾ جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) ان (کافروں) کو اور جن (بتوں) کی یہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان (سب) کو جمع کریں گے، سو وہ (اللہ تعالیٰ) ان (بتوں) سے فرمائیں گے کہ: کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود (صحیح) راہ سے بھٹک گئے تھے؟ ﴿١٧﴾

---

① یعنی اس لیے کہ مصیبت کی وجہ سے موت کو پکاریں گے اور وہاں تو بہت ساری مصیبتیں ہیں اس لیے دفعِ مصائب کے لیے متعدد موت کو پکارنا ہوگا۔ ② (دوسرا ترجمہ) جو ان کا آخری ٹھکانہ ہے۔
③ (دوسرا ترجمہ) جو مانگنے سے ملے گا۔ (تیسرا ترجمہ) جس کا سوال کیا جائے گا (اور وہ سوال یقیناً پورا کیا جائے گا)۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ
وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ⑱ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا
تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ⑲ وَمَاۤ
اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ
وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ⑳ ع ۱۱ ۱۷

تو وہ (بت) کہیں گے: (اے اللہ!) آپ کی ذات تو پاک ہے، ہماری مجال نہیں تھی کہ ہم آپ کو چھوڑ کر (دوسروں کو) مدد کرنے والا (یعنی رفیق) بنالیویں؛ لیکن (ایسا ہوا) آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو (دنیا کے ہر قسم کا) سامان فائدہ اٹھانے کے لیے دیا①، یہاں تک کہ وہ (آپ کی) یاد② (یعنی نصیحت) کو بھلا بیٹھے اور وہ تو (خود) تباہ (برباد) ہونے والے لوگ تھے ﴿۱۸﴾ (اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے کافرو!) جو بات تم کہا کرتے تھے اس میں تو (خود تمھارے بنائے ہوئے) ان معبودوں نے ہی تم کو جھٹلا دیا، اب تو تم (خود) عذاب کو ٹال ہی نہیں سکتے ہو اور نہ تو تم (ایک دوسرے کی) مدد کر سکتے ہو③ اور جو آدمی تم میں سے ظلم (یعنی شرک) کرتا ہے ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے ﴿۱۹﴾ اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ تو یقیناً کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے④ اور ہم نے تم لوگوں کو ایک دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے⑤ تو (بتاؤ) کیا تم صبر کرو گے⑥ اور تمھارے رب تو (ہر ہر چیز کو) دیکھنے والے ہیں ﴿۲۰﴾

① ان کو اور ان کے باپ دادوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیوی نعمتیں عطا فرمائی اس کا تقاضا شکر گذاری تھا اس کے بجائے انھوں نے کفر کیا۔ ② یعنی حقیقت میں جو یاد رکھنے کی باتیں تھیں۔

③ (دوسرا ترجمہ) اور نہ کسی کی مدد تم حاصل کر سکتے ہو۔

④ نبوی کمالات دیکھ کر نبوت کی تصدیق کرنے کا ارادہ اور بشری تقاضوں کو دیکھ کر تم تکذیب کر دیتے ہو یہ ایک امتحان ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد تم ایمان قبول کرتے ہو یا نہیں کرتے ہو۔

⑤ ہر طبقے کی ہر حالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے جیسے امیروں کی حالت غریبوں کے لیے امتحان ہے کہ غربا حسد میں مبتلا نہ ہو اور مالدار غرور میں مبتلا نہ ہو۔ ⑥ یعنی صبر کرنا چاہیے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ
اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ
لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً
مَّنْثُوْرًا ﴿٢٣﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ
السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿٢٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ
يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿٢٦﴾

اور جو (کافر) لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے وہ لوگ یہ بات کہنے لگے کہ: ہمارے اوپر فرشتے کیوں نہیں اتارے جاتے یا (کم از کم یہ ہوتا کہ) ہم اپنے رب کو (خود) دیکھ لیویں، حقیقت میں (بات یہ ہے کہ) وہ اپنے جی میں خود کو بہت بڑا سمجھے ہوئے ہیں اور وہ بڑی شرارت میں پڑے ہیں ﴿۲۱﴾ جس (قیامت کے) دن وہ (کافر) فرشتوں کو دیکھ لیں گے تو اس دن (ان) مجرموں کو کوئی خوشی حاصل نہیں ہوگی اور وہ (مجرمین) کہتے پھریں گے: (اے اللہ!) کوئی آڑ (یعنی دیوار) لگا کر (ان فرشتوں کو ہمارے پاس آنے سے) روک دیا جاوے[①] ﴿۲۲﴾ اور ہم ان (مجرموں) کے (دنیا میں) کیے ہوئے کاموں کا فیصلہ کرنے پر آویں گے تو ہم اس کو فضا میں اڑتی ہوئی خاک کی طرح (بے قیمت) کر ڈالیں گے[②] ﴿۲۳﴾ اس دن جنت والوں کا (جنت میں) بہترین ٹھکانہ ہوگا اور دوپہر کو آرام کی جگہ بھی بہت اچھی ہوگی ﴿۲۴﴾ اور جس (قیامت کے) دن آسمان پھٹ کر ایک بادل کو راستہ دے گا اور فرشتے لگا تار اتارے جائیں گے ﴿۲۵﴾ اس (قیامت کے) دن سچی حکومت رحمٰن ہی کی ہوگی اور وہ (قیامت کا) دن کافروں پر بہت ہی سخت ہوگا ﴿۲۶﴾

① (دوسرا ترجمہ) فرشتے کہیں گے: (اے کافرو!) جنت تم پر حرام اور ممنوع ہے (تیسرا) کافر کہیں گے: کہ (اے اللہ!) آپ ہم کو ایسی پناہ دیجیے کہ یہ (عذاب کے فرشتے) ہم سے دور ہو جاوے۔

② جن اعمال کو کافر نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ بے کار غبار کی طرح ہوا میں اڑیں گے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾
يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
مَهْجُوْرًا ﴿٣٠﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا
وَّنَصِيْرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ
لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿٣٢﴾

اور جس (قیامت کے) دن ظالم (کافر) اپنے دونوں ہاتھوں کو کاٹ کھاوے گا، وہ (ظالم) بولے گا: اے کاش کہ! میں (دنیا میں) رسول کا راستہ اپنا لیتا ﴿۲۷﴾ ہائے افسوس! کاش میں نے (دنیا میں) فلانے آدمی کو دوست بنایا نہ ہوتا ﴿۲۸﴾ پکی بات یہ ہے کہ میرے پاس تو نصیحت کی بات پہنچ چکی تھی، پھر اس کے بعد اس (دوست) نے (نصیحت ماننے سے) مجھے بھٹکا دیا تھا اور شیطان کی تو عادت ہی ہے کہ (مصیبت کے وقت) انسان کو دغا (دے کر تنہا چھوڑ) دیتا ہے ﴿۲۹﴾ اور رسول کہنے لگے کہ: اے میرے رب میری قوم تو اس قرآن کو بالکل ہی چھوڑ بیٹھی تھی① ﴿۳۰﴾ اور اسی طرح② ہم نے ہر نبی کے لیے مجرموں میں سے دشمن بنا دیے اور تمھارے رب ہدایت دینے کے لیے اور مدد کرنے کے لیے کافی ہیں ﴿۳۱﴾ اور کافر لوگ (یہ بات) کہنے لگے کہ: اس (نبی) پر پورا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہیں اتارا گیا؟ (اے نبی!) ہم نے اس طرح (تھوڑا تھوڑا قرآن) اس لیے اتارا؛ تاکہ اس (قرآن) کے ذریعہ ہم تمھارے دل کو ثابت (مضبوط) رکھیں اور ہم نے اس (قرآن) کو بہت ٹھہر ٹھہر کر اتارا ہے③ ﴿۳۲﴾

① (دوسرا ترجمہ) میری قوم نے تو اس قرآن کو (جس کی طرف دھیان نہ دیا جاوے ایسی) چھوڑی ہوئی چیز بنا دیا تھا۔
مطلب: [۱] قرآن کا انکار [۲] یا قرآن کو ماننے کے باوجود تلاوت کی پابندی نہ کرنا اور عمل نہ کرنا [۳] صحیح قرآن کی طرف توجہ نہ کرنا۔ نکتہ: حضرت نبی کریم ﷺ اپنی مظلومیت کی فریاد نہیں کریں گے، صرف قرآن چھوڑنے پر فریاد ہوگی۔
② جس طرح آج کافر لوگ آپ کے دشمن ہیں۔ ③ قرآن کو دونوں شرف حاصل ہے: (۱) ایک ساتھ لوحِ محفوظ میں نازل ہوا (۲) تھوڑا تھوڑا کر کے قلبِ اطہر پر نازل ہوا۔ (دوسرا ترجمہ) بہت ٹھہر ٹھہر کر پڑھوایا ہے (تیسرا ترجمہ) ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر سنایا ہے۔ ترتیل کا معنیٰ: قرآن کریم کو تجوید اور وقوف کی رعایت کے ساتھ پڑھنا۔

وَلَا يَأْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿٣٣﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى

وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى ع

الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ

لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٣٧﴾ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ

وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿٣٨﴾

اور جب کبھی بھی یہ کافر لوگ تمھارے پاس کوئی انوکھا سوال لے آتے ہیں تو ہم اس کا صحیح اور زیادہ وضاحت کے ساتھ جواب تمھارے پاس پہنچا دیتے ہیں ﴿۳۳﴾ جن لوگوں کو گھیر کر کے اپنے مُنہ کے بل جہنم کی طرف لے جایا جائے گا وہ لوگ بہت ہی بری جگہ پر ہوں گے اور ان لوگوں کا راستہ بھی بڑا گمراہی کا ہے ﴿۳۴﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو (دینی کاموں میں) مددکرنے والا بنایا تھا ﴿۳۵﴾ سو ہم نے (موسیٰ اور ہارون سے) کہا: تم دونوں اس قوم کے پاس (دعوت کے لیے) جاؤ جس نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے، سو ہم نے ان (جھٹلانے والوں) کو بالکل ہی ہلاک کر دیا ہے ﴿۳۶﴾ اور نوح (علیہ السلام) کی قوم کو بھی جب انھوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو (بھی) غرق کر دیا اور ہم نے ان کو لوگوں کے لیے (عبرت کی) نشانی بنا دی اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿۳۷﴾ اور (ہم نے) قومِ عاد کو اور قومِ ثمود کو اور کنویں والوں کو[1] اور ان کے درمیان بہت سی قوموں کو (ہم نے ہلاک کر دیا) ﴿۳۸﴾

[1] قومِ ثمود پر جب عذاب آیا تب کچھ لوگ بچ گئے تھے، وہ کسی کچے کنویں کے پاس رہتے تھے ان پر بھی عذاب آیا۔

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ
اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿٤٠﴾ وَاِذَا
رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿٤١﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا
عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ
سَبِيْلًا ﴿٤٢﴾ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿٤٣﴾ۙ

اور ہرایک کو (سمجھانے کے لیے) ہم نے مثالیں دیں① اور (پھر نہ ماننے تو) ہم نے ہرایک کو بالکل ہلاک کرڈالا②﴿۳۹﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ وہ (مکہ والے) اس بستی پر سے گذر کر آئے ہیں③ جس پر بری طرح (پتھروں کی) بارش برسائی گئی تھی، تو کیا انھوں نے اس (بستی) کو (عبرت کی نظر سے) نہیں دیکھا؟ بلکہ بات یہ ہے کہ دوبارہ زندہ ہوکر اٹھنے کی وہ لوگ امید ہی نہیں رکھتے﴿۴۰﴾ اور جب بھی وہ (کافر) لوگ آپ کو دیکھتے ہیں ان کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ آپ کا مذاق اڑاتے ہیں کہ کیا یہ وہی شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے﴿۴۱﴾ اگر ہم ان (معبودوں کی عبادت) پر مضبوطی سے جمے نہ رہتے④ تو یہ (نبی) تو ہم کو ہمارے معبودوں سے گمراہ ہی کرڈالتے⑤ اور (جو کافر لوگ ابھی ایسی بات کرر ہے ہیں) جب وہ عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تب ان کو پتہ چل جائے گا کہ راستے سے بھٹکا ہوا کون تھا؟﴿۴۲﴾ (اے نبی!) کیا تم نے اس آدمی کی حالت کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا خدا بنا رکھا ہے⑥؟ تو کیا تم اس (خواہش پرست) کی کوئی ذمے داری لے سکتے ہو؟﴿۴۳﴾

---

① (دوسرا) اور ہم نے ہرایک (کی ہدایت کے لیے) عجیب مضمون والے واقعات بیان کیے۔
② (دوسرا ترجمہ) پیس کرر کھ دیا۔ ③ مکہ والے قومِ لوط کی بربادشدہ آبادی سے گذرتے تھے۔
④ کافر لوگ پیغمبروں کے سمجھانے کے باوجود پوری مضبوطی کے ساتھ بت پرستی پر قائم رہتے ہیں اس کو یہاں "صبرنا" سے تعبیر کیا۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) ہٹا ہی دیتے۔ یعنی رسول کا انداز بیان ایسا جادو جیسا ہے کہ وہ ہم کو ہمارے معبودوں کی عبادت سے ہٹا ہی دیتے۔
⑥ معلوم ہوا خلافِ شرع خواہشاتِ نفسانی بھی ایک بت ہے؛ اس لیے من چاہی زندگی چھوڑ و، رب چاہی زندگی پر آؤ۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ

سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا ع

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ

اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ

مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿٤٩﴾

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں، وہ تو جانوروں جیسے ہی ہیں؛ بلکہ وہ راستے سے (جانوروں سے بھی) زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں① ﴿۴۴﴾

کیا تم نے تمھارے رب (کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ وہ سایے کو کس طرح پھیلاتے ہیں؟ اگر وہ چاہتے تو اس (سایے) کو ایک ہی حالت پر ٹھہرا دیتے، پھر ہم نے سورج کو اس (سایے کے لمبا-چھوٹا ہونے) پر (ظاہری) علامت بنایا② ﴿۴۵﴾ پھر ہم اس (سایے) کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں ﴿۴۶﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جنھوں نے تمھارے لیے رات کو لباس③ بنایا اور نیند کو سکون کی چیز بنایا④ اور دن کو دوبارہ اٹھنے کا ذریعہ بنایا ﴿۴۷﴾ اور وہ وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے (بارش کی) خوش خبری دینے والی ہواؤں کو چلاتے ہیں اور ہم نے آسمان سے پاکیزہ⑤ پانی اتارا ﴿۴۸﴾ تاکہ ہم اس (پانی) کے ذریعہ مردہ (پڑے ہوئے) شہر کو زندگی دیویں اور اپنی مخلوق میں سے بہت سارے جانوروں⑥ کو اور بہت سارے انسانوں کو ہم پانی پلادیں ﴿۴۹﴾

---

① جانور تسبیح میں مشغول رہتے ہیں اور حکم کی اطاعت کرتے ہیں؛ جبکہ ہر انسان میں ایسی باتیں نہیں ہیں۔

② (دوسرا ترجمہ) رہنما بنایا۔ سایہ کو لمبا کرنا اور سمیٹنا حق تعالیٰ کی قدرت ہے۔

③ یعنی اوڑھنے کی یا پردے کی چیز۔ رات کی تاریکی میں بہت ساری چیزیں چھپ جاتی ہے۔

④ انسان سوتا ہے تو سب سے کٹ جاتا ہے اور تھکن بھی دور ہو جاتی ہے اور یہ دونوں چیزیں راحت کا ذریعہ ہے۔

⑤ جو خود پاک ہو اور دوسرے کو پاک کرنے والا ہو ایسا۔ ⑥ جانوروں کو سیراب کرنا مقدم بیان کیا گیا، حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس دور میں گذران کا مدار زیادہ تر جانور اور کھیتی تھی؛ اس لیے جانوروں کو سیرابی انسانوں کی سیرابی۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝٥٠ وَلَوْ شِئْنَا
لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۝٥١ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝٥٢
وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا
بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝٥٣ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ
وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝٥٤

اور ہم نے اس (پانی) کو لوگوں کے درمیان الگ الگ مقدار میں تقسیم کیا①؛ تا کہ وہ (لوگ غور کر کے) نصیحت حاصل کریں، پھر بھی اکثر لوگ ناشکری کیے بغیر نہیں رہتے②﴿٥٠﴾ اور اگر ہم چاہتے تو ہر ہر بستی میں (الگ الگ) ڈرانے والا (نبی) بھیجتے ﴿٥١﴾ (اے نبی!) سو تم (ان) کافروں کا کہنا نہ مانو③ اور اس (قرآن) کے ذریعہ ان کے ساتھ بڑا زوردار مقابلہ کرو ﴿٥٢﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جنھوں نے دو دریاؤں کو (ظاہر میں نظر آوے اس طرح) ملا کر چلایا، ایک میٹھا ہے، پیاس بجھانے والا ہے اور دوسرا کھارا، سخت کڑوا ہے اور ان دونوں کے درمیان میں ایک آڑ اور رکاوٹ حائل کر دی④ ﴿٥٣﴾ اور وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جنھوں نے پانی⑤ سے انسان کو پیدا کیا اور اس (انسان) کو نسبی اور سسرالی رشتہ والا بنایا اور تمھارے رب بڑی قدرت والے ہیں ﴿٥٤﴾

①(دوسرا ترجمہ) ہم نے اس (پانی) کو لوگوں کے درمیان میں الٹ پھیر کر کے رکھا ہے۔ (تیسرا ترجمہ) اور یقیناً وہ (پانی) ہم نے کئی طریقوں سے ان کے درمیان تقسیم کیا۔ بعض حضرات نے "صرفنه" کا مرجع قرآن کو بتایا ہے یعنی قرآن میں مختلف مثالیں عمدہ مضامین میں الگ الگ انداز میں ہم نے بیان کی۔
نوٹ: غور کرو تو پانی کے ذخیروں کی اللہ تعالیٰ نے بہت ساری صورتیں بنائی، اصل ذخیرہ سمندر اور زمینوں میں، ندی، نالے، چشمے، تالاب اور پہاڑوں پر برف کی شکل میں منجمد ذخیرہ بھی تو ہے اور عجیب نظام یہ بھی ہے کہ مستعمل نجس پانی سے بھی بھانپ کی شکل میں بادل بنتا ہے تو اس سے صاف پانی برستا ہے۔
②اللہ تعالیٰ کی طرف بارش کی نسبت کے بجائے ستاروں کی طرف کرتے ہیں۔
③عقائد اور اعمال میں کافروں کی بات نہیں مانی جاوے گی۔
④جس کی وجہ سے دونوں دریا آپس میں ملنے سے رکے ہوئے ہیں۔ ⑤یعنی منی کے قطرے سے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ
ظَهِيْرًا ﴿٥٥﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا
مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿٥٧﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ
بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿٥٨﴾ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا
بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿٥٩﴾

اور وہ (کافر لوگ) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نفع بھی نہیں دیتی ہے اور ان کو نقصان بھی نہیں دیتی ہے اور کافر تو اپنے رب کے مقابلے میں (شیطان کا) مدد کرنے والا ہے① ﴿٥٥﴾ (اے نبی!) ہم نے تو تم کو (نیک لوگوں کے لیے) خوش خبری سنانے والا اور (نافرمانوں کے لیے) ڈرانے والا بنا کر کے ہی بھیجا ہے ﴿٥٦﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: اس (اللہ تعالیٰ کی بات پہنچانے) پر میں تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہوں؛ مگر جو آدمی (اللہ کی توفیق سے) اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اپنا لیوے (یہی اجرت ہے)② ﴿٥٧﴾ اور تم اس زندہ رب پر بھروسہ کرو جس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور اس (رب) کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو اور وہ (رب) خود اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لیے کافی ہے ﴿٥٨﴾ جس (اللہ تعالیٰ) نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر (اپنی شان کے مطابق) عرش پر استواء فرمایا، وہ بہت ہی رحمت والے ہیں؛ اس لیے اس کی شان تو کسی خبر رکھنے والے ہی سے پوچھ③ ﴿٥٩﴾

① (دوسرا ترجمہ) کافر انسان تو اپنے رب کی طرف پیٹھ پھیر رہا ہے (تیسرا ترجمہ) کافر نے تو رب کی نافرمانی کرنے میں کمر باندھ رکھی ہے (چوتھا ترجمہ) کافر تو اپنے رب کا مخالف ہے۔

② [١] یہ نبی ﷺ کی بڑی شفقت ہے، امتی ایمان لے آوے، دین دار بنے، اس میں خود امتی کا فائدہ ہے، اس کو نبی جی اپنا فائدہ سمجھے۔ [٢] پوری امت کے اعمال میں سے نبی ﷺ کو اجر کا حصہ ضرور ملے گا؛ چوں کہ آپ ﷺ ہی نے ان اعمالِ خیر کی رہبری فرمائی۔

③ اللہ تعالیٰ کی شان! سب سے زیادہ جاننے والے حضرت نبی کریم ﷺ تھے؛ اس لیے رحمن کی شان نبی ﷺ بیان فرما سکتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۚ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ
نُفُوْرًا ۩﴿٦٠﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾
وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ
الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾
وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا
عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾

السجدۃ ع ۶

اور جب ان (مشرکوں) سے کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ (جواب میں یہ) کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا (چیز) ہے؟ کیا تم ہم سے جس (کو سجدہ کرنے) کے لیے کہو اس کو ہم سجدہ کرنے لگیں؟ اور (اس چیز سے) ان (مشرکوں) کا نفرت کرنا زیادہ ہوجاتا ہے ﴿۶۰﴾

بڑی شان ہے①اس (اللہ تعالیٰ) کی کہ جنھوں نے آسمان میں بہت سارے برج بنائے② اور اس (آسمان) میں روشن چراغ (سورج) اور روشنی دینے والا چاند بنایا ﴿۶۱﴾ اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جنھوں نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے (جانے) والا بنایا③ اور (ان سب باتوں سے) فائدہ وہی آدمی اٹھاتا ہے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہو یا شکر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو ﴿۶۲﴾ اور رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں④ جو زمین پر عاجزی (تواضع) کے ساتھ چلتے ہیں⑤ اور جب ان سے نادان (بے سمجھ) لوگ بات کرنے لگتے تو وہ سلامتی⑥ کی بات کہتے ہیں ﴿۶۳﴾ اور جو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام کر کے رات گزارتے ہیں ﴿۶۴﴾ اور جو لوگ (دعامیں) یہ کہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب! جہنم کے عذاب کو ہم سے دور رکھیے، یقینی بات ہے کہ اس (جہنم) کا عذاب تو ہمیشہ کی تباہی ہے ﴿۶۵﴾ یقیناً وہ (جہنم) تو ٹھہرنے کی اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے ﴿۶۶﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) بڑی برکت ہے۔
② برج کی ایک تفسیر بڑے ستارے ہیں۔ =

= ③خِلْفَةً: یعنی گھٹنا بڑھنا یا مختلف؛ یعنی دن روشن اور رات تاریک۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ: آج میری رات کی نماز فوت ہوگئی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رات کی جو نماز فوت ہوگئی اس کو دن میں پڑھ لو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً.

④عباد الرحمن:

(۱) اظہارِ فضیلت کے لیے رحمن کے بندے کہا؛ ورنہ سب رحمن ہی کے بندے ہیں۔

(۲) ان کی ہر چیز سے عبدیت کا اظہار ہو رہا ہے۔

(۳) جو رحمن کی عبادت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

اس صورت میں ''عباد'' عابد کی جمع ہے؛ جیسے: ''تجار'' تاجر کی جمع ہے۔

(۴) اس کا وجود اور اس کے تمام اختیارات و اعمال آقا کے حکم و مرضی پر دائر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا بندہ کہلانے کا در حقیقت وہی شخص مستحق ہو سکتا ہے جو اپنے عقائد و خیالات کو اور اپنے ہر ارادے اور خواہش کو اور اپنی ہر حرکت اور سکون کو اپنے رب کے حکم اور مرضی کے تابع رکھے، ہر وقت گوشت بر آواز رہے کہ جس کام کا حکم ہو اس کو بجالاؤں۔

صرف رحمن کا ذکر کیا، اِس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی رحمتِ کاملہ کا وعدہ کر لیا، مقبولین کی عادت وصفات، اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمن کی ترجمان اور مظہر ہونا چاہیے، اس کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

⑤ ''ھونا'': یعنی اس کی رفتار سے بھی بندگی ٹپکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ اکڑ کر متکبرانہ انداز سے نہیں چلتے۔

⑥سلاما:

[۱] سلام سے عرفی سلام مراد نہیں ہے؛ بلکہ ایسی بات جس سے فتنہ برپا نہ ہو، وہ مراد ہے۔

[۲] بے تکی باتیں کرنے والوں کو سلامت رہو، ایسا کہہ دیا جاوے، بحث میں نہ الجھے۔

[۳] اس جگہ سلام ''تسلیم'' سے مشتق نہیں ہے؛ بلکہ ''تسلّم'' سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں: سلامت رہنا۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا
يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾
وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا
بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾

اور وہ (رحمن کے بندے) جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے ① اور تنگی (بھی) نہیں کرتے ②؛ بلکہ ان کا خرچ کرنا اس (افراط وتفریط) کے درمیان اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے ﴿٦٧﴾ اور وہ (رحمن کے بندے) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے اور جس جان کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اس کو (ناحق) قتل نہیں کرتے؛ مگر یہ کہ (قتل کرنے کا) کوئی شرعی حق ہو اور وہ لوگ زنا نہیں کرتے اور جو شخص بھی یہ (گناہ کے) کام کرے گا تو وہ گناہوں کا وبال دیکھے گا ﴿٦٨﴾ قیامت کے دن اس کے لیے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں ذلیل ہو کر کے ہمیشہ رہے گا ﴿٦٩﴾ مگر جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور اس نے نیک عمل کیا تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کے بدلے میں نیکیاں عطا کر دیں گے ③ اور اللہ تعالیٰ تو بہت معاف کرنے والے، بہت رحم کرنے والے ہیں ﴿٧٠﴾ اور جس شخص نے بھی توبہ کی ④ اور نیک کام کیے سو حقیقت میں وہ آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف ٹھیک لوٹ کر آتا ہے ⑤ ﴿٧١﴾ اور (رحمن کے بندے) وہ ہیں جو جھوٹے (بیہودہ) کاموں ⑥ میں شامل نہیں ہوتے اور جب لغو کاموں سے گزرتے ہیں تو سنجیدگی (وقار) کے ساتھ گزر جاتے ہیں ⑦ ﴿٧٢﴾ اور (رحمن کے بندے) وہ ہیں جب ان کے رب کی آیتیں سنا کر ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے ⑧ ﴿٧٣﴾

---

① اللہ تعالیٰ نے جہاں خرچ کرنے کا حکم دیا اس میں کمی نہیں کرتے۔ =

=حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: آدمی اپنی ہر پسندیدہ چیز کو خریدے یہ بھی اسراف ہے۔
④اقتار کے معنی: خرچ میں تنگی اور بخل کرنے کے ہیں۔
اصطلاح میں اس کے معنی یہ ہیں کہ جن کاموں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اس میں خرچ کرنے میں تنگی برتنا۔ یہ تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت قتادہ وغیرہ سے منقول ہے۔
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من فقه الرجل قصده في معيشته۔
یعنی انسان کی دانشمندی کی علامتیں ہے کہ خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرے۔
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماعال من اقتصد.
یعنی جو شخص خرچ کرنے میں میانہ روی اور اعتدال پر قائم رہتا ہے وہ کبھی فقیر اور محتاج نہیں ہوتا۔
③حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: انسان کو قیامت کے دن نامۂ اعمال دیا جائے گا، وہ پڑھنا شروع کرے گا تو اوپر اس کی برائیاں درج ہوں گی جنھیں پڑھ کر یہ کچھ ناامید سا ہونے لگے گا، اسی وقت اس کی نظر نیچے کی طرف پڑے گی تو اپنی نیکیاں لکھی ہوئی پائے گا جس سے کچھ ڈھارس بندھے گی، اب دوبارہ اوپر کی طرف دیکھے گا تو وہاں کی برائیوں کو بھی بھلائیوں سے بدلا ہوا پائے گا۔
④پہلی آیت میں ''تاب'' سے کافر مراد ہے اور دوسری آیت میں مومن یا تخصیص کے بعد تعمیم ہے۔
⑤(دوسرا ترجمہ) تو وہ آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے۔ یعنی زبانی توبہ اور عمل دونوں موافق ہو۔
یا اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طرف لوٹنا مراد ہے۔ جو شخص توبہ کرنے کا ارادہ اور عزم کر چکا ہو تو اس کو لوجہ اللہ توبہ کرنی چاہیے۔
''فانه يتوب'' اگر چہ خبر ہے؛ لیکن بمعنی امر ہے۔
بعض نے کہا: مطلب یہ ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا اور منتقل ہونا ہے۔
⑥بیہودہ کاموں سے مراد: [۱] کفریہ میلے۔ [۲] گانے بجانے ناچنے کی محفل۔ [۳] بے حیائی۔ [۴] شراب کی محفل۔ [۵] جھوٹی گواہی۔ [۶] کفر و شرک۔ [۷] جھوٹی بات اور کام۔
⑦یعنی اس برے کام کو برا اور قابلِ نفرت سمجھتے ہیں اور اس میں مبتلا انسان کو حقیر نہیں سمجھتے اور اس سے خود کو افضل نہیں سمجھتے۔
⑧یعنی جب ان کو شریعت کی کوئی بات سنائی جاتی ہے تو اہتمام کے ساتھ متوجہ ہو کر محفوظ رکھنے والے کانوں اور خوف زدہ دلوں سے اس کو سنتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور اس سے نفع بھی حاصل کرتے ہیں، بہرے اور گونگوں کی طرح عدمِ توجہ نہیں برتتے اور روگردانی نہیں کرتے۔
اس میں ایک بات یہ بھی ہے کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی باتیں سن کر بڑے اشتیاق کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ دین کی باتوں کے سامنے گرے گرے، جھکے جھکے نظر آتے ہیں؛ لیکن عمل کچھ بھی نہیں، یہ اس دور میں منافقین کا طرز تھا جو ریاکاری کا نتیجہ ہے جب کہ مؤمنین دھیان سے سن کر عمل کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا
لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿٧٥﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٧٦﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ
فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿٧٧﴾ ع

اور وہ (رحمن کے بندے دعا میں یہ) کہتے ہیں: اے ہمارے رب! آپ ہم کو ہماری بیویوں سے اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کیجیے اور آپ ہم کو تقویٰ والوں کا امام بنا دیجیے ﴿۷۴﴾ ان لوگوں کو ان کے صبر (یعنی ثابت قدم رہنے) کے بدلے میں (جنت کے) بالا خانے دیے جائیں گے اور اس (جنت) میں خیر کی دعا اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا[1] ﴿۷۵﴾ وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے، وہ (جنت) ٹھہرنے اور رہنے کی بہترین جگہ ہے ﴿۷۶﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: اگر تم (میرے رب کو) نہ بھی پکارو[2] تو بھی میرے رب کو تمھاری کوئی پرواہ نہیں ہے[3]، سو تم تو (سچی بات کو) جھٹلا چکے ہو[4] اور یہ (جھٹلانا) گلے پڑ کر رہے گا[5] ﴿۷۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) سب ان کو ملنے آئیں گے۔ یعنی ملائکہ جنت میں استقبال کریں گے، سبحان اللہ!

② (دوسرا ترجمہ) اگر تم میرے رب کی عبادت نہ بھی کرو۔

③ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کی عبادت کے بغیر کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) تم تو (اللہ تعالیٰ کے احکام کو) جھوٹا سمجھتے ہو۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) چپک کر رہے گا (تیسرا ترجمہ) جان کا وبال بن کر رہے گا۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَاء

(مكية)

سورۃ الشعراء

یہ سورت مکی ہے، اس میں دوسوستائیس (۲۲۷) آیتیں ہیں۔سورۂ واقعہ کے بعداور سورۂ نمل سے پہلے سینتالیس (۴۷) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں شاعروں کا تذکرہ ہے، عرب لوگ شاعری اور شاعروں کو بڑی اہمیت دیتے تھے، اس سورت میں بتایا گیا کہ: اشعار اور شعراء عام طور پر گمراہی کے منبع ہوتے ہیں اور حضراتِ انبیاء ہدایت کے منبع ہوتے ہیں۔

اٰيَاتُهَا ٢٢٧ | (٢٦) سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ (٤٧) | رُكُوْعَاتُهَا ١١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا
مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ④
وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوْا
فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

طسم ﴿١﴾ یہ (حق اور باطل کو) ظاہر کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں[1] ﴿٢﴾ شاید ان (کافروں) کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے تم اپنی جان ہلاک کردو گے[2] ﴿٣﴾ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے کوئی (بڑی) نشانی ان پر اتار دیں تو اس (نشانی) کے سامنے ان کی گردنیں نیچی ہوجائیں[3] ﴿٤﴾ کوئی بھی نئی نصیحت رحمن کی طرف سے ان کے پاس پہنچتی ہے تو وہ (کافر لوگ) اس سے منہ پھرا ہی لیتے ہیں ﴿٥﴾ سو پکی بات یہ ہے کہ وہ (کافر لوگ حقائق کو) جھٹلا چکے ہیں، اب عنقریب جس بات کا یہ لوگ مزاق اڑایا کرتے تھے اس کی حقیقت (انجام) ان کے پاس پہنچ جائے گی ﴿٦﴾ کیا وہ لوگ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم نے اس میں ہر قسم کی کتنی اچھی اچھی چیزیں اگائی ہیں؟ ﴿٧﴾

① (دوسرا ترجمہ) یہ صاف صاف بیان کرنے والی کتاب (قرآن) کی آیتیں ہیں۔
② جملہ خبریہ سے نفی مراد ہے نبی ﷺ اتنا زیادہ غم نہ کریں۔
③ یعنی ایسی بڑی نشانی آجاوے کہ مجبوراً ایمان لانا ہی پڑے، ایسا مجبوری والا معاملہ مناسب نہیں۔

ع ۱

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۸ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ۹
وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَۙ۱۰ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا یَتَّقُوْنَ۱۱
قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِؕ۱۲ وَ یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى
هٰرُوْنَ۱۳ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِۚ۱۴ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا
مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ۱۵

یقیناً اس میں بڑی نشانی ہے اور (پھر بھی) ان (کافروں) میں سے اکثر مانتے نہیں ہیں①﴿۸﴾ اور یقینی بات ہے کہ آپ کے رب وہ تو بہت ہی زبردست (یعنی پوری قدرت والے) بڑے ہی رحم کرنے والے ہیں﴿۹﴾ اور (وہ وقت ذرا یاد کرو) جب تمھارے رب نے موسیٰ (علیہ السلام) کو پکارا تھا (اور حکم دیا تھا) کہ تم ظالم قوم کے پاس جاؤ﴿۱۰﴾ جو فرعون کی قوم ہے، کیا وہ لوگ (ہمارے غضب سے) ڈرتے نہیں ہیں؟﴿۱۱﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیویں﴿۱۲﴾ اور میرا دل رکتا (یعنی تنگ ہوتا) ہے اور میری زبان نہیں چلتی، سو آپ ہارون پر بھی وحی بھیج دیجیے②﴿۱۳﴾ اور ان لوگوں کا میرے ذمے ایک جرم ہے، سو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے③﴿۱۴﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا، سو تم دونوں ہماری نشانیوں کو لے کر جاؤ، یقیناً ہم تمھارے ساتھ④ غور سے سننے والے موجود ہیں﴿۱۵﴾

① یہ آیت اس سورت میں آٹھ مرتبہ تکرار سے آئی ہے، یہ پہلا موقع ہے؛ گویا اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی عجیب نشانیاں دکھلا کر ایمان کی دعوت دیتے ہیں، معلوم ہوا کہ دعوت کے دو طریقے ہیں: (۱) ظاہری زبان سے دی جائے (۲) زبانِ حال سے دی جائے؛ یعنی اچھی اچھی قدرت کی چیزیں دکھلا کر دعوت دی جائے۔

② بھائی کی غائبانہ بے مثال خیر خواہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی حکم کو پورا کرنے کے لیے ایسی درخواست کرنا جو اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے میں مددگار ثابت ہو، یہ کوئی بہانہ نہیں ہے؛ بلکہ جائز ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم جب پایا تو اس کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی درخواست پیش کی جس سے کام سہل ہوجائے، کام کا فائدہ بڑھ جائے۔

③ حضرت موسیٰ علیہ السلام واقعی مجرم نہ تھے؛ لیکن مصری حکومت نے آپ کو مجرم سمجھا تھا۔

④ داعی کو اللہ تعالیٰ کی معیت والی نعمت ملتی ہے۔

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴿۱۷﴾
قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ
الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ
مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴿۲۱﴾

سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور تم دونوں (اس فرعون سے) کہو کہ: ہم تمام عالموں کے رب کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں① ﴿۱۶﴾ یہ کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے ﴿۱۷﴾ اس (فرعون) نے (موسیٰ علیہ السلام سے) کہا: کیا (تمھارے) بچپن میں ہم نے تم کو ہمارے پاس رکھ کر تمھاری پرورش نہیں کی تھی؟ اور تم اپنی زندگی کے کئی برس ہمارے پاس نہیں رہے؟② ﴿۱۸﴾ اور تم نے تمھارا وہ (ایک برا) کام بھی تو (ہمارے یہاں رہتے ہوئے) کر ڈالا جو کیا تھا اور تم تو ناشکروں میں سے ہو③ ﴿۱۹﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: میں نے وہ (کام) اس وقت (ایسی حالت میں) کیا تھا کہ (وہ ایک مکے میں مر جائے گا اس کا) مجھے پتہ نہیں تھا④ ﴿۲۰﴾ پھر جب مجھے تم لوگوں سے ڈر لگا تو میں تمھارے پاس سے فرار ہو گیا⑤، سو مجھ کو میرے رب نے حکمت عطا فرمائی اور مجھ کو رسولوں میں شامل فرما دیا ﴿۲۱﴾

①: [۱] نئی جگہ جا کر پہلے تعارفی بات کرنی چاہیے۔ [۲] ایک ہی انسان کی مختلف پہچان ہوا کرتی ہے۔ [۳] رب العالمین کے رسول ہونے کا تعارف پہلے سے فرعون کے سامنے نہیں تھا؛ اس لیے وہ پیش کیا اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ: اے فرعون! ابھی تو پرانی باتیں مت چھیڑ؛ بلکہ اس وقت ہم منصب رسالت کے ساتھ دعوتِ توحید کے لیے آئے ہیں اور بنی اسرائیل کی آزادی چاہتے ہیں اس پر توجہ دے۔

② جو لوگ ضدی ہوتے ہیں، ماننا نہیں ہوتا ہے وہ پرانی باتیں چھیڑ کر معاملے کو الجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی طریقہ فرعون نے اس موقع پر اختیار کیا۔

③ ایک قبطی کو بھول سے مار ڈالنے والا واقعہ، مکا مارنے گئے اور وہ مر گیا۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔

④ (دوسرا ترجمہ) اس کام کے کرتے وقت میں چوکنے والوں میں سے تھا (تیسرا ترجمہ) وہ کام میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔

⑤ فرار ہونا: یعنی بھاگ جانا۔

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ﴿٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ﴿٢٣﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ﴿٢٤﴾ قَالَ
لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ﴿٢٦﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ
الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ﴿٢٧﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴿٢٨﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ﴿٢٩﴾

اور وہ (میری پرورش کا) جو احسان تو مجھ پر رکھتا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے (تمام) بنی اسرائیل کو (جو) غلام بنا رکھا ہے (یہ کہاں تک درست ہے؟) ﴿۲۲﴾ فرعون نے کہا: (اے موسیٰ!) تمام عالموں کے رب (جس کی بات تم کہتے ہو اس) کی کیا حقیقت ہے①؟ ﴿۲۳﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: وہ تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے اس کا رب ہے اگر تم کو یقین (حاصل) کرنا ہو تو② ﴿۲۴﴾ فرعون نے اپنے آس پاس کے درباریوں سے کہا: کیا تم سن رہے ہو③؟ ﴿۲۵﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: (وہی تو) تمھارے رب ہیں اور تمھارے اگلے باپ دادوں کے (بھی) رب ہیں ﴿۲۶﴾ وہ (فرعون) بولا: تمھارا یہ رسول جو تمھاری طرف بھیجا گیا ہے وہ تو بالکل ہی دیوانہ ہے ﴿۲۷﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: (وہ تو) مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے ان کے بھی رب ہیں اگر تم سمجھ رکھتے ہو④ ﴿۲۸﴾ فرعون نے کہا: (موسیٰ! یاد رکھو) اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود مانا تو میں ضرور تم کو قید میں پڑے ہوئے لوگوں میں شامل کر دوں گا⑤ ﴿۲۹﴾

① فرعون خود کو رب اعلیٰ کہلواتا تھا اس لئے اس کو تعجب ہوا اور سوال کیا۔
② چوں کہ فرعون نے باری تعالیٰ کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا جس کو سمجھنا کسی کے بس کی بات نہیں؛ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ کی قدرت اور اوصاف سمجھانے کی کوشش کی۔
③ کہ میرا سوال کیا اور موسیٰ علیہ السلام کا جواب کیا۔
④ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو مجنون کہا، اس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتنا پیارا جواب دیا، ذرا بھی غصہ نہیں ہوئے؛ حالاں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لوگ جلالی پیغمبر کہتے ہیں، حقیقت میں داعی ایسے ہوتے ہیں۔
⑤ مغلوب جاہلوں کی عادت ہے کہ جب کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو دھمکیاں دیتے ہیں۔

قَالَ اَوَلَوۡ جِئۡتُكَ بِشَیۡءٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاۡتِ بِهٖۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلۡقٰی
عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعۡبَانٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۳۳﴾
قَالَ لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ یُّرِیۡدُ اَنۡ یُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهٖ ٭
فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ وَابۡعَثۡ فِی الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿۳۶﴾ یَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ
سَحَّارٍ عَلِیۡمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِیۡلَ لِلنَّاسِ هَلۡ اَنۡتُمۡ
مُّجۡتَمِعُوۡنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنۡ كَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۴۰﴾

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اگر میں تجھ کو ایسی چیز دکھاؤں جو حق بات ظاہر کر دے تو کیا (پھر مانو گے؟) ﴿۳۰﴾ فرعون بولا: اگر تم حقیقت میں سچے ہو تو اس (حق ظاہر کرنے والی چیز) کو لاؤ ﴿۳۱﴾ سو اس (موسیٰ علیہ السلام) نے اپنی لکڑی ڈال دی تو اسی وقت وہ (دیکھتے ہی دیکھتے) صاف اژدہا بن گیا ﴿۳۲﴾ اور اس (موسیٰ علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ (بغل سے) باہر نکالا تو پل بھر میں وہ دیکھنے والوں کے سامنے (بہت ہی) سفید (یعنی چمک دار) بن گیا ﴿۳۳﴾

اس (فرعون) نے اپنے آس پاس (بیٹھنے) والے سرداروں سے کہا: یقیناً یہ شخص بڑا ماہر① جادوگر ہے ﴿۳۴﴾ جو تم کو اپنے جادو کے زور سے تمھارے ملک سے نکال دینا چاہتا ہے②، سو تم کیا مشورہ دیتے ہو③؟ ﴿۳۵﴾ انھوں نے کہا کہ: اس (موسیٰ) کو اور اس کے بھائی کو (کچھ) مہلت دو اور تمام شہروں میں نقیبوں④ کو بھیج دو ﴿۳۶﴾ جو تیرے پاس ہر ایک بڑے ہوشیار جادوگر کو لے آویں ﴿۳۷﴾ آخرکار مقرر دن کے خاص وقت پر جادوگر لوگ جمع کر لیے گئے ﴿۳۸﴾ اور لوگوں کو (اعلان کر کے) کہہ دیا گیا کہ کیا تم بھی جمع ہوں گے ﴿۳۹﴾ شاید اگر وہ جادوگر لوگ غالب آ گئے تو ہم ان (جادوگروں) ہی کے راستے پر چلیں گے ﴿۴۰﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) سمجھ دار (تیسرا ترجمہ) بہت پڑھا ہوا۔
②یعنی جادو کے ذریعے کچھ لوگوں کو اپنا متبع بنا کر بغاوت پر آمدہ کرے گا۔ اقتدار پرستوں کو ہر چیز میں کرسی ہی نظر آتی ہے۔
③ کہ اس کے بارے میں کیا کیا جائے۔ ④یعنی جمع کرنے والے چپراسی۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾ قَالَ نَعَمْ
وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَاَلْقَوْا
حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ
فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿٤٥﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٧﴾

پھر جب وہ جادوگر لوگ آ گئے تو وہ فرعون سے کہنے لگے: اگر ہم مقابلے میں غالب آ گئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا انعام ملے گا؟① ﴿۴۱﴾ اس (فرعون) نے کہا: ہاں! اور تب تو تم کو (میرے) خاص لوگوں میں ضرور شامل کر دیا جائے گا② ﴿۴۲﴾ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: تم کو جو ڈالنا ہو وہ ڈالو③ ﴿۴۳﴾ اس پر ان جادوگروں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں ڈالیں اور وہ (جادوگر) بولے: فرعون کی عزت کی قسم! یقیناً ہم ہی غالب آویں گے ﴿۴۴﴾ اب موسیٰ (علیہ السلام) نے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اپنی لکڑی (زمین پر) ڈالی تو اس نے اسی وقت (بڑا اژدہا بن کر) اس جھوٹے بنے بنائے ہوئے (جادوگروں کے) تماشے کو نگلنا شروع کر دیا ﴿۴۵﴾ سو جادوگر لوگ سجدہ میں گرا دیے گئے ﴿۴۶﴾ وہ (جادوگر لوگ) بولے: ہم تو تمام عالموں کے رب پر ایمان لائے④ ﴿۴۷﴾

---

① داعیِ حق لوجہ اللہ دعوت دیتے ہیں دنیا پرست لوگ پہلے سے عوض کی شرط لگاتے ہیں۔
② یعنی انعام تو ملے گا ہی ساتھ میں خصوصی مقام بھی۔③ (۱) باطل کا ابطال اس کو ظاہر کروائے بغیر ممکن نہ تھا؛ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادو کے اظہار کا حکم دیا۔ (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی الجھن نہیں ہے اس کا اظہار بھی ہے۔ (۳) جب جادوگر ادب و تکریم سے پیش آئے تو آپ بھی حسنِ اخلاق سے پیش آئے۔
④ یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ ہزاروں جادوگر جو پوری زندگی جادوگری کے کفر میں رہے اور فرعون کو خدا مان کر اس کی پوجا کرتے رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا تو فوراً ایمان لے آئے؛ بلکہ ایمان ایسا مضبوط ہو گیا کہ تمام سزاؤں سے گھبرائے بغیر بے دھڑک فرعون سے کہہ دیا "فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ" اے فرعون تجھے جو کرنا ہو کر لے، اس پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کے ایک کامل بندے کی جو تھوڑی سی صحبت اس میدان میں نصیب ہوئی اس نے ان کے ایمان کو اس قدر مضبوط کر دیا کہ اس کے لیے جان دینے تیار ہو گئے، صحیح بات ہے کہ اخلاص کے ساتھ اور سچی طلب کے ساتھ سچے لوگوں کی صحبت انسان کو ایمان کے کمال تک پہنچاتی ہے اور حسنِ خاتمہ کی سعادت حاصل ہونے کا ذریعہ بن جاتی ہے، احادیث میں نبیِ کریم ﷺ کی صحبت کے اثرات سے ایمان، پھر ایمان کا کمال، پھر مقامِ شہادت حاصل ہونے کے واقعات موجود ہیں۔

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ

عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ

يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾ ع ١٨

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ

حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿٥٥﴾

جو موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کے رب ہیں ﴿۴۸﴾ اس (فرعون) نے کہا: میں تم کو اجازت دوں اس سے پہلے تم اس (موسیٰ) پر ایمان لے آئے؟ واقعہ یہ ہے کہ ① وہ (موسیٰ) تمھارا بڑا (استاذ) ہے جس نے تم کو جادو سکھایا، سو عنقریب (اس کا نتیجہ) تم کو معلوم ہو جائے گا، یقیناً میں تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھاؤں گا ﴿۴۹﴾ وہ (جادوگر) کہنے لگے: ہمارا تو کچھ نہیں بگڑے گا②، یقیناً ہم تو ہمارے رب کی طرف لوٹ کر چلے جاویں گے ﴿۵۰﴾ ہم تو (پورے شوق سے) امید لگائے ہوئے ہیں کہ ہمارے رب ہماری غلطیوں کو معاف کر دیں گے اس واسطے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ﴿۵۱﴾

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم بھیجا کہ تم میرے بندوں کو لے کر راتوں رات روانہ ہو جاؤ، یقیناً تم لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا ﴿۵۲﴾ سو فرعون نے شہروں میں نقیبوں کو بھیجا ﴿۵۳﴾ پکی بات یہ ہے کہ یہ (بنی اسرائیل تو) ایک چھوٹی سی جماعت کے لوگ ہیں③ ﴿۵۴﴾ اور انھوں نے ہم کو سخت غصہ دلایا ہے ﴿۵۵﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) یہ بات ثابت ہوگئی کہ۔ ② (دوسرا ترجمہ) ہم کو ڈر نہیں۔

③ ہر دور میں حکومت کی یہی عادت رہی ہے کہ حق کی آواز اٹھانے والا لشکر چھوٹا بھی ہو تو اس کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔

وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝٥٦ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝٥٧ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝٥٨
كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝٥٩ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝٦٠ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ
قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝٦١ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝٦٢ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى
مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝٦٣
وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝٦٤

اور ہم سب (ان سے) خطرہ محسوس کرتے ہیں① ﴿۵۶﴾ پھر ہم نے ان کو باغات سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ عمدہ مکانوں سے باہر نکال دیا ﴿۵۷﴾ ﴿۵۸﴾ ہم نے ان کے ساتھ اسی طرح کیا اور ان سب چیزوں کا ہم نے بنی اسرائیل کو مالک بنا دیا ﴿۵۹﴾ پھر وہ سب (ایک دن) سورج نکلتے وقت ان (بنی اسرائیل) کے پیچھے پڑے ﴿۶۰﴾ پھر جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھیوں نے (گھبرا کر) کہا: پکی بات ہے کہ (اب تو) ہم پکڑے گئے ﴿۶۱﴾ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا: ہرگز (ہم پکڑے) نہیں (جاویں گے)، یقیناً میرے ساتھ میرے رب ہیں② جو عنقریب مجھے (دریا سے نکلنے کا) راستہ بتائیں گے ﴿۶۲﴾ سو ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ اپنی لکڑی سے سمندر کو تم مارو، سو وہ (سمندر) پھٹ گیا، پھر ہر حصہ ایک بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا ﴿۶۳﴾ اور دوسری (فرعون والی) جماعت کو ہم اسی جگہ کے پاس لے آئے ﴿۶۴﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ہم سب ایک ہتھیار بند جماعت (باقاعدہ فوج) ہیں۔ (تیسرا ترجمہ) ہم سب ان سے احتیاط کرتے ہیں (چوتھا) ہم سب ان سے ہوشیار رہتے ہیں۔

نکتہ: فرعون کا یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف عام لوگوں میں بدگمانی اور اشتعال پیدا کرنے کی خطرناک سازش ہے؛ تا کہ لوگ ان کے لائے ہوئے دین کو قبول نہ کرلے؛ اس لیے کہ ایک کم تعداد قوم کا فرد جس کے پاس نہ باقاعدہ فوج ہے نہ اسباب و وسائل ہے وہ کس طرح ایک منظم اور باقاعدہ فوج والی حکومت کے لیے خطرہ بن سکتا ہے؟ بس ایسی ہی گندی سیاست کا آج دور ہے۔ ② ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہے کہ ہم ہرگز پکڑے نہیں جائیں گے۔ یہاں معیت کی بات صرف نبی کے لیے ہے جبکہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد کے لیے بھی معیتِ الٰہی "اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" میں فرمائی گئی، یہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم فضیلت ہے، الحمد للہ الذی شرفنا۔

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾ ع ٤ / ٨
وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ
اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ
اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ
تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ساتھ تھے سب کو (غرق ہونے سے) بچا لیا[1] ﴿٦٥﴾ پھر ہم نے دوسروں (یعنی فرعونیوں) کو غرق کر دیا ﴿٦٦﴾ یقیناً اس چیز میں (بڑی عبرت کی) نشانی ہے اور (اس کے باوجود بھی) ان (کافروں) میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے ﴿٦٧﴾ اور یقیناً تمھارے رب وہی بڑے زبردست، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿٦٨﴾

(اے نبی!) تم ان کو ابراہیم (علیہ السلام) کا واقعہ پڑھ کر سناؤ ﴿٦٩﴾ جب انھوں نے اپنے ابا اور اپنی قوم سے کہا کہ: تم کس کی عبادت کرتے ہو؟[2] ﴿٧٠﴾ وہ کہنے لگے: ہم تو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور پورا دن (یعنی ہر وقت) انھی کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں ﴿٧١﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: جب تم (ان کو) پکارتے ہو تو کیا وہ تمھاری سنتے ہیں؟ ﴿٧٢﴾ یا تم کو فائدہ یا نقصان دیتے ہیں؟ ﴿٧٣﴾ انھوں نے جواب دیا کہ: (نہیں) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) ہم نے ہمارے باپ دادوں کو ایسا ہی کام کرتے ہوئے پایا ہے ﴿٧٤﴾ ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: کیا بھلا تم نے (کبھی غور سے بھی) دیکھا جس کی تم عبادت کرتے رہتے ہو[3] ﴿٧٥﴾ تم بھی اور تمھارے اگلے باپ دادے بھی (جن کو پوجتے رہے ہیں) ﴿٧٦﴾

---

① صالحین کے ساتھ رہنے سے دنیوی مصائب سے بھی نجات ملتی ہے۔

② سوال کی علت عدم علم نہیں ہے بلکہ غور وفکر کی دعوت دینا ہے۔

③ یعنی اللہ کو چھوڑ کر جس کی تم عبادت کرتے ہو کبھی ان کی حالت پر غور کیا؟ ان میں کوئی ایک خوبی بھی ایسی ہے جس کی وجہ سے ان کو عبادت کا مستحق قرار دیا جا سکے؟

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾ وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ
وَ یَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَ الَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِیْۤ
اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓــٴَـتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾
وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾

سو یقیناً وہ تو میرے دشمن ہیں① سوائے تمام جہانوں کے رب کے (وہ میرے دوست ہیں) ﴿۷۷﴾
وہی (رب) ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا، پھر وہی (ہر کام میں) مجھے (صحیح) راستہ دکھاتے ہیں ﴿۷۸﴾
اور وہی (رب) ہے جو مجھے کھانا (یعنی بہت ساری عمدہ چیزیں) کھلاتے ہیں اور (بہت ساری چیزیں)
مجھے پلاتے ہیں ﴿۷۹﴾ اور جب میں بیمار پڑ جاتا ہوں تو وہی (رب) مجھے شفا دیتے ہیں ﴿۸۰﴾ اور
وہی (رب) مجھے موت دیں گے، پھر مجھے زندہ کریں گے ﴿۸۱﴾ اور جس (رب) سے میں یہ امید
لگائے ہوئے ہوں کہ وہ حساب (یعنی قیامت) کے دن میرے گناہوں کو معاف کر دیں گے ﴿۸۲﴾
اے میرے رب! آپ مجھے حکمت② عطا فرمایئے اور مجھ کو نیک لوگوں کے ساتھ شامل کر دیجیے③
﴿۸۳﴾ اور آنے والی نسلوں میں میری سچی (یعنی اچھی) یادیں جاری رکھیے④ ﴿۸۴﴾ اور آپ مجھ
کو نعمتوں والی جنت کے وارث (ہونے والے) لوگوں میں سے بنا دیجیے ﴿۸۵﴾

---

① جس طرح دشمن نقصان ہی پہنچاتا ہے اس طرح بتوں کی عبادت ہر حال میں نقصان دہ ہے۔
② حکماً سے مراد: علم وحکمت میں مزید کمالات حاصل ہونا ہے۔
③ صالحین میں شمولیت کے لیے ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا فرما رہے ہیں جو خود صلاح کے اعلیٰ مقام پر تھے تو ہمیں تو اس دعا کا کتنا اہتمام کرنا چاہیے اور اس کے لئے کتنی کوشش کرنی چاہیے۔
④ (دوسرا ترجمہ) بعد میں آنے والی نسلوں کے لوگوں میں ایسی زبانیں پیدا فرما جو میری سچائی کی گواہی دیویں۔ (تیسرا ترجمہ و مطلب) لسان سے مراد تذکرہ ہے اور لی میں لام نفع کے لیے ہے: یعنی اللہ مجھے ایسے اچھے طریقے اور عمدہ نشانیاں عطا فرمایئے جس کی دوسرے لوگ قیامت تک اتباع کرے اور مجھے ذکرِ خیر اور عمدہ صفات سے یاد کرے اور مجھے اس کا فائدہ پہنچتا رہے؛ گویا کہ اس کے ذریعے دنیوی جاہ حاصل کرنا مقصد نہیں ہے؛ بلکہ آخرت میں مجھے فائدہ حاصل ہو۔

وَاغْفِرْ لِاَبِيْۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا
بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ
لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ
يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿٩٥﴾

آپ میرے باپ کو معاف کردیجیے یقیناوہ تو گمراہ لوگوں میں سے تھے ﴿۸۶﴾ اور جس دن لوگ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اس دن آپ مجھے رسوانہ کیجیے ﴿۸۷﴾ جس دن نہ کوئی مال کام آئے گا نہ کوئی اولاد (کام آئے گی)① ﴿۸۸﴾ مگر یہ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے پاس سلامتی والا (بے روگ) دل لے کر حاضر ہوگا (وہ نفع میں ہوگا)② ﴿۸۹﴾ اور جنت متقی لوگوں کے قریب لائی جائے گی③ ﴿۹۰﴾ اور جہنم گمراہوں کے سامنے ظاہر کردی جاوے گی ﴿۹۱﴾ اور ان (گمراہوں) کو کہا جائے گا کہ (تمھارے) وہ (معبود) کہاں ہیں جن کی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے؟ ﴿۹۲﴾ کیا وہ تمھاری مدد کرسکتے ہیں یا (تمھاری طرف سے) بدلہ لے سکتے ہیں؟④ ﴿۹۳﴾ پھر وہ (باطل معبود) اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا پورا پورا لشکر سب کے سب اس (جہنم) میں اوندھے منہ ڈال دیے جائیں گے ﴿۹۴﴾ ﴿۹۵﴾

---

① اس کی دو تفسیریں ہیں: (۱) مال اور اولاد قیامت کے دن کسی شخص کو کام نہیں آئیں گے؛ ہاں جس شخص کا دل سلیم ہے؛ یعنی وہ ایمان والا ہے، اس کو قیامت کے دن مال بھی نفع دے گا؛ چوں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق کمایا اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کیا اور اولاد بھی کام آئے گی جس کی اس نے دین کے مطابق تربیت کی اور دین کے کام میں ان کو لگایا (۲) اس روز کسی انسان کو اس کا مال اور اولاد کام نہیں آئے گی، ہاں! جس کے پاس قلب سلیم ہو جس میں شرک، کفر اور دوسرے رذائل نہ ہو، وہ قلب اس کو کام آئے گا؛ گویا انسان کو اپنا ایمان اور دوسرے نیک اعمال کام آئیں گے جس کو آیت میں قلب سلیم سے تعبیر کیا گیا۔

② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جو دل کلمۂ توحید کی گواہی دیوے اور شرک سے پاک ہو وہ دل مراد ہے۔ اسی طرح رذائلِ باطنیہ سے سلامت دل بھی مراد ہے۔

③ متقی لوگوں کا اعزاز ہے، خود جنت قریب لائی جاوے گی۔ ④ (دوسرا ترجمہ) یا وہ اپنا خود کا بچاؤ کرسکتے ہیں۔

قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ
حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ ع
كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

اور وہ (کافر لوگ) اس (جہنم) میں آپس میں (اپنے معبودوں سے) جھگڑا کرتے ہوئے بولیں گے ﴿۹۶﴾ کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! (اس دنیا میں) ہم کھلی گمراہی میں پڑے تھے ﴿۹۷﴾ جب ہم تم کو رب العالمین کے برابر کا درجہ دیا کرتے تھے ﴿۹۸﴾ ہم کو تو (بڑے) مجرموں① نے ہی گمراہ کیا تھا ﴿۹۹﴾ نتیجہ یہ ہوا کہ (آج سفارش کرنے والوں میں سے) کوئی ہماری سفارش کرنے والا نہیں ہے ﴿۱۰۰﴾ اور ہمدردی کرنے والا کوئی (مخلص) دوست بھی نہیں② ﴿۱۰۱﴾ سو کاش! ہمیں (دنیا میں) واپس جانے کا ایک مرتبہ موقع مل جائے تو ہم مؤمن بن جائیں ﴿۱۰۲﴾ یقیناً اِس (قیامت کے پورے منظر کے بیان) میں بڑی (عبرت کی) نشانی ہے اور ان میں کے اکثر ایمان والے نہیں ہیں ﴿۱۰۳﴾ اور یقینی بات ہے کہ تمھارے رب وہی بڑے زبردست، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۰۴﴾

نوح (علیہ السلام) کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ﴿۱۰۵﴾ جب ان سے ان کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے کہا: کیا تم (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿۱۰۶﴾

---

① یعنی گمراہی کے بانی۔

② حمیم صفت کا صیغہ ہے، اس کا معنی ہے:

(۱) جو ہماری حالت پر پورے اہتمام سے دھیان دیوے۔

(۲) خالص دوست۔

(۳) قریبی رشتے ناتے والا۔

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ
اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ
الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ
تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾

یقیناً میں تو تمھارے لیے معتبر رسول ہوں① ﴿١٠٧﴾ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو ﴿١٠٨﴾
اس (تبلیغ کے کام) پر میں تم سے کوئی (دنیوی) بدلہ نہیں مانگتا ہوں، میرا اجر تو تمام عالموں کے رب
ہی کے ذمے ہے② ﴿١٠٩﴾ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تم میری بات مان لو ﴿١١٠﴾ قوم (کے لوگوں)
نے کہا: کیا ہم تیری بات مان لیویں؛ حالاں کہ کمینے (یعنی نیچے درجے کے) لوگ تیرے ساتھی ہو
گئے ہیں③ ﴿١١١﴾ نوح (علیہ السلام) نے کہا: جو کام وہ کر رہے ہیں مجھے وہ معلوم نہیں④ ﴿١١٢﴾ ان کا
حساب لینا تو میرے رب ہی کے ذمے ہے اگر تم سمجھ سے کام لو⑤ ﴿١١٣﴾ اور میں ایمان والوں کو
(دھتکار کر) دور کرنے والا نہیں ہوں ﴿١١٤﴾ میں تو صرف کھول کر ڈرانے والا ہوں ﴿١١٥﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) امانت دار رسول ہوں۔
②عام طور پر نبیوں کے قصے میں وما اسئلکم علیہ من اجر آتا ہے؛ جیسے یہاں بھی حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے میں آیا؛ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں نہیں آیا؛ چوں کہ فرعون نے ان کو پالا تھا، اسی طریقے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعے میں بھی نہیں ہے؛ چوں کہ والد کے گھر میں پلے اور بڑھے؛ اگرچہ دونوں حضرات نے اپنی قوم کے کسی فرد سے جن کو دعوت دی ان سے کبھی کوئی اجرت نہیں مانگی۔
③دنیوی اور مالی حیثیت سے کمزور لوگ نبیوں کی پیروی پہلے کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نظر میں ''المقدمون الاکرمون'' لوگ ہیں۔
④(دوسرا ترجمہ) مجھے اس سے کوئی بحث نہیں ہے (یعنی ان کے خاندان اور پیشے سے مجھے بحث نہیں، خاندانی تفاوت اور کاروباری اونچ نیچ سے دین میں کیا اثر؟)۔
⑤ان کا ایک الزام یہ تھا کہ یہ رذیل لوگ دنیوی ذاتی مفاد کے خاطر ایمان لائے ہیں، اس کا جواب ہوگیا کہ ان کے دل میں کیا نیت ہے اس کے میں، یا تم مکلف نہیں ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾

فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ

ع ۸ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾

كَذَّبَتْ عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

انھوں نے (یعنی قوم کے لوگوں نے) کہا: اے نوح! اگر تو (اپنے طریقہ کو) نہیں چھوڑے گا تو ضرور پتھر مار کر ہلاک کر دیا جائے گا ﴿۱۱۶﴾ نوح (علیہ السلام) نے دعا کی کہ: اے میرے رب! یقیناً میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے① ﴿۱۱۷﴾ سو آپ میرے اور ان کے درمیان میں پورا فیصلہ کر دیجیے② اور مجھ کو اور میرے مومن ساتھیوں کو (ہلاکت سے) بچا لیجیے③ ﴿۱۱۸﴾ سو ہم نے ان (نوح علیہ السلام) کو اور ان کے ساتھیوں کو بھری ہوئی④ کشتی میں (سوار کر کے) بچا لیا ﴿۱۱۹﴾ پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا ﴿۱۲۰﴾ یقیناً اس (واقعے) میں (عبرت کی) بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ﴿۱۲۱﴾ اور یقینی بات ہے کہ تمھارے رب وہی بڑے زبردست، سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۲۲﴾

قومِ عاد نے رسولوں کو جھٹلایا ﴿۱۲۳﴾ جب کہ ان سے ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) نے کہا: کیا تم لوگ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿۱۲۴﴾

---

① اللہ تعالیٰ کو کوئی خبر دینی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کو تو سب چیز معلوم ہے؛ لیکن تضرع اور عاجزی کے طور پر عرض کیا؛ تاکہ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت متوجہ ہو جائے۔

② یعنی ان پر عذاب آوے۔

③ حضرت نوح علیہ السلام نے نجات کی دعا کے موقع پر اپنے ساتھیوں کو بھی یاد رکھا اور ان کے لیے بھی نجات کی دعا کی، معلوم ہوا کہ اپنے ساتھیوں کی دینی و دنیوی فلاح کی فکر کرنا یہ نبیوں کی سنت ہے۔

④ جن جانوروں اور پرندوں کی نسل باقی رکھنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھی ان سب کو کشتی میں ساتھ لیا گیا تھا۔

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ
اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ
مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿١٣٣﴾
وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٣٤﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣٥﴾

یقیناً میں تو تمھارے لیے معتبر رسول ہوں① ﴿۱۲۵﴾ سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات تم مان لو ﴿۱۲۶﴾ اور اس (تبلیغ کے کام) پر میں تم سے کوئی (دنیوی) بدلہ نہیں مانگتا ہوں، میرا اجر تو تمام عالموں کے رب ہی کے ذمے ہے ﴿۱۲۷﴾ کیا تم ہر اونچی جگہ پر یادگار (کی چیزیں) بنا کر کھیل (فضول کام) کرتے ہو؟② ﴿۱۲۸﴾ اور تم پکے محل بناتے ہو، شاید کہ تم کو (دنیا میں) ہمیشہ زندہ رہنا ہے③ ﴿۱۲۹﴾ اور جب تم پکڑتے ہو تو پکے ظالم بن کر پکڑتے ہو④ ﴿۱۳۰﴾ سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات تم مان لو ﴿۱۳۱﴾ اور تم اس (اللہ تعالیٰ) سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمھاری مدد کی جو تم جانتے ہی ہو⑤ ﴿۱۳۲﴾ (یعنی) جانوروں اور اولاد اور باغات اور چشموں کے ذریعہ اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھاری مدد کی ﴿۱۳۳﴾ ﴿۱۳۴﴾ میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ﴿۱۳۵﴾

---

①(دوسرا ترجمہ) امانت دار رسول ہوں۔ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اپنے اوصاف بیان کر سکتے ہیں؛ بلکہ کرنا چاہیے۔
②نام ونمود کے لیے اونچی اونچی عمارتیں بناتے تھے۔ اونچی عمارتوں کے بنانے میں غلو سے کام لیتے تھے اور اونچی عمارت پر بیٹھ کر نیچے گذرنے والوں کے ساتھ ناشائستہ حرکت کرتے تھے۔
③یعنی جو عمارتیں محض کاری گیری کے مظاہرہ کے لئے بنائی جاویں۔ زرق برق پرشکوہ عمارتیں، لگتا ایسا ہے کہ دائمی اس میں رہنا ہے۔ تعبثون: جس عمارت کی حاجت اور ضرورت نہ ہو، صرف فخر اور کھیل کے لیے بنائی گئی ہو۔ ضرورت کے خاطر جو عمارت بنائی جائے اس پر وبال نہیں ہے۔ ④غریبوں پر ظلم کرتے تھے، معمولی غلطی پر بھاری گرفت کرتے تھے۔ کیسی تضاد عملی والی زندگی: ایک طرف عمارتوں کے پیچھے دولت کو خوب لگا رہے ہیں، دوسری طرف غریبوں پر زیادتی، ظلم؟۔
⑤(دوسرا ترجمہ) ایسی ایسی چیزیں دے کر تمھاری طاقت بڑھائی جو تم جانتے ہو۔

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ﴿۱۴۰﴾ ع

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ﴿۱۴۶﴾

انھوں نے (یعنی قوم کے لوگوں نے) کہا: (اے ہود!) تو نصیحت کرے یا نصیحت کرنے والوں میں سے نہ بنے ہمارے لیے تو دونوں باتیں برابر ہیں① ﴿۱۳۶﴾ یہ (جو) باتیں (تم کر رہے ہو وہ) تو پچھلوں کی بس ایک عادت رہی ہے② ﴿۱۳۷﴾ اور ہم کو تو کوئی عذاب ہونے والا نہیں ہے ﴿۱۳۸﴾ سو ان لوگوں نے ان (ہود علیہ السلام) کو جھٹلایا تو پھر ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا، یقیناً اس میں (عبرت کی) بڑی نشانی ہے اور ان میں کے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۱۳۹﴾ اور یقیناً تمھارے رب وہی تو بڑے زبردست، بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۴۰﴾

قومِ ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا ﴿۱۴۱﴾ جب ان سے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) نے کہا: کیا تم لوگ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿۱۴۲﴾ یقیناً میں تمھارے لیے امانت دار رسول ہوں ﴿۱۴۳﴾ سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مان لو ﴿۱۴۴﴾ اور میں تم سے اس (تبلیغ کے کام) پر کوئی (دنیوی) بدلہ نہیں مانگتا ہوں، میرا بدلہ تو تمام عالموں کے رب پر ہے ﴿۱۴۵﴾ کیا تم کو یہاں کی نعمتوں میں اطمینان کے ساتھ (ہمیشہ) رہنے دیا جاوے گا؟③ ﴿۱۴۶﴾

① وعظ ایسے کلام کو کہتے ہیں جس میں وعدہ (خوش کرنے کی باتیں) اور وعید (ڈرانے کی باتیں) بھی ہوں، جس کی وجہ سے دلوں میں نرمی پیدا ہو جائے۔

② یعنی گزرے ہوئے زمانے کے نبیوں کی بھی اسی طرح باتیں ہوا کرتی تھیں۔

③ آخرت سے بے فکری اس دور میں عام ہے۔

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا
فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ
يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَآ اَنْتَ اِلَّا
بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ
شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾
فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾

باغوں میں اور چشموں میں؟ اور کھیتیوں میں اور کھجوروں میں کہ جس کے خوشے نرم ہیں؟① ﴿١٤٧﴾ ﴿١٤٨﴾
اور کیا تم پہاڑوں کو تراش کر بڑے ناز کے ساتھ② گھر بناتے رہو گے؟ ﴿١٤٩﴾ سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو
اور میری بات مان لو ﴿١٥٠﴾ اور تم حد سے آگے بڑھنے والوں کا حکم (یعنی کہنا) مت مانو ﴿١٥١﴾ جو
لوگ زمین میں فساد مچاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے③ ﴿١٥٢﴾ وہ (یعنی قوم کے) لوگ کہنے لگے:
یقیناً تم پر بڑا بھاری جادو کر دیا گیا ہے ﴿١٥٣﴾ تم تو ہمارے جیسے ہی ایک (معمولی) انسان ہو، اگر تم
سچے ہو تو (اپنے نبی ہونے کی) کوئی نشانی لاؤ ﴿١٥٤﴾ صالح (علیہ السلام) نے کہا: یہ اونٹنی ہے اس کے لیے
پانی پینے کی ایک باری ہے اور تمھارے (جانوروں کے لیے) پانی پینے کی باری مقرر دن میں ہے
﴿١٥٥﴾ اور تم بری نیت سے اس (اونٹنی) کو ہاتھ بھی مت لگانا، ورنہ تم کو بڑے (خطرناک) دن کا
عذاب پکڑ لے گا ﴿١٥٦﴾ پھر (ہوا یہ کہ) انھوں نے اس (اونٹنی) کی کونچیں کاٹ ڈالیں④، پھر وہ
پچھتاتے ہوئے رہ گئے ﴿١٥٧﴾

① (دوسرا ترجمہ) جن کے خوشے ایک دوسرے میں پیوست ہیں؛ یعنی کھجوروں کے بہت زیادہ پھل آتے ہیں۔ کھجور کے خوشے لطیف اور نازک ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے میں گھسے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

② فارهین کا ایک ترجمہ: اتراتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے۔ ایک ترجمہ: حاذقین: یعنی ماہرین؛ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو یہ عمارت اور بلڈنگ بنانے کی زوردار مہارت عطا فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کسی کو عمدہ پیشہ کی نعمت مل جائے یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، اس سے فائدہ اٹھاؤ؛ لیکن گناہ اور حرام کے کام میں مت لگاؤ، بلا ضرورت اس میں مت پڑو۔

③ حکومتی ذمے داروں کے دو اہم کام: [١] امن قائم کرنا۔ [٢] اصلاح کرنا۔ ④ یعنی اس کو مار ڈالا۔

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝١٥٨ وَاِنَّ رَبَّكَ

لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ۝١٥٩ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ۝١٦٠ۚۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ ع ١١

اَلَا تَتَّقُوْنَ۝١٦١ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ۝١٦٢ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ۝١٦٣ۚ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝١٦٤ؕ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ۝١٦٥ۙ

وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ۝١٦٦ قَالُوْا لَىِٕنْ

لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ۝١٦٧

انجام یہ ہوا کہ ان کو عذاب نے پکڑ لیا، یقیناً اس میں بڑی (عبرت کی) نشانی ہے اور ان میں کے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۱۵۸﴾ اور یقیناً تمھارے رب وہی بڑے زبردست، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۵۹﴾

لوط (علیہ السلام) کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ﴿۱۶۰﴾ جب ان سے ان کے بھائی لوط (علیہ السلام) نے کہا: کیا تم لوگ (اللہ تعالیٰ سے) ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿۱۶۱﴾ یقیناً میں تمھارے لیے معتبر رسول ہوں ﴿۱۶۲﴾ سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو ﴿۱۶۳﴾ اور میں تم سے اس (تبلیغ کے کام) پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہوں، میرا بدلہ تو تمام عالموں کے رب پر ہے ﴿۱۶۴﴾ کیا تمام عالموں کے لوگوں میں تم ہی ہوں جو مردوں (یعنی لڑکوں) کے پاس جاتے ہوں① ﴿۱۶۵﴾ اور تمھارے رب نے تمھارے لیے جو تمھاری بیویاں پیدا کی ہیں ان کو تو تم چھوڑتے ہو②؟ بلکہ تم (انسانیت کی) حد سے بالکل آگے گزرے ہوئے لوگ ہو ﴿۱۶۶﴾ وہ (قوم کے لوگ) کہنے لگے: اے لوط! اگر تو (یہ بات) نہیں چھوڑے گا تو یقیناً (بستی سے) باہر نکال دیا جائے گا③ ﴿۱۶۷﴾

① اس سے پہلے دنیا کی کسی قوم میں یہ گناہ نہیں تھا، جانور تک اس گناہ میں مبتلا نہیں ہوتے تھے۔

② بیوی حلال ہے اس کے خاص مقام — فرج — میں صحبت کرو، تم حلال بیوی کی فرج چھوڑ کر دوسرے گندے کام میں مت پڑو، اپنی بیوی کی دبر بھی حرام ہے۔

③ مصلحین وصالحین کو دھمکی دینا اور خود سدھرنے کی کوشش نہ کرنا انتہائی قساوتِ قلبی کی بات ہے۔

قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ۱۶۸ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ۱۶۹ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ
اَجْمَعِیْنَ ۱۷۰ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۱۷۱ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۱۷۲ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ
فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۱۷۳ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۱۷۴ وَاِنَّ
رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۱۷۵ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ ۱۷۶ اِذْ قَالَ لَهُمْ ع۱۲ ۱۴
شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۱۷۷ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۱۷۸ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۱۷۹ وَمَاۤ
اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱۸۰

لوط (علیہ السلام) نے کہا: یقیناً میں تمھارے (اس برے) کام سے سخت نفرت کرتا ہوں ﴿۱۶۸﴾ اے میرے رب! مجھ کو اور میرے گھر والوں کو جو (برے) کام وہ (قوم کے لوگ) کر رہے ہیں اس سے نجات عطا فرمایئے[۱] ﴿۱۶۹﴾ سو ہم نے ان (لوط علیہ السلام) کو اور ان کے سب گھر والوں[۲] کو نجات دی ﴿۱۷۰﴾ مگر ایک بڑھیا جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل رہی[۳] ﴿۱۷۱﴾ پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ہلاک کر دیا ﴿۱۷۲﴾ اور ہم نے ان پر (عجیب قسم کے پتھر کی) بارش برسائی، سو جن لوگوں کو ڈرایا گیا تھا ان پر بہت بری بارش تھی ﴿۱۷۳﴾ یقیناً اس میں بڑی (عبرت کی) نشانی ہے اور ان میں کے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۱۷۴﴾ اور یقیناً تمھارے رب وہی بڑے زبردست، بڑے رحم کرنے والے ہیں[۴] ﴿۱۷۵﴾

بَن (یعنی گھنے جنگل) کے رہنے والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ﴿۱۷۶﴾ جب ان سے شعیب (علیہ السلام) نے کہا کہ: کیا تم لوگ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے) ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿۱۷۷﴾ یقیناً میں تمھارے لیے امانت دار رسول ہوں ﴿۱۷۸﴾ سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری بات مانو ﴿۱۷۹﴾ اور میں تم سے اس (تبلیغ کے کام) پر کوئی (دنیوی) بدلہ نہیں مانگتا ہوں، میرا بدلہ تو تمام عالموں کے رب پر ہے ﴿۱۸۰﴾

---

(۱) یعنی ایسے برے کاموں پر جو عذاب آنے والا ہے اس سے نجات عطا فرمایئے۔

(۲) اہل ایمان مراد ہیں۔ (۳) یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جو ایمان نہیں لائی۔

(۴) اس علاقے کا حال بندے کے سفرنامہ ''دیکھی ہوئی دنیا'' کی تیسری جلد میں ملاحظہ فرمائیں۔

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا
تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ
خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾

تم پورا پورا ناپ کر دیا کرو[1] اور نقصان پہنچانے والے مت بنو[2] ﴿۱۸۱﴾ اور تم سیدھی ترازو[3] سے تولا کرو ﴿۱۸۲﴾ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دیا کرو اور تم زمین میں فساد مچاتے مت پھرو ﴿۱۸۳﴾ اور تم اس (اللہ تعالیٰ) سے ڈرو جس نے تم کو اور اگلی تمام مخلوقات کو پیدا کیا ﴿۱۸۴﴾ وہ لوگ کہنے لگے: یقیناً تجھ پر تو بڑا بھاری جادو کر دیا گیا ہے[4] ﴿۱۸۵﴾ تم ہمارے جیسے ایک (معمولی) آدمی ہی تو ہو اور ہمارا تو (تمھارے بارے میں) پکا خیال ہے کہ تم جھوٹے لوگوں میں سے ہو ﴿۱۸۶﴾ اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو ﴿۱۸۷﴾ شعیب (علیہ السلام) نے کہا: جو کام تم کر رہے ہو میرے رب اس کو اچھی طرح جانتے ہیں[5] ﴿۱۸۸﴾ سو (قوم کے) لوگوں نے ان (شعیب علیہ السلام) کو جھٹلایا، سو سائبان والے دن کے عذاب نے ان کو پکڑا، یقیناً وہ بڑے (خوفناک) دن کا عذاب تھا ﴿۱۸۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) پیمانہ پورا بھرا کرو۔
② (دوسرا ترجمہ) اور تم دوسروں کو گھاٹے میں ڈالنے والوں میں سے مت بنو۔
③ ناپ تول کے تمام قسم کے آلات اس میں شامل ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) جن پر بڑا بھاری جادو کر دیا ہو تم ان لوگوں میں سے ہو۔
⑤ لہذا کس کو کب عذاب بھیجنا ہمارا کام نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت میں ہے۔

عـ ١١

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۹۱﴾
وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ
الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً
اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَ لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ
مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى
یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۲۰۱﴾

یقیناً اس میں بڑی (عبرت کی) نشانی ہے اور ان میں کے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ﴿۱۹۰﴾
اور یقیناً تمھارے رب وہی بڑے زبردست اور بڑے رحم کرنے والے ہیں ﴿۱۹۱﴾

اور یقیناً وہ (قرآن) تو تمام عالموں کے رب ہی کا اتارا ہوا ہے ﴿۱۹۲﴾ تمھارے دل پر ایک امانت دار فرشتہ اس (قرآن) کو لے کر اترا ہے؛ تاکہ تم ڈرانے والے رسولوں میں شامل ہو جاؤ ﴿۱۹۳﴾ ﴿۱۹۴﴾ (وہ فرشتہ) کھول کر بیان کرنے والی عربی زبان میں (لے کر اترا ہے) ﴿۱۹۵﴾ اور یقیناً اس (قرآن) کا تذکرہ پچھلی آسمانی کتابوں میں موجود ہے ﴿۱۹۶﴾ کیا ان (کافروں) کے لیے یہ دلیل نہیں ہے کہ اس (قرآن) کو بنی اسرائیل کے علما جانتے ہیں؟① ﴿۱۹۷﴾ اور اگر ہم (بالفرض) اس (قرآن) کو کسی عجمی شخص پر اتار دیتے ﴿۱۹۸﴾ اور وہ (عجمی شخص) ان کے سامنے پڑھ بھی دیتا تب بھی وہ (ضد کی وجہ سے) اس پر ایمان نہ لاتے② ﴿۱۹۹﴾ اسی طرح ہم نے مجرموں کے دلوں میں اس (انکار) کو داخل کر دیا ہے③ ﴿۲۰۰﴾ یہ لوگ اس وقت تک اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک وہ دردناک عذاب دیکھ نہ لیویں ﴿۲۰۱﴾

① جو بنی اسرائیل کے علماء ایمان لائے وہ قرآن کی حقانیت کو علی الاعلان بتاتے تھے اور جو ایمان نہ لائے وہ تنہائی میں حقانیت کا تذکرہ کرتے تھے۔
② غیر عربی جس کو عربی پر قدرت نہ ہو وہ پڑھ دیوے تب بھی معجزہ ہوتا اور زیادہ واضح ہوتا پھر بھی یہ ضد میں ایمان نہ لاتے۔
③ کان سے قرآن اس طرح سنا کہ اس کا اثر نہ ہوا، فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ قرآن کی تکذیب ان کی طبیعت بن گئی تھی۔

فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ اَفَبِعَذَابِنَا
يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾
مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾
ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ
مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿٢١٣﴾

اور وہ (عذاب) ان پر اس طرح اچانک آجائے گا کہ ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہیں ہوگی ﴿۲۰۲﴾
اس وقت یہ (مجرم) لوگ کہیں گے کہ: کیا ہم کو کچھ مہلت مل سکتی ہے؟ ﴿۲۰۳﴾ تو کیا وہ (مجرم اِس
وقت) ہمارے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں؟ ﴿۲۰۴﴾ بھلا تو دیکھ! اگر ہم ان کو کئی برسوں تک (عیش
کے سامان سے) مزے اڑانے دیویں ﴿۲۰۵﴾ پھر ان کے پاس وہ (عذاب) آجاوے جس سے
ان کو ڈرایا جارہا ہے ﴿۲۰۶﴾ تو جو مزہ وہ اڑاتے رہے وہ ان کو کیا کام آئے گا①؟ ﴿۲۰۷﴾ جس بستی
میں (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر) ڈرانے والے (نبی یا ان کے نائب) نصیحت کرنے کے لیے نہ آئے
ہوں ایسی کسی بستی کو ہم نے کبھی ہلاک ہی نہیں کیا② ﴿۲۰۸﴾ اور ظلم کرنا ہمارا کام نہیں ہے ﴿۲۰۹﴾
اور شیاطین اس (قرآن) کو لے کر اترے نہیں ہیں ﴿۲۱۰﴾ اور یہ (قرآن لے کر اترنے کا کام) ان
کے مناسب نہیں ہے اور نہ تو وہ (ایسا کام) کر سکتے ہیں ﴿۲۱۱﴾ یقینی بات ہے کہ ان (شیاطین) کو
(قرآن) سننے سے بھی دور کر دیا گیا ہے③ ﴿۲۱۲﴾ سو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود کی عبادت
مت کرو، ورنہ تم ان لوگوں میں شامل ہوجاؤ گے جن کو عذاب دیا جائے گا ﴿۲۱۳﴾

① یعنی دنیا کے عیش میں اضافے سے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی۔

② (دوسرا ترجمہ) جس بستی کو بھی ہم نے (عذاب سے) ہلاک کیا تو اس بستی میں (پہلے ہی سے ہماری طرف سے) ڈرانے والے نصیحت کرنے کی غرض سے پہنچ چکے تھے۔

③ (دوسرا ترجمہ) روک دیا گیا۔

وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ ۝٢١٤ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝٢١٥

فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝٢١٦ وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ۝٢١٧ الَّذِىۡ

يَرٰٮكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ ۝٢١٨ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيۡنَ ۝٢١٩ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۝٢٢٠ هَلۡ

اُنَبِّئُكُمۡ عَلٰى مَنۡ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيۡنُ ۝٢٢١ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ۝٢٢٢ يُّلۡقُوۡنَ السَّمۡعَ

وَاَكۡثَرُهُمۡ كٰذِبُوۡنَ ۝٢٢٣ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الۡغَاوٗنَ ۝٢٢٤

اور (اے نبی!) تم اپنے قریبی رشتے داروں کو (نافرمانی پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) ڈراؤ ﴿۲۱۴﴾ اور جو ایمان والے تمھارے ساتھ چلے ان کے لیے (شفقت کا) اپنا بازو جھکا دو① ﴿۲۱۵﴾ سو اگر وہ تمھاری نافرمانی کریں تو ان کو کہہ دو کہ: جو کام تم کر رہے ہو اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے ﴿۲۱۶﴾ اور بڑے زبردست، بڑے رحم کرنے والے (اللہ تعالیٰ) پر تم بھروسہ کرو ﴿۲۱۷﴾ جو تم کو اس وقت بھی دیکھتے ہیں جب تم (عبادت کے لیے) کھڑے ہوتے ہو ﴿۲۱۸﴾ اور (نماز کے علاوہ) نمازیوں میں تمھارے آنے جانے کو بھی (وہ دیکھتے ہیں)② ﴿۲۱۹﴾ یقین رکھو وہی (اللہ تعالیٰ) اچھی طرح سنتے ہیں، اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۲۲۰﴾ (اے نبی! لوگوں سے کہو) کیا میں تم کو بتاؤں کہ شیاطین کن لوگوں پر اترتے ہیں؟ ﴿۲۲۱﴾ (شیاطین تو) ہر بڑے جھوٹے، بڑے گنہگار پر اترتے ہیں ﴿۲۲۲﴾ جو (شیاطین سے) سنی سنائی بات لا ڈالتے ہیں③ اور ان میں کے اکثر جھوٹے ہیں④ ﴿۲۲۳﴾ اور شعرا کہ ان کی باتوں پر تو گمراہ⑤ لوگ ہی چلتے ہیں ﴿۲۲۴﴾

① ہر مؤمن چاہے وہ رشتہ دار ہو یا نہ ہو اس کے ساتھ شفقت سے پیش آنا ہے۔ نرمی اور تواضع ترقی کا ذریعہ ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) سجدہ کرنے والوں میں آپ کے منتقل ہونے کو بھی وہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں؛ یعنی نمازیوں کے ساتھ جب آپ نماز میں ہوتے ہو اس وقت اور نماز کے علاوہ آپ کے اٹھنے بیٹھنے کو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں۔ نماز با جماعت محبوبیت کی علامت ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) جو شیاطین کی باتوں کی طرف کان لگا کر رکھتے ہیں (یعنی جب شیاطین کاہنوں کے پاس جھوٹی خبریں لاتے ہیں تب پورے دھیان سے ان کی بات سنتے ہیں)۔

④ یعنی شیاطین سنی سنائی ان کاہنوں کو سناتے ہیں اور وہ کاہن لوگوں کو جھوٹ ملا کر سناتے ہیں۔

⑤ حقائق سے دور خیالات اور بیجا مبالغے عام شاعری کا حال ہوتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ
وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٧﴾ ع ۱۱ ۱۵

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں① ﴿۲۲۵﴾ اور وہ یقیناً (زبان سے) ایسی باتیں کہا کرتے ہیں جو وہ کرتے نہیں ہیں ﴿۲۲۶﴾ مگر وہ (شعراء ان سے الگ ہیں) جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے اور اللہ تعالیٰ کا② بہت ذکر کیا اور ان پر ظلم ہو جانے کے بعد انھوں نے بدلہ لیا③ اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب پتہ چل جائے گا کہ کس جگہ (یعنی برے انجام) کی طرف ان کو پلٹ کر کے جانا ہے ﴿۲۲۷﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) حیران پھرا کرتے ہیں۔
② اشعار میں اور اس کے علاوہ عام کلام میں۔
③ یعنی دشمنوں کو شاعری کے انداز سے اچھا جواب دیا۔ اس میں تائیدِ دین، اشاعتِ دین کے اشعار بھی شامل ہیں۔

سُوْرَةُ النَّمْل

(مكية)

سورۃ النمل

یہ سورت مکی ہے، اس میں ترانوے (۹۳) یا پچانوے (۹۵) آیتیں ہیں، سورۂ شعراء کے بعد اور سورۂ قصص سے پہلے اڑتالیس (۴۸) نمبر پر نازل ہوئی۔

اس سورت میں چونٹی کا تذکرہ ہے۔

اس سورت کا دوسرا نام "سورۂ سلیمان" بھی منقول ہے (از: روح)

آیاتھا ۹۳ — (٢٧) سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ (٤٨) — رکوعاتھا ٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿١﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۗ﴿٤﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ
الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿٥﴾ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ
عَلِيْمٍ ﴿٦﴾

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

طس، یہ قرآن کی اور (حقیقت کو) کھولنے والی کتاب کی آیتیں ہیں ﴿١﴾ (ایسے) ایمان والوں کے لیے ہدایت اور خوش خبری ہے ﴿٢﴾ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور وہ زکوۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں ﴿٣﴾ حقیقت میں جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے (برے) اعمال ان کی نظروں میں خوش نما بنا دیے، سو وہ (حق سے دور جہالت میں) بھٹکتے پھرتے ہیں[1] ﴿٤﴾ ان ہی لوگوں کے لیے (دنیا میں بھی) برا عذاب ہے اور وہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے ﴿٥﴾ اور یقیناً تم کو یہ قرآن بڑے ہی حکمت والے، بڑے جاننے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے عطا کیا جارہا ہے[2] ﴿٦﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) برابر بھٹکتے پھرتے ہیں (تیسرا ترجمہ) سو وہ کھیل میں پڑے ہیں۔ (جن کو آخرت کا فکر نہیں ہوتا وہ ہر وقت محض دنیائے فانی کی فکر میں ڈوبے رہتے ہیں۔)

② (دوسرا ترجمہ) پہنچ رہا ہے۔ لفظ "لتلقی" سے تکلیف اور مشقت کا معنی بھی نکلتا ہے، مراد وحی کے نزول کے وقت کی مشقت۔

إِذْ قَالَ مُوسٰى لِأَهْلِهٖٓ إِنِّيٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(اے نبی! موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ بھی ان کو سناؤ) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے گھر والوں سے (مدین سے آتے ہوئے) کہا کہ ①: میں نے ایک آگ دیکھی ہے، میں ابھی (وہاں سے) تمھارے پاس کوئی خبر لے کر آتا ہوں یا آگ کا انگارہ سلگا کر تمھارے پاس لے آتا ہوں؛ تاکہ تم (اس سے) گرمی حاصل کرسکو②﴿۷﴾ سو جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) اس (آگ) کے پاس پہنچے تو آواز دی گئی جو آگ میں ہیں اور جو اس (آگ) کے آس پاس ہے③ اس پر برکت ہو اور اللہ تعالیٰ تو پاک ہیں، جو تمام عالموں کے رب ہیں ﴿۸﴾

---

①(۱) گھر والوں کی ضروریات کی تکمیل کی ذمے داری شوہر پر ہے (۲) بیوی کو بھی اکرام کے الفاظ سے خطاب کرے (۳) کوئی شخص اپنی بیوی کا تذکرہ کرے تو عام لفظ میں کرنا بہتر ہے، جیسے کہ ہمارے یہاں کہتے ہیں: ہمارے گھر والے، ہماری اہلیہ، یہ بھی ایک طرح سے پردے کا اہتمام ہے، بیوی کا نام لوگوں کے سامنے نہ لیا جائے۔

②لعل: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کامیابی کا یقین اور دعویٰ ہو ایسے الفاظ استعمال نہیں کیے؛ بلکہ جس میں اپنی بندگی اور اللہ تعالیٰ سے امید ظاہر ہو ایسے الفاظ استعمال کیے۔

ضرورت کے حاصل کرنے کے لیے محنت کرنا یہ بھی توکل کا حصہ ہے؛ لیکن محنت پر بھروسہ نہ کرے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے امید وابستہ کرے۔

③ (۱) وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ موجود تھے۔

(۲) بعض حضرات نے نار سے نورِ الٰہی مراد لیا ہے؛ چوں کہ نور کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے آگ سمجھا تھا۔

(۳) بعض مفسرین نے کہا کہ: یہاں مضاف محذوف ہے؛ یعنی بورک من فی طلب النار اس شخص (یعنی موسیٰ) کو جو آگ کی طلب میں نکلے ہیں ان کو برکت دی گئی، یا بورک من فی مکان النار: برکت ہے اس کے لیے جو آگ کی جگہ کے اندر ہے، اور بعض حضرات نے کہا کہ: حولھا کا لفظ عام ہے، اس وادی کے اندر جو کوئی تھا سب کے لیے برکت: حضرت موسیٰ علیہ السلام، ملائکہ سب کے لیے برکت ہوگئی۔ یہ کوئی آگ حقیقی آگ نہیں تھی اور جس زمین کے ٹکڑے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچ گئے تھے وہ دور سے پورا آگ سے روشن معلوم ہو رہا تھا؛ اس لیے اس آگ کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے، ایسی تعبیر کی گئی۔

يٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ﴿٩﴾ وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى
مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۟ اِنِّیْ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۖ﴿١٠﴾ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ
ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١﴾ وَ اَدْخِلْ يَدَكَ فِیْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ
بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۟ فِیْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿١٢﴾

اے موسیٰ! حقیقت میں① میں اللہ ہی ہوں، بڑا زبردست، بڑی حکمت والا (ہوں) ﴿۹﴾ (اے موسیٰ!) اور تم اپنی لاٹھی کو (زمین پر) ڈالو، پھر جب اس (موسیٰ علیہ السلام) نے اس (لاٹھی) کو دیکھا کہ وہ اس طرح ہلتی ہے② جیسے کوئی (تیز دوڑنے والا سفید پتلا) سانپ ہو، تو وہ (موسیٰ علیہ السلام) پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر دیکھا بھی نہیں (اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اے موسیٰ! ڈرو نہیں، میرے پاس (کوئی) رسول ڈرا نہیں کرتے③ ﴿۱۰﴾ مگر یہ کہ کسی نے کوئی زیادتی کی ہو④، پھر برائی کے بعد اس کے بدلے نیکی کرے تو پھر یقین رکھنا کہ میں بہت زیادہ معاف کرنے والا اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں ﴿۱۱﴾ اور تم (اے موسیٰ!) اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں داخل کرو تو وہ بغیر کسی بیماری کے سفید (روشن) ہو کر نکلے گا (یہ دونوں معجزے ملا کر) نو نشانیاں لے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف تم جاؤ یقیناً وہ نافرمان قوم ہے ﴿۱۲﴾

① قرآن کی مختلف صورتوں میں یہ واقعہ ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو یہ آواز دی گئی وہ بار بار دی گئی ہوگی، کبھی ایک لفظ سے، کبھی دوسرے لفظ سے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ آواز تمام جانب سے برابر سنائی دے رہی تھی، کوئی ایک جہت متعین نہیں تھی، اور صرف کان سے نہیں؛ بلکہ پورے بدن سے سنائی جا رہی تھی، اور یہ آواز بلا کیف، بلا سمت کے سنی جا رہی تھی؛ لیکن اس کی شروعات آگ یا درخت سے ہوا ایسا معلوم ہو رہا تھا۔

② (دوسرا ترجمہ) پھن مارتی ہے۔

③ نبوت کا اعزاز جب ملے تب کوئی رسول ڈرتے نہیں؛ اس لیے تم کو بھی ڈرنا نہ چاہیے۔ یا جو چیز نبوت کی علامت بن رہی ہو اس سے ڈرنا نہیں۔

④ تو اس لغزش کو یاد کر کے ڈرے اس میں حرج نہیں۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع ۱۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ

عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ

پھر جب ان (فرعونیوں) کے پاس ہمارے روشن معجزات پہنچے[1] تو وہ کہنے لگے کہ: یہ تو کھلم کھلا جادو ہے ﴿۱۳﴾ اور ان لوگوں کے دل اس (سچائی) کا یقین کر چکے تھے، پھر بھی انھوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے اس کا انکار کیا، سو تم دیکھو کہ فساد (یعنی شرارت) کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ ﴿۱۴﴾

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) کو ایک (خاص) علم عطا کیا تھا[2] اور (اس پر) وہ دونوں کہنے لگے: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو بہت سارے ایمان والے بندوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے[3] ﴿۱۵﴾ اور سلیمان (علیہ السلام) داؤد (علیہ السلام) کے قائم مقام بنے[4] اور سلیمان (علیہ السلام) نے کہا: اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے[5]

---

① آنکھوں کو کھول دیوے، توحید سمجھا دیوے دیسے۔ نبیوں کے معجزات لوگوں کو توحید اور رسالت سمجھانے کے خاطر ہوتے ہیں؛ تا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ سے جڑ جاویں، دنیا کے جادوگروں کی طرح صرف لوگوں کو متاثر کرنا اور خود کا گرویدہ بنانا مقصود نہیں ہوتا۔ ② یعنی شریعت کا اور حکومت کا نظام چلانے کا۔

③ فضیلتِ کلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے، اظہارِ فضیلت جائز ہے، کبر و غرور کے وقت مذموم ہے۔

④ حکومت اور علوم نبوت دونوں میں۔

⑤ جو معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملا وہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیا:

(۱) جانوروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی۔

(۲) اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔

(۳) درخت اور پتھر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔

بلکہ آپ کے امتیوں کو بھی یہ کرامت ملی:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہوا کے ذریعے: یا ساریۃ الجبل! کا پیغام پہنچایا (۲) مدینہ میں زلزلہ آیا تو زمین کو آپ رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا تو زمین ٹھہر گئی (۳) نیل دریا کے نام آپ رضی اللہ عنہ نے پرچی لکھی تو وہ بہنا شروع ہو گئی۔

وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ⑯ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ⑰ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ
نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ

اور ہم کو ہر قسم کی (ضروری) چیز دی گئی ہے ① یقیناً یہ (حکومت، نبوت اللہ تعالیٰ کا) کھلا ہوا فضل ہے ﴿۱۶﴾ اور سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ان کا لشکر جنات اور انسان اور پرندوں میں سے جمع کیا گیا، سو ان کی جماعتیں ② بنائی جاتی تھیں ③ ﴿۱۷﴾ یہاں تک کہ جب وہ (سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر) چیونٹیوں کے ایک میدان پر پہنچے، تو ایک چیونٹی بولی: اے چیونٹیو! تم اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ ④،

① یعنی نبوت عطا فرمائی اور حکومت اور سلطنت چلانے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ عطا فرمائی، اور شیاطین اور ہوا کو مسخر کر کے عطا فرمایا۔

اوتینا، علمنا جمع کا صیغہ کیوں؟ (۱) ایک توجیہ تو یہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ساتھ اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کو شامل کر کے جمع کا صیغہ استعمال کیا۔ (۲) اپنے ساتھی اور متبعین کو شامل کیا؛ چوں کہ آپ علیہ السلام کے متبعین کو آپ علیہ السلام کے واسطے سے علم اور انعام ملا۔ (۳) سیاست چلانے کے اصول اور ضابطے کو سامنے رکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے شاہانہ انداز میں الفاظ استعمال کیے کہ ہم اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتے ہیں؛ تا کہ اپنی پبلک پر رعب پڑے، اور پبلک اور ماتحت لوگ اللہ تعالیٰ کی بھی اطاعت کرے اور نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کی بات ماننے میں سستی نہ کرے۔

معلوم ہوا کہ امیر، حاکم، افسر، اپنی رعایا موجود ہو تو ان کے سامنے سیاست کے طور پر اس نعمت کو ظاہر کرنے کی نیت سے جمع کا صیغہ اپنے لیے استعمال کر سکتے ہیں، شرط یہ ہے کہ اس میں غرور اور تکبر ٹپکتا نہ ہو۔

② اس سے معلوم ہوا کہ باری تعالیٰ کو نظم و نسق، جماعت بندی اور ترتیب سے کام کرنا پسند ہے؛ اس لیے یہاں مدح کے انداز میں تذکرہ کیا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) ان کو قابو میں رکھا جاتا تھا (تیسرا ترجمہ) ان کو روکا جاتا تھا۔

④ مصیبت تو مصیبت ہے امکانِ مصیبت سے بھی اپنی قوم کو بچانے کی تدبیر اور فکر کوئی چیونٹی جیسی چھوٹی مخلوق ہی سے سیکھ لیوے۔ اس آیت میں آج کے حالات کے لیے ایک بہت بڑا سبق ہے، ایک ضعیف کمزور قوم طاقتور قوم کے سامنے کیسے زندہ رہے؟ کیسے اپنی ہستی کو کو قائم رکھے؟ اس لیے کہ چونٹیاں کمزور ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر بہت بڑا ہے، اس آیت میں بہت ساری چیزوں کی تعلیم دی گئی: (۱) اتحاد و اتفاق (۲) سردار اور امیر کی اطاعت (۳) ذاتی حفاظت کا سامان ہر وقت تیار رکھنا اور بر وقت اس کو کام میں لانا (۴) اپنے سے بالاتر کے مقابلے میں نہ آنا (۵) جس کی وجہ سے نقصان کا خطرہ ہو اس کی نیت پر حملہ نہ کرنا (۶) اگر زندگی باقی رکھنے کا عزم ہو تو کمزور ترین جنس بھی زندہ رہ سکتی ہے، یہ عزم اور حزم ایک چیونٹی جیسے چھوٹے سے جانور سے ہمیں سیکھنا چاہیے۔

لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ
قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ
اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ

کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر تم کو کچل ڈالے اور ان کو (اس کا) پتہ بھی نہ چلے① ﴿۱۸﴾ پھر اس (چیونٹی) کی (اس) بات سے وہ (سلیمان علیہ السلام) مسکرا کر ہنس پڑے② اور کہنے لگے: اے میرے رب! مجھے اس بات کا پابند بنا دیجیے کہ میں آپ کے ان احسانات کا شکر③ ادا کرتا رہوں جو آپ نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیے اور میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جن کو آپ پسند کرتے ہوں④ اور اپنی (خاص) رحمت سے مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل رکھنا⑤ ﴿۱۹﴾ اور اس (سلیمان علیہ السلام) نے (ایک مرتبہ) پرندوں کی حاضری لی⑥،

---

① اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جان بوجھ کر تو نقصان نہیں پہنچاویں گے اس بات کا چیونٹی کو بھی یقین ہے، بے خبری میں کوئی بات ہو جاوے تو وہ الگ بات ہے۔ اسی طرح گھر مشکلات سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ چونٹی سائز میں بہت حقیر ہے؛ مگر اعلان دیکھو، وھم لا یشعرون: شانِ نبوت میں معمولی سی بے ادبی سے بھی اس نے اپنے آپ کو بچایا کہ نبی پر دور دور سے بھی الزام نہ آنے پائے؛ اس لیے یہ بات کہی۔ یہ انسانوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔

② چیونٹی کی بات سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ابتداءً تبسم فرمایا اور یہ تبسم آگے چل کر ضحک میں بدل گیا۔ بعض حضرات لکھتے ہیں کہ چیونٹی کی سردار نے سلیمان علیہ السلام اور آپ کی فوج کو عادل سمجھا اس پر آپ کو خوشی ہوئی اور مسکرا دیا۔ ایک اَور نکتہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کو چیونٹی کی عقل مندی اور احتیاط سے تعجب ہوا کہ ایک چھوٹا سا جانور اپنی قوم کے بچاؤ کے راستے کیسے جانتی ہے، اور اس پر کیسی تدبیر اور عمل کرتی ہے!۔

③ چیونٹی کی بات سمجھ لی اس پر بھی حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) جس کو آپ قبول فرمالیں۔ بعض مفسرین نے ترضہ کو قبولیت کے معنی میں لیا ہے، یعنی میرا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے، جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیرِ کعبہ کی مقبولیت کی دعا کی۔

⑤ صالحین میں شمولیت کی دعا کرنا یہ بھی نبیوں کی سنت ہے۔

⑥ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر میں پرندے بھی رہتے تھے، عام طور پر ان سے ۳؍ کام لیے جاتے تھے: (۱) حضرت سلیمان علیہ السلام جب ہوائی سفر کرتے تو پرندے پر باندھ کر کے سایہ کرتے (۲) پانی وغیرہ کی ضرورت کے وقت اس کو تلاش کرنا (۳) تحریر، خط، وغیرہ پہنچانا ہو تو وہ کام کرتے۔

فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾

سو وہ (سلیمان علیہ السلام) کہنے لگے: کیا بات ہے مجھے ہدہد (کیوں) نظر نہیں آتا①، کیا وہ (کہیں) غائب ہو گیا ہے؟② ﴿٢٠﴾ میں اس کو (غیر حاضری پر) ضرور سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا میرے پاس کوئی ایسی وجہ بتلاوے جو (غیر حاضری کی) حقیقت کو ظاہر کرنے والی ہو③ ﴿٢١﴾ سو وہ (ہدہد) تھوڑی دیر بعد حاضر ہو گیا، اور وہ (ہدہد سلیمان علیہ السلام سے) کہنے لگا: میں نے ایک ایسی بات معلوم کی ہے جس بات کی آپ کو خبر نہیں ہے④ اور میں ملکِ سبا سے ایک یقینی خبر لے کر تمھارے پاس حاضر ہوا ہوں⑤ ﴿٢٢﴾

① پرندوں کا مسخر ہونا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص انعام تھا، جب ہدہد غائب نظر آیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے نفس کی طرف نسبت کی، یہ اللہ کے نیک بندوں کا حال ہے، جب نعمت میں کوئی کمی نظر آتی ہے یا کوئی تکلیف لاحق ہوتی ہے تو پہلے وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شکر کا حق ادا کرنے میں کونسی کمی ہوئی جس کی وجہ سے ہم سے یہ نعمت لے لی گئی، یہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں سے سیکھنے کی چیز ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) بلکہ وہ غائب ہی ہے۔ پرندوں کی طبیعت ایک جگہ رہتی نہیں وہ اڑتے پھرتے ہیں، معلوم ہوا ماتحتوں میں جن کا مزاج ہی گھومنے پھرنے کا ہو ان کی حاضری کا خصوصی فکر رکھیں اور اچانک حاضری لینے کا ثبوت بھی نکلتا ہے۔

نکتہ: ہدہد: پرندہ، چھوٹا، کمزور، دنیا میں اس کی تعداد بھی دوسرے پرندوں کے مقابلے میں کم، حضرت سلیمان علیہ السلام اس پر بھی دھیان رکھ رہے ہیں، معلوم ہوا کہ امیر اور حکومت والوں کو چاہیے کہ کمزوروں پر، اقلیت (مائنوریٹی) پر نظر رکھنے کا زیادہ اہتمام کریں۔

③ یعنی غیر حاضری کا صحیح عذر مجھے بتاوے معلوم ہوا عذر بھی سننا چاہیے صرف تاناشاہی نہ چلاوے کہ بغیر اجازت سے گیا ہی کیوں؟

④ ہدہد کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سمجھ ملی ہے کہ حضرات انبیاء عالم الغیب نہیں ہوتے۔ غور کرو جس نبی کے متعلق آیت ۱۵ ر میں خود باری تعالیٰ علم عطا فرمانا بیان کرے ان کو ہدہد نے ایک بات کی اطلاع دی۔ بڑے سے بڑے انسان کا علم محیط نہیں ہو سکتا کوئی اپنے علم کی وسعت پر نازاں نہ ہو۔ نیز اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ بڑوں کو ہر چیز معلوم ہو یہ ضروری نہیں چھوٹوں کی معلومات سے بھی استفادہ کرنا چاہیے۔

⑤ بڑوں کی خدمت میں یقینی اور تحقیقی باتیں عرض کرنی چاہیے۔

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا

وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

الْعَظِيْمِ ۩ ﴿٢٦﴾ السجدة

میں نے ایک عورت کو (وہاں) دیکھا ہے جو ان پر حکومت کر رہی ہے① اور اس کو ہر طرح کا (ضروری) سامان ملا ہے اور اس کا ایک بڑا تخت بھی ہے ﴿٢٣﴾ میں نے اس (عورت) کو اور اس کی قوم کو دیکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کو یہ سمجھا دیا ہے کہ ان کے (کفر کے یہ) کام بہت اچھے ہیں سو اس (شیطان) نے ان کو (صحیح) راستے سے روک رکھا ہے؛ لہٰذا وہ صحیح راستے پر چلتے نہیں ہیں② ﴿٢٤﴾ وہ لوگ اس اللہ تعالیٰ کو کیوں سجدہ نہیں کرتے جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں③ کو باہر نکال کر لاتے ہیں اور جو چیز تم چھپاتے ہو اور جو چیز تم ظاہر کرتے ہو اس کو وہ (اللہ تعالیٰ) جانتے ہیں ﴿٢٥﴾ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ایسی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے (اور) وہ بڑے عرش کے مالک ہیں ﴿٢٦﴾

---

① عورت کی حکومت کا تذکرہ تعجب کے انداز میں کیا۔

② ایک نئے علاقے میں جانے والوں کے لیے زوردار ہدایت: یہ ہدہد پرندہ یمن کے سبا علاقے میں گیا، وہاں سے آکر اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو رپورٹ اور کارگزاری پیش کی، وہاں مذہبی چیز پر اس نے زیادہ زور دیا کہ: اے اللہ کے نبی! وہاں کے لوگ بے دین ہیں، کفر کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی نئے علاقے میں انسان کو جانا ہو تو وہاں کی دینی اور مذہبی فکر پہلے کریں کہ وہاں کے لوگ ایمان اور اسلام پر ہیں کہ نہیں، یہ ہدہد جیسے چھوٹے پرندہ کی بڑی مبارک تعلیم ہے، جس کو قرآنِ کریم نے اس موقع پر نقل کیا، جو ہم سب کے لیے بڑی عبرت اور نصیحت ہے۔

③ جس مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی جو نعمت امتیازی طور پر ملی ہو "حمد" کرتے وقت اس نعمت کا وہ خصوصی تذکرہ کرتے ہیں، ہدہد کو زمین کے نیچے کے خزانے معلوم کرنے کی صلاحیت دی گئی ہے؛ اس لیے شاید اس نے یہ لفظ استعمال کیا۔

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ

كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ

مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع ۲ ۱۷ ۱۷

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾

(یہ بات سن کر) سلیمان علیہ السلام نے کہا: ابھی ہم دیکھ لیتے ہیں کہ تم سچ کہتے ہو یا تم بھی جھوٹ بولنے والوں میں شامل ہو گئے ہو① ﴿۲۷﴾ (اے ہدہد!) میرا یہ خط لے کر جا اور اس (خط) کو ان کے پاس ڈال دے، پھر ان کے پاس سے تو ہٹ جا②، پھر دیکھ③ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟④ ﴿۲۸﴾ عورت⑤ بولی: اے (میرے) درباریو! مجھے ایک عزت والا خط ملا ہے⑥ ﴿۲۹﴾ یقیناً وہ (خط) سلیمان کی طرف سے آیا ہے اور وہ (خط) اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا گیا ہے، جس (اللہ تعالیٰ) کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿۳۰﴾ (اس میں یہ لکھا ہے) کہ تم میرے مقابلے میں تکبر نہ کرو اور میرے سامنے مسلمان (یعنی فرماں بردار) بن کر چلے آؤ ﴿۳۱﴾

وہ بولی: اے درباریو! یہ جو مسئلہ مجھے پیش آیا ہے اس (کے بارے) میں مجھے پکا مشورہ دو⑦، میں اس وقت تک کسی کام کا قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو ﴿۳۲﴾

---

① ماتحتوں کی بات کو جانچنا چاہیے کہ صحیح ہے یا بناوٹ ہے۔

② [۱] ماتحتوں کو آداب سکھا رہے ہیں کہ کسی کے سر پر نہ رہے۔ [۲] خط کے ذریعہ سے بھی دعوت دینا نبیوں کا طریقہ ہے۔

③ "فانظر" کا دوسرا ترجمہ: تو انتظار کر۔

④ حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط ہدہد چونچ میں لے کر چلا اور سبا جا کر بلقیس کو پہنچایا۔

⑤ یعنی سبا کی رانی: بلقیس۔ اس نے فوری مشورہ کیا، کفار بھی مشورہ کی اہمیت سمجھتے تھے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) میرے پاس ایک عزت (وقار) والا خط ڈالا گیا ہے۔

⑦ (دوسرا ترجمہ) ہم فیصلہ کر سکے ایسا مشورہ دو (ملکہ نے پہلے درباریوں کی عزت بڑھائی پھر کہا، یہ بھی کامیاب اِمارت کی ایک تدبیر ہے۔

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۬ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾
قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ
يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ
سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۬ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ
تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ
اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

وہ (درباری) کہنے لگے: ہم تو پوری طاقت والے ہیں اور (ڈٹ کر) سخت لڑائی لڑنے والے لوگ ہیں، آگے معاملہ تمھارے اختیار میں ہے، اب آپ ہی دیکھ لیں کہ کیا حکم دیتی ہو[1] ﴿۳۳﴾ وہ (ملکہ) بولی: جب بادشاہ (فاتح بن کر) کسی بستی میں داخل ہوا کرتے ہیں تو اس کو برباد کرڈالتے ہیں اور وہاں کے عزت والے لوگوں کو ذلیل کردیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے ﴿۳۴﴾ اور میں ان کے پاس ہدیہ بھیجتی ہوں، پھر دیکھتی ہوں کہ (میرے) بھیجے ہوئے (قاصد) کیا جواب لے کر واپس آتے ہیں ﴿۳۵﴾ پھر وہ (قاصد) جب سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پہنچا تو اس (سلیمان علیہ السلام) نے کہا کہ: کیا مال کے ذریعہ تم میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ سو اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کچھ دے رکھا ہے وہ اس سے زیادہ اچھا ہے جو تم کو دے رکھا ہے؛ بلکہ تم ہی لوگ تمھارے ہدیہ پر خوش ہوتے رہو ﴿۳۶﴾ (اے قاصد!) تو ان کے پاس واپس جا (اس لیے کہ) اب ہم ان کے پاس ایسا لشکر لے کر پہنچیں گے جس کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں ہوگی اور ہم ضرور ان کو وہاں سے ذلیل کرکے نکالیں گے اور وہ ہمارے ماتحت بن کر رہیں گے ﴿۳۷﴾

① ہم کو ہماری رائے پر اصرار نہیں، رائے کے خلاف امیر کا حکم ہوگا تب بھی عمل کریں گے۔

قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ
مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ
الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ
مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۫ۖ لِيَبْلُوَنِيْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ

سلیمان علیہ السلام نے کہا①: اے (میرے) درباریو! تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (عورت) کے تخت کو ان (سبا والوں) کے میرے پاس مسلمان بن کر آنے سے پہلے ہی لے آئے ﴿۳۸﴾ جناتوں میں سے ایک بڑے بھاری جسم والا بولا:② آپ اپنی جگہ سے اٹھو③ اس سے پہلے ہی میں اس (تخت) کو آپ کے پاس لے آؤں گا، اور (آپ میرے بارے میں) یقین رکھیے کہ میں اس (تخت کو لانے) کی پوری طاقت بھی رکھتا ہوں (اور) امانت دار بھی ہوں④ ﴿۳۹﴾ ایک شخص جس کے پاس کتاب⑤ (تورات) کا علم تھا وہ کہنے لگا: میں اس (تخت) کو آپ کے پاس آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے ہی حاضر کر دیتا ہوں، سو جب انھوں نے (یعنی سلیمان علیہ السلام نے) اس تخت کو اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ: یہ تو میرے رب کا فضل ہے؛ تاکہ وہ مجھے آزمائیں کہ میں (رب کا) شکر کرتا ہوں یا میں ناشکری کرتا ہوں⑥

① پھر بلقیس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے نبی ہونے کا یقین ہو گیا تو اپنے ملک سبا سے چلی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو کسی ذریعے سے اس کے روانہ ہونے کا پتہ چل گیا تب۔

② (دوسرا ترجمہ) جناتوں میں سے ایک راکشش بولا۔ ③ (دوسرا ترجمہ) مجلس سے اٹھو۔

④ جس کو کام حوالے کرنا ہو اس میں یہ دو خوبی (طاقت، امانت داری) ہونی چاہیے، وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی یہ بات ہے۔ ⑤ سابقہ آسمانی کتابوں کے علوم کے حامل کا یہ حال ہے تو افضل الکتب ''قرآن'' کے حاملین کی طاقت کا حال کیا ہوتا ہوگا؟ دنیا نے دورِ خلافت راشدہ میں اس کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ کاش ہم صحیح معنی میں حاملینِ قرآن بن جائیں!۔

⑥ یہ چیز ہے نبیوں سے سیکھنے کی کہ اتنے بڑے تخت کو پلک جھپکنے کے اندر حاضر کرنے کا معجزہ یا کرامت ظاہر ہوئی تو اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم قرار دیتے ہیں، اور اس پر شکر بجالاتے ہیں، آج انسان کو چھوٹا سا کوئی کمال حاصل ہو جائے تو وہ اپنی ذات کو دیکھتا ہے، اپنی خوبیوں کو دیکھتا ہے، اور اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں، بس یہی چیز ہمیں اپنے اندر اپنانی ہے۔

وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا
عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِيْٓ أَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ أَهٰكَذَا
عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهٗ هُوَ ۚ وَأُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا
كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٤٣﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ
فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۖ قَالَ إِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬

اور جو شخص بھی شکر کرتا ہے وہ تو اپنے فائدے کے لیے ہی شکر کرتا ہے اور جو شخص ناشکری کرتا ہے تو یقیناً میرے رب تو بے نیاز ہیں، بڑے کرم کرنے والے ہیں ﴿٤٠﴾ سلیمان (علیہ السلام) نے (خادموں سے) کہا: اس (بلقیس) کے لیے اس کے تخت میں کچھ تبدیلی کردو[١]؛ تاکہ ہم دیکھ لیویں کہ وہ اس کو پہچان لیتی ہے یا ان لوگوں میں سے ہوتی ہے جن کو پہچان نہیں ہے[٢] ﴿٤١﴾ پھر جب وہ عورت (سلیمان کے پاس) پہنچ گئی تو اس کو پوچھا گیا: کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ تو وہ کہنے لگی: ایسا لگتا ہے کہ ہو بہو وہی ہے، اور ہم کو تو اس (واقعہ) سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کی سچائی کا) علم ہو چکا تھا اور ہم مسلمان ہو چکے ہیں[٣] ﴿٤٢﴾ اور (آج تک) اس کو (ایمان لانے سے) اس بات نے روک رکھا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا (دوسروں) کی عبادت کیا کرتی تھی[٤] کیوں کہ وہ ایک کافر قوم میں سے تھی ﴿٤٣﴾ اس (عورت) کو کہا گیا: تو (اس) محل میں داخل ہو جا، پھر جب اس نے اس (کے صحن) کو دیکھا تو یہ سمجھی کہ یہ تو گہرا پانی ہے اور اس نے اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں، سلیمان (علیہ السلام) نے کہا: یہ تو ایک محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں[٥]،

١ (دوسرا ترجمہ) اس عورت کے سامنے اس کے تخت کی صورت بدل کر دکھاؤ۔
٢ (دوسرا ترجمہ) یا ان لوگوں میں سے ہوتی ہے جو حقیقت تک نہیں پہنچتے۔
٣ بعض حضرات نے "واوتینا العلم" سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول مانا ہے، مطلب یہ ہوگا کہ ہم کو پہلے سے وحی کے ذریعہ بتادیا گیا تھا کہ تو فرماں بردار بن کر حاضر ہوگی۔
٤ دوسرا ترجمہ: اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اس سے روکا۔
٥ یعنی شیشوں سے بنا ہوا ہے۔

ع ۱۳ ۱۸

قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ
اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ
يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ
تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾

وہ بولی: اے میرے رب! یقیناً میں (اب تک) اپنی جان پر (کفر کر کے) ظلم کرتی رہی اور میں سلیمان (علیہ السلام) کے ساتھ ہو کر اللہ رب العالمین کے لیے مسلمان بنتی ہوں ﴿۴۴﴾

اور پکی بات یہ ہے ہم نے قومِ ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا (انھوں نے لوگوں کو یہ دعوت دی) کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تب وہ لوگ دو فریق ہو کر① آپس میں (دین کے بارے میں) جھگڑنے لگے ﴿۴۵﴾ صالح (علیہ السلام) نے کہا کہ: اے میری قوم! تم بھلائی سے پہلے برائی (یعنی عذاب) کو کیوں جلدی مانگتے ہو② تم اللہ تعالیٰ سے معافی کیوں نہیں مانگتے؟ تا کہ تم پر رحم کیا جائے ﴿۴۶﴾ وہ (قوم کے لوگ) کہنے لگے: ہم تو تم کو اور تمھارے ساتھیوں کو منحوس مانتے ہیں، صالح (علیہ السلام) نے کہا: تمھاری نحوست (کا سبب) تو اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے③؛ بلکہ تم لوگ تو (کفر کی وجہ سے) آزمائش میں مبتلا کیے گئے ہو④ ﴿۴۷﴾ اور شہر میں نو آدمی ایسے تھے جو زمین میں فساد تو مچاتے تھے اور اصلاح کا کام نہیں کرتے تھے⑤ ﴿۴۸﴾

---

① ایک جماعت مومنوں کی دوسری کافروں کی۔
② عذاب جلدی مانگنے کی چیز نہیں اس کو تو استغفار کے ذریعہ روکنا ہے۔
③ (دوسرا ترجمہ) تمھاری نحوست کا حقیقی سبب تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔
④ (دوسرا ترجمہ) بلکہ تم لوگ تو عذاب میں مبتلا کیے گئے ہو۔
⑤ ان نو افراد میں سے ہر ایک اپنے مال و افراد کی کثرت کی وجہ سے جماعت کے درجے میں تھے۔

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا
ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾
وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾

ان نو فسادیوں نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا کہ: تم سب آپس میں مل جل کر اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ کہ ہم صالح اور اس کے گھر والوں پر رات کے وقت حملہ کریں گے، پھر (اس کی طرف سے قصاص کا دعویٰ کرنے والے) اس کے وارث سے (یوں) کہہ دیں گے کہ: ہم ان کے گھر والوں کی (اور خود صالح کی) ہلاکت (یعنی مرجانے) کے وقت موجود ہی نہیں تھے، اور یقیناً ہم سچی بات بولتے ہیں① ﴿۴۹﴾ ان لوگوں نے ایک چھپی ہوئی سازش کی اور ہم نے بھی (ان کے خلاف) ایک چھپی ہوئی تدبیر کی کہ ان کو پتہ بھی نہیں لگ سکا② ﴿۵۰﴾ سو تم (اے نبی!) دیکھو! ان کی سازش کا انجام کیسا ہوا کہ ہم نے ان (فسادیوں) کو اور ان کی پوری قوم کو ہلاک کر کے رکھ دیا ﴿۵۱﴾ سو یہ ان کے گھر ہیں جو ان کے کفر کی وجہ سے ویران پڑے ہیں، یقیناً جو لوگ جانتے ہیں ان کے لیے اس میں بڑی نشانی ہے ﴿۵۲﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور وہ تقویٰ والے تھے ان سب کو ہم نے (عذاب سے) بچا لیا ﴿۵۳﴾ اور (ہم نے) لوط (علیہ السلام) کو (پیغمبر بنا کر بھیجا) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ: کیا تم کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی بے حیائی کے کام کرتے ہو؟③ ﴿۵۴﴾

① گویا جھوٹ اس زمانے میں اتنا مشکل تھا کہ اس کو آپس کے مشورے سے طے کر رہے ہیں، آج کی طرح نہایت آسان نہیں تھا، اسی طرح جھوٹ کی دو قسمیں معلوم ہوئی: (۱) انفرادی جھوٹ۔ (۲) اجتماعی جھوٹ۔

② (دوسرا ترجمہ) ان کو خبر بھی نہ ہوئی (یہ لوگ اپنی سازش پر عمل نہ کر سکے اور وہ نو لوگ ہلاک کر دیے گئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ایمان والوں کی حفاظت فرمائی)۔

③ (دوسرا ترجمہ) تم سمجھ دار ہونے کے باوجود بے حیائی کا کام کرتے ہو۔ یعنی: [۱] ایک دوسرے کے سامنے بے شرمی کے کام کرتے تھے۔ [۲] نافرمان قوموں کی تباہی کے نشانات تمھارے سامنے ہیں پھر بھی ایسی حرکت کرتے ہو۔

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ
يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ ع ۴ ۱۹
آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ؕ

کیا تم لوگ اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر (للچا کر) جاتے ہو؛ بلکہ (حقیقت یہ ہے) تم لوگ جاہل ہی ہو ﴿۵۵﴾ سو ان (لوط علیہ السلام) کی قوم کے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہیں تھا کہ وہ (آپس میں یوں) کہنے لگے: لوط کے (اور پر ایمان لانے والے) لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو؛ کیوں کہ وہ بڑے پاک (یعنی صاف ستھرے) رہنا چاہتے ہیں① ﴿۵۶﴾ پھر ہوا یہ کہ ہم نے ان (لوط علیہ السلام) کو اور ان کے گھر والوں (یعنی تمام ایمان والوں) کو بچالیا، سوائے ان کی بیوی کے، جس کے بارے میں ہم نے یہ طے کر لیا تھا کہ وہ (نافرمانوں کے ساتھ) پیچھے رہ جانے والوں میں شامل ہوگی ﴿۵۷﴾ اور ہم نے ان کے اوپر ایک بڑی زبردست بارش برسائی، سو جن کو ڈرایا گیا تھا② ان پر بہت ہی بری بارش ہوئی ﴿۵۸﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں③ اور جن کو اس (اللہ تعالیٰ) نے پسند کیا④ اس کے ان بندوں پر سلامتی اترتی رہے⑤ کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جن (بتوں) کو ان لوگوں نے (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) شریک بنا رکھا ہے؟ ﴿۵۹﴾

---

① برائی سے بچنے والے اور برائی سے روکنے والوں کو نکال دینے اور پریشان کرنے کی کوشش کرنا یہ خطرناک کام ہے جو قومِ لوط کی ایک اور بری حرکت تھی۔

② جن کو پہلے سے خبردار کر دیا گیا تھا۔

③ (دوسرا ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہی کا شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو عمومی عذاب سے بچایا اور خود حضرت لوط علیہ السلام اور اہلِ ایمان کو عذاب سے بچایا گیا اس پر حمد۔

④ خاص طور پر انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

⑤ آگے توحید پر ایک جامع مضمون ہے جس کی ابتداء حمد اور سلام سے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ
ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ
يَّعْدِلُوْنَ ؕ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ
وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ
يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ
اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ ﴿۶۲﴾

بھلا وہ کون (ذات) ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اتارا، پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ رونق والے باغ بنائے، تمھارے بس میں نہیں تھا کہ تم اس کے درختوں کو اُگا سکو، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے①؟ (جواب: نہیں)؛ بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) دوسروں کو (عبادت میں) برابر ٹھہراتے ہیں② ﴿۶۰﴾ بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کے لائق بنایا اور اس (زمین) کے بیچ میں ندیاں بنائیں اور اس (زمین کو ٹھہرانے) کے لیے بھاری بھاری (پہاڑ کے) بوجھ بنائے اور دو سمندر کے درمیان ایک آڑ بنا دی③، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ (نہیں)؛ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ (اس بات کو) جانتے (یعنی سمجھتے) بھی نہیں ہیں ﴿۶۱﴾ بھلا وہ کون ہے کہ جب کوئی بے کس ان کو پکارتا ہے④ تو وہ اس کی دعا قبول کر لیتے ہیں اور تکلیف کو دور کرتے ہیں اور تم کو زمین میں (اگلوں کا) نائب بناتے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ (نہیں) تم تو بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو⑤ ﴿۶۲﴾

---

① یہ جملہ تقریباً پانچ مرتبہ یہاں آیا ہے، استفہام کے ذریعہ توحید کا ثابت ہونا ظاہر کیا گیا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو (صحیح) راستے سے منہ پھراتے ہیں۔ (تیسرا ترجمہ) حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہیں۔ ③ میٹھے اور کھارے سمندر کے درمیان کی آڑ (پردہ) جو ان دونوں کو ملنے نہیں دیتی ہے۔
④ مضطر: وہ مجبور شخص ہے جو دنیا کے تمام سہاروں سے مایوس ہو جائے ایسا شخص جب خلوص سے اللہ تعالیٰ کو پکارے تو اس کی مدد ضرور ہوتی ہے۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) تم تو بہت کم دھیان دیتے ہو۔

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا ۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ
يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ
اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا ع ٨
عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾

بھلا خشکی اور سمندر کی اندھیریوں میں کون ہے جو تم کو راستہ دکھاتا ہے؟ اور کون ہے جو اپنی رحمت (یعنی بارش) سے پہلے (بارش کی) خوش خبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ (نہیں)، جو شرک یہ لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بہت اوپر (یعنی دور) ہے ﴿٦٣﴾ بھلا وہ کون ہے جو (تمام) مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر وہ ان کو دوبارہ پیدا کرے گا اور کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے؟ (نہیں) (اے نبی!) تم کہہ دو: اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ ﴿٦٤﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی (مخلوق) کو بھی غیب کا علم نہیں ہے اور ان لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ کب ان کو دوبارہ زندہ کیا جاوے گا① ﴿٦٥﴾ بلکہ آخرت کے بارے میں ان (انکار کرنے والوں) کا علم تھک کر (یعنی بے بس ہو کر) رہ گیا②؛ بلکہ وہ اس (آخرت) کے بارے میں شک میں پڑے ہیں؛ بلکہ وہ لوگ اس (آخرت) کے بارے میں اندھے بنے ہیں ﴿٦٦﴾

اور کافر لوگ کہنے لگے: کیا ہم اور ہمارے باپ دادے جب (مر کر دفن ہو کر) مٹی بن چکے ہوں گے تو کیا واقعی ہم کو (قبروں سے پھر) نکالا جاوے گا؟ ﴿٦٧﴾

① یعنی ان کو تو قیامت کے واقع ہونے ہی کی خبر نہیں ہے، پھر وقت کی تعیین کی خبر کیسے ہوگی؟ ② (دوسرا ترجمہ) بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم غائب ہو گیا (یعنی آخرت کو وہ سمجھ ہی نہ سکے، دنیا میں بڑی سمجھ کے دعوے دار تھے) (تیسرا) بلکہ آخرت میں ان کا علم (آخرت کے بارے میں) مکمل ہو جائے گا (یعنی آخرت دیکھ کر آخرت کا یقین ہوگا جس کا کوئی فائدہ نہیں)

لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا
فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ
ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰۤى اَنْ
يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا
يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا
الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾

پکی بات یہ ہے کہ اس قسم کے وعدے اس (نبی محمد) سے پہلے ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے کیے گئے تھے، یہ تو پہلے لوگوں کی (نقل ہوتی ہوئی چلی آئی) کہانیاں ہی ہیں ﴿۶۸﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: تم زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ مجرموں کا کیسا انجام ہوا؟ ﴿۶۹﴾ اور (اے نبی! سمجھانے کے باوجود وہ مخالفت ہی کرے تو) ان (کافروں) پر غم نہ کرو اور جو سازش یہ لوگ کرتے ہیں اس کی وجہ سے تم تنگ نہ ہو① ﴿۷۰﴾ اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ: اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا) یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟ ﴿۷۱﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: جس (عذاب) کو تم جلدی مانگ رہے ہو اس کا کچھ حصہ امید ہے کہ تمھارے پیٹھ ہی کے پیچھے آلگا ہو② ﴿۷۲﴾ اور یقیناً تمھارے رب لوگوں پر فضل کرنے والے ہیں؛ لیکن ان میں کے اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ﴿۷۳﴾ اور یقین رکھو جو ان کے سینوں نے چھپا رکھا ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں تمھارے رب اس کو جانتے ہی ہیں ﴿۷۴﴾ آسمان اور زمین میں کوئی چھپی چیز ایسی نہیں ہے جو کھلی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں موجود نہ ہو ﴿۷۵﴾ یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان باتوں کی حقیقت سناتا (یعنی ظاہر کرتا) ہے جن میں وہ (آپس میں) جھگڑتے رہتے ہیں ﴿۷۶﴾

① (دوسرا ترجمہ) اس کی وجہ سے تم کو گھٹن محسوس نہ ہو۔ ② یعنی بالکل تمھارے پاس ہو۔

وَإِنَّهُۥ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝٧٧ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِى بَيْنَهُم بِحُكْمِهِۦ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْعَلِيمُ ۝٧٨ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝٧٩ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا
تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝٨٠ وَمَآ أَنتَ بِهَٰدِى الْعُمْىِ عَن ضَلَٰلَتِهِمْ ۖ
إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِـَٔايَٰتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝٨١ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا
لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝٨٢ ع ٢/١٢/٢
وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِـَٔايَٰتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝٨٣

اور یقیناً یہ (قرآن خاص) ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے ﴿۷۷﴾ یقیناً تمھارے رب ان کے درمیان اپنے حکم سے (قیامت کے دن عملی) فیصلہ کریں گے اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست، بڑے جاننے والے ہیں ﴿۷۸﴾ سو (اے نبی!) تم اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو، یقیناً تم صحیح کھلے راستے پر ہو ﴿۷۹﴾ یقیناً تم مُردوں کو (اپنی بات) نہیں سنا سکتے ① اور تم بہروں کو (اپنی آواز کی) پکار نہیں سنا سکتے (خاص کر) جب وہ پیٹھ پھرا کر لوٹ جاویں ﴿۸۰﴾ اور نہ تو تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے (بچا کر) راستے پر لا سکتے ہو، تم تو صرف ان ہی لوگوں کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، پھر وہی لوگ فرماں بردار ہیں ﴿۸۱﴾ اور جب ان لوگوں پر (ہماری) بات پوری ہونے کا وقت آپہنچے گا ② تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک (عجیب) جانور نکالیں گے ③ جو ان سے بات کرے گا "اس واسطے کہ (کافر) لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے" تھے ﴿۸۲﴾

اور (اس قیامت کے دن کو نہ بھولو) جس دن ہر ایک امت میں سے ایک فوج (حساب کے لیے) ان لوگوں میں سے جمع کر کے لائیں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے، پھر ان کی جماعتیں بنائی جائیں گی ④ ﴿۸۳﴾

---

① جس طرح مردوں کو نصیحت کرنا بیکار ہے اسی طرح ان کافروں کو نصیحت کرنا بھی بے فائدہ ہے۔ ② یعنی قیامت قریب ہوگی۔ ③ "دابۃ" کی تنوین تعظیم کے لیے ہے؛ یعنی وہ خود بتلا رہی ہے کہ وہ جانور عجیب وغریب قسم کا ہوگا۔
④ (دوسرا ترجمہ) ان کو روکا جاوے گا (تاکہ کوئی آگے پیچھے نہ ہو اور سب جمع ہو کر حساب کی جگہ کی طرف چلیں)۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۸۴

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ۝۸۵ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ

لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۝۸۶ وَيَوْمَ يُنْفَخُ

فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ

دٰخِرِيْنَ۝۸۷ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ

اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ۝۸۸

یہاں تک جب وہ سب حاضر ہو جائیں گے تو وہ (اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے کہ: کیا تم ہی نے میری آیتوں (کی حقیقت) کو پوری طرح سمجھے بغیر (صرف سنتے ہی) جھٹلا دیا تھا (یاد کرو اور بولو) کیا کیا کام تم کرتے تھے؟ ﴿۸۴﴾ اور ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر (عذاب کی) بات پوری ہو کر ہی رہے گی، سو وہ (کافر لوگ) کچھ نہیں بول سکیں گے① ﴿۸۵﴾ کیا وہ لوگ نہیں دیکھتے ہم نے ہی رات بنائی؛ تا کہ وہ اس میں آرام کریں② اور دن اس طرح بنایا کہ (اس میں چیزیں) دکھائی دیوے، یقیناً اس میں جو قوم ایمان لاتی ہے ان کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿۸۶﴾ اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین کے رہنے والے سب گھبرا جائیں گے؛ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے③ اور ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز بن کر حاضر ہوں گے ﴿۸۷﴾ اور (آج) تم پہاڑوں کو دیکھتے تو ایسا سمجھتے کہ وہ (ایک جگہ) جمے ہوئے ہیں؛ حالاں کہ وہ (قیامت کے دن) بادل کی طرح اڑتے پھریں گے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی کاری گری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط کیا ہے، یقیناً اس (اللہ تعالیٰ) کو جو کام بھی تم کرتے ہو اس کی پوری خبر ہے ﴿۸۸﴾

---

① ابتداء میں کچھ عذر معذرت کی سعی کریں گے پھر خاموشی۔ ② (دوسرا ترجمہ) سکون حاصل کریں۔

③ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوں گے جن پر صور کی وجہ سے گھبراہٹ کا کوئی خاص اثر نہیں ہوگا جیسے کہ انبیا اور چار بڑے فرشتے اور عرش کے اٹھانے والے اور شہدائے کرام اور کثرت سے نیک اعمال کرنے والے اللہ کے نیک بندے۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلك و كرمك (امين)

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَمَنْ جَآءَ
بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَآ
اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩١﴾ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿٩٢﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا
رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ ع

جو شخص بھی کوئی نیکی لے کر حاضر ہوگا تو اس کو اس (کی نیکی) سے بہتر (بدلہ) ملے گا اور وہ لوگ اس دن گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے ﴿۸۹﴾ اور جو شخص بھی برائی لے کر حاضر ہوگا تو ایسے لوگ اوندھے منہ آگ میں ڈال دیے جائیں گے، جو اعمال تم کرتے تھے تم کو ان ہی کی سزا دی جا رہی ہے ﴿۹۰﴾ بس مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ اس شہر (یعنی مکہ) کے (حقیقی) مالک کی میں عبادت کروں جس نے اس (شہر) کو احترام والا بنایا ہے اور ہر ایک چیز کا مالک وہی ہے اور مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ① بن کر رہوں ﴿۹۱﴾ اور (مجھے) یہ (حکم ملا ہے) کہ میں قرآن پڑھ پڑھ کر سناؤں ②، سو جو شخص بھی صحیح راستہ اپناتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے اپناتا ہے اور جو آدمی بھی گمراہ ہوا تو (اس کو) کہہ دینا کہ میں تو ڈرانے والوں (نبیوں) میں سے ہوں ﴿۹۲﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو: تمام تعریفیں تو اللہ ہی کے لیے ہیں ③، وہ (اللہ تعالیٰ) عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھلائیں گے ④، پھر تم ان (کے واقع ہونے کے وقت نشانیوں) کو پہچان بھی لو گے اور جو کام بھی تم کرتے ہو اس سے تمہارے رب بے خبر نہیں ہیں ﴿۹۳﴾

① یعنی پوری فرماں برداری کرنے والوں میں سے۔
② غور و فکر اور تبلیغ دونوں کے لیے تلاوت ضروری ہے۔ ③ (دوسرا ترجمہ) شکر تو اللہ تعالیٰ ہی کا۔
④ (۱) اللہ تعالیٰ تمہاری ذات میں، تمہارے باہر اپنی قدرت کے نمونے دکھاتے ہیں (۲) نبی کی سچائی کی نشانی دکھلاتے ہیں (۳) قیامت کی نشانیاں اللہ تعالیٰ تم کو دکھلائیں گے؛ لیکن قیامت آنے کے بعد اس کو ماننے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

سُورَةُ الْقَصَص

(مكية)

سورۃ القصص

یہ سورت مکی ہے،بعض کے نزدیک ہجرت کے وقت اس کا نزول ہوا ہے،اس میں اٹھاسی (۸۸) آیتیں ہیں۔سورۂ نمل کے بعد اور سورۂ اسراء سے پہلے انچاس (۴۹) نمبر پر نازل ہوئی۔

قصص: خبر دینا۔قصہ بیان کرنے والا بھی جیسا واقعہ ہوتا ہے ویسا ہی بیان کرتا ہے۔

اس میں حضرت موسیٰؑ کے اور کچھ دوسرے واقعات موجود ہیں،اور اچھے واقعات اتباع اور پیروی کے لیے ہوا کرتے ہیں۔

آیاتھا ٨٨ — (٢٨) سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ (٤٩) — رکوعاتھا ٩

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ
بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ
طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④ وَنُرِيْدُ
اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑤

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

طسم ﴿۱﴾ یہ (حقیقت کو) ظاہر کرنے والی کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں ﴿۲﴾ ہم ایمان والوں کے فائدے کے لیے تم کو موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون کے کچھ سچے واقعات پڑھ کر سناتے ہیں① ﴿۳﴾ یقیناً فرعون (مصر کی) زمین میں سرکشی کر رہا تھا اور اس (مصر) کے رہنے والوں کو (الگ الگ) جماعتوں میں تقسیم کر دیا تھا② کہ ان میں سے ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کو (اتنا) کمزور کر رکھا تھا کہ وہ (فرعون) ان کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا، یقیناً وہ (فرعون) فساد کرنے والوں میں سے تھا ﴿۴﴾ اور ہم یہ چاہتے تھے کہ جو لوگ (مصر کی) زمین میں کمزور کر دیے گئے تھے ان پر ہم احسان کریں اور ہم ان کو سردار بنا دیویں③ اور ہم ان کو (ملک کا) وارث بنا دیویں ﴿۵﴾

① ہم یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے سنانا، "من نبا" یعنی کچھ قصے، کچھ واقعے، "لقوم یوقنون" جو ایمان رکھتے ہیں ان کو اس سے فائدہ ہوگا۔ ② یعنی مصری لوگوں کو عزت والا بنا رکھا تھا اور بنی اسرائیل کو ذلیل کر رکھا تھا۔
③ اے اللہ! کمزوروں پر احسان یہ آپ کی سنت رہی ہے۔ اے اللہ! آپ کے آخری نبی کی امت بھی اس وقت زمین میں کمزور، بے بس ہے آپ ان کو بھی سرداری اور زمین کی وراثت کاملہ عطا فرما دیجیے۔ ائمۃ: (۱) دینی پیشوا (۲) خیر کی طرف دعوت دینے والا (۳) ملک کا بادشاہ۔

وَنُمَكِّنَ لَهُمۡ فِي الۡاَرۡضِ وَنُرِيَ فِرۡعَوۡنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوۡدَهُمَا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَحۡذَرُوۡنَ ۞ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوۡسٰٓى اَنۡ اَرۡضِعِيۡهِ ۚ فَاِذَا خِفۡتِ عَلَيۡهِ فَاَلۡقِيۡهِ فِي الۡيَمِّ وَلَا تَخَافِيۡ وَلَا تَحۡزَنِيۡ ۚ اِنَّا رَآدُّوۡهُ اِلَيۡكِ وَجَاعِلُوۡهُ مِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۞ فَالۡتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرۡعَوۡنَ لِيَكُوۡنَ لَهُمۡ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوۡدَهُمَا كَانُوۡا خٰطِــِٕيۡنَ ۞

اور ہم ان کو زمین میں حکومت دیویں اور ہم فرعون اور ہامان اور ان دونوں کے لشکر کو ان (کمزور لوگوں کے ہاتھ) سے وہ (برے حالات) دکھا دیویں جن سے وہ ڈرا کرتے تھے① ﴿٦﴾ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو الہام کیا② کہ تو اس (موسیٰ) کو دودھ پلاتی رہ، پھر جب تجھے اس (بچے) کے بارے میں کوئی خطرہ لگے تو تو اس کو دریا میں ڈال دے③ اور تو ڈرنا مت اور غم نہ کرنا، یقیناً اس کو ہم تیرے پاس واپس پہنچا دیں گے اور اس کو رسولوں میں سے (ایک رسول) بنا دیں گے ﴿٧﴾ پھر (اس طرح)④ فرعون کے گھر والوں نے اس (موسیٰ) کو اٹھا لیا؛ تاکہ یہ (بچہ) ان کے لیے دشمنی اور غم کا ذریعہ بنے، یقیناً فرعون اور ہامان اور ان دونوں کا لشکر بڑی غلطی کرنے والے تھے⑤ ﴿٨﴾

---

① (دوسرا ترجمہ): جن سے وہ بچاؤ کرتے تھے، یعنی مصر کی حکومت ہاتھ سے نکل جائے گی اس کا ڈر لگا رہتا تھا؛ اس لیے حکومت کو بچانے کی تدبیریں کیا کرتے تھے۔

② (۱) ماں کو الہام ہوا (۲) ماں کو خواب دکھایا گیا (۳) کسی ذریعے ان کی والدہ کو بتلا دیا گیا۔

③ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ایک خطرے سے بچنے کے لیے دوسرا خطرہ مول لیا جاوے کہ دریا میں بچے کو چھوڑ دو، حقیقت میں ظاہری احوال کے خلاف اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرنے والے ناکام نہیں ہوتے۔

نوٹ: سورۂ قصص کا نزول سفرِ ہجرت کے وقت مکہ اور جحفہ (رابغ) کے درمیان ہوا۔ وطنِ مالوف چھوڑنا ہر کسی کو گراں گذرتا ہے، زندگی کی ترپن (۵۳) بہاریں جس وطنِ مقدس میں گذریں اس کو چھوڑنے پر جو غم تھا اس پر اس سورت کے ذریعہ باری تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تسلی دی اور دیکھنے جاویں تو قرآن میں کئیں مقامات پر تسلی کے مضامین ہیں۔ معلوم ہوا دینی کاموں میں چھوٹوں پر جو حالات آویں اس میں بڑوں کی طرف سے بار بار تسلی، حوصلہ افزائی کی ضرورت پڑتی ہے، چھوٹوں کو بھی چاہیے کہ اپنے بڑوں سے مربوط رہیں اور تسلی حاصل کریں؛ لیکن کام نہ چھوڑیں۔

④ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق سمندر میں تیرتا ہوا جب پہنچا تب۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ دشمن کے گھر میں نبی کی حفاظت ہو رہی ہے!!

⑤ غلطی یعنی: جو بچہ ان کی سلطنت کے زوال کا ذریعہ بننے والا تھا اس کو گھر میں پال رہے تھے۔ یا وہ دونوں گنہگار تھے۔

وَقَالَتِ امۡرَاَتُ فِرۡعَوۡنَ قُرَّتُ عَيۡنٍ لِّىۡ وَلَكَ ؕ لَا تَقۡتُلُوۡهُ ۖ عَسٰۤى اَنۡ يَّنۡفَعَنَاۤ اَوۡ
نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝۹ وَاَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰى فٰرِغًا ؕ اِنۡ كَادَتۡ لَتُبۡدِىۡ
بِهٖ لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰى قَلۡبِهَا لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۱۰ وَقَالَتۡ لِاُخۡتِهٖ قُصِّيۡهِ ۫
فَبَصُرَتۡ بِهٖ عَنۡ جُنُبٍ وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝۱۱

اور فرعون کی بیوی (فرعون سے) کہنے لگی①: (یہ بچہ) میری اور تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اس (بچے) کو تم قتل مت کرو، شاید کہ یہ (بچہ) ہم کو کام② آئے گا یا اس کو ہم (اپنا) بیٹا بنالیں گے③ اور (اس بات کا فیصلہ کرتے وقت) ان کو (انجام کا) پتہ نہیں تھا ﴿۹﴾ اور (ادھر صبح کے وقت) موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار تھا، اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ کرتے④ تو قریب تھا کہ وہ اس (موسیٰ) کا راز ظاہر کر دیتی⑤ (یہ) اس واسطے ہوا کہ وہ (ہمارے وعدے پر) یقین کرنے والوں میں سے ہو جاوے ﴿۱۰﴾ اور اس (موسیٰ علیہ السلام کی ماں) نے اس (موسیٰ) کی بہن کو کہا: تو اس کے پیچھے پیچھے چلی جا⑥، پھر وہ (بہن) اس (موسیٰ) کو اجنبی بن کر (دور سے) اس طرح دیکھتی رہی کہ ان لوگوں کو پتہ بھی نہیں چلا⑦ ﴿۱۱﴾

---

① فرعون کی بیوی: آسیہ بنت مزاحم اصلاً بنو اسرائیل سے تھی، فرعون نے ان سے نکاح کر لیا تھا، یہ نبیوں کی اولاد میں سے تھی، بہت نیک تھی، مسکینوں کے لیے ماں کے درجے میں تھی، مسکینوں پر بڑی ترس کھانے والی تھی، بہت خیرات کرنے والی تھی اور جس میں یہ اوصاف ہوتے ہیں وہ اوصاف اور خوبیاں اللہ کے یہاں بڑے محبوب اور پسندیدہ ہوا کرتے ہیں، ہمارے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نبوت سے پہلے سے ہی یہ اوصاف تھے۔

② (۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور چمکتا ہوا نظر آیا تھا (۲) انگوٹھے سے دودھ چوستے ہوئے بھی انھوں نے دیکھا تھا (۳) فرعون کی لڑکی کو جو داغ وغیرہ تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لعاب مبارک سے شفا ہو گئی۔

③ وقت کا فرعون بھی عورت کے اصرار کے سامنے ماننے پر مجبور ہوا اور قتل سے معافی دی۔ کاش ہماری مسلمان بہنیں اپنی اس طاقت کو شوہر اور گھر والوں کی دینی اصلاح میں لگائیں!

④ یعنی اس کو ہم نہ سنبھالتے۔

⑤ معلوم ہوا کہ مغموم انسان رازوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) تو موسیٰ کی خبر نکال۔

⑦ یعنی یہ کہ موسیٰ کی بہن ہے جو ان کی ہی فکر میں آئی ہے اس کا کسی کو پتہ نہ چلا۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ۝۱۲ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۱۳ ع

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۝۱۴ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۗ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

اور ہم نے پہلے سے اس (موسیٰ) پر روک لگادی تھی (سب) دودھ پلانے والیوں سے کہ (اس موسیٰ کو دودھ نہ پلا سکیں) اس پر اس (موسیٰ کی بہن) نے (فرعون کے لوگوں کو) کہا کہ: کیا میں تم کو ایسے گھر والوں کا پتہ بتلاؤں جو تمھارے لیے اس (بچہ) کی پرورش کریں اور وہ اس کی خیر خواہی کریں① ﴿۱۲﴾ اس طرح ہم نے اس (موسیٰ) کو اس کی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا؛ تاکہ اس (ماں) کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غمگین نہ ہو؛ اور تاکہ اس (ماں) کو معلوم ہو جائے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے؛ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ﴿۱۳﴾

اور جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) اپنی بھرپور جوانی کو پہنچ گئے② اور سنبھل گئے③ تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا کیا اور نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں④ ﴿۱۴﴾ اور (ایک دن) وہ (موسیٰ علیہ السلام) شہر میں ایسے وقت داخل ہوئے⑤ جب کہ وہاں (شہر) کے لوگ غفلت میں تھے، تو انھوں نے اس (شہر) میں دو آدمیوں کو دیکھا کہ دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں، ایک (ان میں سے) ان (موسیٰ علیہ السلام) کی جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا تھا اور دوسرا ان کی دشمن قوم (یعنی فرعونیوں) میں سے تھا،

---

① معلوم ہوا تربیت میں اصل خیر خواہی ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) توانا وتندرست ہو گئے۔ جیسے ۳۰ یا ۳۳ سال کی عمر۔

③ جیسے ۴۰ سال کی عمر۔ نوٹ: بھرپور جوانی اور توانائی اور تندرستی کی عمر اوقات اور زمانے کے اعتبار سے بدلتی رہتی ہے۔

④ نیک چلنی سے علم میں ترقی ہوتی ہے۔ ⑤ دوپہر کے وقت یا رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے وقت۔

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ
قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ
فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ
اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٧﴾ فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى
اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٨﴾

تو جو شخص ان کی جماعت کا تھا اس نے ان کی دشمن قوم کے شخص کے مقابلے میں ان (موسیٰ علیہ السلام) سے مدد مانگی تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اس کو ایک مکا مارا① سو جس نے اس کا کام ہی تمام کر دیا② تو (اس پر) انھوں نے (افسوس کرتے ہوئے) کہا: یہ تو شیطان کا ایک کام ہے، وہ تو یقیناً (آدمی کا) دشمن ہے، کھلم کھلا غلطی میں ڈالنے والا ہے ﴿١٥﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے③، سو آپ مجھ کو معاف کر دیجیے، تو اللہ تعالیٰ نے ان (موسیٰ علیہ السلام) کو معاف کر دیا، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) سب سے زیادہ معاف کرنے والے، بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں ﴿١٦﴾ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے رب! چوں کہ آپ نے مجھ پر (اپنا) انعام کیا ہے، سو میں (آئندہ) کسی مجرم کا مددگار نہیں بنوں گا④ ﴿١٧﴾ سو صبح کے وقت وہ (موسیٰ علیہ السلام) ڈرتے ڈرتے شہر میں حالات کا جائزہ لے رہے تھے⑤ تو اتنے میں دیکھا کہ وہی جس نے کل ان (موسیٰ علیہ السلام) سے مدد مانگی تھی (آج پھر) وہی ان (موسیٰ علیہ السلام) کو مدد کے لیے پکار رہا ہے، تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اس سے کہا: یقیناً تو ہی کھلم کھلا شریر آدمی ہے ﴿١٨﴾

---

① یہ ظلم روکنے کے لیے مارا تھا۔ ② (دوسرا ترجمہ) وہ مر گیا۔ ③ کوتاہی کا اقرار کر لینا نبیوں کی سنت ہیں۔

④ آئندہ کبھی میں مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا: (۱) شاید فریاد کرنے والے اس اسرائیلی کی بھی کچھ غلطی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتہ چلی ہوگی؛ اس لیے اس نے اس کو مجرم کہا (۲) مجرم سے ظالم اور کفار لوگ مراد ہیں؛ یعنی آئندہ آپ کی دی ہوئی طاقت کبھی مجرم لوگوں کی مدد میں خرچ نہیں کروں گا (۳) شیاطین مراد ہوں؛ یعنی شیاطین کے مشن میں کبھی ان کا مددگار نہیں بنوں گا، اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مظلوم کی مدد کرنی چاہیے، چاہے مظلوم کافر ہو۔

⑤ (دوسرا ترجمہ) انتظار کر رہے تھے۔

فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا
قَتَلْتَ نَفْسًاۢ بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ
تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ
الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٢٠﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا
يَّتَرَقَّبُ ۙ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢١﴾ ع ٢
وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿٢٢﴾

پھر جب اس (موسیٰ علیہ السلام) نے اس (فرعونی) کو پکڑنے کا ارادہ کیا جو ان دونوں ① کا دشمن تھا تب وہ (غلط فہمی میں گھبرا کر موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کا آدمی) بول پڑا: اے موسیٰ! جس طرح تم کل ایک شخص کو قتل کر چکے ہو (آج) اسی طرح مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو، تمھارا جی یہی چاہتا ہے کہ تم زمین میں مار دھاڑ کرتے رہو ② اور صلح کرا دینے والے لوگوں میں سے تم نہیں ہونا چاہتے ہو ﴿١٩﴾ اور شہر کے (دور کے) کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا، کہنے لگا: اے موسیٰ! سردار لوگ تمھارے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں؛ تا کہ وہ تم کو قتل کر ڈالیں، سو تم (یہاں سے) نکل جاؤ، یقیناً میں تمھاری بھلائی چاہنے والوں میں سے ہوں ﴿٢٠﴾ سو وہ (موسیٰ) اس (شہر) سے ڈرتے ڈرتے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ③ نکلے، اس (موسیٰ) نے (دعا میں) کہا: اے میرے رب! مجھے ظالم لوگوں سے بچا لیجیے ﴿٢١﴾

اور جب اس (موسیٰ علیہ السلام) نے مدین کی جانب رخ کیا تو اس (موسیٰ علیہ السلام) نے (دعا میں) کہا: امید ہے کہ میرے رب مجھے سیدھے راستے پر لے جاویں ﴿٢٢﴾

① یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت کے آدمی کا دشمن تھا۔ یعنی قبطی آدمی۔
② ''جبّار'' کا ایک مفہوم یہ ہے کہ مارے، قتل کرے اور انجام پر نظر نہ رکھے۔ (دوسرا ترجمہ) زمین میں اپنی طاقت کا دھاک بٹھانا چاہتے ہو۔ نکتہ: اسرائیلی شخص کے بولنے سے راز ظاہر ہوا، نقصان اپنوں سے بھی پہنچا کرتا ہے؛ بلکہ بہت سی مرتبہ غیروں سے زیادہ اپنوں سے پہنچتا ہے، الأمان والحفیظ! ۔ الا ان تکون جبارا فی الارض: معلوم ہوتا ہے کہ بس تم دنیا میں اپنا زور بٹھلانا چاہتے ہو، صلح اور رل ملاپ کروانا نہیں چاہتے۔
③ (دوسرا ترجمہ) وحشت کی حالت میں نکل گئے۔ معلوم ہوا ایسے وقت میں جان بچانے کی تدبیر شانِ نبوت کے خلاف نہیں۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۟ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۲۳ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۲۴

اور جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) مدین کے کنویں پر پہنچے تو اس پر لوگوں کے ایک مجمع کو دیکھا کہ وہ لوگ (کنویں سے پانی کھینچ کر اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان (پانی پلانے والوں میں) سے ایک طرف دو عورتوں کو دیکھا جو (اپنے) جانوروں کو روکے ہوئے کھڑی تھیں، تو اس (موسیٰ علیہ السلام) نے (ان دونوں عورتوں سے) پوچھا کہ: تمھارا کیا حال ہے؟[۱] ان دونوں (عورتوں) نے جواب دیا: جب تک (یہ) چرواہے (اپنے جانور پانی پلا کر) واپس نہ لے جاویں ہم (اس وقت تک اپنے جانوروں کو) پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے ابا تو بہت بوڑھے ہیں[۲] ﴿۲۳﴾ چنانچہ (یہ سن کر) اس (موسیٰ علیہ السلام) نے ان دونوں (عورتوں) کے لیے (جانور کو) پانی پلا دیا[۳]، پھر (وہاں سے) ہٹ کر وہ (موسیٰ علیہ السلام) ایک سایے کی جگہ میں چلے گئے[۴] اور (دعا میں) کہنے لگے: اے میرے رب! آپ میرے لیے جو نعمت بھی اتارے میں اس کا محتاج ہوں[۵] ﴿۲۴﴾

---

[۱] یعنی تم دونوں پانی کیوں نہیں پلاتی؟۔

[۲] اس دور میں بھی اس طرح کے کاموں کے لیے عورتوں کا باہر نکلنا ناپسندیدہ تھا؛ اس لیے یہ عذر پیش کرنے کی ضرورت پڑی۔

[۳] بے لوث خدمت نبیوں کے اخلاق کا ایک حصہ ہے، خدمت سے ترقی ہوتی ہے اور راہیں کھلتی ہیں۔

[۴] حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں دو رات کا سفر کر کے مدین گیا، وہاں کے لوگوں سے اس درخت کا پتا پوچھا جس درخت کے نیچے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سہارا لیا تھا، لوگوں نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا، میں نے دیکھا کہ وہ ایک ہرا بھرا درخت ہے، میرا جانور بھوکا تھا، اس نے اس میں منہ ڈالا، پتے منہ میں لے کر بڑی دیر تک مشکل سے چباتا رہا؛ لیکن آخر اس نے نکال ڈالے، میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دعا کی اور وہاں سے واپس لوٹ آیا۔ (ابن کثیر)

[۵] (۱) بعض مفسرین فرماتے ہیں: لام سببیہ ہے؛ یعنی میرے رب! چوں کہ آپ نے مجھے خیر؛ یعنی علم، شریعت، حکمت عطا فرمائی؛ اس لیے میں محتاج ہوں، پہلے میں فرعون کے یہاں بڑے عیش میں رہتا تھا، پھر میں نے اس کی مذہبی مخالفت کی تو وہ عیش مجھ سے جاتا رہا، اور میں فقیر اور محتاج بن گیا (۲) اے میرے رب! آپ نے مجھے علم اور دین عطا فرمایا، میں محتاج ہوں اور آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ مجھے علم، دین عطا فرمائیے، گویا یہ رب زدنی علما کے ہم معنی ہوگا۔

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ز قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا
سَقَيْتَ لَنَا ط فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ لا قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ز اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ
الْاَمِيْنُ ۝۲۶ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ
حِجَجٍ ج فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ج وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ط سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ
شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷

سوتھوڑی دیر بعد ان دو (لڑکیوں) میں سے ایک (لڑکی) شرم وحیا سے چلتی ہوئی اس (موسیٰ علیہ السلام) کے پاس آئی①، وہ (لڑکی) کہنے لگی: میرے ابا تم کو بلا رہے ہیں؛ تاکہ تم نے جو ہمارے لیے (جانوروں کو) پانی پلایا اس کا آپ کو انعام دیویں، سو جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) اس (لڑکی کے ابا) کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے تمام حالات بیان کیے تو اس (لڑکی کے ابا) نے کہا کہ: تم (اب) ڈرو مت، تم ظالم لوگوں سے بچ کر آئے ہو② ﴿۲۵﴾ ان دو (لڑکیوں) میں سے ایک کہنے لگی: اے میرے ابا جان! آپ اس شخص کو اجرت پر رکھ لیجیے③ اس لیے کہ اچھا آدمی جس کو آپ اجرت پر رکھنا چاہیں وہ ہے جو طاقت والا (بھی) ہو اور امانت دار (بھی) ہو④ ﴿۲۶﴾ اس (لڑکی کے ابا) نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میری ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا تمھارے ساتھ نکاح کرادوں، (نکاح کی) شرط یہ رہے گی کہ تم میرے یہاں آٹھ سال اجرت پر کام کرو، سو اگر تم دس سال پورے کرو تو یہ تمھاری مرضی کی بات ہوگی⑤، میں تمھارے اوپر تکلیف نہیں ڈالنا چاہتا، ان شاء اللہ! تم مجھے اچھا معاملہ کرنے والوں میں سے پاؤ گے⑥ ﴿۲۷﴾

---

① لڑکی نے اپنی قمیص کی آستین چہرے پر رکھ دی اور چہرا چھپالیا۔ ② پریشان حال لوگوں کو تسلی دینا چاہیے۔
③ ضرورت کے وقت ملازم رکھنا چاہیے۔ ④ وہ لڑکیاں شرم سے آئی تھیں، پھر بھی موسیٰ علیہ السلام نے سر جھکا کر ہی بات کی، اس سے امانت داری کا اندازہ لگایا۔ ⑤ (دوسرا ترجمہ) تمھاری طرف سے احسان ہے۔
⑥ ہم سخت خدمت نہیں لیں گے، معاملات میں اچھے ثابت ہوں گے، معلوم ہوا داماد کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے۔

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا

نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝۲۸ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ ع۳

نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ

النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۲۹ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ

الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۰

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: یہ بات میرے اور تمھارے درمیان طے ہوگئی، دونوں مدتوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کردوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور جو بات ہم کہتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ گواہ (کافی) ہیں① ﴿۲۸﴾

پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) نے وہ مدت پوری کرلی اور اپنی اہلیہ کو لے کر (مصر کی طرف) چلے تو طور پہاڑ کی جانب میں ایک آگ دیکھی تو اس (موسیٰ علیہ السلام) نے اپنی اہلیہ سے کہا: تم (ذرا یہاں) ٹھہرو، میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید میں وہاں سے تمھارے پاس کوئی خبر لے آؤں یا آگ کا کوئی انگارہ لے آؤں②: تاکہ تم (اس سے) گرمی حاصل کرسکو ﴿۲۹﴾ سو جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) اس (آگ) کے پاس پہنچے تو میدان کے داہنی جانب کے کنارے سے③ برکت والی جگہ میں ایک درخت④ سے اس کو یہ آواز دی گئی: اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں، تمام عالموں کا رب ہوں ﴿۳۰﴾

① دنیا میں قسم قسم کے معاہدات ہوتے ہیں اور اس کو مضبوط کرنے کے لیے بھی قسم قسم کے طریقے اپنائے جاتے ہیں؛ لیکن جن کو معاہدہ توڑنا ہی ہو ان کے پاس شیطانی تدبیریں بھی کچھ کم نہیں ہوا کرتیں، بس ایک ہی بات ہے "اللہ تعالیٰ کا ڈر" وہ انسان کو پابند بنا سکتا ہے۔ نکتہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حلال طریقے سے پیٹ و شرم گاہ کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے طویل عرصہ خود کو ملازمت کے حوالے کردیا، یہ ہے حلال کی اہمیت۔

② گھر والوں کی ضروریات کا نظم کرنا نبوی سنت ہے۔

③ مدین سے مصر واپسی ہو رہی تھی اس لحاظ سے وہ میدان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی داہنی جانب پڑ رہا تھا، ان مقامات کا آنکھوں دیکھا حال بندہ کے سفرنامہ "دیکھی ہوئی دنیا میں" ملاحظہ فرمائیں۔

④ بندہ نے مصر کے سفر میں مشاہدہ کیا تو جو درخت بتایا جاتا ہے وہ "علیق" امر بیل کا ہے۔

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى
اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۟ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ
غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ
وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ
اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾

اور یہ کہ (اے موسیٰ!) اپنی لکڑی کو (زمین پر) ڈال دو، (پھر یہ ہوا کہ) جب اس (موسیٰ علیہ السلام) نے
اس (لاٹھی) کو اس طرح ہلتے دیکھا جیسے وہ (تیز دوڑنے والا) سانپ ہے تو وہ (موسیٰ علیہ السلام) پیٹھ پھرا
کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر دیکھا بھی نہیں (حکم ہوا: اے موسیٰ!) آگے آؤ① اور تم ڈرو نہیں، یقیناً تم کو
کوئی خطرہ نہیں② ﴿۳۱﴾ تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال دو وہ کسی بیماری کے بغیر (چمکتا ہوا) سفید
نکلے گا اور ڈر دور کرنے کے لیے③ اپنا ہاتھ (پھر) اپنے جسم سے ملا لینا④ اب یہ دو میری (طرف سے)
دلیلیں ہیں جو تمھارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کے لیے ہے،
یقیناً وہ تو بڑے نافرمان لوگ ہیں ﴿۳۲﴾ موسیٰ (علیہ السلام) بولے: اے میرے رب! میں نے ان
میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا؛ اسی لیے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے⑤ ﴿۳۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) اے موسیٰ! سامنے آؤ۔

② (دوسرا ترجمہ) تم بالکل امن (یعنی سلامتی) میں ہو۔

③ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: جو خوف زدہ آدمی اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لیتا ہے تو اس کا ڈر دور ہو جاتا ہے۔

④ عصا اور ہاتھ میں اچانک تغیر سے جو طبعی ڈر پیدا ہو جائے اس کو دور کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا گیا۔ (ہاتھ میں معجزہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو گندمی رنگ تھا اس کے خلاف سفیدی ظاہر ہوگی)۔

⑤ اپنے ذہن میں جو بات ہو وہ بڑوں کے سامنے صاف صحیح بیان کر دینی چاہیے۔

وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ ۡ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ
یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚ
بِاٰیٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا
مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًی وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰی رَبِّیْٓ اَعْلَمُ
بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے① تو آپ ان کو میرے ساتھ (توحید کی دعوت کے کام میں) مدد کرنے والا بنا کر بھیج دیجیے② کہ وہ (ہارون) مجھے (لوگوں کے سامنے) سچا بتائے③، یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے ﴿۳۴﴾ اللہ نے فرمایا: عنقریب تمھارے بھائی (ہارون) کے ذریعہ ہم تمھارے بازو مضبوط کر دیتے ہیں اور ہم آپ دونوں کو ایسا رعب دیتے ہیں کہ④ ہماری نشانیوں (کی برکت) سے وہ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے⑤، تم دونوں اور جو لوگ تم دونوں کے ساتھ ہیں وہی غالب رہنے والے ہیں⑥ ﴿۳۵﴾ سو جب موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس ہماری کھلی کھلی نشانیوں کو لے کر پہنچے تو وہ (فرعونی) لوگ کہنے لگے کہ: یہ تو ایک بناوٹی جادو ہی ہے، اور ایسی بات تو ہم نے اپنے اگلے باپ دادوں (کے زمانے) میں (کبھی کبھی) نہیں سنی ﴿۳۶﴾ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ: میرے رب اس شخص کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں جو اس کے پاس سے ہدایت لے کر آیا ہے اور اس کو بھی (اچھی طرح جانتے ہیں) جس کو (دنیا یا آخرت میں) اچھا انجام ملے گا، یقیناً ظلم کرنے والے کامیابی نہیں پاتے ﴿۳۷﴾

① فصاحتِ لسان یہ بھی فضیلت اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ ② حضرت ہارون علیہ السلام اس وقت وہاں موجود نہیں تھے پھر بھی ان کے لیے نبوت کی دعا کی۔ مسلمان بھائی کی غائبانہ خیر خواہی یہ بھی نبیوں کی سنت ہے۔
③ (دوسرا ترجمہ) وہ (ہارون) میری تائید کرے۔ معلوم ہوا بھائی بھائی کے لئے تقویت کا باعث بنے۔
④ نیک لوگوں کو قدرتی رعب دیا جاتا ہے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) ہماری نشانیوں کو لے کر تم دونوں جاؤ۔
⑥ اس میں بشارت ہے کہ تم دونوں اکیلے نہ رہو گے، ایک جماعت تمھارے ساتھ ہوگی اور غلبہ اہلِ حق کو ہوتا ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى
الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾
وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾
فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾
وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ
هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۴

اور فرعون کہنے لگا: اے درباریو! مجھ کو تو میرے سوا تمھارا کوئی معبود معلوم نہیں ہے① سوائے ہامان! تو میرے لیے آگ میں مٹی پکوا کر (اینٹیں تیار کر) پھر (ان اینٹوں سے) میرے لیے اونچا محل بنوا؛ تا کہ میں (اس کے اوپر سے) موسیٰ کے رب کو جھانک کر دیکھ لوں اور میں تو پورے یقین کے ساتھ اس (موسیٰ) کو جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں ﴿۳۸﴾ اور اس (فرعون) نے اور اس کے لشکر نے زمین میں ناحق گھمنڈ کیا اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ ان کو ہمارے پاس واپس لوٹا کر نہیں لایا جائے گا ﴿۳۹﴾ پھر ہم نے اس (فرعون) کو اور اس کے لشکر کو پکڑ لیا، پھر ہم نے ان کو دریا میں ڈال دیا، اب دیکھ لو کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا؟ ﴿۴۰﴾ اور ہم نے ان کو (ایسا) پیشوا بنا دیا جو (لوگوں کو) جہنم کی (آگ کی) طرف بلاتے رہیں اور قیامت کے دن ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی ﴿۴۱﴾ اور ہم نے اس دنیا میں (بھی) ان کے پیچھے لعنت لگادی اور قیامت کے دن وہ بری حالت والے لوگوں میں (شامل) ہوں گے② ﴿۴۲﴾

---

① فرعون بڑا چالاک تھا، اس نے چالاکی میں کہا: ''میں کوئی اور خدا کو جانتا نہیں ہوں''، وجود کی نفی نہیں کی؛ چوں کہ اس کو اپنے سوا دوسرے خدا کے نہ ہونے کا یقین نہیں تھا۔

② ''مقبوحین'' کا ایک ترجمہ: (۱) رحمت سے دور ملعون لوگوں میں۔
(۲) ہلاک کردیے گئے لوگوں میں۔
(۳) بگڑی ہوئی صورت والے، کالے چہرے والے، نیلی آنکھ والے۔
(۴) ہر بھلائی سے کسی کو دور کردیا جائے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ
وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ۝۴۳ وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَآ اِلٰی مُوْسَی
الْاَمْرَ وَمَا کُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ۝۴۴ وَلٰکِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ۚ
وَمَا کُنْتَ ثَاوِیًا فِیْٓ اَهْلِ مَدْیَنَ تَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۙ وَلٰکِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ۝۴۵ وَمَا
کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا وَلٰکِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ
نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ۝۴۶

اور پکی بات ہے کہ ہم نے پچھلی امتوں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ (علیہ السلام) کو (ایسی) کتاب دی جو لوگوں کو (سچائی) سمجھانے والی تھی① اور وہ (کتاب) ہدایت اور رحمت تھی؛ تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں ﴿۴۳﴾ اور (اے محمد! طور پہاڑ کی) مغربی جانب تم اس وقت موجود نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو احکام دیے تھے اور تم (اس کو) دیکھنے والوں میں بھی نہیں تھے② ﴿۴۴﴾ لیکن ہم نے (اس کے بعد) بہت ساری نسلیں پیدا کیں، پھر ان پر لمبا زمانہ گذر گیا③ اور (اے محمد!) تم مدین والوں میں رہتے بھی نہیں تھے کہ ان (مدین والوں) کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہوں؛ لیکن (تم کو اور تمام نبیوں کو) پیغمبر بنا کر بھیجنے والے ہم ہی ہیں ﴿۴۵﴾ اور (اے محمد!) تم تو طور پہاڑ کے کنارے (اس وقت بھی) موجود نہیں تھے جب ہم نے (اس موسیٰ کو) پکارا تھا؛ لیکن (تم کو وحی کے ذریعہ یہ سب واقعات ہم بتا رہے ہیں) تمھارے رب کی (تم پر) رحمت ہے④؛ تاکہ تم اس قوم کو ڈراؤ⑤ جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا (نبی) نہیں آیا؛ تاکہ وہ لوگ نصیحت قبول کریں ﴿۴۶﴾

① (دوسرا ترجمہ) بصیرت کی باتوں پر مشتمل۔
② (دوسرا ترجمہ) اور تم ان لوگوں میں بھی نہیں تھے جو اس کو دیکھ رہے ہوں (موجود نہ ہونے کے باوجود صحیح واقعہ بیان کرنا آپ کی نبوت کی دلیل ہے)۔
③ لمبا زمانہ گذرنے کی وجہ سے علوم صحیحہ نایاب ہوگئے لوگ ہدایت کے محتاج ہوگئے۔
④ یعنی تم اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے۔
⑤ ''لتنذر'' کا صیغہ دعوت کے تسلسل کو بتاتا ہے، لوگوں کے انکار پر مایوسی نہ ہو، دعوت برابر جاری رہے۔

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ مُّصِيۡبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا

رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ مِنۡ عِنۡدِنَا قَالُوۡا

لَوۡلَاۤ اُوۡتِىَ مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ مُوۡسٰىؕ اَوَلَمۡ يَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ‌ۚ قَالُوۡا

سِحۡرٰنِ تَظٰهَرَا ۗ وَقَالُوۡۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِكِتٰبٍ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ هُوَ

اَهۡدٰى مِنۡهُمَاۤ اَتَّبِعۡهُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنۡ لَّمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَكَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا

يَتَّبِعُوۡنَ اَهۡوَآءَهُمۡ‌ؕ

اور تا کہ جب ان لوگوں پر ان کے کیے ہوئے (برے) کاموں کی وجہ سے کوئی مصیبت آ پڑتی تو وہ ایسا نہ کہنے لگتے کہ: اے ہمارے رب! آپ نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا؟ کہ ہم آپ کے حکموں پر چلتے اور ہم ایمان والوں میں سے ہوجاتے ﴿۴۷﴾ سو جب ان کے پاس ہماری طرف سے سچی بات آ گئی تو (اس پر) یہ لوگ کہنے لگے کہ: جیسی کتاب موسیٰ کو دی گئی تھی ویسی کتاب اس (نبی محمد) کو کیوں نہیں دی گئی؟① حالاں کہ جو (کتاب) موسیٰ (علیہ السلام) کو دی گئی تھی، کیا انھوں نے پہلے ہی سے اس کا انکار نہیں کر دیا تھا؟ اور وہ یہ بھی کہنے لگے تھے کہ یہ دونوں (تورات وقرآن) تو جادو ہے② جو آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں③ اور وہ یہ بھی کہنے لگے کہ: ہم تو (دونوں میں سے) کسی کو نہیں مانتے ﴿۴۸﴾ (اے نبی!) تم (ان سے) کہو: اگر تم سچے ہو تو (تورات اور قرآن کے علاوہ) کوئی اور کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس سے لے آؤ جو ہدایت کے لحاظ سے ان دونوں سے بہتر ہو، میں بھی اس پر عمل کرنے لگوں گا ﴿۴۹﴾ سو اگر وہ تمھارے کہنے کے مطابق (کوئی کتاب) نہ لا سکے تو سمجھو کہ وہ (یعنی مکہ کے کافر) حقیقت میں صرف اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں

① تورات ایک ساتھ ایک مرتبہ میں اتری، اس طرح قرآن اترتا۔ یہ ان کا مطالبہ تھا۔
② (دوسرا ترجمہ) وہ (یہ بھی) کہنے لگے تھے کہ: یہ تو دونوں (یعنی موسیٰ اور محمد) جادوگر ہیں۔
③ (دوسرا ترجمہ) جو دونوں آپس میں ایک دوسرے کے موافق ہیں۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ ع ۸ ۸

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ

هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ النصف

قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾

اور اس آدمی سے بڑا گمراہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کے پیچھے چلے① یقیناً اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والی قوم کو ہدایت نہیں دیتے ﴿۵۰﴾

اور ہم ان (کی آسانی) کے لیے (نصیحت کی) بات لگاتار بھیجتے ہی رہیں②: تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کرلیں ﴿۵۱﴾ جن کو ہم نے اس (قرآن) سے پہلے (آسمانی) کتابیں دی ہیں وہ اس (قرآن) پر (بھی) ایمان لاتے ہیں③ ﴿۵۲﴾ اور جب ان کے سامنے (قرآن پڑھ کر) سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ: ہم اس (قرآن) پر ایمان لے آئے کہ یقیناً وہ سچا ہے، ہمارے رب کی طرف سے (اترا ہے) حقیقت میں اس (قرآن اترنے) سے پہلے ہی ہم اس کو مانتے تھے④ ﴿۵۳﴾

---

① اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے خلاف نفسانی خواہشات پر چلنے والا سب سے بڑا گمراہ۔

② دو مطلب ہیں: (۱) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک وحی کا سلسلہ پہلے سے چلا آتا ہے، ہر دوسری وحی کی تائید اور تصدیق کرتی ہے، اس طرح وحی کی تصدیق اور تائید میں دوسری وحی برابر جاری رہی۔

(۲) قرآن بھی تدریجاً نازل ہوا: ایک آیت کے بعد دوسری آیت نازل ہوتی رہی۔

③ یعنی جو سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے تھے اور اس میں قرآن کا ذکر ہے ہی؛ اس لیے قرآن کو بھی مانتے تھے اور آپ پر جب قرآن کا نزول شروع ہوا تو اس پر قائم رہے۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ کے یہاں انصاف پسند لوگوں کی قدر ہے چاہے کسی بھی قوم سے ہو۔

④ پچھلی آسمانی کتابوں میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے بارے میں پڑھ رکھا تھا؛ اس لیے وہ پہلے سے اس کو مانتے ہیں؛ گویا ان کا ایمان دو مرتبہ ہوا: ایک تو اپنے نبی پر ایمان کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے تھے، آخری کتاب کو مانتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعلان ہوا تب انھوں نے مستقل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری کتاب پر ایمان لائے، اسی طرح اپنے اپنے نبی پر بھی ان کا ایمان دو مرتبہ ہوا: اولاً مستقل اور دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ضمن میں؛ چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے مصدق ہیں اور ہماری شریعت میں تمام انبیاء پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

أُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۝۵۴ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ
اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ۝۵۵

ایسے لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے① دوہرا اجر دیا جائے گا② اور وہ لوگ برائی کے بدلے میں بھلائی کرتے ہیں③ اور جو روزی ہم نے ان کو دی ہے اس میں سے (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) وہ خرچ کرتے ہیں ﴿۵۴﴾ اور جب وہ بے کار بات کو سنتے ہیں تو وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں④ اور وہ کہنے لگتے ہیں کہ: ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمھارے لیے تمھارے اعمال ہیں (ہم) تم کو سلام کرتے ہیں⑤، ہم نادان (بے سمجھ) لوگوں سے الجھنا نہیں چاہتے⑥ ﴿۵۵﴾

---

① سابقہ دین پر ایمان تھا اب نزول قرآن کے بعد قرآن پر جم کر کے عمل کیا۔ اللہ کی اطاعت میں ثابت قدم رہے یہ صبر تھا۔
② انسان پہلے سے ایک (سابقہ) دین پر قائم ہو، پختگی سے مانتا ہو عمل کرتا ہو، اس پر فخر بھی ہو کہ یہ آسمانی کتاب پر عمل کرتا ہوں پھر اس کو ترک کر کے شرع محمدی کو اپنا لیا یہ کتنا دشوار کام ہے۔ اس لیے ان کا ہر عمل مکرر لکھا جائے گا اور ہر عمل پر دوہرا ثواب ملے گا۔
③ (۱) جب ان کے ساتھ کوئی برائی سے پیش آئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ جواب میں شرافت سے کام لیتے ہیں (۲) دشمنوں کی دشمنی کے مقابلے میں بھلائی سے پیش آتے ہیں (۳) برا کام ہو جائے تو نیکی کے ذریعے تلافی کرتے ہیں؛ یعنی اگر کوئی معصیت یا گناہ ہو گیا تو فوراً اطاعت کا کام کرتے ہیں۔
④ یعنی دور ہو جاتے ہیں۔ ہم بحث میں الجھنا نہیں چاہتے ہیں۔
⑤ فضول بحث میں الجھنے کا وقت نہیں ہے، ہم دعا کرتے ہیں تم کو اسلام کی توفیق ملے اور تم سلامت رہو۔ سلام دو معنوں میں آتا ہے: (۱) وہ سلام جو دو مسلمان آپس میں کرتے ہیں (۲) سلام بمعنی متارکت، مسالمت؛ یعنی اپنے حریف اور سامنے والے کو یہ کہہ دینا کہ: ہم تمھاری لغو اور بیکار بات کا کوئی جواب دینا نہیں چاہتے، تم تمھارے راستے پر جاؤ، ہم ہمارے راستے پر، ہم تم سے سلامت اور تم ہم سے سلامت۔
⑥ دوسرا مطلب: ہم جاہلوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے: [۱] ہم جاہلوں کو جواب نہیں دیں گے۔ [۲] جاہلوں کا طریقہ ہم پسند نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھانے پر وہ سمجھے گا تو اس سے کنارہ کشی بہتر ہے، ایسے سے الجھنا نہیں چاہیے۔ [۳] تم گالی دو، ہم گالی نہیں دیں گے، تم برا کہو، ہم برا نہیں کہیں گے۔ [۴] ہم تمھارے مذہب کو پسند نہیں کرتے، ہم جاہلوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے، ہم جاہلوں میں سے ہونا نہیں چاہتے۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾
وَقَالُوا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا
يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا
مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۖ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ
وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿٥٨﴾

یقیناً تم جس کو چاہو ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے؛ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو بھی چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں① اور وہ (اللہ تعالیٰ) ہدایت قبول کرنے والوں کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۵۶﴾ اور یہ (مکہ کے کافر) کہنے لگے: اگر ہم تمھارے ساتھ ہدایت (یعنی توحید) پر چلنے لگیں تو ہم اپنے ملک سے اچک لیے جائیں گے② کیا ہم نے ان کو امن والے حرم میں جگہ نہیں دی جس کی طرف ہر قسم کے پھل کھینچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے دیا ہوا (خاص) رزق ہے؛ لیکن ان میں کے اکثر لوگ جانتے ہی نہیں ہیں ﴿۵۷﴾ اور کتنی بستیوں کو ہم نے ہلاک کردیا کہ وہاں کے رہنے والے اپنی معیشت پر اتراتے تھے، سو یہ ان کے مکانات (تمھارے سامنے) ہیں، ان (کے ہلاک ہونے) کے بعد تھوڑے لوگوں کے سوا وہاں کسی کو بسنا نصیب نہیں ہوا③ اور ہم ہی (آخرکار) سب کے مالک ہیں④ ﴿۵۸﴾

---

① ہدایت کرنے کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ہدایت دینے کی قدرت نہیں؛ بلکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم تک بھی نہیں ہے کہ کون کون ہدایت پانے والا ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) مار کر نکال دیے جاویں گے۔

③ قلیل:

[الف] اس میں چند ہی مکانات تھے، پھر آئندہ آباد ہوئے۔

[ب] ان بستیوں میں بہت تھوڑی دیر کے لیے لوگ رکتے ہیں جیسے کوئی مسافر، اس کے سوا وہ بستیاں آباد نہ ہوسکی۔

④ (دوسرا ترجمہ) سب کو لے لینے والے ہیں۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا
كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع
اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ
هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ
كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾

اور (اے نبی!) تمھارے رب اس وقت تک بستیوں کو ہلاک نہیں کر ڈالتے جب تک ان (بستیوں) کے مرکزی مقام① میں کوئی رسول نہ بھیجے جو وہاں کے لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہو، اور ہم (رسول بھیجنے کے بعد بھی فوراً ان) بستیوں کو ہلاک نہیں کر ڈالتے؛ مگر یہ کہ وہاں کے رہنے والے لوگ ظالم ہو جائیں (تب ہلاک کرتے ہیں) ﴿٥٩﴾ اور تم کو جو چیز بھی دی گئی سو وہ تو دنیوی زندگی کا سامان ہے اور اس (دنیوی زندگی) کی رونق ہے اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ کہیں زیادہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے، بھلا کیا تم لوگ سمجھتے نہیں؟ ﴿٦٠﴾

بھلا بتاؤ تو! ایک شخص (یعنی مؤمن) وہ ہے جس سے ہم نے اچھا وعدہ (جنت کا) کیا ہے②، سو وہ اس (وعدے) کو پانے والا بھی ہے، کیا وہ اس شخص (یعنی کافر) جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی کا سامان (چند دن) فائدہ اٹھانے کے لیے دے دیا ہو، پھر وہ قیامت کے دن پکڑ کر حاضر کیا جائے گا؟ ﴿٦١﴾ اور (اس قیامت کے دن کو ہرگز مت بھولو) جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) ان (کافروں) کو پکار کر فرمائیں گے کہ: میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کو تم (دنیا میں میرا شریک) سمجھتے تھے؟ ﴿٦٢﴾

① یعنی راجدھانی، معلوم ہوا کہ مرکزی مقامات سے جو تحریک چلتی ہے اس کے اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔ پورے عالم کا مرکز مکہ مکرمہ ہے، وہاں سب سے آخر میں اور سب سے بڑے پیغمبر مبعوث ہوئے۔
② جنت اچھی ہے اس لیے اس کا وعدہ بھی اچھا ہے چونکہ ہر اچھی چیز کا وعدہ بھی اچھا ہوا کرتا ہے۔

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا
غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ؗ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ
فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ
فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا
يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿٦٧﴾

جن لوگوں کے خلاف (عذاب کی) بات ثابت ہو چکی ہے وہ کہیں گے کہ: اے ہمارے رب! یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا ہم نے ان کو اس طرح گمراہ کیا تھا جیسا ہم خود گمراہ ہو گئے تھے، ہم آپ کے سامنے ان سے بری ہوتے ہیں① کہ یہ لوگ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے ﴿۶۳﴾ اور (کافروں سے) کہا جائے گا: جن کو تم نے (اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبادت میں) شریک بنا رکھا تھا ان کو پکارو، سو وہ (کافر) ان کو پکاریں گے تو وہ ان کو کوئی جواب نہیں دیں گے اور وہ (کافر اپنی آنکھوں سے) عذاب دیکھ لیں گے، کاش کہ وہ لوگ (دنیا میں) ہدایت کو قبول کر لیتے (تو آج عذاب کی یہ مصیبت اٹھانی نہ پڑتی)② ﴿۶۴﴾ اور (وہ قیامت کا دن بھی یاد رکھو) جس دن اللہ تعالیٰ ان (کافروں) کو پکار کر پوچھیں گے کہ: تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا؟ ﴿۶۵﴾ سو اس دن (جو) باتیں (دنیا میں وہ بنایا کرتے تھے وہ سب) ان پر بند ہو جائیں گی③، سو آپس میں بھی کچھ نہیں پوچھیں گے ﴿۶۶﴾ سو جو آدمی کہ توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے تو پوری امید ہے کہ ایسے لوگ (اس دن) فلاح پانے والوں میں سے ہوں گے ﴿۶۷﴾

① یعنی ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

② معلوم ہوا کہ دنیا میں ہدایت پر ہونا یہ آخرت میں عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

③ اور ان کو جواب سمجھ میں نہیں آئے گا اور ذہن میں سے ساری باتیں غائب ہو جائے گی۔ گویا ان کی اپنے بچاؤ کی سب دلیلیں گم ہو جائے گی اور وہ ہکے بکے رہ جائیں گے۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾
وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي
الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور تمھارے رب جو چاہیں پیدا کرتے ہیں اور پسند کرتے ہیں[۱]، ان لوگوں کو پسند کرنے کا کوئی
اختیار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات تو پاک ہے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو چیز شریک کرتے ہیں
وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے بہت دور ہیں ﴿۶۸﴾ اور تمھارے رب جانتے ہیں جو ان کے سینوں نے
چھپا کر رکھا ہے اور جو وہ کھلم کھلا کرتے ہیں[۲] ﴿۶۹﴾ وہی ہے اللہ تعالیٰ، ان کے سوا کوئی معبود نہیں
ہے، دنیا اور آخرت میں انہی کے لیے حمد ہے اور حکم انہی (اللہ تعالیٰ) کا چلتا ہے اور انہی (اللہ تعالیٰ)
کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ﴿۷۰﴾ (اے نبی!) تم (ان سے یہ) پوچھو کہ: تم بتلاؤ تو! اگر اللہ تعالیٰ
تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک کے لیے رات ہی رہنے دیویں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کونسا معبود ہے جو
تمھارے پاس (کہیں سے) روشنی لے آوے، کیا تم لوگ سنتے نہیں ہو؟[۳] ﴿۷۱﴾ (ان سے یہ
بات بھی) تم پوچھو کہ: تم بتلاؤ تو! کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک کے لیے دن ہی رہنے
دیویں تو اللہ تعالیٰ کے سوا کونسا معبود ہے جو تمھارے پاس رات لے آوے جس میں تم سکون حاصل
کرو؟ تو کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو؟ ﴿۷۲﴾

---

۱ یعنی جو احکام چاہے نافذ کرے، اپنے اعزاز و اکرام کے لیے جس بندے کو چاہے پسند کرے، کسی کو بھی دینی، علمی و روحانی فضیلت جو حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے، انسان کا ذاتی کمال کچھ نہیں ہے۔

۲ (دوسرا ترجمہ) جو وہ ظاہر میں کرتے ہیں۔

۳ تاریک رات میں دیکھنا ناممکن ہے، عادتاً دیکھنا روشنی پر موقوف ہے، ہاں سن تو سکتے ہیں۔

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۷۳ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ
تَزْعُمُوْنَ۝۷۴ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۝۷۵ ع ۷ / ۱۰
اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ
لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۤ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ۝۷۶

اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنی رحمت سے تمھارے لیے رات اور دن بنایا؛ تاکہ تم اس (رات) میں سکون حاصل کرسکو اور تاکہ (دن میں) اس (اللہ) کا فضل (یعنی حلال روزی) تلاش کرو؛ اور تاکہ تم لوگ (اللہ تعالیٰ کا) شکرادا کرو ﴿۷۳﴾ اور جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) ان (کافروں) کو پکار کر فرمائیں گے کہ: میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ ﴿۷۴﴾ اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہی دینے والا (یعنی نبی) نکال کر لائیں گے، پھر ہم کہیں گے کہ: تم اپنی دلیل لاؤ①، تب ان کو یہ معلوم ہوجائے گا کہ سچی بات تو اللہ تعالیٰ ہی کی تھی اور جو باتیں انھوں نے (دنیا میں) گھڑ رکھی تھیں وہ سب ان سے گم ہوکر رہ جائیں گی② ﴿۷۵﴾

یقیناً قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کا (ایک شخص) تھا③، پھر وہ ان (بنی اسرائیل) پر زیادتی کرنے لگا، اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے تھے کہ اس کی چابیاں اٹھانے سے طاقت والے لوگوں کی ایک جماعت تھک جاتی تھی، جب اس (قارون) کو اس کی قوم نے کہا: (مال پر) اترا مت④، یقیناً اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتے ہیں ﴿۷۶﴾

① اس وقت ان کو شرک کے صحیح ہونے پر کوئی دلیل نہیں مل سکے گی۔ ② یعنی آج کسی کا پتہ نہیں رہے گا۔
③ ظالموں کی عادت ہے کہ کسی قوم کا خون چوسنے کے لیے اس قوم کے افراد کا استعمال کرتے ہیں، قارون اسرائیلی تھا؛ لیکن فرعون کے حکم پر بنی اسرائیل پر زیادتیاں کرتا تھا۔ ④ لذتِ عاجلہ فانیہ سے حاصل ہونے والی وہ خوشی جس میں انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاوے، اسی طرح جس خوشی کو اپنا ذاتی کمال سمجھے یہ ہے اترانا۔

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ

اور اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) تجھے جو کچھ دے رکھا ہے اس سے آخرت والا گھر بنانے کی کوشش کر اور دنیا① میں سے اپنا حصہ مت بھول جا② اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی (اللہ کے بندوں کے ساتھ) احسان کیا کر اور تو زمین میں فساد مچانے کی کوشش مت کر③، یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے ہیں ﴿٧٧﴾ وہ (قارون) کہنے لگا کہ: مجھے یہ سب کچھ میرے پاس جو علم (یعنی ذاتی ہنر) ہے④ اس کی وجہ سے ملا ہے⑤، کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے (پچھلی قوموں میں سے) ایسے ایسے لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو طاقت اور مال جمع کرنے میں (یا افراد کے زیادہ ہونے میں قارون سے بھی) زیادہ بڑھے ہوئے تھے اور مجرموں سے ان کے گناہوں کے متعلق پوچھا بھی نہیں جائے گا⑥ ﴿٧٨﴾ پھر وہ (قارون) اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹھ کے ساتھ نکلا⑦

---

① دنیوی ضروریات کو پورا کرو؛ لیکن اس میں اسراف نہ ہو، دنیاوی عمر کتنی ہے وہ سوچو، اس سے آخرت کے اعمال کر لو۔
② ففي الحديث: اغتنم خمسا قبل خمس: شبابك قبل هرمك، وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك. ③ شرک وکفر اور نافرمانی بڑا فساد ہے۔
④ آج کل کے روشن خیال کہے جانے والے لوگ بھی اسی طرح کا جواب دیتے ہیں کہ ہم کو جو کچھ ملا ہے ہمارے ایجوکیشن (Education) کی وجہ سے ملا ہے، اس غلط قول کی آیت میں تردید کی گئی ہے، کہتے ہیں کہ قارون تورات کا بھی حافظ تھا اور کیمیا کا بھی علم جانتا تھا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ معتبر علم وہ ہے جس میں صرف دنیا مطلوب نہ ہو، آخرت مطلوب ہو۔
⑤ علم اور ہنر کس نے دیا ہے، وہ سوچ لیوے۔
⑥ اللہ تعالیٰ کو ان کے گناہ پہلے سے معلوم ہی ہے: اس لیے تحقیق کے لیے سوال کی ضرورت نہیں؛ البتہ تنبیہ اور زجر کے لیے سوال ہوگا۔ ⑦ (دوسرا ترجمہ) اپنے مال کی نمائش کرتے ہوئے نکلا۔

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ
فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا
مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ

تو جولوگ دنیوی زندگی کو چاہنے والے تھے وہ کہنے لگے: اے کاش! ہم کو ویسی چیزیں ملتیں جیسی چیزیں قارون کو ملی ہیں①، یقیناً وہ (قارون) تو بڑی قسمت والا ہے ﴿۷۹﴾ اور جن کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحیح) علم دیا گیا تھا② انھوں نے کہا: (اے دنیا کے چاہنے والو!) تم پر افسوس ہو، جو شخص ایمان لائے اور نیک کام کرے ان کے لیے تو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے، اور یہ (مرتبہ) صبر کرنے والوں ہی کو ملتا ہے③ ﴿۸۰﴾ پھر ہم نے اس (قارون) کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا، پھر کوئی جماعت ایسی نہیں تھی جو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی مدد کرتی④ اور وہ خود کو بھی بچا نہیں سکا ﴿۸۱﴾ اور کل جو لوگ اس (قارون) کے جیسا ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ کہنے لگے: اوہو! اب پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتے ہیں اس کو رزق زیادہ دے دیتے ہیں اور (جس کے لیے چاہتے ہیں) تنگ کرتے ہیں،

① بنی اسرائیل مؤمن تھے، آیت میں ان کی دنیوی طلب ظاہر ہوئی؛ لیکن اس میں بھی احتیاط کا پہلو ہے کہ انھوں نے یہ نہیں کہا کہ قارون کی دولت ہم کو مل جائے؛ چونکہ یہ تو حسد ہو جاتا، بلکہ یوں کہا کہ قارون کی دولت کی طرح کاش کہ ہم کو دولت مل جاتی۔

② اوتوا العلم (۱) جن کو دین کا علم دیا گیا (۲) جو لوگ آخرت کے ثواب کو جانتے تھے۔ اہلِ علم کی سوچ اور بول ایسا ہونا چاہیے۔

③ یعنی کامل ثواب صبر کرنے والوں کو ملتا ہے: (۱) جو لوگ دنیا کی حرص سے صبر کرتے ہیں۔
(۲) شریعت کی حدوں میں رہ کر مال کماتے ہیں۔
(۳) وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جمے رہتے ہیں، گناہوں اور دنیا کی لالچ سے اپنے آپ کو روکے رکھتے ہیں۔

④ (دوسرا ترجمہ) جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتی (تیسرا ترجمہ) جو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لیتی۔

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٢﴾
تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا
يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَيْكَ
الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٨٥﴾

اگر ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان نہ ہوتا تو وہ ہم کو بھی (زمین میں) دھنسا دیتے، اب پتہ لگ گیا کہ وہ (اللہ تعالیٰ) کافروں کو کامیاب نہیں کرتے ﴿۸۲﴾

وہ آخرت کا گھر (جنت) ہم ان ہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو زمین میں بڑا بننا نہیں چاہتے① اور فساد پھیلانا (بھی نہیں چاہتے)② اور آخری (بہتر) انجام تو تقویٰ والوں کو ملے گا ﴿۸۳﴾ جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوگا تو اس کو اس (نیکی) سے بہتر (بدلہ) ملے گا اور جو شخص برائی لے کر آئے گا تو جنھوں نے برے کام کیے ہیں ان کو ان کے کیے ہوئے کاموں ہی کی سزا دی جائے گی ﴿۸۴﴾ یقیناً جس (اللہ تعالیٰ) نے تم پر قرآن (پر عمل کرنے کی اور تبلیغ) کی ذمے داری ڈالی ہے وہ ضرور تم کو (تمھارے) اصلی وطن (یعنی مکہ) پہچانے والے ہیں (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: میرے رب تو اس آدمی کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں جو (اس رب کی طرف سے) ہدایت (یعنی سچا دین) لے کر آیا ہے اور اس کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں جو کھلم کھلا گمراہی میں (پڑا ہوا) ہے③ ﴿۸۵﴾

① یعنی تکبر کر کے دوسروں کو حقیر نہیں سمجھتے۔ ② ہر معصیت فساد ہے لوگوں پر ظلم بھی فساد ہے۔
③ یہ آیت سفرِ ہجرت میں نازل ہوئی جب جحفہ پہنچ کر مکہ والا معروف راستہ نظر آیا تو وطن کی یاد تازہ ہوگئی۔ بعض مفسرین نے "معاد" کو عادت سے مشتق مانا ہے تو معاد کا معنی یہ ہوگا: جس جگہ رہنے کی انسان کو عادت پڑ جاوے، جہاں انسان کی طبیعت لگتی ہو، معلوم ہوا وطن سے محبت طبعی چیز ہے، یہ آیت بشارت ہے کہ مکہ پھر سے تشریف آوری ہوگی اور بعض مفسرین نے معاد سے جنت مراد لیا ہے۔ (بعض نے ملک شام کو، بعض نے مقامِ محمود کو مراد لیا ہے، تمام اقوال میں تطبیق بھی ہے کہ پہلے مکہ کی شاندار فتح ہوگی، پھر میدانِ محشر میں (جو ملکِ شام میں ہوگا) شان سے تشریف آوری ہوگی، پھر مقامِ محمود اور جنت کے اعلیٰ مقامات نصیب ہوں گے۔) (باقی حاشیہ اگلے صفحے پر) =

وَمَا كُنتَ تَرْجُوٓا أَن يُلْقَىٰٓ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا

لِّلْكَٰفِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ إِلَيْكَ وَٱدْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا

تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ ۘ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ

هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُۥ ۚ لَهُ ٱلْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾ ع ١٢

اور (اے نبی!) تم کو (پہلے سے) یہ امید نہیں تھی کہ ① تم پر (یہ) کتاب (یعنی قرآن) اتاری جائے گی؛ لیکن یہ تو تمھارے رب کی طرف سے رحمت ہے ②، سو تم کافروں کی بالکل مدد (یعنی تائید) کرنے والے مت بننا ③ ﴿٨٦﴾ اور اللہ تعالیٰ کی آیتیں (یعنی احکام) جب تم پر اتر گئیں تو اب اس کے بعد یہ لوگ تم کو اس (پر عمل کرنے) سے ہرگز نہ روکیں ④ اور تم اپنے رب کی طرف دعوت دیتے رہو اور تم شرک کرنے والوں میں سے ہرگز مت ہو ﴿٨٧﴾ اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو مت پکارو، اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس (اللہ تعالیٰ) کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے ⑤، اسی (اللہ تعالیٰ) کی حکومت ہے اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ⑥ ﴿٨٨﴾

= بعض عارفین کا کہنا ہے کہ اس آیت کو کسی مسافر کو الوداع کہتے وقت نیک فالی کے طور پر پڑھ کر سنا دینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تجھے صحیح سلامت واپس فرما دیوے، بعض سلف سے یہ عمل منقول ہے کہ حج یا عمرہ کے موقع پر طواف وداع کے بعد یہ آیت کریمہ شہادت کی انگلی سے کعبہ کی دیوار پر لکھ دی جاوے، یہ بھی ایک نیک فالی ہے کہ دوبارہ عمرہ، حج اللہ تعالیٰ نصیب فرماوے، الحمد للہ اس پر خوب عمل ہے اور اس کی برکات سے بفضل اللہ! برابر مالا مال ہو رہا ہوں۔

اِس صفحے کا حاشیہ:

① معلوم ہوا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نبوت ملنے کا خیال تک نہیں تھا۔

② اس میں امت کو تنبیہ بھی ہوگئی کہ نبوت کسبی چیز نہیں ہے، مرزا قادیانی کا جھوٹا دعویٰ ہے کہ نبوت کسبی چیز ہے۔

③ یعنی آج تک ایسا ہوا نہیں اور آئندہ بھی نہ ہو۔

④ آیاتِ قرآنی پر عمل اور اس کی دعوت یہ دو ذمے داری ہے۔

⑤ اخلاص والا عمل باقی رہے گا، باقی اعمال ضائع ہوں گے۔

⑥ (دوسرا ترجمہ) اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس تم سب کو جانا ہے۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت

(مكية)

سورۂ عنکبوت

یہ سورت مکی ہے، اس میں انہتر (۶۹) آیتیں ہیں۔ سورۂ روم کے بعد اور سورۂ مطففین سے پہلے پچاسی (۸۵) نمبر پر نازل ہوئی۔

''عنکبوت'' اردو میں ''مکڑی'' کو کہا جاتا ہے۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے شرک کو باطل بتلانے کے لیے مکڑی کی مثال ذکر فرمائی ہے: سب سے بودا یا کمزور گھر مکڑی کا ہے۔

قرآن کا معجزہ دیکھیں، ایک جملے میں ہی اس گھرانے کی پوری کہانی بیان کردی کہ بے شک گھروں میں سے سب سے کمزور گھر عنکبوت کا ہے، اگر یہ (انسان) علم رکھتے۔ انسان مکڑی کے گھر کی ظاہری کمزوری کو تو جانتے تھے؛ مگر اس کے گھر کی معنوی کمزوری؛ یعنی دشمنی اور خانہ جنگی سے بے خبر تھے، اب جدید سائنس کی وجہ سے اس کمزوری سے بھی واقف ہو گئے؛ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر یہ علم رکھتے؛ یعنی مکڑی کی گھریلو کمزوریوں اور دشمنی سے واقف ہوتے، اس سب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورت کا نام اس بری خصلت والے کیڑے کے نام پر رکھا؛ حالاں کہ اس سورت کے شروع سے آخر تک گفتگو فتنوں کے بارے میں ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق مادہ مکڑی بچے دینے کے بعد نر مکڑی (اپنے بچوں کے باپ) کو قتل کر کے گھر سے باہر پھینک دیتی ہے، پھر جب اولاد بڑی ہو جاتی ہے، تو اپنی ماں کو قتل کر کے گھر سے باہر پھینک دیتی ہے۔ کتنا عجیب و غریب گھرانہ اور یقیناً بدترین گھرانہ ہے۔

سورت کی ابتدا یوں ہے: کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اس بات پر چھوٹ جائیں گے کہ انھوں نے کہا کہ: ہم ایمان لائے ہیں اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا۔

اور فرمایا: لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے تو ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں؛ مگر جب ان کو اللہ کی راہ میں اذیت دی جاتی ہے، تو لوگوں کی آزمائش کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں۔

ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ مکڑی کا فتنوں اور آزمائشوں سے کیا تعلق ہے؟

درحقیقت، فتنے، سازشیں اور آزمائشیں بھی مکڑی کی جال کی طرح پیچیدہ ہیں اور انسان کے لیے ان کے درمیان تمیز کرنا ان کو بے نقاب کرنا آسان نہیں ہوتا؛ مگر اللہ تعالیٰ مدد کرے تو یہ کچھ آسان ہوتا ہے۔

آیاتھا ٦٩ | (٢٩) سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ (٨٥) | رُكُوْعَاتُهَا ٧

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الٓمّٓ ۝١ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝٢ وَلَقَدْ فَتَنَّا
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝٣ اَمْ حَسِبَ
الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝٤ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ
اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٥

اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت حاصل کرتے ہوئے (میں پڑھتا ہوں) جن کی رحمت سب کے لیے ہے، جو بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

الم ﴿١﴾ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہہ دینے پر کہ "ہم ایمان لے آئے ہیں" چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا①؟ ﴿٢﴾ حالاں کہ ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں ہم ان (سب) کو آزما چکے ہیں، سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور معلوم کر کے رہیں گے جو (ایمان میں) سچے ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) جھوٹوں کو بھی ضرور معلوم کر کے رہیں گے ﴿٣﴾ جن لوگوں نے برے کام کیے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے بچ جاویں گے؟②، بہت برا وہ فیصلہ کرتے ہیں ﴿٤﴾ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھتا ہو تو اس کو یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ (کے ملنے) کا مقرر (کیا ہوا) وقت آنے ہی والا ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے سننے والے، بڑے جاننے والے ہیں ﴿٥﴾

---

① امتحان تین طریقے سے ہوتا ہے: (١) اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کے ذریعہ؛ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختلف احکام میں امتحان ہوا، وإذابتلى ابراهيم ربه بكلمت فاتمهن (٢) مصیبتوں اور بیماریوں کے ذریعہ؛ جیسے حضرت ایوب علیہ السلام کا (٣) کافروں کی طرف سے دشمنیوں اور تکلیفوں کے ذریعہ؛ جیسے: حضرت نوح علیہ السلام کا (٤) بعض بندوں میں یہ تینوں قسم کے امتحان اور آزمائش کو جمع کر دیا جاتا ہے، ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر طرح سے امتحان ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر امتحان میں پورے اترے۔

② (دوسرا ترجمہ) بھاگ کر کے کہیں آگے چلے جائیں گے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور جو شخص (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) محنت کرتا ہے تو وہ تو اپنے ہی فائدے کے لیے محنت کرتا ہے[۱]، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام عالموں سے بے پرواہ ہیں[۲] ﴿۶﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے، ہم ان پر سے ان کی برائیاں (یعنی گناہ) ضرور دور کر دیں گے اور جو نیک کام وہ کرتے تھے اس کا بہترین بدلہ ہم ان کو ضرور دیں گے ﴿۷﴾ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا (پوری تاکید سے)[۳] حکم دیا اور اگر وہ دونوں (والدین) تجھ پر زور ڈالیں[۴] کہ تو میرے ساتھ ایسے (معبود) کو شریک کر جس کی تجھ کو کوئی خبر نہیں ہے[۵] تو (اس شرک کے بارے میں) ان دونوں کا کہنا نہ مان، میری طرف تم سب کو واپس آنا ہے، سو جو کام تم لوگ کرتے تھے وہ میں تم کو بتلا دوں گا ﴿۸﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ہم ضرور نیک لوگوں (کے درجے میں جنت) میں ان کو داخل کریں گے[۶] ﴿۹﴾

---

① محنت کا اول فائدہ محنت کرنے والے کی ذات کو ملتا ہے۔
② (دوسرا ترجمہ) یقیناً اللہ تعالیٰ کو تمام دنیا والوں میں سے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔
③ آیت میں لفظ "وصینا" استعمال ہوا ہے جس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی عمل کی طرف بلانا جب کہ وہ بلانا پوری خیر خواہی سے ہو۔ ④ (دوسرا ترجمہ) دباؤ ڈالے۔
⑤ (دوسرا ترجمہ) جس کے معبود ہونے کی کوئی (صحیح) دلیل تیرے پاس نہیں۔ ⑥ الصالحین سے مراد: انبیائے کرام، شہدائے عظام، اولیائے کرام؛ یعنی ایمان اور نیک اعمال والے مومنوں کو نبیوں، رسولوں، ولیوں کے ساتھ شامل کریں گے؛ یعنی ان کے ساتھ ان کا حشر ہوگا، یا ان کے ساتھ ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: اگر اولاد نے ناحق بات میں والدین کی بات نہیں مانی اور والدین ناحق پر قائم رہے تو اولاد کا حشر صالحین کی جماعت میں ہوگا؛ حالاں کہ والدین نسب کے اعتبار سے اس کے سب سے زیادہ قریب تھے؛ لیکن والدین کے ساتھ اس کا حشر نہیں ہوگا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ
اللّٰهِ ؕ وَلَىِٕنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ
صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ
مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ
اَثْقَالِهِمْ ۫ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع ۱۲

اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ: ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے، پھر جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں ان کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے① تو لوگوں کی پہنچائی ہوئی تکلیف کو وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح (بڑی) سمجھتے ہیں اور اگر تمھارے رب کی طرف سے کوئی مدد (مسلمانوں پر) آجاوے تو (یہی لوگ) ضرور ایسا کہنے لگیں گے کہ: ہم تو تمھارے (یعنی مسلمانوں کے) ساتھ تھے② بھلا کیا اللہ تعالیٰ کو عالم کے لوگوں کے سینوں میں جو بات (چھپی ہوئی) ہے وہ اچھی طرح معلوم نہیں ہے؟③ ﴿۱۰﴾ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ضرور معلوم کر کے رہیں گے اور وہ منافقین کو ضرور معلوم کر کے رہیں گے ﴿۱۱﴾ اور کافر لوگ ایمان والوں سے کہنے لگیں گے کہ: تم ہمارے طریقے پر چلو اور ہم تمھارے گناہوں کا بوجھ اٹھالیں گے؛ حالاں کہ وہ (کافر لوگ) ان (مسلمانوں) کے گناہوں میں سے ذرا (سا بوجھ) بھی نہیں اٹھائیں گے، یقیناً وہ (کافر) بالکل جھوٹے ہیں ﴿۱۲﴾ اور وہ (کافر لوگ) اپنا (گناہ کا) بوجھ ضرور اٹھائیں گے اور اپنے (گناہ کے) بوجھ کے ساتھ دوسرے (گناہ کے) بوجھ بھی (اٹھائیں گے) اور وہ (کافر) جو جھوٹ بناتے تھے اس کے بارے میں قیامت کے دن ضرور ان سے سوال ہوگا ﴿۱۳﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) ان کو ستایا جاتا ہے۔

② یعنی ہم دل سے تمھارے ساتھ تھے؛ اس لیے فتح کے نتائج (یعنی غنائم) میں ہم کو بھی شامل کرو۔

③ ضرور معلوم ہے اور ان منافقوں کے دلوں میں ایمان نہیں ہے وہ بھی اللہ کو معلوم ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ
فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۱۴ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۵ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۶ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ
وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۷

اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، سو وہ (نوح علیہ السلام) ان (کی قوم) میں ایک ہزار میں پچاس کم سال (تبلیغ کرتے) رہے، سو (ایمان نہ لائے تو) طوفان نے ان (کی قوم) کو پکڑ لیا اور وہ ظالم تھے ﴿۱۴﴾ سو ہم نے ان (نوح علیہ السلام) کو اور کشتی والوں کو (طوفان سے) بچا لیا اور ہم نے اس (کشتی یا طوفان) کو عالموں کے لیے عبرت بنا دیا ﴿۱۵﴾ اور (ہم نے) ابراہیم (علیہ السلام) کو بھی (نبی بنا کر بھیجا) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ: تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو (اور شرک چھوڑ دو) اگر تم جانتے ہو تو یہی تمھارے لیے بہتر ہے① ﴿۱۶﴾ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف بتوں کی پوجا کرتے ہو اور (بتوں کے بارے میں) تم جھوٹی باتیں بناتے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن (بتوں) کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو تم کو روزی (دینے) کا (بالکل) اختیار نہیں رکھتے②، سو تم روزی اللہ تعالیٰ کے پاس ہی تلاش کرو اور تم اس (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرو اور اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرو، اسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس تم کو واپس لوٹایا جائے گا ﴿۱۷﴾

① بھلائی کیا؟ برائی کیا؟ حق کیا؟ باطل کیا؟ اگر تم جانتے اور سمجھتے ہوتے تو تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور اس کے عذاب کے خوف سے کفر کو چھوڑ دیتے۔

② روزی بھی ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان نعوذ باللہ ایمان برباد کر دیتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہی سمجھایا کہ رزاق اللہ تعالیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو روزی دینے والا مت سمجھو۔

وَاِنۡ تُكَذِّبُوۡا فَقَدۡ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ‌ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۸﴾
اَوَلَمۡ يَرَوۡا كَيۡفَ يُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَـلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ‌ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۱۹﴾ قُلۡ
سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ بَدَاَ الۡخَـلۡقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنۡشِئُ النَّشۡاَةَ الۡاٰخِرَةَ‌ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَرۡحَمُ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَاِلَيۡهِ تُقۡلَبُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَمَاۤ
اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ‌ ۖ وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۲۲﴾ ع ۱۴

اور اگر تم (مجھے) جھٹلاؤ گے تو تم سے پہلے بھی مختلف قومیں (اپنے نبیوں کو) جھٹلا چکی ہیں اور رسول کی ذمے داری یہی ہے کہ وہ صاف صاف باتیں پہنچا دیں ﴿۱۸﴾ اور کیا ان کافروں نے (یہ) نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو کس طرح پہلی بار پیدا کرتے ہیں؟ پھر وہی اس کو دوبارہ بھی پیدا کریں گے①، یقیناً یہ بات اللہ تعالیٰ پر بہت ہی آسان ہے ﴿۱۹﴾ (اے نبی!) تم کہہ دو کہ: تم لوگ زمین میں چلو، پھرو، پھر دیکھو اس (اللہ) نے مخلوق کو پہلی بار کس طرح پیدا کیا؟ پھر اللہ تعالیٰ آخری مرتبہ زندہ کر کے اٹھائیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ﴿۲۰﴾ وہ (اللہ) جس کو چاہتے ہیں (اس کو) عذاب دیتے ہیں② اور جس پر چاہتے ہیں رحم کرتے ہیں③، اور تم سب کو اسی کی طرف پلٹا کر لے جایا جائے گا ﴿۲۱﴾ اور نہ تم زمین میں اور نہ آسمان میں (کہیں بھاگ کر اللہ کو) عاجز کرنے والے ہو اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایت کرنے والا نہیں، اور مدد کرنے والا (بھی) نہیں ہے ﴿۲۲﴾

---

① جیسے سبز پھل، اللہ تعالیٰ اس کو گذشتہ کی طرح دوبارہ بناتے ہیں۔ ② یعنی جو عذاب کا مستحق ہے اس کو۔ عذاب کی صورتیں: (۱) آخرت میں جہنم کا عذاب (۲) دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے محرومی (۳) دنیا کا حریص، لالچی بنا دیا جائے (۴) برے اخلاق والا ہو جائے (۵) اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھیان ہٹ جائے (۶) بدعت کے کام کرنے لگے۔
③ یعنی جو رحمت کا اہل ہو اس پر۔ رحم کی صورتیں: (۱) آخرت میں جنت کا داخلہ (۲) دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مدد (۳) دنیا میں قناعت مل جائے (۴) اچھے اخلاق مل جائے (۵) اللہ تعالیٰ کا دھیان مل جائے (۶) سنت کی اتباع نصیب ہو جائے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآىِٕهٖٓ اُولٰٓىِٕكَ يَىِٕسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾

اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا وہی لوگ میری رحمت سے مایوس ہو گئے ① اور انہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے ﴿۲۳﴾ سو ان (ابراہیم علیہ السلام) کی قوم کے پاس کوئی جواب نہیں تھا؛ سوائے اس کے کہ وہ (آپس میں) کہنے لگے کہ: اس (ابراہیم) کو قتل کر دو یا اس (ابراہیم) کو جلا دو، سو اللہ تعالیٰ نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو آگ سے بچا لیا، یقیناً اس میں جو قوم ایمان لاتی ہے اس کے لیے بڑی نشانیاں ہیں ﴿۲۴﴾ اور اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا: یقیناً تم نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو (خدا) مانا ہوا ہے (جس کے ذریعہ) دنیوی زندگی میں آپس میں دوستی کر کے (تعلقات بنا رکھے ہیں) ②، پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کا انکار کرو گے ③ اور تم آپس میں ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارے لیے کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے ﴿۲۵﴾

① یعنی آخرت میں ان کو مشاہدہ ہوگا کہ وہ محل رحمت نہیں ہے۔

② (دوسرا ترجمہ) بس یہ تمہاری دنیا کی آپس کی دوستی کی وجہ سے ہے (عام طور پر انسان دوستوں اور رشتے داروں کے طریقے پر چلتا ہے اور حق بات کو سوچتا نہیں ہے، کفر بھی دوستوں کی وجہ سے اپنا لیتا ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) ایک دوسرے کے مخالف بن جاؤ گے۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوۡطٌ‌ۘ وَقَالَ اِنِّىۡ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّىۡ‌ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۲۶ وَوَهَبۡنَا لَهٗۤ اِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَجَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالۡكِتٰبَ وَاٰتَيۡنٰهُ اَجۡرَهٗ فِى الدُّنۡيَا‌ ۚ وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۲۷ وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمۡ بِهَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ۲۸

پھر لوط ان (ابراہیم علیہ السلام) پر ایمان لائے اور اس (ابراہیم علیہ السلام)[1] نے کہا کہ: میں ہجرت کر کے اپنے رب کی (بتائی ہوئی جگہ کی) طرف جا رہا ہوں[2]، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست ہیں، بڑے حکمت کے مالک ہیں ﴿۲۶﴾ اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق[3] (علیہ السلام جیسا بیٹا) اور یعقوب (علیہ السلام جیسا پوتا) عطا کیا اور ہم نے ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب کا سلسلہ جاری کیا اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو دنیا میں اس کا ثواب دیا[4] اور یقیناً وہ (ابراہیم علیہ السلام) آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہوں گے ﴿۲۷﴾ اور (ہم نے) لوط (علیہ السلام) کو (نبی بنا کر بھیجا) جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ: حقیقت میں تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے تمام دنیا والوں میں کسی نے نہیں کیا ﴿۲۸﴾

---

① بعض نے حضرت لوط علیہ السلام کو فاعل مانا ہے۔

② (۱) اللہ تعالیٰ نے مجھے جہاں چلے جانے کا حکم دیا ہے میں وہاں چلا جاؤں گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عراق بابل کُوثا سے سفر کر کے حرّان ہوتے ہوئے ملک شام تشریف لے گئے (۲) کسی ایسے مقام کی طرف میں چلا جاؤں گا جہاں رب کی عبادت میں سہولت ہو، کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو (۳) میں اپنی قوم سے منہ پھیر لوں گا، ان سے کوئی دینی تعلق نہیں رکھوں گا اور اپنا روخ اپنے رب کی طرف کر لوں گا۔

③ یعنی پہلی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے۔

④ : (۱) تمام مخلوق میں مقبول امام بنا دیا، مسلمان تو مسلمان یہاں تک کہ یہودی، نصرانی اور بت پرست سب آج تک ان کی عزت کرتے ہیں۔

(۲) دنیا میں مال اولاد اور عزت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

(۳) ملکِ شام عطا فرمایا، معلوم ہوا کہ نیک اعمال کا اصل بدلہ تو آخرت میں ملے گا، دنیا میں کچھ حصہ نقد بھی دیا جاتا ہے۔

اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا

كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ قَالَ

رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۞

کیا تم مردوں کے پاس (خواہش پوری کرنے) جاتے ہو اور راستے میں ڈاکہ ڈالتے ہو اور تم اپنی (بھری) مجلس میں برے کام کرتے ہو① سو ان (لوط علیہ السلام) کی قوم کا (آخری) جواب یہی تھا② "کہ اگر تو سچوں میں سے ہے تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ" ﴿۲۹﴾ اس (لوط علیہ السلام) نے دعا کی کہ: اے میرے رب! فساد کرنے والے لوگوں کے مقابلے میں آپ میری مدد فرمایئے③ ﴿۳۰﴾

---

① حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے گناہ:

(۱) مرد مرد کے ساتھ بدفعلی، اس میں یہ تھا کہ اس برے کام کے بانی اور مرتکب اول یہی لوگ تھے، مزید یہ کہ اس کو جاری رکھنے پر ان کو اصرار تھا، نبی کے روکنے سے نہیں رُکے۔

(۲) مسافروں پر ڈاکہ زنی، قوم لوط کے لوگ مجلس میں بیٹھے ہوتے، ہر شخص کے پاس ایک پیالے میں کچھ کنکریاں ہوتی، مسافر ادھر سے گذرتے تو وہ آپس میں کہتے تھے کہ: اپنا شکار چن لو، ہر شخص نشانہ بنا کر مسافر کو کنکری مارتا تھا، جس کی کنکری مسافر کو لگ جاتی وہی مسافر کا مستحق قرار پاتا، اول اس کا سامان چھین لیتا، پھر اس کے ساتھ بدفعلی کرتا، اور صرف تین درہم دے کر اس کو روانہ کر دیتا۔

(۳) آواز کے ساتھ ریح خارج کرنا۔

(۴) ایک دوسرے پر تھوکنا۔

(۵) مرد بھی مہندی سے انگلیاں رنگتے تھے۔

(٦) لنگی، ازار، شلوار کھول دیتے تھے؛ گویا ستر سب کے سامنے کھول دیتے تھے۔

(۷) سیٹیاں بجاتے تھے۔

(۸) راستے پر چلنے والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔

نوٹ: ہر گناہ جو اپنی ذات میں گناہ ہے اگر اس کو علی الاعلان بے پرواہی سے کیا جائے تو دوسرا مستقل گناہ ہو جاتا ہے، چاہے کوئی بھی گناہ ہو، لہذا یہ دو گناہ ہو جاتے تھے۔

② فطرت مسخ ہو گئی تھی کہ گناہ کے کاموں پر خدا کا خوف بھی باقی نہ رہا۔

③ معلوم ہوا دین کے دشمنوں کے لیے ضرورت کے موقع پر بددعا کرنا جائز ہے اور یہ بددعا حلم اور اخلاق کے خلاف نہیں ہے۔

وَلَمَّا جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِيۡمَ بِالۡبُشۡرٰى ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا مُهۡلِكُوۡۤا اَهۡلِ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ ۚ اِنَّ

اَهۡلَهَا كَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ۖۚ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيۡهَا لُوۡطًا ؕ قَالُوۡا نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِيۡهَا ٝ لَـنُنَجِّيَنَّهٗ

وَاَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ۖ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّاۤ اَنۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِىۡٓءَ بِهِمۡ

وَضَاقَ بِهِمۡ ذَرۡعًا وَّقَالُوۡا لَا تَخَفۡ وَلَا تَحۡزَنۡ ۫

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس (بیٹا ہونے کی) خوش خبری لے کر پہنچے تو فرشتوں نے کہا: ہم اس بستی والوں کو (جس میں لوط علیہ السلام رہتے ہیں) یقیناً ہلاک کرنے والے ہیں، یقیناً اس (بستی) کے رہنے والے ظلم کرنے والے لوگ ہیں① ﴿۳۱﴾ انھوں نے (یعنی ابراہیم (علیہ السلام)) نے کہا کہ: یقیناً اس (بستی) میں تو لوط (رہتے) ہیں، ان فرشتوں نے کہا کہ: ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس (بستی) میں کون (رہتے) ہیں، ہم ان (لوط علیہ السلام) کو اور ان کے (خاص) متعلقین کو ضرور بچالیں گے؛ مگر ان (لوط علیہ السلام) کی بیوی جو پیچھے (عذاب میں) رہ جانے والوں میں سے ہوگی ﴿۳۲﴾ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو وہ ان (فرشتوں کے آنے) کی وجہ سے خوش نہیں ہوئے، (ان لوط علیہ السلام کا) دل ان کی وجہ سے تنگ ہوا② اور وہ (فرشتے) کہنے لگے: (اے لوط!) تم ڈرو مت اور تم غم مت کرو،

① امام نیساپوریؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: ان فرشتوں نے ایک ساتھ دو طرح کے کارنامے انجام دیے:

(۱) پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں جا کر بیٹے کی بشارت دی۔

(۲) پھر حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں عذاب لے کر پہنچے؛ گویا اللہ تعالیٰ کی زمین سے ایک نافرمان قوم کو خالی کرنا ہے، تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ ایک عظیم الشان قوم بنو اسرائیل کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذریعہ ڈال رہے ہیں؛ گویا ایک ہی سفر میں ملائکہ نے دو عظیم کارنامے انجام دیے۔

② (دوسرا ترجمہ) لوط علیہ السلام پریشان ہوئے (تیسرا ترجمہ) حضرت لوط علیہ السلام غمگین ہوگئے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے لیے دو باتیں تھیں: (۱) اگر ان مہمانوں کی عزت کریں، اپنے یہاں ٹھہرائیں گے تو قوم کے لوگ بدفعلی کریں گے، مہمانوں کی آبروریزی ہوگی اور اس میں میزبان کے لیے بھی بدنامی ہے (۲) اور اگر مہمانوں کو اپنے یہاں نہ ٹھہرائیں تو یہ بداخلاقی ہوگی اور مروت کے خلاف ہوگا، مہمان نوازی کے خلاف ہوگا۔

اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝۳۳ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ
الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۳۴ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ ۝۳۵ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ
الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۳۶ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ
دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۳۷ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۗ

یقیناً ہم آپ کو اور آپ کے (خاص) متعلقین کو بچالیں گے آپ کی بیوی کے سوا، وہ تو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی ﴿۳۳﴾ یقیناً ہم اس بستی والوں پر وہ جو نافرمانی کرتے تھے اس کی وجہ سے آسمان سے ایک عذاب اتارنے والے ہیں ﴿۳۴﴾ اور پکی بات یہ ہے کہ ہم نے اس بستی کی کچھ کھلی ہوئی① نشانی (اب تک) سمجھ دار لوگوں کے لیے چھوڑ رکھی ہے ﴿۳۵﴾ اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھی (نبی بنا کر بھیجا)، سو اس (شعیب) نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی امید رکھو اور تم زمین میں فساد مچاتے ہوئے مت پھرو ﴿۳۶﴾ سو قوم کے لوگوں نے ان (شعیب علیہ السلام) کو جھٹلا دیا، سو زلزلے نے ان کو پکڑ لیا، پھر صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ﴿۳۷﴾ اور (ہم نے) قومِ عاد کو اور قومِ ثمود کو (بھی ہلاک کر دیا) اور ان (کی بربادی) کا حال تم پر ان کے مکانوں سے کھل چکا ہے②

---

① یعنی ظاہری، نظر آنے والی نشانیاں:

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں کے کھنڈر اور ویران نشان۔

(۲) وہ پتھر جو قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب میں برسائے گیے، وہ پتھر باقی رکھے گئے تھے، امتِ محمدیہ کے ابتدائی دور تک وہ پتھر موجود تھے۔

(۳) ان بستیوں میں کالا گھاڑا جو پانی نکل آیا۔

(۴) اس قوم کے تباہی کے قصے کو مشہور کر کے اس کو نشانی کے طور چھوڑ دیا۔

آج تک عذاب دی ہوئی قوم کے کھنڈرات موجود ہیں، باقی تفصیل بندے کے سفرنامے میں دیکھیے۔

② ایک مفہومی ترجمہ: ان کی بستیوں کے کھنڈرات تم دیکھ چکے ہو۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿٣٨﴾
وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۗ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي
الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ
حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ
مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٠﴾

اور شیطان نے ان کے (برے) کام ان کو اچھے بنا کر کے دکھلائے، پھر اس (شیطان) نے ان کو سیدھے راستے سے روک دیا تھا؛ حالاں کہ وہ بڑے ہوشیار تھے① ﴿۳۸﴾ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (بھی ہلاک کر دیا)② اور بالکل پکی بات یہ ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس (حق کی) صاف صاف دلیلیں لے کر آئے تھے، سو انھوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ (ہمارے عذاب سے بچ کر) بھاگ نہیں سکے③ ﴿۳۹﴾ سو ہم نے سب کو ان کے اپنے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا، سو ہم نے ان میں سے بعضوں پر تو پتھر برسانے والی آندھی بھیجی تھی اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن کو چنگھاڑ (یعنی ڈراؤنی آواز) نے پکڑ لیا اور ان ہی میں سے بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا، اور ان ہی میں سے کچھ لوگوں کو ہم نے (پانی میں) ڈبو دیا④ اور اللہ تعالیٰ ان پر ظلم کرنے والے نہیں؛ لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے ﴿۴۰﴾

---

① [۱] دنیوی معاملات میں بڑے ہوشیار تھے؛ لیکن دین کی بات آتی تو وہ سمجھ سے کام نہ لیتے [۲] نبی کی سچائی کو دل سے سمجھتے تھے؛ لیکن دنیوی اغراض سے انکار کرتے تھے۔

② کہتے ہیں کہ: قارون نسب اور خاندان کے اعتبار سے فرعون اور ہامان کے مقابلے میں شریف تھا؛ کیوں کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان بنو اسرائیل کا تھا؛ اس لیے اس کا نام پہلے نمبر پر آیا ہو، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہو گیا کہ اونچے اور شریف خاندان کے لوگ اگر کفر کریں یا گناہ کریں تو وہ بہت ہی زیادہ برا اور سنگین کام ہے۔

③ (دوسرا ترجمہ) وہ جیت جانے والے نہیں تھے۔ ایمان کی اور نبی کی سچائی کی کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی حق کے سامنے نہیں جھکے، تکبر اور غرور نے ان کی گردن نیچے نہیں ہونے دی، بس اسی وجہ سے عذاب آیا۔

④ آندھی کا عذاب قومِ عاد پر، بھیانک آواز قومِ ثمود کے لیے، زمین میں دھنسانا قارون کو، پانی میں ڈبو دینا قومِ نوح اور فرعون اور ہامان کو ہوا۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۖۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ
اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴۲ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ
اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝۴۳ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۴ ع ۴ ۱۴

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (دوسروں کو) کام بنانے والا بنا رکھا ہے ان لوگوں کی مثال (یعنی حالت) مکڑی جیسی ہے، جس (مکڑی) نے ایک گھر بنا رکھا ہے اور یقیناً تمام گھروں میں سب سے کمزور مکڑی کا گھر ہوتا ہے، کاش کہ یہ لوگ (اس کی حقیقت) جان لیتے (تو ایسا نہ کرتے!)① ﴿۴۱﴾ وہ لوگ اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر جس چیز کو بھی پکارتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں② اور وہ (اللہ تعالیٰ) بڑے زبردست ہیں، بڑے ہی حکمت والے ہیں ﴿۴۲﴾ اور یہ (قرآنی) مثالیں ہم لوگوں کے فائدے کے لیے بیان کیا کرتے ہیں، جو علم والے ہیں وہی اس کو سمجھتے ہیں③ ﴿۴۳﴾ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو جیسا (بنانا) چاہیے (ویسا ہی) بنایا ہے، یقیناً اس میں ایمان والوں کے لیے بڑی نشانی ہے ﴿۴۴﴾

---

① مکڑی کے آٹھ پیر ہوتے ہیں، چھ آنکھیں ہوتی ہیں، اس میں ایک زہریلا مادہ ہوتا ہے جو انسان کو ہلاک کر سکتا ہے اور مکڑی کو اللہ تعالیٰ نے عجیب جالا اور نیٹ بنانے کا فن دیا ہے، اور جالا اور نیٹ بنانے کے لیے باہر سے کوئی خام مال لانے کی ضرورت نہیں: بلکہ اسی کے اندر سے اللہ تعالیٰ خام مال پیدا فرماتے ہیں اور وہ بھی بہت لمبی مقدار میں ہوتا ہے کہ اس میں سے کتنے سارے جالے بنالیتا ہے، اور اس کے ذریعہ وہ اپنی غذا اور اپنی ضرورت پوری کرتا ہے، کیسا عجیب و غریب یہ جانور اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ یہاں آیت میں تشبیہ دی گئی کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے جیسے لوگوں پر یا بتوں پر بھروسہ کرتے ہیں، ان کو اپنا معبود بناتے ہیں، کام بنانے والا سمجھتے ہیں، وہ بالکل مکڑی کی طرح کمزور ضعیف ہیں کہ وہ ان کو کسی طرح فائدہ نہیں دے سکتے، مکڑی کا جالا پھر بھی مکڑی کو شکار کے ذریعہ غذا کا فائدہ دیتا ہے: لیکن یہ اللہ کے سوا بت اور معبودانِ باطل یہ دوسرے انسان کو کوئی حقیقی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

② (دوسرا ترجمہ) یقیناً اللہ تعالیٰ تو ان سب کی (حقیقت) جانتے ہیں جن کو یہ لوگ اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کہ وہ کوئی (قابلِ ذکر) چیز ہو۔ ③ حدیث شریف میں عالم کا مطلب یہ آیا ہے: جو اللہ تعالیٰ کے کلام میں غور و فکر کرے، اس کی طاعت پر عمل کرے، اس کو ناراض کرنے والے کاموں سے بچے۔

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ
وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ
الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ
اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ
اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ
وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

جو کتاب تمھارے پاس وحی کے ذریعہ بھیجی گئی اس کو پڑھتے رہو① اور تم نماز کو قائم رکھو، یقیناً نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے② اور اللہ تعالیٰ کا ذکر تو سب سے بڑی چیز ہے③ اور جو کام تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتے ہیں ﴿۴۵﴾ اور تم اہلِ کتاب سے بحث مت کرو؛ مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو؛ مگر یہ کہ ان (اہلِ کتاب) میں سے جن لوگوں نے ظلم کیا④ اور تم یوں کہو: ہم ایمان لائے اس (قرآن) پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور اس (کلام) پر بھی جو تمھاری طرف اتارا گیا، ہمارا اور تمھارا معبود تو ایک ہی ہے اور ہم اسی (اللہ) کا حکم ماننے والے ہیں ﴿۴۶﴾ اور (اے نبی! جس طرح پہلے نبیوں پر کتاب اتاری) اسی طرح ہم نے تمھاری طرف کتاب اتاری، سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں⑤ اور ان (اہلِ مکہ) میں سے بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس (قرآن) کو مانتے ہیں اور (ضدی) کافر لوگ ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں ﴿۴۷﴾

① مطلب: [۱] خود تلاوت اور لوگوں کو قرآن سنانا [۲] معانی میں بھی غور کیا جائے [۳] تلاوت کے ذریعے ایمان کی دعوت۔
② نماز کو قائم کرنے سے گناہ سے بچنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ نماز کا کام فحشا اور منکر سے روکنا بتلایا گیا ہے، اب لوگ نہ رکیں تو نماز کا کیا قصور؟ یہ ایسا ہی ہے کہ واعظ لوگوں کو برے کام سے روکتا ہے اس کا کام روکنا ہے، لوگ نہ رکیں تو واعظ کا کوئی قصور نہیں۔ (از ملفوظات فقیہ الامت) کامل نماز پر مواظبت انسان کو برائی سے روکتی ہے۔
③ نماز تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام تک اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نماز میں ہو کہ نماز کے باہر ہو بڑی چیز ہے۔
④ تو تم کو اجازت ہے کہ ان کی رعایت نہ کرو۔ آگے احسن طریقے کی وضاحت ہے۔
⑤ اس میں اہلِ کتاب کے دو گروہ کا ذکر ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ

مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً

وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ع

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور (اے نبی!) تم اس (قرآن) سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور اپنے (داہنے) ہاتھ سے اس کو (یعنی کسی کتاب کو) نہیں لکھتے تھے، اگر ایسا کرتے ہوتے تو یہ جھوٹے لوگ شک میں پڑتے ﴿۴۸﴾ بلکہ وہ (قرآن) تو صاف ① کھلی ہوئی آیتوں کا مجموعہ ہے جو علم (یعنی سمجھ) والے لوگوں کے دلوں میں (محفوظ) ہے اور ظالم لوگ ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں ﴿۴۹﴾ اور وہ (کافر) لوگ کہنے لگے کہ: اس (محمد ﷺ) پر ان کے رب کی طرف سے (جیسی کافر چاہتے ہو ویسی) نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں؟ (اے نبی!) تم (ان کو) کہہ دو کہ: یقیناً نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور میں تو صاف صاف ڈرانے والا (نبی) ہوں ﴿۵۰﴾ کیا ان (کافر) لوگوں کے لیے (نشانی کے طور پر) یہ (بات) کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہے ② یقیناً اس میں بڑی رحمت اور نصیحت ہے ایمان رکھنے والے لوگوں کے واسطے ﴿۵۱﴾

(اے نبی! ان کافروں سے) تم کہہ دو: اللہ تعالیٰ (میرے رسول ہونے پر) میرے اور تمھارے درمیان گواہی دینے کے لیے کافی ہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ (اللہ تعالیٰ) اس کو جانتے ہیں اور جو لوگ جھوٹ (یعنی کفر) پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے ہیں وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ﴿۵۲﴾

① قرآن ایک کتاب ہے اور اس کا ہر حصہ معجزہ ہے اسی طرح ایسی کتاب ہے جس میں سورتوں کی شکل میں بہت سارے حصے ہیں اور ہر ایک معجزہ ہیں۔ ② ہمیشہ پڑھ کر سنائی جاتی ہے ایک مرتبہ میں معجزہ ہونا سمجھ میں نہ آوے تو دوسری مرتبہ میں۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِؕ وَلَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ
بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۵۳ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ
بِالْكٰفِرِيْنَۙ ۝۵۴ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ
ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۵۵ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ
فَاعْبُدُوْنِ ۝۵۶ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝۵۷ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَاؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۵۸ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۵۹

اور وہ (کافر) لوگ تم سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اگر (عذاب کا) ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر ضرور عذاب آجاتا اور وہ (عذاب) ان پر اچانک آنے ہی والا ہے اور ان کو پتہ (بھی) نہیں چلے گا ﴿۵۳﴾ وہ (کافر) لوگ عذاب تم سے جلدی مانگتے ہیں اور یقیناً جہنم (ان) کافروں کو ہر طرف سے گھیرنے والی ہے ﴿۵۴﴾ جس دن کہ ان کے اوپر سے بھی اور ان کے پیروں کے نیچے سے بھی عذاب ان کو گھیر لے گا اور وہ (اللہ تعالیٰ) فرمائیں گے: جو (برے کام) تم کرتے تھے اس کا مزہ تم چکھو ﴿۵۵﴾ اے میرے وہ بندو جو ایمان لا چکے ہو! (سنو) میری زمین تو بہت وسیع ہے، سو تم (خالص) میری ہی عبادت کرو ﴿۵۶﴾ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، پھر تم (سب) ہماری طرف واپس لوٹائے جاؤ گے ﴿۵۷﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے ہم ضرور ان کو جنت کے ایسے جھروکوں ① میں جگہ دیں گے جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، (نیک) عمل کرنے والوں کو بہترین بدلہ ملے گا ② ﴿۵۸﴾ جن لوگوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ﴿۵۹﴾

---

① یعنی بالاخانوں، اوپر والی منزل۔

② (دوسرا ترجمہ) نیک کام کرنے والوں کا کتنا اچھا بدلا ہے۔

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ دَآبَّةٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرۡزُقُهَا وَاِيَّاكُمۡ ۖ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿٦٠﴾

وَلَٮِٕنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ۚ

فَاَنّٰى يُؤۡفَكُوۡنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَيَقۡدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ

شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَٮِٕنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِ

مَوۡتِهَا لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هٰذِهِ الۡحَيٰوةُ ع ٦

الدُّنۡيَاۤ اِلَّا لَهۡوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ لَهِىَ الۡحَـيَوَانُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿٦٤﴾ فَاِذَا

رَكِبُوۡا فِى الۡفُلۡكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ

اور بہت سارے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھا کر نہیں رکھتے، اللہ تعالیٰ ان کو بھی اور تم کو بھی روزی پہنچاتے ہیں اور وہ (ہر بات کو) سننے والے (ہر چیز کو) جاننے والے ہیں ﴿۶۰﴾ اور اگر تم ان (کافروں) سے سوال کرو کہ: کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا؟ تو وہ ضرور جواب دیں گے: اللہ تعالیٰ ہی نے، پھر وہ الٹے پھر کر کہاں چلے جاتے ہیں؟ ﴿۶۱﴾ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتے ہیں روزی کو کشادہ کر دیتے ہیں① اور جس کے لیے چاہتے ہیں ناپ کر دیتے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں ﴿۶۲﴾ اور اگر تم ان (کافروں) سے پوچھو کہ: کس نے آسمان سے پانی اتارا، پھر اس (پانی) کے ذریعہ زمین کو اس کے مردہ (سوکھی) ہو جانے کے بعد زندہ کیا؟ تو وہ جواب میں یہی بات کہیں گے کہ: اللہ تعالیٰ ہی نے② تم کہو کہ: تمام تعریف (یا شکر) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے؛ بلکہ ان میں کے اکثر لوگ سمجھتے نہیں ہیں ﴿۶۳﴾

اور یہ دنیا کی زندگی کھیل کود کے سوا کچھ نہیں ہے③ اور یقین رکھو کہ آخرت کی زندگی ہی حقیقت میں (اصلی) زندگی ہے، کاش کہ یہ لوگ اتنی بات سمجھ لیتے!④ ﴿۶۴﴾ سو جب وہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اسی (اللہ تعالیٰ) پر خالص عقیدہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے ہیں،

① (دوسرا ترجمہ) پھیلا دیتے ہیں۔ ② تو ان کافروں نے اللہ کے خالق ہونے کا اقرار کر لیا اس پر۔
③ کہ اس میں تھوڑی دیر مزہ آتا ہے۔ ④ تو دنیا کے عارضی مزہ کے خاطر آخرت کو برباد نہ کرتے۔

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ
حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ع

پھر جب ہم ان کو بچا کر زمین کے کنارے لے آتے ہیں تب وہ شرک کرنے لگتے ہیں ﴿۶۵﴾ (نجات کی نعمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ) تاکہ جو (نعمت) ہم نے ان کو دی ہے اس کی ناشکری کریں اور وہ (تھوڑے دن دنیا میں) مزے اڑالیویں بس (آگے) ابھی ان کو (سب) پتہ چل جاوے گا ﴿۶۶﴾ کیا ان کافروں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا؛ حالاں کہ لوگ ان (حرم والوں) کے آس پاس سے اچک لیے جاتے ہیں ① کیا پھر بھی باطل (یعنی جھوٹے معبود) کو وہ لوگ مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں؟ ﴿۶۷﴾ اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا جب سچی بات اس کو پہنچی تو اس کو جھٹلائے، کیا جہنم میں (ایسے) کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہے؟ (یقیناً ہے) ﴿۶۸﴾ اور جن لوگوں نے ہمارے واسطے محنت کی ② ہم ان کو ہمارے راستوں پر ضرور پہنچادیں گے ③ اور یقیناً اللہ تعالیٰ تو نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہیں ﴿۶۹﴾

---

① (دوسرا ترجمہ) حالاں کہ ان کے اطراف کی جگہوں سے لوگوں کو مار کر نکالا جا رہا ہے (لوٹے اور مارے جاتے ہیں)۔
نکتہ: حرم کی نسبت پر اہلِ مکہ کے لیے بہت سارے خصوصی انعامات ہیں۔ اسی طرح دینی نسبت پر اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو بھی بہت نواز رکھا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔
② (دوسرا ترجمہ) ہمارے واسطے تکلیف اٹھائی (تیسرا) ہمارے خاطر کوشش کی۔ دین میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے پوری توانائی صرف کرنا؛ چاہے رکاوٹ کفار کی طرف سے ہو یا نفس کی طرف سے۔
③ (الف) دین کی خاطر محنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کی طرف رہبری ہوتی ہے، خاص کر حق و باطل میں التباس ہو وہاں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو حق پر چلاتے ہیں اور جنت کی منزل بھی آسان ہوجاتی ہے۔ (ب) جو علم پر عمل کرنے میں محنت کرتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ دوسرے علوم منکشف فرماتے ہیں اور عمل بھی آسان ہوجاتا ہے۔